[illegible]

[illegible] ممبر پنجاب

[illegible] ایسوسی ایشن پنجاب [illegible] ممبر پنجاب پبلک لائبریری

لیڈی ایچیسن ہسپتال وغیرہ وغیرہ

سنہ ۱۸۹۲ء

[illegible]

باجازت خاص یہ کتاب بنام نامی

جناب نواب معلی القاب انریبل سر جیمس براڈوڈ لائل صاحب جی سی-آئی-ای-کے-سی-ایس آئی سابق لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب

مصنف نے نامزد کی ہے جس کے دل پر یوم حصول شرف نیاز سے جناب ممدوح کے اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ مثلاً حب ترقی تعلیم و عقل سلیم و پسندیدگی راستی و انصاف و ہمدردی غربا و مصیبت زدہ و رحم دلی عام نے ایسا اثر کیا کہ ہر وقت اُس کے دل مین یہی آرزو رہی کہ کوئی ایسا ذریعہ ہو جس سے وہ اپنی شکر گذاری کے خیالات ظاہر کرے شکر ہے خداوند تعالے جل شانہ کا کہ اُس کی یہ آرزو پوری ہوئی اور وہ اس لائق ہُوا کہ اپنی مدت کی محنت اور جانکاہی کے ثمرہ کو اُن کی قدوم میمنت لذوم پر قبولیت کے واسطے رکھے +

دیباچہ

چونکہ پیشہ وکالت ہند مین ایک مدت درازسے قائم ہے اور خصوص ملک پنجاب مین بھی عرصہ معقول سے اور چونکہ یورپین زبانون اور خصوص انگریزی زبان مین اس پیشہ کی بہت ایسی ایسی عمدہ عمدہ کتب واسطے رہبری اہل اس پیشہ کے اُستادان نے لکھے ہوئے ہیں کہ اہل اس پیشہ کیلئے چراغ ہدایت ہین مگر اردو زبان مین ایسی کتابین کم ہین اوراسلئے ضرورت ہے کہ اگر کوئی ایسی کتاب لکھی جاوے۔ کہ جسمین خلاصہ مُصنفان انگریزی کے کتب کا ہو اور نیز امورات متعلق ملک ہند اور تجربات ہند بھی شامل کئے جاوین تو بہتر معلوم ہوتا ہے اگرچہ یہ کہنا کہ ایسی کتاب مکمل دفعتاً تحریر ہوسکے امر محال ہے کیونکہ یہ پیشہ جو کل امورات دنیاوی پر محیط ہے اُسکو احاطہ تحریر مین لانا ہی امر محال ہے۔ مگر چونکہ بندہ کو ملک پنجاب مین یہ فخر حاصل ہے کہ ابتداء وکلاء چیفکورٹ مین سے مین بھی ایک ہون اسلئے جسقدر میری عقل ناقص مین مناسب معلوم ہوا اس کتاب مین جمع کرنا یا خود لکھنا اختیار کیا اور جمیع صاحبان اس پیشہ سے جنکے ملاحظہ سے یہ چند اوراق گذرین امید کیجاتی ہے کہ وہ اِس کتاب کو ایک ابتدائی کتاب تصور کرکے اور اس نظر سے کہ اسسے دیگر اہل اس پیشہ کو شوق تحریر پیدا ہوگا بندہ کے نقص تحریر و تکمیل کو نظر عفو سے دیکھینگے اور جو اہل اس پیشہ کے بڑے بڑے عالم و فاضل ہین وہ اسطرف رجوع کرینگے کہ وہ ایسی کتاب کی تکمیل کرنے مین توجہ کرین +

اس کتاب مین دس باب ہین

مگر چونکہ یہ کتاب بفضل اللہ تعالیٰ زمانہ جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند وشاہ انگلستان وغیرہ دام اقبالہا کے اور لارڈ لینسڈون صاحب گورنر جنرل ووائسرائے ہند کے وآنریبل سر جیمس براڈ وڈ لائیل صاحب کے عہد حکومت پنجاب مین احاطہ تحریر مین آئی ہے اسلئے تھوڑا سا ذکر ان کا بھی کرنا ضروریات سے ہے۔ زمانہ جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کا تو محتاج تعریف مصنف نہین ہے۔ اس زمانہ کی بابت بڑے بڑے مصنفان عالی دماغ نے کئی ایک جلد کتابین تک لکھی ہین صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ ایسا زمانہ باامن وآمان وعام فرخندہ حالی وآسایش ہر قسم رعایا کا اور آزادی خیالات ہر قسم کا اور حکومت صرف بہ نیت فائدہ رعایا ہونیکا نہ کبھی ہوا اور نہ ہوگا اسکی بابت مینے اس کتاب مین کچھ زیادہ لکھا ہے اسکو پڑھ لینا چاہئے۔ باقی زمانہ لارڈ لینسڈون صاحب کا بھی اظہر من الشمس ہے اور جو جو جناب ممدوح نے دلجوئی رعایا اور امن وآسایش خلایق کیلئے توجہ مبذول فرمائی ہے وہ محتاج تحریر مصنف نہین ہے۔ تھوڑا سا مفصل حال زمانہ جناب سر جیمس براڈ وڈ لائیل صاحب لفٹنٹ گورنر پنجاب کا اگر مین لکھون تو غیر از موقع ہوگا کہ جن سے مجھکو بار حاصل رہا ہے اور جنکی عنایات بے غایات کا مین بذات خود بھی ممنون ہون۔ سب کو جو اسوقت پنجاب مین موجود ہین آشکارا ہے کہ جناب ممدوح نے ابتدائی ملازمت سرکاری پنجاب مین شروع کی اور بندوبست ملک اور عدالت انصاف سے ہر کہ ومہ کے دلپر نقش محبت پیدا کیا خلقت انکو ابتدا سے اپنا رحیم و دردو شریک و منصف مزاج غریب پرور حاکم سمجھتے رہے۔ اگر تمثیلاً پوچھو تو دیکھو کلو اور کانگڑہ اور دیگر باشندگان کوہستان کو کہ جب کبھی آپ زمانہ حکومت لفٹنٹ

لوہاری میں بھی اس طرح تشریف لے گئے ہزارہا آدمی زیارت کرنے کے واسطے سدھا کوس سے
آئے اور حضور ممدوح نے مرحمت فرما کر سے برکت حاصل کی اور ایسے خلق سے ملے کہ جیسے اولاد اپنے ماں باپ
سے ملتی ہے۔ پھر جب شہزادہ صاحب نے ملازمت کو دیکھا تو پہلے لاہور ہی کی طرف رجوع کر کے پہلے خلقت کی صحت
کی دنیا میں ہر ایک شخص کو مطلوب ہے۔ تو صحت کے باب میں ہر ایک شخص جس کو آپ کی
ملاقات سے بہرہ حاصل ہے۔ واقف ہوگا کہ ہر ایک سے خلقت کی صحت اور بیماری کا حال اس
توجہ سے دریافت کیا کرتے کہ جیسے باپ اپنے بیٹوں کی بابت پوچھتا ہے نہ صرف اس طرح سے
کہ جیسے بعض حکام معمولی طور پر پوچھا کرتے ہیں بلکہ اُن کے چہرہ بابرکت سے یہ آشکارا ہوتا کہ دل و
جان سے صحت رعایا کے وہ خواہان ہیں۔ اگر بیماری معلوم ہوتی تو اُس کے بواعث دریافت کرتے
اور اس کے دفعیہ کی کوشش میں مصروف ہوتے۔ اور اسی طرح سے حال رعایا یعنے زمینداران
کی طرف ہر وقت خیال لگا رہتا مثلاً بارش کے نہ ہونے کے سبب جو تکلیف رعایا کو ہوتی ہے اُنکی تکلیف
میں شریک ہو کر ہر وقت اُس کا تذکرہ فرماتے۔ اور رعایا کی زیرباری بسبب مقدمہ بازی یا قرضداری
بسبب فضول خرچی یا غیر معمولی سود ساہوکاران ایک خاص امر تھا جس کے دور کرنے کی طرف
ہمیشہ توجہ مبذول رہتی۔ اور خلقت میں اخلاق حمیدہ کے افزائش کی طرف دل و جان سے مصروف
چنانچہ بغرض حصول صحت خلایق آپنے جب دیکھا کہ ہسپتال شہر لاہور جو ایک عظیم جگہ علاج کی ہے
اگر اس کو روپیہ کی مدد بہت ملے تو تمام خلایق اور خصوصاً غربا کو فائدہ ہو اس لئے ہر طرح سے
اُس کی ترقی کی سرکار کی طرف سے امداد زیادہ کی میونسپل کمیٹی کی توجہ اس طرف رجوع کی بلکہ بعض بعض
ایسی حالت میں جبکہ میونسپل کمیٹی اصلی فائدہ کے سمجھنے میں غافل رہی تو انہیں حکم سے آگاہ کر دیا۔ اور نیز عمارت
ہسپتال کی بقدر زیادہ کرائی کہ جس سے بیمار ہر قسم آرام سے ہیں علاوہ اور عمارتوں کے ایک ونگ زیادہ کرایا
اور اسکو نام نامی جناب شاہزادہ پرنس وکٹر صاحب مرحوم کے نام سے نامزد کرایا اور اسی کے ساتھ بہ شراکت جناب لیڈی صاحبہ
کے زنانہ ہسپتال کی وہ ترقی کی کہ عمارت زیادہ کی گئی اور لیڈی صاحبہ کی کوشش و تندہی اور مدد جیب خاص سے
آمد ہسپتال زیادہ ہوئی۔ ایک چھوٹا مکان پہلے تھا۔ اُسکو زیادہ کرایا اور لیڈی لائیل ہوم ایک عظیم الشان

جگہ واسطے سکونت زنانہ طالبعلمان کے بنوائے اور ہر موقعہ پر اپنی حضوری سے اُس کی شان و شوکت
بڑھائی اور لوگون کو اُس طرف رجوع کیا کیونکہ اُنکو معلوم تھا کہ ہندوستانی عورات علاج مردون سے
پرہیز کرتی ہین اور پردہ ہین عورتون سے علاج کرانے مین اعتراض نہین کرتین اور پھر بہ نظر
ازدیادگی تعلیم علم حکمت و جراحی ڈاکٹری کالج لاہور کی طرف وہ توجہ کی کہ پروفیسر زیادہ منظور کئے اور
کراسئے اور وظیفون کی ازدیادگی کرائی کہ جس سے کالج کے طلبائے دو چند سہ چند چہار چند ہوگئے اور
پھر زمینداران کی زیر باری کے لیئے قانون موجودہ درست کرائے اور قانون سہل ترکی اجرائے
کے واسطے تحریک کی اور قانون مزارعان و مالکان و قانون مال نے بھی آپ ہی کے زمانہ
مین نشو و ظہور پایا جس سے مالکان و مزارعان کے حقوق اصلاح ہوکر تکمیل کو پہنچے اور رقوم
تقاوی وغیرہ مین وہ ترقی کی کہ افلاس زدہ زمیندار چاہ لگاوین اور دیگر ترقی زراعت مین سرکار
سے بسہولیت روپیہ لے سکین اور بتدریج ادا کرین اور تعلیم اعلےٰ کی طرف اِسقدر کوشش
کی کہ جبکہ دیکھا کہ فیس بھاری ہے اور کالج کے طلبا کو تکلیف ہے تو ایک عرصہ کے لیئے اجرائے
اُس کا التوا کردیا اور علم اخلاق کی طرف خاص توجہ سے کتب اخلاق کی تدریس کی اجرائے مین
بہت کوشش کی اور سررشتہ سول سروس اور سٹیچوٹری مین جو فرق تھا اُس کو ایک گونہ سٹیچوٹری
سولین کو عہدہ ہائے جلیلہ برابر کے دیکر دکھا دیا کہ اِس مین اگر فرق ہے تو تنخواہ ہی کا ہے نہ کہ عہدہ
کا سشن ججی اور ڈپٹی کمشنری پر اگر پنجابی پہنچے تو اسی عہدہ مین پہنچے اور کل ملازمان کیا سول کیا
دیگر کے حقوق کی پوری احتیاط کی اور پورے انصاف سے ہر ایک کا حق و رتبہ قائم رکھا اور
جب کبھی کسی ملازم پر شکایت ناحقہ ہوئی تو اس بردباری سے خود اُس مقدمہ کو غور سے دیکھا
کہ جس سے ناحقہ شکایت دور کردین اور روزگار مین فرق نہ آنے دیا اور رؤسا و دیگر خیرخواہان
کو بقدر مناسب عزت و انعام و عنایات عطا کرنے مین ترازوئے عدل کو ہاتھ سے نہ چھوڑا پولیس کی
جب تنخواہ حسب حال زمانہ نہ دیکھی تو اُس کو بھی ترقی دیکر حسب حال زمانہ کردیا اور پھر احصہ
فری ٹریڈ نے اس قدر اس زمانہ مین ترقی پائی اور جس کے لیئے زمینداروں نے وہ ترقی

کی کہ علاوہ یہاں سے ولایت کو اتنا بڑھ گیا کہ زمینداران کا زر نقد سے دست فراغ ہو گیا اگرچہ بعضون کے لوگ اس کے خلاف تھے مگر ان کی شکایت خلاف ہوا تھی جب انہون نے شکایت پیش کی تو وجوہات معقول سے ان کو قائل کر دیا اور پنچایت منسوخ [illegible] وہ توجہ کی کہ ان کے قیام اور اصلاح مین کوئی دقیقہ نہ چھوڑا اپنے کل تجربات اور کوشش کرنے کیلئے ایکٹ جدید پاس کرایا جس سے نہ صرف اصلاح پنچایتون ہی کی ہوئی بلکہ اخلاق ملک کی بھی اصلاح ہوئی جیسے دفعہ ۲۰ جس کو سب کمیٹی اجراے کراوے تو کسی یا زیادہ باشندگان پنچایت کمیٹی کی نالش پر کہ کوئی مکان جو ان کے قرب و جوار مین ہے کمینون کے چکلہ کے طور پر یا بد اطوار اشخاص کی ایسی جا زمین استعمال کیا جاتا ہے - تو مجسٹریٹ بشرط ثبوت اس کو نکال سکتا ہے اور [illegible] روزانہ جرمانہ مقرر کرسکتا ہے اور دفعہ ۶۷ و ۷۱ دربارہ [illegible] بازارات کے [illegible] انسداد [illegible] زندگی مین کیسے وسیع کیے گئے جو مناسب [illegible] تھا ۔

اور دفعہ ۱۱ [illegible] تاجی تھا کہ جب اگر صفائی نہ [illegible] تو جرمانہ وغیرہ [illegible] کا دور [illegible] بعض پنچایت کمیٹی [illegible] مکانات [illegible] وہ بھی کبھی [illegible] وغیرہ [illegible] چھوڑتے ہیں اور کسی رو سے [illegible] کو کام کرنے دیتے ہیں چنانچہ اس تکلیف کے [illegible] کرنے مین کس قدر سہولیت ہوئی ہے - اور نیز جب دیکھا کہ لوگ تعلیم مین پیچھے رہتے تو ان کے [illegible] کالج کے تحریک ہونے پر نہایت توجہ مبذول فرمائی - اور چیف کالج کے طلبا کی طرف [illegible] سے بلحاظ رتبہ ان کی اس حیثیت خاطرداری کی کہ جس سے وہ باعث [illegible] مین - اور انتخاب [illegible] اور [illegible] کو تو قایم رکھا مگر جب دیکھا کہ لوگ [illegible] مقدار مناسب حصہ نہین پاتے تو اس مین بھی تشریح مناسب کر دی جس سے حسب حقوق اور مناسبت کے لوگ [illegible] حصول ڈگری ہی پر مدار نہ رکھا بلکہ خدمات سرکاری اور رتبہ اشخاص اور تربیت [illegible] کو جو ایک ضروری امر ہے شامل کر دیا ۔

عہدہ لفٹنٹ گورنری ایک نہایت مشکل عہدہ ہے کئی ایک مختلف قومین اور مختلف خیالات کے انسانون پر حکومت کرنی اور ہر ایک کو خوش کرنا پڑتا ہے اور ہر ایک خیال کا آدمی یہ چاہتا ہے کہ وہ حکومت مطابق اُس کے خیالات کے موجودہ اپنے ذہن مین جمع رکھتا ہے اور اس لیے اُس کے ہر کام پر اکثر بلا وجہ بھی اعتراضات ہوتے ہین مگر اگر وہ پورا عقلمند ہو اور ہر ایک کو خوش کرنے کی کوشش کرے تو کامیاب ہوتا ہے ہمارے سر جیمس براڈ وڈ لائیل صاحب لفٹنٹ گورنر مین یہ اوصاف موجود ہین کہ اگرچہ بعض امورات پر خفیف اعتراض لوگون نے کئے مگر آخر کار بہ سبب ہر دل عزیزی اور رحیم مزاجی کے کُل فرقہ ہائے اس حکومت کے ثنا خوان ہین اور پھر ایک خاص اوصاف ہمارے لفٹنٹ گورنر مین یہ ہے کہ فخر اور شان و شوکت کا نام ونشان نہین جب دیکھو غریب اور امیر سے برابر پیش آتے ہین تعریف کے بالکل خواہان نہین ہین بلکہ ناپسند فرماتے ہین +

باب اوّل

تعریف ومنصب پیشہ وکالت

پیشہ وکالت مین ایک بڑا وصاف یہ ہے کہ یہ ایک قسم کی جمہوری ہے جس مین ہر ایک داخل ہوسکتا ہے اور جسمین ہر ایک جو محنتی ہو اور قابلیت رکھتا ہو بلالحاظ وسیلہ کے اور خوف نامیدی کے بدلا پاسکتا ہے اور اسمین بدل بھی ایسے ہیں کہ جو بہت عظیم اور شاندار ہین کسی درجہ یا رتبے کا آدمی اس مین شامل ہونے سے پرہیز نہین کرتا۔ اور یہ وہ جماعت ہے کہ سوائے مدد جس کے قوانین ملک پورا پورا عمل میں نہین آسکتے اور یہ وہ پیشہ ہے کہ جس مین سے مجسٹریٹ اور جج درجہ اخیر تک انتخاب ہوتے ہیں۔ اور جب اس کے کامون کی طرف دیکھو کہ یہ کام ایک مشکل ہے اور کس جفاکشی سے آدمی اس تک پہنچتا ہے اور پھر ان کے پاس نہایت ہی پردے کے امورات بتائے جاتے ہیں اور ان کی صلاح کو لوگ ایسا سمجھتے ہیں جیسے الہام غیبی ہو اور نہایت ضروری مقدمات اُن کے سپرد کیئے جاتے ہین اور یہ ذریعہ ان شخصون کا جو اپنے پاک حقوق کے قیام اور بچاؤ کے خواہان ہوتے ہین۔ یا وہ شخص جن کے جسم یا عزت یا دولت پر حملہ ہوتا ہے اُن کے بچاؤ کے مربی بھی یہی ہوتے ہین مگر اہل اس پیشہ کو عوام الناس کی امداد کی بہت ہی ضرورت ہے اس لئے اُن کو چاہیے کہ اپنے علم اپنی لیاقت اور تالیف قلوب سے اپنے باشندگان ملک کے دلون مین اعتبار اور دلی خیر خواہی جماوین ثبوت امورات بالا کے لئے کئی ایک مستند بزرگان کے قول صادق آتے ہیں۔ مثلاً مسٹر وشاہ فصحان روم جن کا قول ہے کہ ایسے شخصون کی مدد کرنی جو ہماری مدد کے ملتجی ہین یا مظلومونکو ستم سے بچانا یا بنی انسان کو

بھاری خطرناک حالت سے بچا کر اُس کی عزت قائم رکھنا اس سے زیادہ کیا شاہانہ اور فیاضانہ فعل ہوگا۔ اور اپنے اوزار حفاظت کو مضبوط کرنا اور قابو میں رکھنا جس سے دوسرونکو حملے سے بچاوین اور شریرون کو بپاداش اُن کے فعلون کے سزاوار قرار دلاوین ضروری ہوگا اوزار سے مراد علم قانون ہے اور مضبوط پکڑنے سے مراد پورا حصول علم قانون و دیگر علوم ہے ❊

وٹلیمی نس صاحب کا یہ قول ہے کہ چونکہ خیال اور افعال کو سہولت و آسایش خلایق کیلئے استعمال کرنا بہترین طریق ہے تو کیا اس پیشے سے اور کیا بہتر ہوسکتا ہے جس کے ذریعہ سے تم اپنے دوستون کو بچا سکتے ہو غیرونکو مدد دیسکتے ہو اور جو خطرے مین ہین انکو سلامتی پہ لا سکتے ہو اور دوسری طرف دشمنوں اور بدنیتون کو خوف اور دہشت مین ڈال سکتے ہو پھر ❊

کیڈلو صاحب کا قول ہے کہ وکلاء کے لفظ مین ایک چلنی بطور فرض کے ایسی خمیر پای ہوئی ہے گویا اُس کا فرض ہے کہ بدی کو نابود اور نیکی کو موجود کرے پھر اس موقع پر ❊

قیصران روما کا یہ قول تھا کہ اگر اڈووکیٹ اپنا کام راہ راست سے کریں تو وہ اُن فیاضان بنی نوع انسان سے جنہون نے اپنی زندگیں واسطے حفاظت اپنے ملک اور حفاظت جان و مال باشندگان ملک جنگونمین صرف کین انکا بھی ان فیاضان سے کچھ کم رتبہ نہین ہے کیونکہ ہمارے قوانین ملک مین یہ صاف صاف طرح پر ذکر کیا گیا ہے کہ مسلح جنگجویان حفاظت ملک ہی صرف سلطنت کے سپاہی نہیں ہیں بلکہ ایڈووکیٹون کا جنگ بھی واسطے حفاظت ملک اور جان و مال کے اور واسطے مدد غریبوں اور محتاجوں کے کچھ کم رتبہ نہیں رکھتا اور پھر ❊

مسٹر جان ڈیوی کا قول ہے کہ پیشہ قانون کو کل پیشہ ہاے انسانی اور علوم سے درجہ اول پر رکھنا چاہیے کیونکہ یہ اُس امر مین جو اُس سے مقصود ہے سب سے بڑھکر شریف ہے۔ کیونکہ اس پیشے سے مقصود کیا ہے ؟

حصول انصاف۔ جو سب سے اعلے نیکیون کی ملکہ ہے اور ہمارا پیشہ قانونی کیا ہے ؟ صرف یہ کہ ہم اس کے مشیر ہین۔ یا سکتر ہین۔ یا ترجمان ہین۔ یا ملازم ہین۔ پھر اگر سوچو تو خود بادشاہ کیا ہے ؟

ایک خاص سرچشمہ انصاف ہے اور قانونی پیشہ کیا ہے؟ ایک اس چشمہ انصاف سے ایک نل انصاف خالقت تک پہنچانے کا ہے۔ مثلاً یون خیال کرو کہ انصاف مثل آفتاب آسمان مین ہے اور اپنی روشنی اور نیکی تمام مخلوق کو پہنچاتا ہے۔ تو کب یہ قیاس چاہتا ہے کہ وہ اس علم کو جو ہر وقت اس کی خدمت مین موجود ہے محروم رکھے۔ اور پھر جیسے کہ ہومر شاعر یونانی کی تمثیل ہے کہ خداتعالےٰ کے بادشاہان طالب علم ہیں اور سب سے بڑا عظیم سبق انکو انصاف کا دیا جاتا ہے اور انہی بادشاہونکو جو ظل الہی دنیا پر کہلاتے ہین اور تخت انصاف الہی پر بیٹھکر انصاف کرتے ہین تو اشخاص قانونی پیشہ جو خود قانون ذاتی ہین اُن کے شریک ہین کس طرح دیگر اہل پیشون سے رتبے مین کم خیال کئے جاسکتے ہین۔ اور

حضرت سلیمان کا قول ہے کہ یہ لوگ بادشاہون کے حضور مین کھڑے ہونیکا حق رکھتے ہین اور حضرت **داؤد** فرماتے ہین کہ اللہ تعالےٰ ان کا درجہ شاہزادون اور امیرون کے برابر کریگا اور پھر یہ پیشہ صرف بلحاظ ضرورت کام ہی کے شریف نہین ہے بلکہ بلحاظ حصول مقصود کے بھی کیونکہ اگر ہم کو بقول ایک عقلمند کے طبیبون کی تعظیم کرنی ضروری ہے تو بلحاظ رتبہ کے قدر اس پیشے کی تعظیم اُس پیشے کی نسبت ہونی چاہئے کیونکہ طبیب کی ہر وقت ہر ایک کو ضرورت نہین ہوتی کیونکہ تعداد صحیح سالمون کی نسبت بیمارون کے بہت زیادہ رہتی ہے اور قانون کی ہر وقت ہر شخص کو ضرورت رہتی ہے۔ چنانچہ +

تراسن صاحب فرانسیسی جو خود بہت مشہور وکیل تھے اور جو ابتدائے صدی گذشتہ مین ہوئے ہین ان کا قول ہے کہ قانونی پیشہ کو لا انتہا و گوناگون حصول علم کی ضرورت ہے اور بے تعداد اجلاد کتب قانونی کے مطالعہ کرنے اور اس بحر محیط پر غور و توجہ کرنے اور ان بیشمار قوانین پر حافظ کی ترقی کرنے اور ایک دوسرے امر میں تمیز کرنے اور سوچنے اور کئی ایک تشریحات قانونی پر دل لگانے کی ضرورت پڑتی ہے جس سے کئی ایک جوان نہیج کم حوصلہ ہوکر ڈر جاتے ہین مگر ایسے کبھی دل ہارنا نہ چاہئے۔ اگر وہ کثرت فرایض سے حیران ہوتا ہے تو اُسکا نعم البدل

کی طرف بھی خیال کرنا چاہئے ایک تو یہ کہ اگر اُس نے محنت زیادہ کی تو شیرینی آرام کی بھی اُس کو زیادہ نصیب ہوگی اور ہر ایک محنت کا بدل خوشی ہو۔ پہلے تو جب وہ محنت کریگا تو خزانہ علم اُس کا بڑہیگا اور اُس کا حافظہ بھی بڑہیگا اور طرح طرح کے اوصاف انسانی سے آگاہ ہوجائیگا اور اُس کی عقل وجوہات قدرتی انصاف سے روشن ہو جاویگی جس سے تمام حاجات انسانی پوری ہوسکتی ہین اور اس کا نتیجہ لازمی یہ ہوگا کہ اُس کو مشکلات سہل معلوم ہونے لگیں گی اور درجہ بدرجہ وہ ترتیب و زود فہمی کا عادی ہو جاوے گا۔ غرض اظہار الفاظ بالا سے یہ ہے کہ قدر و منزلت اس پیشہ کی ہر ایک کو معلوم ہو اور ہر ایک اپنی عزت اور شان کا لحاظ کرکے ہر امر مین زیادہ تن دے۔ اب ذکر بطور تواریخ اس پیشے کا کیا جاتا ہے +

باب دوم

تاریخ پیشۂ وکالت

پیشہ مشہر قانونی کی ابتدا اُسی زمانہ سے ہے جب سے کہ صیغہ عدالت یا حکومت دُنیا مین نشو و نما ہوا صرف اس کی صورتین اور حالتین حسب حال زمانہ تبدیل پاتی چلی آئین۔ کسی زمانہ مین اُس کو کسی نام سے پکارا گیا اور کبھی کسی نام سے۔ کیونکہ در اصل پیشہ وکالت کیا ہے؟ یہ ہے کہ جس کو اللہ تعالےٰ نے طاقت فصیح کلام یا علم یا دیگر ذریعہ امداد مظلومان و ستم رسیدگان عطا کیا اُس نے مظلوم و ستم رسیدہ کی تائید کی۔ وہی اس کا وکیل خیال کرو مثلاً اخبارات کیا ہین۔ اگر وہ نیک اصول کام کریں تو وہ بھی صرف حقوق خلایق کے قیام کی تائید کرنے والے ہین۔ اور اس لئے وہ بھی وکیل خلایق خیال کئے جا سکتے ہیں۔ چونکہ عقل و طاقت و تجربہ و علم میں انسان ایک دوسرے سے مختلف ہیں اس لئے کبھی ایسا زمانہ نہین ہوا کہ جب کوئی انسان ایسا ہوا ہو کہ جس نے اپنی عقل یا طاقت کا فائدہ دوسروں کی کم عقلی یا کم طاقتی سے نہ اُٹھایا ہو۔ تو اس سے صاف ثابت ہے کہ کبھی ایسا زمانہ نہین ہوا کہ جب بمقابلہ طاقتور کے غریب بے ذریعہ مظلوم و ستم رسیدہ نہ ہوتے ہون

تو پس ایسے اشخاص کی طرف سے جس شخص نے کسی حاکم یا عدالت کے سامنے اُس کی طرف سے اُسکا حال مظلومی بیان کیا اور اُس کو ستم سے نجات دلائی تو وہ اس کا مربی یا وکیل ہو گیا۔ چنانچہ تواریخ زمانہ متقدمین کے دیکھنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ صاف کلام نہ کر سکتے یا علم و تجربہ مین عاری ہوتے اُن کی طرف سے ابتدا سے یہ دستور چلا آتا ہے کہ دوسرا شخص جو عمدہ کلام یا زیادہ علم و تجربہ رکھتا۔ کلام کرتا تھا۔ چنانچہ حضرت موسےٰ کی طرف سے جن کی زبان مین لکنت تھی۔ ہارون اُن کا بھائی اکثر موقع پر گفتگو کرتا تھا۔ اور دراصل ابتدائی زمانہ دنیا مین مقاصد وکالت کا ایک پیشہ قرار دینے کی ضرورت بھی نہ تھی کیونکہ اُس زمانہ مین علم اور تجربات دنیا اس درجے کو نہ پہنچی تھی کہ ہر ایک مقدمے کے لئے کسی دوسرے کی ضرورت پڑے کہ وہ اس کی جگہ کلام کرے۔ بلکہ سادہ طریق انصاف یہ تھا کہ فریقین کو بلاکر اور ان کا مقابلہ کرا کر اور اگر کوئی گواہ ہوا تو اُس سے دریافت کر کر فیصلہ کیا جاتا تھا +

لیکن زمانہ روشنی علم مین جبکہ ایک دوسرے آدمی مین بسبب حصولات علمی و تجربات و شائستگی زمین و آسمان کا فرق ہو گیا۔ تو پیشہ وکالت کا قرار پانا ایک امر ضروری اور لازمی ہوا فرض کرو کہ اس زمانہ مین ایک شخص ناخواندہ ہے۔ اور اُس نے کبھی کوئی مقدمہ بھی نہین کیا اور فریق ثانی پورا عالم فاضل ہے اور مقدمہ باز ہے جس نے کئی مقدمے کئے ہین۔ جو ایک سادہ امر واقع سے ہزار طرح کے پیچ ڈالکر ایسی صورت پیدا کر دیتا ہے کہ جس سے وہ ناخواندہ شخص ایسا گھبرا جاتا ہے کہ اُس کو سچ کا سچ قرار دینے کا راستہ نہین آتا تو ایسی صورت مین لازم آتا ہے کہ کوئی شخص منتہی علم اور پورا تجربہ کار مقدمات ناخواندہ شخص کی طرف سے حاضر ہو کر اپنے علم اور تجربہ سے اُس پیچیدگی کا عقدہ حل کر کے دروغ کو دروغ اور راست کو راست کر دکھاوے۔

ملک مصر

زمانہ ہائے متقدمین ملک مصر میں وکالت کو روا نہ رکھتے تھے اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ وکیل مقدمات کو پیچیدہ کر دیتے ہین اصل وجہ اس کی یہ تھی۔ کہ اُس وقت خود مختار اور خود رو حاکم تھے وہ ڈرتے

تھے کہ اُن کے فیصلجات پر عالمانہ بحث نہ ہو اور اُن کے ظلم و تشدد کا عوام الناس میں چرچا نہ ہو۔

یونان اور خاص کر ایتھنز

ابتدا میں یونانیوں میں کوئی خاص جماعت اس کام کے لئے مقرر نہ تھی جو فریق مقدمہ کی طرف سے عدالتہائے انصاف میں گفتگو کریں - اگرچہ یہ قاعدہ کُلّی نہ تھا - مگر مستثنا اس قاعدہ کا صرف یہ تھا کہ اگر کسی دوسرے شخص کو اُس مقدمہ سے کچھ علاقہ ہو تو دوسرے کی طرف سے اُسکو کلام کرنے کی اجازت دیتے تھے - چنانچہ

ڈی ماستھنیز صاحب بزرگ فصحان یونان نے ایک مقدمے میں **سیفن** ملزم کی طرف سے جوابدہی کی - اس وجہ پر کہ جو **سیفن** پر الزام لگایا گیا تھا وہ یہ تھا کہ سیفن نے ناجائز طور پر یہ امر پیش کیا ہے کہ **ڈی ماستھنیز** صاحب کو بعوض اُن کے وطنی خدمات کے تاج زرین عطا ہونا چاہئے چونکہ یہ الزام ڈی ماستھنیز پر موثر تھا اس لئے اُن کو ملزم کی طرف سے جوابدہی کرنے کی اجازت ملی - اور علے ہذا القیاس اور بھی مقدمات میں اسطرح اجازت ملتی تھی مگر بعد میں اس قاعدہ میں اس قدر ترمیم ہوئی - کہ جب کوئی شخص بسبب بیماری یا ناقابلیت اپنے مقدمے کی پیروی یا جوابدہی نہ کرسکے تو اوس کے رشتہ دار یا دوست کو اجازت دی جاتی تھی - کہ وہ جوابدہی کرے چنانچہ اس اصول پر جب **ملٹی ڈیز** پر الزام لگایا گیا تو وہ خود بسبب بیماری چہپان میں جُھکر آیا اور اوس کے بھائی کو بجائے اوس کے گفتگو کرنے کی اجازت ملی - یہ سب کارروائی حال کی کارروائی سے بہت مختلف ہے کیونکہ اب تو وکیل اکثر اجنبی اور غیر متعلق ہوتے ہیں مگر رفتہ رفتہ علم قانون کی اس قدر ترقی ہوگئی کہ لوگونکو اس علم کی طرف توجہ ہوگئی اور پھر ایسی جماعت پیدا ہوگئی کہ انہون نے لوگوں کو مباحثہ تحریری پیش کرنے کے لئے بنادینے کا کام اختیار کیا - اور اس سے اپنا گذارہ کرنے لگے - جن میں سے **السنی فون** و **سلیاس** وغیرہ شخص تھے چنانچہ بہت سے مباحثہ خود ڈی ماستھنیز صاحب بزرگ فصحان یونان جو ملتے ہیں وہ اکثر ایسے ہیں جو انہون نے تحریر کردیئے تھے مگر عدالت میں

خود نہیں پیش کئے - چنانچہ اس امر کا یقین ہے کہ ڈی ماستھنیز صاحب کی کلام برخلاف
سلیاس کے جو بہت مشہور ہے وہ اُس نے کسی جلسہ عام مین نہین کی اور منجملہ پندرہ
سپیچ انٹیفون کے بارہ تو بطور مدرسی مشق کے تھیں اور نیز منجملہ چھ سپیچ سمرف صاحب کے
برخلاف ویسرس کے صرف ایک ہی جلسہ عام میں پیش ہوئی - اور بعد ازین مباحثہ کی
صورت بدلتی گئی مگر بہر صورت زمانہ یونان کا پیشہ وکالت صورت موجودہ زمانہ حال
تک کبھی نہین پہنچا *

زمانۂ روما

زمانہ روما مین یہ طریق تھا - کہ ہر شخص کم رتبہ کو یہ ضرورت تھی کہ وہ کسی نہ کسی شخص کے زیر نگاہ
رہے جیسے کوئی شخص اُس کا مربی رہے جو وقت مشکل میں ہر طرح سے اُس کی مدد کرے اور مستحق مدد
عموماً کم مقدور لوگ تھے جو ایک عقلمند اور باوقار شخص کے زیر ہو کر رہتے - اور جو شخص کسی دوسرے
کے زیر سایہ رہے اُس کو موکل اور جس کے زیر سایہ رہے اُس کو مربی کہتے تھے - اور اُنکا باہمی یہ رشتہ
تھا کہ مربی اپنے موکل کا پورا مربی رہکر جب کبھی وہ مشکل مین پڑے تو روبروے حاکم عدالت اوس کی
طرف سے جوابدہی کرے اور اُس کے مال وجان کے بچاؤ کو جسقدر ہو سکے نگہبان رہے اور قانون مجریہ
وقت سے اُس کو وقتاً فوقتاً آگاہ کرتا رہے اور موکل کا یہ فرض تھا کہ وہ اُس کا فرمانبردار اور ممنون
ہے اور اُس کی عزت بڑھانے میں ساعی رہے اور اگر کوئی جرمانہ وغیرہ اُس پر ہو تو اُس کی ادائگی
مین اور نیز اخراجات گورنمنٹ کی ادائگی اور دیگر مہمات کے خرچ مین اُسکو مدد دے بلکہ یہانتک
کہ بزرگ ان میں اور خدانخواستہ اگر وہ یا اُس کے خاندان کا کوئی آدمی دشمن کے ہاتھ آجاوے تو
بذریعہ زر وہ دیکر خلاص ہو سکے اُس کا کچھ حصہ دے - اور وکیل کا یہ بھی کام تھا کہ جب کوئی اس کے موکل
پر نالش مقدمہ کرے یا اُس کی آزادی دور ہونے کا خطرہ ہو جیسے کوئی فوجداری مقدمہ اُس پر
ہو تو اُس کی ہر طرح سے بذریعہ اپنے اقتدار اور شان نام اور جوابدہی وغیرہ سے مدد کرے اور گویا پیشہ

وکالت پہلے یہ صورت لایا اور رفتہ رفتہ جب قانون بڑھتے گئے تو لوگونکو ہر وقت صلاح و مشورت کی ضرورت پڑنے لگی اور ملک میں دولت اور تجارت اور ضروریات بڑھ گئین اور مربی لوگ ہر طرح کی مدد اپنے موکلوں کی کرنے سے عاری ہو گئے تو چند اشخاص اس کام کے لئے مختص ہو گئے کہ جنہوں نے کام صلاح و مشورت کو اپنا پیشہ بنا لیا۔ چنانچہ سب سے اول پیریس کرولیس اول شخص روما مین ہوا کہ جس نے یہ کام کھلی طرح سے شروع کر دیا۔ جس وقت سے صلاح لینے والا موکل اور دینے والا اڈووکیٹ کھلانے لگا اور لفظ پلیڈر اُس زمانہ مین یہ معنے رکھتا تھا۔ کہ ایک ایسا دوست یا مربی جو اپنی حاضر باشی عدالت سے ملزم کو وقت تحقیقات مقدمہ کے حوصلہ دیتا اور مدد کرتا۔ اصلی کام اُس کا خالص مباحثہ کرنیکا نہ تھا۔ اور اس امر کی بابت کہ حوصلہ دینے اور مدد کرنے سے کیا غرض تھی اس زمانہ کے تھوڑا سا حال سننے سے سمجھ میں آجائے گا۔ کہ اُس زمانہ کی عدالت زمانہ حال سے بہت کم مشابہت رکھتی تھی اُس زمانہ مین ججون کا اژدہام فیصلہ کے واسطے بیٹھتا تھا اور اُن کو جرم کے معاف کر دینے یا سزا دینے کے دونوں اختیار ہوتے تھے اور جو لوگ ذی مقدور یا ججون سے کچھ علاقہ رکھتے اُن کی عدالت مین حاضر ہونے اور ججون کو اس امر کا یقین دلانے کہ وہ اُس ملزم کے طرفدار ہین ملزم کو بہت فائدہ پہنچنے کی اُمید ہو جاتی اور اکثر ملزم یا اُس کا وکیل صرف واقعات موجودہ پر ہی بحث نہ کرتا تھا بلکہ ملزم کی زندگی کے نیک فعلون اور خلقت کی خیر خواہی اور اُسکی عیالداری یا مصیبت زدگی وغیرہ حالات تک بھی بہ نیت رحم پیش کر دیتے تھے اور اس سے ملزمونکو اکثر فائدہ بھی ہو جاتا تھا۔ اور یہ بھی رسم تھی کہ ملزم کے ساتھ اسکے دوست اور طرفدار آتے جس سے اُس کو اس طرح کا فائدہ ہوتا کہ یہ اژدہام ایک قسم کا گواہ اُس کی نیک چلنی کا مانا جایا کرتا تھا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ اس زمانہ مین بہ نسبت زمانہ حال بہت ہی کم مشق قانون مطلوب تھے اور جو شخص عدالت مین یا کسی جلسہ عام میں کامیاب ہوتا اسکو ترقی درجہ کار سلطنت مین اُمید ہو جاتی تھی۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ عدالتہائے زمانہ روما اور زمانہ حال مین ایک یہ بڑا بھاری فرق ہے کہ عدالتہائے زمانہ حال کو معافی جرایم کا اختیار نہین ہے حالانکہ زمانہ روما کی عدالتون کو اختیار

تھا۔ اس تفسیر سے کہ مشیر قانونی زمانہ حال اور روما کا فرق معلوم ہو جاوے گا اس امر کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ وکلاء زمانہ روما دراصل فصحاء تھے کیونکہ وہ ایسے مشاق قانون نہ تھے جیسے زمانہ حال کے اور قانونی امورات مین وہ دوسرے ایسے چند شخصون سے جو قانون زمانہ روما پر حاوی تھے صلاح لے لیا کرتے تھے اور نیز انکے موکل بھی قانون دانوں سے امور قانونی تلاش کرا کر اپنے وکیلوں کو بتا دیتے ٭

زمانہ فرانس

زمانہ متوسط (یعنے اس زمانہ مین جب یورپ مین روشنی اور تہذیب کم تھی) ملک فرانس مین اس پیشہ کی ترقی نمایان تھی اور اس پیشہ نے وہان سقدر ترقی کی تھی کہ شان و شوکت اس پیشہ کی جو انگلوں مین وہان ہوئی شاید ہی کہین ہوئی ہوگی - اسی پیشہ مین سے مجسٹریٹ اور دیگر اعلیٰ درجہ کے آدمی انتخاب کئے جاتے تھے - اور بعد اختتام کار وکالت بجلدوے حسن خدمات انکو درجہ دوم کے امراء مین شامل کیا جاتا اور فرانس مین وقتاً فوقتاً بعض قیود واسے فرائض پر لگائے جاتے تھے چنانچہ بعض قیود ان مین سے ذیل مین درج کئے جاتے ہین ٭

٭٭ درحالت عدم تعمیل ان قیود کے مستوجب برخاستگی کے ہوتے تھے ٭

(۱) وہ مقدمات راست اور دروغ کو باتمیز نہ لے سکتے تھے اور پھر جو مقدمہ وہ اختیار کرین اسکو حکمت عملی یا دلائل بے بنیاد و یا غلط اقتباس نظائر سے پیروی نہ کر سکتے تھے ٭

(۲) دعویٰ یا جواب مین فریق ثانی یا اُسکے وکیل کی نسبت بدکلامی نہ کرین ٭

(۳) مقدمہ کی حاضری پوری تندہی سے کرین تاکہ جب مقدمہ پیش ہو تو بسبب انکی غیر حاضری کے موکلون کو نقصان نہ پہنچے ٭

(۴) تعظیم و تکریم عدالت مین الفاظ نا ملائم یا حرکات نا ملائم سے فرق نہ لاوین ٭

(۵) اپنی خدمات کے عوض ایسا لالچ نہ دکہاوین جس سے اس پیشہ کی شان مین فرق آوے ۔

(۶) اپنے موکل سے ایسا معاہدہ نہ کرین جس سے نتیجہ مقدمہ مین انکا حصہ ہو ۔

(۷) وہ اپنا چال چلن ایسا نہ رکہین جو برخلاف اخلاق اور سنجیدگی انکے پیشہ کے ہو ۔

(۸) مفلس و مظلوم کے مقدمہ کی پیروی سے انکار نہ کرین ۔

اور سوائے اسکے اور بھی طرح طرح کے قواعد تھے جو اس زمانہ مین بخت معلوم ہوتے ہین جیسے کہ شیر قانونی بارعب صورت کا ہو اور صورت شکل مین ایسا وضعدار ہو کہ عدالت اور سامعین پر اسکے کلام کی تاثیر ہو اور اسکا چہرہ کہلا اور ہنستا ہنستا ہو اسکو چاہئے کہ وقت تقریر مغرور اور شیخی باز نظر آوے بلکہ حلیم اور ملائم اور وقت تقریر جج کیطرف مودبانہ کلام کرے اور اسکا لباس ایسا ہو کہ نہ تو بہت شاندار ہو اور نہ کمینہ بلکہ صاف سیدھا اور شریفانہ ۔ اسکا آواز بہت بھاری خراشندہ اور زور کا نہ ہو اور نہ ایسا ہلکا جو دوسرا سمجھہ نہ سکے ۔

زمانہ انگلستان

ملک انگلستان مین بھی یہ پیشہ مدت دراز سے جاری ہے جسکا کم سے کم چھہ سو برس سے پتہ لگتا ہے اور خاص ہندوستان مین اگرچہ کسیقدر زمانہ اہل ہنود مین بھی تھا جسکا نشان شرائع اہل ہنود سے پتہ ملتا ہے اور شرع محمدی مین تو خاصکر یہ پیشہ مقرر تھا چنانچہ اسکی بابت شرع محمدی مین خاص باب اس پیشہ کے لئے مختص ہین جو حسب حالات زمانہ حال نہین ہین اسلئے اسکو مفصل اقتباس نہین کیا جاتا چنانچہ عملداری شاہان اسلام مین شرع محمدی کے پیرو تھے اسکا عملدرآمد رہا اور زیر حکومت سرکار انگریزی ملک ہندمین اس پیشہ کی بنیاد بذریعہ آئین نمبر ۳ سنہ ۱۷۹۳ عیسوی کے رکھی گئی جہان یہ ذکر ہے کہ چونکہ عدالتہائے انصاف

مین اہل مقدمہ کے واسطے بجہت حصول انصاف یہ ضروریات سے ہے کہ مقدمات کی پیروی وجوابدہی کے لئے ایک خاص پیشہ مقرر کیا جاوے مگر کسی شخص کو اجازت پیروی وجوابدہی کی نہ دیجاوے جبتک کہ وہ نیک چلن اور تعلیم یافتہ نہو اور قانون اہل ہنود اور شرع محمدی سے واقف نہو اور نیز ہر ایک ایسا شخص ایسے قواعد کا پابند کیاجاوے کہ وہ اپنے موکل کیطرف سے پوری تندہی اور ادائے فرائض مین پوری کوشش کرے چنانچہ اول اول کوئی سخت قواعد امتحان کے مقرر نہ تھے افسران عدالت اپنی تسلی کرکے سند وکالت دیدیا کرتے تھے رفتہ رفتہ بذریعہ ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۴۶ء امتحان پلیڈران مقرر کیا گیا اور رفتہ رفتہ نقطہ چینی ہوتے ہوتے ایکٹ نمبر ۱۸ سنہ ۱۸۷۹ء کی نوبت پہنچی جسکی روسے کارروائی درباره وکلا رحال مین ہوتی ہے - اور اس جگہہ فیس کے پرانے حال کا تذکرہ کرنا بھی خالی از فائدہ نہوگا ؞

فیس

جب سے کہ ایڈوکیسی زمانہ متقدمین مین شروع ہوئی یہ خیال کیا جاتا تھا کہ خدمت ایڈوکیٹ کی خالص عنایت بلاعوض ہے نہ کہ کسی معاوضہ پر اور جو کچھ کہ موکل اپنے ایڈوکیٹ کو دیتا تھا وہ ایک نشان تعظیم خیال کیا جاتا تھا - چونکہ زمانہ جمہوری روما مین یہ امر حسب حال زمانہ تھا کیونکہ اس زمانہ کے مشہور اور اولی العزم آدمی اپنی شان اور حصول رتبہ و منظر دیگر فوائد کے جیسا کہ بیان پہلے آچکا ہے کام کرتے تھے اور علاوہ برین خلقت کی پسندیدگی اُنکے عروج کی بنیاد تھی مگر یہ امر تا قیام سلطنت جمہوری قائم رہا اور بعد اسکے جب قیصران روما ہونے لگے اور عہدہاے جلیلہ کے عطا کرنے کا اختیار رعایا کو نہ رہا اور اُمید شہرت عام کی جاتی رہی تو پھر لوگ بامید حصول زر اس کام کو کرنے لگے اور پھر یہ چرچا ہونے لگا کہ فیس لینی بند کیجاوے چنانچہ بذریعہ سنسنشیین لاء فیس کا لینا منع کیا گیا مگر اس قانون پر چندان عمل نہ ہوا

اور یہ معاملہ سینٹ روما میں پیش ہوکر بعد طول طویل بحث کے قانون ممانعت فیس منسوخ کیا گیا اور حد فیس کی پچیس گنے جو قریب قریب ایکہزار روپیہ کے ہوتی ہے مقرر کی گئی اور بعد اسکے پھر بھی اسپر دو تین حملہ آیا چنانچہ قیصر نیرو نے پھر فیس کا لینا منع کردیا مگر اسپر بھی عملدرآمد کچھ نہ ہوا اور پھر زمانہ شاہ شارلمین میں بھی اسپر اعتراض ہوتے رہے اور اسکے احکام میں بھی اس طرح کا تذکرہ ہے کہ جو شخص زیادہ طمع فیس کا کرے وہ اس پیشہ سے نکالا جاوے اور پھر ملک فرانس میں یہ ٹھہرا کہ تیس لیور سے کوئی زیادہ نہ لیوے اور ملک انگلستان میں تو بیرسٹر لوگوں کو موکل پر فیس کی بابت نالش کرنے کا حق ہی نہیں ہے اور خاص ہندوستان میں شروع میں اس پیشہ میں فیس کی بابت بہت قیود لگائی گئی تھیں یعنی موکل وکیل کو خود پہلے انتخاب کرے اور جب وہ مقرر ہو چار سے تو صرف چار آنہ بطور فیس تقرری (رجسٹریشن) کے دیا جاتا تھا جس سے غرض یہ ہوتی تھی کہ [illegible] کے لیے سے وکیل دوسری طرف سے وکیل نہیں ہوسکتا تھا مگر اس چار آنہ کے علاوہ جو فیس ہر دفعہ نمبر ۹ - آئین نمبر ۲ سنہ ۱۷۹۳ء میں مقرر تھی وہ مختلف کاروبار کے لئے [illegible] لیا جاتا تھا [illegible] فیس کے واسطے موکل سے ضمانت بھی لیجاتی تھی اور سوائے اسکے ہر مقدمہ میں وکیل [illegible] کے واسطے مقرر نہو [illegible] درخواست چار آنہ اور فی تحریک [illegible] اسکی بابت چار آنہ اور اگر [illegible] مقررہ سے زیادہ لیوے تو [illegible] موجب موقوفی کے ہوتا تھا اور روک فیس کی بذریعہ آئین نمبر [illegible] کم کر دی گئی اور شرط لگائی گئی کہ فیس مقررہ درج مختارنامہ کیجایا کرے اور وہ حد مقررہ سے زیادہ [illegible] بہرصورت تاقیام آئین نمبر ۹ سنہ ۱۸۳۱ء طریق وصولی فیس سرسری طور پر [illegible] دفعہ نمبر ۲ - آئین نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۳۳ء اور بھی روک فیس کی اٹھا دی گئی اور وہ معمولی [illegible] باضابطہ رکھی گئی اور فیس کا وکالت نامہ میں درج کرنا قائم رہا اور پھر [illegible] سب روک فیس کی دور کر دی گئی اور پلیڈر اور اہل مقدمہ کو کلی اختیار [illegible]

چاہیں فیس مقرر کرلیوین اور پھر ایکٹ نمبر ۲ ۱۸۶۵ء پاس ہوا اور اسمین بھی وہی معمول قائم رہا از انبعد ایکٹ نمبر ۸ ۱۸۸۱ء پاس ہوا جسکی رو سے اقرار فیس کا تحریری لکھنا اور شامل مقدمہ مین مقررہ مین داخل کرنا اور عدالت کو رقم مناسب وقت نالش کے مقرر کرنے وغیرہ وغیرہ قیود لگائی گیئن ۔

اور اس جگہہ پرانے ریگولیشنون سے کچھ خلاصہ کے طور پر درج ذیل کیا جاتا ہے اگرچہ اسوقت چندان کا آمد نہین ہے مگر ایک قسم کی تاریخ ہے جس سے کسیقدر معلوم کرنے سے فائدہ ہوگا ۔

انتخاب بعض آئین برائے آگاہی

خلاصہ ریگولیشن نمبر ۲ ۱۸۱۴ء

دفعہ (۳) صدر دیوانی عدالت اور دیگر عدالتہائے صوبہ جات کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ حسبقدر تعداد وکلا کی مطلوب ہو منجملہ باشندگان ہند جو اس عہدہ کے لائق ہون وقتاً فوقتاً مقرر کرین وکیل یا ہندو یا مسلمان مذہب کے ہونگے ۔ (مگر یہ فقرہ ۔ ایکٹ ۱۸۴۶ء سے منسوخ ہوا) ۔

دفعہ (۴) جو وکلا عدالتوںمین مقرر ہونگے انکو سند بلا اسٹامپ دیجاویگی جب کوئی وکیل اپنے عہدہ سے موقوف ہو یا مرجاوے یا مستعفی ہوجاوے اسکی سند واپس لیکر عدالت منسوخ کردیگی ۔

دفعہ (۵) الف ۔ ہر ایک وکیل قبل از شروع کرنے وکالت کے حلف اٹھاویگا یا اقرار صالح دیگا ۔

ب) ششماہی حلف آیندہ مسلمان وکیلون سے نلیا جاویگا ۔

دفعہ (۶) پلیڈران جو عدالتون مین کام کرتے ہین جب کبھی انپر یہ الزام آوے کہ وہ نالشات کے جاری رکھنے مین کوشش کرتے ہین یا حوصلہ دیتے ہین یا عمداً اپنے موکلون کو نالشات کے واسطے

اپنے فائدہ کے لئے طوالت مین ڈالتے ہین یا بلا وجہ کافی جسکی بابت وہ عدالت کی تسکین کرسکتے ہین ان ہدایات کی پیروی سے جن مین انہون نے مختارنامے منظور کئے ہین پہلو تہی کرتے ہین یا اپنے موکلون سے کوئی رقم یا فیس یا شئے یا اسباب یا کوئی اور بیش بہا چیز زائد از فیس جو بموجب آئین کے نہین لے سکتے ہین طلب کرین یا فریبانہ عمل یا غفلت یا بدچلنی عامگی طور پر کرنے کے عادی ہون تو وہ مستلزم سزاے موقوفی ہونگے۔

دفعہ (۷) اپنے موکلون سے کم فیس بہ نسبت فیس مقررہ کے نہ لیوین زیر دفعہ ۲۸ کے بھی ایکٹ ۱۸۷۹ء سے موقوف ہوتی ہے ؎

دفعہ (۸) وکیلوں کو چاہئے کہ اپنے موکلون کے صحیح نام جو انکو مقرر کرنا چاہتے ہین اور شناخت دریافت کرلیوین اور کوئی سند یافتہ وکیل جو بعد ازین فرضی نام سے وکالت نامہ لیکر داخل کریگا تو وہ مستلزم سزاے موقوفی ہوگا بشرطیکہ صاحب جج بعد پوری تحقیقات حالات مقدمہ کے اور عدالت صدر بعد از غور رپورٹ جج کے اوسکو ایسی سزا کے لائق سمجھے ؎

دفعہ (۹) الف - وکلا کو کوئی عرضی دعوی یا جواب دعوی یا دیگر عذرات داخل نہ کرنے چاہئے جبتک وہ پہلے اس امر کا مطمئن نہ ہوجاوین کہ وہ مطابق آئین کے ہے - نیز اس امر کی بھی تسکین کرلینی چاہئے کہ اس نے کوئی غیر ضروری عذرات دوبارہ تو درج نہین کئے یا اسمین کوئی الفاظ نا ملائم یا ملامت کی بہ نسبت فریق ثانی یا اسکے وکیلوں یا گواہون یا اور شخصون کے درج تو نہین ہین - یا کوئی بے بنیاد الزام کسی عدالت یا سرکاری افسر پر تو نہین ہے بلکہ یہ کہ ایسے امور اسمین درج ہون کہ جو بنظر ظاہر ضروری اور متعلق نالش کے ہون اسلئے وکلاء سند یافتہ کو چاہئے کہ وہ ہر ایک کاغذ مدخلہ پر اپنے دستخط کرے جس سے معلوم ہو کہ ان امورات کی تصدیق کرلی ہے ؎

(ب) واسطے بچاؤ خرچ و تکلیف کے جو غیر متعلق دستاویزات کے پیش کرنے سے اور گواہان کے بے فائدہ طلب کرنے سے ہوتی ہین وکلاء پر لازم ہے کہ وہ دستاویزات جو انکے موکل داخل کرنا

چاہئے ہین قبل از داخل کرنے عدالت کے پڑتال کرلیوین اور اپنے موکلون سے قبل از طلب کرانے گواہان کے یہ دریافت کرلیوین کہ وہ کس کس امر کی گواہی دینگے ؞

(ج) عدالتونکو چاہئے کہ وکلا کو غیر متعلق و دیگر اعتراضات سے آگاہ کرتے رہین اور جو وکیل کہ اسپر پابندی نہ کرے اسپر تحریری حکم سے ملامت کرین اور اگر وہ پھر بے پرواہی کرے تو وہ مستوجب منفی فیس کا ہوگا جو سکو اس مقدمہ مین ملتی یا اور کوئی جرمانہ جو دس روپیہ سے زیادہ نہو جسقدر کہ عدالت تجویز کرے ؞

دفعہ (۱۰) صدر عدالت دیوانی یا دیگر عدالتہاے صوبجات کو ہر وقت یہ اختیار رہیگا کہ ایسے پلیڈرون کو جن سے الزامات مندرجہ بالا سرزد ہون یا دیگر وجوہات سے اس عہدہ کے لائق نہون موقوف کرین ؞

دفعہ (۱۱) الف فریقین مقدمہ کو اختیار ہے کہ وہ اپنے وکیلونپر واسطے کسی ہرجانہ یا زیان کے جو وکیلون کے سبب سے یا بسبب خلاف آئین کرنے کے ہوا ہو یا کسی فریبانہ چلن یا چلنی سے سرزد ہون نالش کرین ؞

(ب) کوئی فریق مقدمہ جو اپنے وکیل سے ناراض ہو کسی وقت قبل از فیصلہ چاہے اس وکیل کے دوسرے وکیل کو مقرر کرسکتا ہے اور اُسکو چاہئے کہ ایک درخواست تحریری دیوے کہ مین نے فلان وکیل کو اپنے مقدمہ کی پیروی سے علیحدہ کردیا ہے اور فلان دوسرے وکیل کو اُسکی جگہ پر مقرر کیا ہے جسکے نام کا وہ نیا مختارنامہ داخل کریگا مگر شرط یہ ہے کہ جو افعال پہلے وکیل نے اس مقدمہ مین کئے ہون وہ جائز سمجھے جاوینگے اور جب مقدمہ ختم ہوگا تو عدالت محنت و کارگذاری وکیل اول کا فیصلہ کردیگی کہ کسقدر فیس اس مقدمہ مین اس وکیل کو ملنی چاہئے ؞

دفعہ (۱۲) جب کوئی وکیل بسبب بیماری یا کسی دیگر وجہ معقول کے حاضر نہوسکے تو اُسکو عدالت مین سادہ کاغذ پر ایک عرضی بھیجنی چاہئے تو وہ مقدمہ دوسرے دن کے واسطے ملتوی کیا جاویگا بشرطیکہ موکل چاہے تو کوئی اور وکیل مقرر کردیوے یا خود پیروی کرے مگر ایسی حالت مین اگر دوسرا وکیل مقرر

کرے تو ضرورت نئے مختارنامہ کی نہوگی صرف اتنا کافی ہوگا کہ مختارنامہ کی پشت پر موکل یا اسکا باضابطہ مختار یہ عبارت لکھہ دیوے کہ اس نے دوسرے وکیل کو بحثیت طور پیروی یا بعوض حاضری وکیل اول کے مقرر کیا ہے اور بروقت فیصلہ مقدمہ کے یہ فیصلہ کر دیوے کہ کسقدر فیس کسکو ملے*

دفعہ (۱۴) الف - اگر تاریخ مقررہ پر وکیل حاضر نہو یا وہ بذریعہ تحریر اپنی غیر حاضری کی اطلاع نہ دیوے تو عدالت کو اختیار ہے کہ جرم اول کیواسطے پچاس روپیہ تک جرمانہ کرے اور دوسری دفعہ ایسے جرم کیواسطے ایکسو روپیہ جرمانہ - اور اگر تیسری دفعہ ایسا کرے تو مستلزم سزاے موقوفی کا ہوگا *

(ب) اگر کوئی پلیڈر عدالت سے باتعظیم پیش نہ آوے تو عدالت کو اختیار ہے کہ ایکسو روپیہ تک جرمانہ کرے *

باب سوم
فصاحت پیشۂ وکالت

علم فصاحت جسکی تعریف مختلف طور پر کیگئی ہے بعض کا یہ قول ہے کہ یہ وہ ہنر ہے جسمین شستہ الفاظ اور ترتیب الفاظ اور فقرات وغیرہ عمدہ طور سے استعمال کئے جاوین اور بعض کا یہ کہ ایک ہنر زیبایش دینے کمزور دلائل کا یا ایسا وغن کرنا کمزور دلائل کا جس سے وہ بظاہر عمدہ معلوم ہوں یا یہ کہ ایک طریق گفتگو کا ہے جس سے دوسرا شخص کمزوری معلوم نہ کرسکے - مگر اصل تعریف علم فصاحت کی یہ ہے کہ سب سے عمدہ طریق کلام کا جس سے وہ مدعا جسکے لئے کلام کرنے مین حاصل ہو جاوے کیونکہ جب ایک شخص کلام کرتا ہے یا لکھتا ہے تو اسکو ایک حد و عقلی قیاس کیا جاتا ہے اور یہ تصور کیا جاتا ہے کہ وہ کسی مدعا سے کلام کرتا ہے یعنے کہ وہ دوسرون کو کسی امر سے آگاہ کرتا ہے یا اُنکے تفریح طبع کے لئے کلام کرتا ہے یا اُنکو کسی طرح کی ترغیب و تنبیہ

یا کسی نیک بات سے اپنے ہم جنسون کے دلون پر کچھہ تاثیر پیدا کرنی چاہتا ہے سو اسمین جو شخص اپنے کلام مین ایسے الفاظ جو موثر بالمقصود ہون استعمال کرے وہ ہی نہایت فصیح ہے اسلئے چاہئے کہ تمام مضمون ہو سب مین فصاحت کی ضرورت ہے مثلاً علم تواریخ یا فصاحت کلامی وغیرہ وغیرہ یہ تعریف جو فصاحت کے اوپر دیگئی ہے اسمین سب قسم اسکے شامل ہین خواہ وہ بغرض تعلیم یا ترغیب یا تفریح کے ہو مگر چونکہ نہایت اعلی مدعا کلام کا فعل یا چلن ہے تو اسلئے طاقت فصاحت جب معدوم ہوتی ہے کہ جب یہ چلن پر تاثیر کرنے پر لگائی جاوے اور فعل کی ترغیب دے چونکہ اس غرض کے لئے یہ ایک قسم کا ہنر ہے تو اسلئے اسکی تعریف یہ ہی کیجا سکتی ہے ٭

ہنر ترغیب

جب امر ایک دفعہ قائم ہوا تو اس سے بعض نتائج فوراً پیدا ہونگے اور یہ کہ ترغیب دینے کے لئے نہایت ضروری یہ امر ہونگے - دلیل وزنی اور بطریق صاف پیش کیجاوے اور متکلم کی راستبازی پر یقین ہو اور کلام اسکی ایسی وضع و ادا اور با طریق ہو کہ جس سے لوگون کا خیال بھی اسکی طرف رجوع ہوجاوے اور سمجھہ بھی اسکی اچھی ہو کیونکہ سوا اسکے کوئی شخص فصیح نہین ہوسکتا احمق صرف احمق کو ترغیب دے سکتا ہے اور واسطے قائل کرنے ایک عقلمند کے یہ ضرور ہے کہ ہم اپنی درخواست یا امر پیش کردہ کی معقولیت سے اسکو قائل کرین اور چونکہ خدمت وکالت قائل کرنا اور ترغیبات بخلاف اپنے مقدمہ کے دور کرنے کے وغیرہ وغیرہ ہے اسلئے اسمین یہ ضروریات سے ہے کہ دلائل عمدہ انتخاب کیجاوین اور طاقت اور صفائی سے اور قدرتی طریق پر بیان کیجاوین - حقیقتاً وہ شہادت ہی ہے جو بیان کیجاوے تاکہ فیصلہ اپنی طرف ہونے کی ترغیب ہو ٭

تواریخ علم فصاحت

علم فصاحت صرف آزادی ملک اور آزادی کلام اور کثرت الفاظ زبان سے پیدا ہوتا ہے چنانچہ ابتدائی زمانہ مین علم فصاحت چندان اسلیئے نہ تہا کہ کمی الفاظ تہی اور جو قدرے فصاحت بہی تھی تو وہ اشعار مین مختص تہی - اور بعد مین زمانہ آسیریا اور مصر کے ایام مین بہی فصاحت نے کچھ فروغ نہ پایا کیونکہ بادشاہ خود مختار تھے اور خود مختار بادشاہت مین ضروریات ترغیب کی نہین ہوتی اور آزادانہ گفتگو کی کسیکو جرات نہین ہوتی اور حکم ہی ہوتا ہے اسلیئے طاقت فصاحت بالکل کچھ زور نہین پکڑتی - یہ فصاحت در اصل یونانی جمہوری کے قیام کے زمانہ سے زور پکڑنے لگی خصوصاً یونانی زمانہ مین تو فصاحت نے ایسا زور پایا کہ جیسا شاذ ہی کبھی ہوا ہو ۔

فصاحت پیشہ وکالت

فصاحت جلسہ ہاے عام اور وکالت مین اختلاف ہے - جلسہ ہاے عام مین غرض ترغیب ہی کی ہے اسمین متکلم کی غرض یہ ہوتی ہے کہ عوام الناس فلان امر کو پسند کرین یا فلان طرح پر کارروائی کرین اسکو نیک مناسب یا فائدہ مند سمجھکر اور اس غرض کے پورا کرنے کے لیئے اسپر لازم ہے کہ تمام اصول افعال جو ہماری طبیعت مین ہین انکو وہ غلبہ جوش دلی اور دل انسان کیطرف مرغوب کرے اور علی ہذا القیاس انسان کے مدرکہ کیطرف رجوع کرے - مگر پیشہ وکالت مین غرض انکی دوسرے کو قائل کرنا ہی اسکا بڑا مدعا ہوتا ہے - اسکی اسمین یہ غرض نہین ہے کہ وہ حاکم کو ترغیب نیک یا فائدہ مند ہونے کی طرف رجوع کرے بلکہ انکو یہ دکہاوے کہ یہ قرین انصاف اور درست امر ہے اسلیئے کل کوشش اسکے مدرکہ کیطرف رجوع کرتا ہے اور اہل وکالت کو ایک بار بارہ ججون کی طرف جو عموماً سنجیدہ اور اعلیٰ چلن کے

ہوتے ہیں رجوع کرنا پڑتا ہے وہاں انکو وہ فوائد حاصل نہیں ہیں جو مخصوصاً دربیشیار جلسہائے
ہیں تمام طرح کے ہنر کلام استعمال کرنے میں حاصل ہوتے ہیں اور یہاں جوش دلی پیدا
نہیں ہوتا بلکہ متکلم کی کلام نہ مزاجی سے سماعت کیجاتی ہے اور اُسکے الفاظ بہت احتیاط سے زیر نگاہ
رکھے جاتے ہیں - اور اگر وہ جوش جو جلسہائے عام میں دکھایا جاتا ہے دکھانے کی کوشش
کرے تو وہ معرض تمسخر میں آتا ہے جلسہ عوام میں کلام کو بہت وسعت ہے اور کسی خاص قاعدہ
کی پابندی نہیں ہوتی - وہ اپنے مضامین مختلف اطراف سے جمع کرسکتا ہے اور اپنی تخیلین
بموجب اپنے خیال یا تصور کے پیش کر سکتا ہے - مگر پیشہ وکالت میں وسعت کلام خاص قوانین
و قواعد سے محدود ہوتی ہے صرف خیالات کو ہمیں چنداں وسعت نہیں ہوتی - وکیل کے سامنے
ڈوری اور مبلغ اور کمپاس موجود رہتا ہے - اسکا بڑا کام یہ ہے کہ وہ ہر ایک مضمون کو اس سے
ناپتا تولتا رہے وجوہات بالا سے یہ ظاہر ہے کہ فصاحت پیشہ وکالت زیادہ محدود اور زیادہ
سنجیدہ اور زیادہ پاک صاف قسم کی ہوتی ہے بہ نسبت فصاحت جلسہائے عام کے ہے اور اسی سبب کی دلیل
سے جوڈیشل فصاحت کا ڈیماسیتنس کو صحیح نمونہ طریق کلام تصور کرتے ہیں جسقدر کہ
وہ حال کی حالات پیشہ وکالت کے متعلق ہو حال کے جوان قانون پیشہ کو اس امر سے آگاہ کرنا
ضروری ہے کیونکہ اگرچہ یہ مباحثہ دیوانی اور فوجداری مقدمات میں ہوتے ہیں تاہم واقعی مقدمین
زمانہ یونان اور روم کی فصاحت جلسہا سے عوام فصاحت مقننین سے نزدیک نزدیک
ملتی ہے بہ نسبت فصاحت عام زمانہ حال کے - اسلئے صحیح صحیح تقلید اُسکی حسب حال زمانہ حال کے نہیں
مگر تاہم ہر ایک وکیل کو اُسکے مطالعہ سے بہت فائدہ ہے - اول وہ تعریف جس سے وہ واقعات
مقدمہ کو بیان کرتا ہے اور وہ ترکیب جو وہ حجتوں کی حصول عنایت کے لئے اختیار کرتا ہے اور
ترکیب واقعات اور عمدہ طریق بیان حکایت اور طریق اظہار دلائل میں اُسکی تقلید کرنی بجا ہے اور
اس سے اعلیٰ نمونہ پیش نہیں کیا جا سکتا - قبل اسکے کہ صحیح طریق فصاحت وکالت بیان کیا جاوے
یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ متقدمین کی بنیاد وشہرت اور مشہوری امروزہ اُنکے علم پیشہ کی ہی آگے لئے

ضروری ہے کہ علم اپنے پیشہ کو بہت غور اور سنجیدگی سے مطالعہ کرے کیونکہ کیسی ہی فصاحت کلام کی اسکو حاصل ہو۔مگر اگر علم قانون اسکا کم ہو تو بہت کم لوگ اپنے مقدمات اسکے سپرد کرینگے اور علاوہ مطالعہ ذخیرہ علم کے جو اسکو پہلے حاصل کرنا ضروری ہے ایک اور امر جو ہر ایک وکیل کی کامیابی کے لئے بہت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ وہ ہر ایک مقدمہ مین جو اسکے سپرد کیا جاوے اسمین پوری توجہ اور محنت اور تندہی کرے یہانتک کہ کل واقعات و حالات پر حاوی ہو جاوے سبھی پرفصحا حال و متقدمین سب تاکید کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ مباحثہ کے لیئے ان امور پر حاوی ہونا نہایت ضروریات سے ہے **سسرو صاحب** اپنی کتاب فصاحت مین فرماتے ہین کہ ہر ایک موکل

جو ان سے مشورہ لینے آتا وہ اس سے پوری پوری گفتگو کرتے اور اس امر مین نہایت احتیاط کرتے کہ وقت گفتگو موکل کے ساتھ کوئی دوسرا شخص موجود نہو تاکہ موکل خوب طرح سے اپنا حال بلا روک ٹوک بیان کرے اور وہ ہر طرح کے اعتراض جو فریق ثانی کرسکتا ہو کر کر اپنے موکل سے اسکا جواب پوچھتے جیسا کہ فریق مخالف کے مقدمہ کے بھی ساتھ ہی بحث کرتے تاکہ امورات راست راست آشکارا ہو جاوین (اسپر ایک معزز دوست نے یہ اعتراض پیش کیا کہ خاص اس شہر مین جس مین ہون موکلون کو اگر اعتراض فریق ثانی کے بیان کرکے جواب پوچھا جاوے تو ناراض ہو جاتے ہین کیونکہ وہ عادی اس امر کے نہین مگر اسکا جواب یہ ہے کہ یہ ایک عام اصول ہے اگر کسی خاص جگہ برخلاف اسکے ہو تو اسکا علاج خاص ہے مگر طریق بیان وکیل سے موکل کی ناراضگی دور ہو سکتی ہے اگر وہ ہر ایک امر کے جواب دینے کے لئے مستعد ہو تو) اور جب موکل چلا جاتا تو وہ کل واقعات کو تین حصہ پر منقسم کرتے یعنے واقعات مبینہ موکل عذرات فریق مخالف اور وجوہات جو ان کے اپنے ذہن مین آئین ان سب پر غور کرتے اور وہ ان وکلا کو جو ان امورات سے پہلو تہی کرتے بہت ملامت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ نہ صرف بجا آوری اپنے فرائض مین ہی غفلت کرتے ہین بلکہ بد دیانتی اور خیانت مجرمانہ کے مرتکب ہوتے ہین اور اسیطرح سے **کرائیٹن صاحب** بھی یہی تاکید کرتے ہین سننے مین نہایت بردباری چاہیے اور واقعات کے بیان کرنے اور مباحثہ

مین ترتیب اور تراشیدگی اور پر تاثیر کلام ضروریات سے ہے کیونکہ جس کلام مین ترتیب اور تراشیدگی نہوگی اسکی تاثیر سامع پر بہت کم ہوگی اور پیشہ وکالت مین یہ امر کچھ کم غور کے لائق نہین ہے کہ تمام اعلی پیشہ ہاے علمی سے اسمین قابلیت وظہیر کے اظہار کے لئے زیادہ گنجایش ہے - اسمین بہ نسبت اورون کے ہنر رقیبونکا اور تعصب عوام الناس کا اور پوشیدہ سازشون کا کم خطرہ ہے (ایک معزز دوست نے اسپر اعتراض کیا تھا کہ یہ مسئلہ حسب حال زمانہ حال نہین ہے یعنے اب اسمین بھی بہت خطرہ امورات نالائقہ ہے - اسکے جواب مین یہ کہا گیا کہ نہین کیونکہ بالغرض مقابلہ کرو ڈاکٹر سے دو ڈاکٹر ایک شہر مین کام کرتے ہین اور خاندان علاج کرانیوالے محدود ہین تو ان دونو مین ضرور رقابت ہوگی اور یہ ظاہر ہے کہ اگر ایک دور ہوجاوے تو دوسرا کل کام کرے مگر وکالت مین وہ خوف نہین ہے اسلئے اسمین وہ خطرہ نہین ہے)۔

اسکو حسب حیثیت قابلیت اسکی کے امید بہترائی کی ہے کیونکہ روزمرہ خلقت کی نظر مین رہتا ہے اور اپنے ہمسرونکا مقابلہ کرتا ہے اور ایک مقدمہ مین جو وہ بحث کرتا ہے خلقت کے فیصلہ کیطرف رجوع کرتا ہے اور خلقت کا فیصلہ ہمیشہ درست ہوتا ہے کیونکہ کثرت اسمین بے طرفدار لوگون کی ہوتی ہے ابتدائے مین کسی پلیڈر کے باوفا دوست اسکے خاص فوائد کے ساتھ کام شروع کرادین مگر وہ اس سے زیادہ اور نہین کرسکتے کہ اسکے موقعہ مشہوری کا دلادین اور وہ مشہوری جو صرف انہی کی امداد سے ہوگی وہ جلد کم ہوجاویگی کیونکہ تماش بین اسکے کام پر اعتراض کرینگے اور حاکم فیصلہ کرینگے اور فریق مقدمہ اسکو خوب طرح بنظر غور دیکھیگا تو پھر لوگ اسیکی طرف رجوع کرنے لگینگے جسمین علم اور فصاحت اور محنت زیادہ پاوینگے - ہر ایک شخص جس نے تجربہ کیا ہے اسکو خوب معلوم ہوگا کہ کون وکیل اچھا کام کرتا ہے بشرطیکہ ایسا کام نہو جسکو وہ خود ہی اچھا سمجھتا ہو مگر اسمین کل اوصاف وکالت کے ایسے پورے ہون جسکو عوام الناس پسند کرین تو تھوڑے ہی عرصہ مین فریق مخالف جب آویگا دوسرا مقدمہ اگر کسی اور شخص سے پڑے تو اسکی طرف رجوع کریگا جس نے کہ کوئی مقدمہ جبکہ وہ فریق ثانی کیطرف سے تھا جیتا تھا اور جبکہ

ایک وکیل کو ہی مقدمہ عدالت میں جیتتا ہے تو اور مقدمات والے عموماً اسی کیطرف رجوع کرتے ہین - ایک یہ **اصول** پیشہ وکالت مین ہے کہ خواہ بولنے مین یا لکھنے مین فصاحت طرز سنجیدہ اور معتدل قسم کی اور با دلیل ہونی چاہئے - کبھی کبھی تھوڑا سا خیال کو زیبائش کلام کیطرف رجوع کرنا نامناسب نہ ہوگا - کیونکہ گفتگو کار وکالت ایک خشک قسم کی گفتگو ہے اور موقعہ بموقعہ پر زیبائش کلام کان توجہ کو رنج کر دیتی ہے مگر اس زیبائش کلام کو ہی ہر وقت استعمال کرنا نہ چاہئے کیونکہ بعض جج اس سے تنگ آتے ہین اور وہ یہ سمجھتے ہین کہ بسبب نہ ہونے دلیل معقول کے یہ زیبائش کلام سے تضیع اوقات کرنے چاہتا ہے وکیل کو صرف خاص اور صاف طریق اظہار کا مدعا کرنا چاہئے جسمین بے فائدہ عالمانہ اصطلاحات قانونی مستعمل نہون مگر وہ اصطلاحات قانونی موقعہ مناسب پر ترک نہ کیجاوین ÷

کثرت استعمال الفاظ کا ان لوگون کو اہتمام لگایا جاتا ہے اور بسبب جلد کلام کرنے سوائے تیاری ماقبل کے جو انکو اکثر کرنی پڑتی ہے نکو اہتمام لاحق ہو - اسلئے ان لوگون کو جو اس کام مین مبتدی ہون اس امر کی طرف رجوع کیا جاتا ہے کہ وہ عادی پہلے سوچ سمجھکر لکھنے اور پڑھنے کے ہو جاوین اس سے مراد یہ ہے کہ اگر آدمی ابتدا مین عادت سوچنے اور سمجھکر لکھنے اور بولنے کی ڈال لیوے تو بعد مین اگر اسکو بلا سوچے بولنا یا لکھنا پڑجاوے جیسا کہ اس پیشہ وکالت مین اسکو اکثر پیش آویگا تو بھی وہ کام بہتر کر سکیگا اور اگر اسکو پہلے ہی عادت خراب لکھنے کی یا غفلت سے بولنے کی پڑگئی اور سوچنے کا عادی ہی نہ ہوا تو اسکی یہ عادت ہو جاویگی اور زندگی اسکے ساتھ رہیگی ÷

تمیز بھی وکالت کے لئے ضروری ہے اور وہ دو امر مین کرنی چاہئے - پہلے سوال کے بیان مین جس سے معلوم ہو کہ امر بحث طلب کیا ہے جسمین سے ہم کسقدر قبول کرتے ہین اور کسقدر انکار کرتے ہین اور کس امر پر ایک فریق کا دوسرے سے اختلاف ہے اور دوم ہر ایک عذر کو علیحدہ علیحدہ اور با ترتیب اسکی وجوہات کے پیش کرنا چاہئے کیونکہ اگر ان امورات مین بے ترتیبی رہی تو مقدمہ صاف صاف سمجھ مین نہ آئیگا اور واقعات کے بیان کرنے مین مختصر اور صریح اور زود فہم لفظ

مین حکایت کو بیان کرنا چاہئے کیونکہ اگر طوالت اور پیچ وتاب سے بیان کیا جاویگا تو پہلے تو خود ہی غلطیان پڑنے لگتی ہین اور اگر اسمین فضول امورات کو ترک کر کے صاف و مختصر طریق سے بیان کیا جاویگا تو کسی طرح کی غلطی کا خطرہ نہ رہیگا ۔

جبکہ بحث فریق ثانی کا جواب دیا جاوے تو اسمین وہ کبھی غلط بیانی نہ کرنی چاہئے کیونکہ یہ امر جلد ظاہر ہوجاتا ہے اور جج ایسے اظہار سے اسکے کلام کو غیر معتبر سمجھکر کبھی کبھی درست واقعات معتبر اُنکے بھی دروغ قیاس کرلیتا ہے اور جبکہ وکیل فریق ثانی کو وہ راست راست طرح پر بیان کرتا ہے تو جج کے دل مین بڑا بھاری اعتبار ہوجاتا ہے کہ جب یہ فریق ثانی کے بیانات کو غلط بیان نہین کرتا ہے تو وہ اپنی طرف کا بیان کب غلط بیان کریگا ۔

تمسخر بھی کسی کسی وقت پیشہ وکالت مین ایسی ایسی حالتون مین جبکہ فریق ثانی کو کسی طرح کے طعن سے مطعون کرنا چاہتے ہین یا کبھی کوئی ایسی بات فریق ثانی کہے یا کرے جس سے ہنسی ہو کبھی کبھی کام آتا ہے اگرچہ تمسخر بعض وکیلون کو کام دیتا ہے ۔ مگر ہم کبھی صلاح نہین دیتے کہ اسکی عادت کیجاوے کیونکہ وکیل کا کام مجمع کو ہنسانے کا نہین ہے بلکہ جج کو قائل کرنے کا ۔ اور اس پیشہ مین تمسخر طبیعت کے آدمی کامیاب ہوتے شاذ ہی نظر آتے ہین ۔

بحث مقدمہ مین کسیقدر گرمی بھی دکھانی ضرور ہے کیونکہ اگرچہ جلسہ عام مین تو بہت ہی گرمی دکھانی ضرور ہے مگر وکالت مین بھی ۔ اگرچہ سنجیدہ دلائل پیش کیجاتی ہین مگر تاہم کبھی کسیقدر گرمی سامع کے دل پر تاثیر کرتی ہے کیونکہ وکیل مجسم موکل ہوتا ہے اور تمام حقوق کے پیش کرنے کا وہ ذمہ وار بنتا ہے اگر وہ خود اس مقدمہ مین ایک علیحدہ شخص یا غیر متعلق دکھاوے تو اُسکے مقدمہ پر اس سرد مہری کا سایہ پڑجاتا ہے مگر یہ گرمی ہر ایک مقدمہ مین دکھانی مناسب نہ ہوگی بعض مقدمہ مین غیر موثر ہوگی اور یہ بھی یاد رہنا چاہئے کہ ایسے مقدمونمین جو بہ بناے بے انصافی ہون یا جن سے عوام الناس کو نفرت ہو جہانتک ممکن ہو وکیل بننے مین پرہیز کرنا چاہئے ۔

ایک امر اور ہے جسپر غور کرنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ بعض حرکات جیسے ہاتھ کا کسطرح پر وقت مباحثہ

ہلانا یا چہرہ کا بنانا وغیرہ وغیرہ - گرچہ بعض اشخاص مین طبعی حرکات ایسی ہوتی ہین جو اسکے کلام کو زیادہ تاثیر دیتی ہین مگر ایسی حرکات کی نقل ہی اسکو کبھی مطعون بناتی ہے اور کبھی حکام کے دل پر ایک قسم کی نفرت اس شخص کیطرف سے پیدا کر دیتی ہے اسلئے حرکات ناشائستہ اور خاصکر غیر طبعی کی تقلید نامناسب ہے ؀

بیہودہ گفتگو اور زٹل باب اگرچہ جاہل موکلونکو خوش کرنے مین بہت کام آتی ہے بلکہ بعض وکلانے ہر سے فائدہ زر اٹھایا ہے مگر تاہم یہ ایک لچر حکمت ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے ؀

باب چہارم

اصول و فروع احتیاط پیشۂ وکالت

چونکہ اہل پیشۂ وکالت مین بعض اوصاف کی موجودگی اور بعض اوصاف کا حصول ضروریات سے ہے اور دوسرے طریق سلوک بہ حکام و بہ موکلان و دیگر احتیاطہاے وکارروائی ہاے کی بھی ضرورت ہے اسلئے ہم اصول و طریق از تحریرات استادان یوروپ و ہند اور تجربات ذاتی سے جمع کرکے اس باب مین درج کئے گئے ہین مثلاً - اصول اول - کہ وکیل کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہستی الیہ کا قائل ہو کیونکہ اگر وہ ہستی الیہ کا قائل نہین ہے تو وہ پورے اعتبار کے لائق بھی نہین ہے چنانچہ دلائل ہستی الہ اس اصول مین درج ہونگے - دوسرے اصول اس پیشہ کو گورنمنٹ انگریزی کا ممنون و احسانمند ہونا اور قیام سرکار انگریزی کا دل و جان سے خواہان ہونا بھی ضروریات سے ہے جو اس مین دوسرا اصول ہے کیونکہ اس پیشہ کی بنیاد باضابطہ سرکار انگریزی نے ڈالی اور اس پیشہ نے سرکار انگریزی ہی کے زیرسایہ ترقی و عروج پایا اور اسی سرکار کے زیرسایہ یہ قائم رہ سکتا ہے جو مفصل اصول مین بیان کیا جائیگا - علی ہذا القیاس مقدمات راست کا پیروکار ہونا اور بطریق راستی حم

سے پیروی کرنا وغیرہ وغیرہ اصول و فروع نمبروار بیان کئے جائینگے ۔

اصول نمبر ۱ متعلق ہستی الٰہ

اگرچہ فی زمانہ کئی ایک فیلسوف یورپ و دیگر ممالک کی رغبت انکار ہستی الہ کیطرف ہے اور بعض تعلیم یافتہ ہمارے ملک کے بھی ایسے مصنفونکو پڑہکر انکے پیروکار ہوجاتے ہین مگر ان فلاسفرون کی روحین ایک مرض روحانی مین مبتلا ہین وہ اسلئے غلط راستہ پر چلتے ہین اور ہمارے ملک کے آدمی جو انکے پیروکار ہوجاتے ہین وہ دراصل مرض روحانی مین مبتلا نہین ہوتے بلکہ ذلالت علم اور ناواقفیت علوم مذاہب اپنے ملک کے اور نہ پورا ہونے علم دنیا مین پیروکار ہوجاتے ہین - اول تو بہ نسبت ان فلاسفرون کے جو فی زمانہ ہستی الہ کے نا قائل نہین ہین اگر غور سے دیکھا جاوے تو انکے خیالات بھی عارضی ہوتے ہین وہ بھی جو جو دنیا کا علم حاصل کرتے جاتے ہین اتنے ہی انکے خیالات تبدیل ہوتے جاتے ہین حتی کہ بعض تو پابند مذاہب ہی ہوجاتے ہین اور بعضے ایک قسم کی نرالی ہستی الہ کا وجود ماننے لگتے ہین جیسے بعض الہ کو مکان کی صورت پر مانتے ہین جسمین کل موجودات موجود ہے - یا وہ طاقت جو مادہ مین حرکت پیدا کرتی ہے - اسجگہ ایک صاحب کی ملاقات کا جو نہایت مستند اور عالم ہین ذکر کیا جاتا ہے وہ ایک دفعہ ملاقات مین فرمانے لگے - کہ مین نے ملک یورپ مین بہت سے عالمان خصوص منکران ہستی الہ کو سخت بیماری و نزع کے وقت دیکھا ہے - وہ اسوقت اپنے خیر انکار ہستی الہ سے نادم اور پریشان تھے اور قبل وقوع موت ہستی الہ کے اور مذاہب کے پابند ہو تھے - اب مذاہب اور ہستی الہ کیطرف جب غور کرتے ہین تو اول تو بیشمار تصنیفون اور قومون کو بلا اور شبہ کے ہستی الہ کے قائل پاتے ہین اور پھر جب مسائل مذاہب کو دیکھو مثلاً کل مذا... امر پر متفق ہین کہ اللہ تعالے نے ہر ایک متنفس کے واسطے اسکی قسمت مقرر کر رکھی ہوئی اگر یہ صورت ثابت ہوجاوے تو کل منکران ہستی الہ کو قبول کرنا پڑیگا کہ کوئی خالق اس دنیا کا

کیونکہ اتفاق مین یہ طاقت نہین کہ آیندہ کو جو ہونا ہے وہ معلوم ہو سکے - اول تو دیکھو علم ستارہ جسکے اہل ہنود اسقدر قائل ہین کہ جسوقت لڑکا پیدا ہوتا ہے اُسوقت کے مطابق جنم پتری بنواتے ہین جس سے حساب کرکے موت تک جو جو ہونا ہے ظاہر ہو سکتا ہے اگرچہ تم اسباب پر نہ جاؤگے کہ حال کے زمانہ کے عالم ستارون کی تاثیر سرگزشت انسانی پر نہین مانتے اور یہ کہوگے کہ شاید مصنف اِن توہمات کا قائل ہے جسکو تمام یورپ غلطی سمجھتی ہے - مگر اصول علم یہ ہے کہ جبتک پورا ثبوت آدمی نہ کو پہونچکر نہ کہہ سکے اُسکو اُسکے غلط ہونے کا یقین نہ کرنا چاہئے - جو شہادت اُسکے باب مین مل سکے اُسپر غور کرنا چاہئے مین نے جسقدر اسمین شہادت پائی ہے مین اُسکو ابتک غلط نہین سمجھتا ہون کیونکہ چند دوست عالم فاضلون نے مجھکو پورا یقین دلایا ہے کہ اکثر واقعات جو انکی جنم پتری مین لکھے ہین وہ صحیح صحیح طور پر پورے ہوئے ہین - اور پھر اگر ستارون کی تاثیر کو دیکھو تو علم ہیئت سے جسقدر کہ اب ہم کو علم ہے کئی ایک تاثیرین ستارون کی دیگر اجسام پر ظاہر ہین مثلاً پورے چاند کی تاثیر سمندر پر یعنی جوار بھاٹا پیدا کرتا ہے تو کون ابتک کہہ سکتا ہے کہ ستارون کی تاثیر جسم انسانی پر نہین ہے - دوم واقعات زندگی کسی انسان کے لو تو تم کو معلوم ہو جاویگا - بعض اِس قسم کی قسمت رکھتے ہین کہ وہ اپنی زندگی مین ہمیشہ کامیاب ہر کام مین رہتے ہین - اگر خراب کام مین ہاتھ ڈالین تو وہ فائدہ اُٹھاتے ہین - اور اسیطرح سے دوسری قسم کے آدمی کہ ہر کام مین ناکامیاب رہتے ہین جس کام اچھے مین بھی ہاتھ ڈالتے ہین اُسکا نتیجہ بُرا نکلتا ہے اور یہ سلسلہ یہ نہین کہ ایک دو دفعہ واقع ہو بلکہ یہ سلسلہ عمر تک چلا جاتا ہے - کیا اس سے ثابت نہین ہوتا کہ ایک کے نصیب مقرر ہین - اگر صرف اتفاق ہوتا تو سلسلہ وار نہ چلتا جس سے صاف ظاہر ہے کہ ہر ایک کے نصیب مقرر ہین - اور تواریخ کے پڑھنے سے یہ بھی ثابت ہو کہ مرض انکار ہستی الٰہ ہوتی ہے اور دور ہوتی چلی آتی ہے - اگر کسی صاحب کو شوق ایسے علم کے پڑھنے کا ہو تو جان سٹوارٹ بیلی صاحب کی کتاب بجواب منکران خدا کے پڑھے اور اسٹوارٹ بلیکی کو اور دلائل منکران خدا کہ انسان بلا یقین ہستی الٰہ کے ایسا ہی خلائق سے سلوک کر سکتا ہے اور نیک رہ سکتا ہے

جیسے کہ ایک شخص قائل ہستی الہ اور پیرو مذہب کا اور اس دلیل کے ثابت کرنے کیواسطے وہ ایسی ایسی
مثالیں پیش کرتے ہین کہ انسان جو مجموعہ انسان کی ایک جزو ہے۔ اس کل کو قائم رکھنے اور آسایش و
آرام حاصل کرنے کے لئے ایک عقلمند خواہ وہ ہستی الہ کا قائل بھی نہو اسطرح سے سلوک دیگر خلایق
سے کریگا کہ جس سے مجموعہ خلایق کے آرام و آسایش مین فرق نہ آوے۔ مانا کہ یہ سچ ہے مگر عقلمند
کتنے ہین اور بیوقوف کتنے ہین اگر بیوقوف منکر خدا ہوجاوین اور اپنا جوابدہ ہونا بعد چند روزہ ہستی
دنیا کے قائل نہون تو انتظام و آرام و آسایش خلقت مین تہلکہ بپا ہوجاوے اور عقلمند بھی جبکہ
ہستی خدا کا قائل نہوگا تو اسکا نتیجہ لازمی یہ ہوگا کہ وہ اپنے آپ کو جوابدہ بعد موت اور ہستی بعد
موت کا بھی قائل نہ ہوگا۔ اور جو فعل کہ وہ بپاس خاطر قیام انتظام خلائق کریگا وہ ظاہری ہونگے اصلیت
مین کچھ نہ ہونگے کیونکہ جب کہ کبھی وہ ایسا موقع پائیگا کہ اپنے خاص فائدہ کیواسطے دوسرون کو نقصان پہونچاوے
اور اگر اسکو یہ یقین ہوجاوے کہ اسکے فعل سے دوسرے آگاہ نہ ہونگے یا کسی قسم کا مواخذہ اُسپر
سے اس دنیا مین نہو سکیگا تو وہ کبھی دوسرون کو نقصان پہونچانے مین دریغ نہ کریگا کیونکہ وہ اپنا
جوابدہ بعد موت ہونیکا یا ہستی بعد موت کا قائل ہی نہین ہے اور پھر اگر نظر غور سے دیکھو کہ کل امورات
دنیا کو ہم کسطرح سے فیصلہ کرتے ہین یا تو اپنے مشاہدہ سے یا شہادت معتبر سے۔ مگر چونکہ معاملہ
ہستی مشاہدہ مین نہین آسکتا جسقدر آسکتا ہے وہ یہی ہے کہ موجودات مین سے خالق کو شناخت
کرنا جسکی بابت اگر کسی کتاب کے پڑہنے کی ضرورت ہو تو **پیلی صاحب** کی نیچرل تھیالوجی
و دیگر کتب اس قسم کی پڑہو جو یہ ظاہر کردینگی کہ یہ موجودات ممکن نہین کہ بلا خالق کے ہون مثلاً
ستارونکا ایسی عمدہ ترتیب سے جابجا قائم رہنا اور انکی مختلف حرکات اور اپنے نظام سیارون
کو مقدار معین پر روشنی دینا اور ہر ایک سیارے اور ستارے کی باہمی کشش مین کبھی فرق
نہ آنا وغیرہ وغیرہ ہی ظاہر کرتا ہے کہ یہ باتین بغیر خالق کے نہین ہوسکتین۔ اور پھر اس زمانہ کا
اسقدر وسیع علم جس سے کہ اب معلوم ہے کہ بجاے ایک آفتاب کے لاکھون آفتاب مع اپنے
نظام کو قائم رکھتے ہین زیادہ عمدہ طرح سے خدا کی ہستی کو ثبوت کرتا ہے اسلئے صرف مطالعہ

علم ہیئت سے ہی ہر ایک شخص ہو یہ قائل ہستی الہٰ کا ہو سکتا ہی اگرچہ اور وسائل قائل ہونے کے
اسقدر وسیع ہین جنکا تذکرہ ہی محتاج تحریر کتاب لکھنا ہے جیسے خود اس دنیا کے انتظام اور ترتیب
جسکو تم روزمرہ دیکھتے ہو کہ کس خوبصورتی سے اسکو قائم رکھا گیا روشنی و گرمی دوسرے ستارون
سے پہونچتی ہے اور اسکے اندر گرمی بھر رکھی ہے جس سے ہستی متنفسون کی قائم رہتی ہے اگر
صرف گرمی ہی اسکے اندر نہ ہو یا اسکو باہر سے نہ آوے تو یہ سیارہ ہی سرد ہو جاوے اور جاندار
چیزین پھر زندہ نہ رہ سکین غیرہ وغیرہ جو اگر تم کو شوق ہو تو بہت سی کتابین اس علم کی موجود
ہین جو پڑھ سکتے ہو اور اگر شہادت پر غور کرنا چاہو تو شہادت اسقدر وسیع اور عام ہے جسکے
جمع کرنے کے لئے بھی ہزارہا کتابین موجود ہین اور موجود ہو سکتی ہین مگر چونکہ یہان غرض تھوڑا تھوڑا
بتانے کی ہے اسلئے صرف اسقدر ہی کہنا ضروری ہے کہ اول تو کثرت اعتقاد تمام مخلوقات کا ہستی الہٰ
پر ہے دوسرے ہادیان دین و دنیا نے پورا اعتقاد ہستی پر خود کر کے اسکو دنیا مین مشتہر کیا ہے - سوم
چیدہ دانایان دنیا ہستی الہٰ پر قائل رہے ہین مثلاً یوروپ مین **لارڈ بیکین صاحب** و
سر آئیزک نیوٹن صاحب و کرامول وغیرہ وغیرہ انگلستان کے اور **پرنس بسمارک**
صاحب و **گرٹی صاحب** جنکو جرمنی کے علم ادب وغیرہ کا باپ سمجھتے ہین اور لاسکر وغیرہ جرمنی
کے اور **نیپولین بوناپارٹ** شہنشاہ فرانس جو بالخصوص اسقدر قائل تھے کہ ایک دفعہ کا ذکر
ہے کہ بہت سے حکما یورپ کے انکے حضور مین جمع تھے اور ذکر اس امر کا تھا کہ بیمار کو علاج حکما سے
فائدہ ہوتا ہے یا نہین وہ فرمانے لگے کہ ہمارے خیال مین حکما کے علاج سے زیادہ نقصان جان ہوتا
ہے کیونکہ حکما یہ دعوی کرتے ہین کہ یہ کل جسم انسان کی اگر بگڑ جاوے تو ہم اسکی ترمیم یا اصلاح کر سکتے
ہین حالانکہ ابتک وہ اسکے اجزا سے پورے واقف نہین ہین اور نہ وہ ایسی کل بنا سکتے ہین اسلئے
انکا دعوی بے بنیاد ہے - انکا قول تھا کہ اس کل جسم انسانی کو ایسے کامل طور پر بنایا گیا ہے کہ یہ بیرونی
اصلاح کی محتاج نہین ہے - یہ اپنے آپ کو خود ہی درست کر سکتی ہے اور اسلئے وہ خود اپنا علاج حکما سے
نہین کرایا کرتے تھے اور مرضی اللہ پر صابر رہتے تھے اور **رچلو صاحب** وزیر اعظم فرانس وغیرہ وغیرہ

اور دانایان ملک چین و ہند و امریکہ خصوصاً واشنگٹن صاحب بانی سلطنت جمہوری ملک امریکہ
باوجودیکہ اُنکے خیالات پر کوئی اعتراض نہ کرسکتا اور نہ کوئی روک سکتا اور جسطرح کے خیالات وہ
ظاہر کرتے دوسرون کو بھی پیرو کرلیتے پھر بھی قائل ہستی الہ کے رہے کیا اسمین کوئی یہ شک کرسکتا
ہے کہ وہ کسی فائدہ دنیاوی واسطے یا کسی اپنے پیشہ کو قائم رکھنے کے واسطے ہستی الہ کے قائل تھے۔ اب
دوسری طرف دیکھو کہ ایسے فلاسفر جو منکر ہستی الہ سے زمانۂ شباب اور اقبال مین منکر رہے ہین وہ
عمر رسیدگی اور بیماریون کے وقت اور قریب الموت کے وقت اپنے فعلون سے نادم اور پشیمان
ہوکر استغفار کے خواستگار رہے ہین چنانچہ پرنس **دی کامٹی** اور **ہینرچ ہین** جو ایک بڑے
مشہور شاعر جرمنی کے ہوئے ہین وہ اپنے قول زمانۂ شباب و اقبال سے پشیمان ہوئے جیسا
کہ ہینرچ ہین صاحب کی وصیت کے الفاظ سے خود ظاہر ہے جو یہ ہین۔ ایک ہی خدا پر جو دوامی
خالق دنیا کا ہے اعتقاد کرکے مرتا ہون اور اپنی عبد العباد روح کے واسطے اللہ تعالیٰ سے رحم کی
استدعا کرتا ہون اور مین اس امر سے پشیمان ہون کہ مین نے کبھی کبھی پاک امور کی نسبت پوری
تعلیم سے نہین گفتگو کی مگر اس قصور کا باعث یہ تہا کہ زمانہ کے خیالات دیکھکر ایسے لغو خیالات کا
پیرو ہوگیا تہا حالانکہ میری جبلی رغبت اس طرف کو نہ تھی اور بالخصوص **جان سٹوارٹ مل صاحب**
جنہون نے طرح طرح کے مضمون مذاہب کی نسبت لکھے ہین اُنکا بھی قول تھا کہ مجھکو بھی ابتک یہ ثابت
نہین ہوا کہ خدا جسطرح سے کہ لوگ بیان کرتے ہین ہے مگر ساتھ ہی خدا کی عدم موجودگی تک ابتک
میرے خیال نہین پہونچے مگر موجودہ اوصاف بیان کردہ خلائق کا مین قائل نہین ہون۔ علاوہ
اِنکے زندہ لوگ جو ہستی الہ پر شبہ کرتے ہین وہ بھی رفتہ رفتہ اقبال جو ہستی کیطرف راغب ہوتے
جاتے ہین اور اگر غور کرو تو اگر کوئی یہ سُناوے کہ خدا نہین ہے تو وہ کیا خبر لایا وہ یہ لایا کہ اُن اُمیدون نے
جسمین کہ قائلان ہستی الہ تکیہ لگا کر اپنی زندگی اُمید خوشی مین بسر کرتے ہین نا اُمیدی پریشانی مین
پڑجاوین بالفرض محال اگر ایسا ہو تو یقین کرنے سے فائدہ ہی ہوگا اگر زندگی ایک آسایش اور
اُمید مین گزرے اور اگر یقین عدم موجودگی ہستی الہ کرلیا تو ہمیشہ پریشانی اور نا اُمیدی نصیب رہی

کیونکہ انسان کو اس بات کی بہت ہی حیرانی ہوگی کہ میرا انجام کیا ہوگا یعنے وہ اپنے آپ کو مثل گہاس کے سمجھیگا جو آگ سے جلکر خاکستر ہوجاتا ہے اور باقی اسکا کچھہ نہین رہتا اور زمانہ حال کے فلاسفرون کے قول سے بھی تائید ہستی اللہ کی ہوتی ہے کیونکہ انکا قول ہے کہ وجود ہستی اللہ کا خیال انسان کی طبع مین جبلی ہے اور کوئی خیال انسان کے دل مین جاگزین نہین ہوتا جبتک اس کی جستجو نہو - دیکھو جو کوئی کسیکو کہے کہ الف ہے تو وہ بلا تحقیقات قائل ہوجاتا ہے اگرچہ بعضے لوگون کا یہ خیال ہے کہ خیال ہستی اللہ ذاتی نہین ہے بلکہ سکہلانے سے پیدا ہوتا ہے جو کہ تحریر سے غلط ثابت ہوا تو اسلئے اس تحریر سے صریح طور پر ظاہر ہے کہ ہستی باری تعالیٰ ضرور ہے اور اسکو ماننے سے دنیا مین خوشی اور آرام حاصل ہوتا ہے اور خلقت مین پورا انتظام رہتا ہے ۔

اصول مذہب وکالت پیشہ کی مؤیدیت سرکار انگریزی

چونکہ ابتداے وقیام وترقی وکالت امن متعلق وترقی تجارت وترقی مال ... ہوگی خلائق پر منحصر ہے - اور خصوصاً سلطنت معقول و وسیع پر اسلئے چونکہ امورات بالائی زمانہ بذریعہ سلطنت انگریزی حاصل ہوئے ہین تو اہل پیشہ وکالت کو صرف اسلئے کہ یہ پیشہ اور اسکی ترقی کا ذریعہ گورنمنٹ انگریزی ہے دل وجان سے ممنون احسان رہنا ضروریات سے ہے علاوہ اسکے سرکار انگریزی کا اہل پیشہ وکالت نہ صرف اسلئے ممنون ہین کہ اسکے ذریعہ سے انکو یہ پیشہ حاصل ہوا بلکہ سرکار انگریزی کا طریق حکومت بھی ایسا ہی ہے کہ جس سے ہر فرد بشر کو ہر طرح سے اسکا شکرگزار و دل وجان سے نثار رہنا چاہئے جسکا ذکر آگے لکھا جاتا ہے - اگرچہ اہل مذاہب کو تو حسب احکام مذاہب بادشاہ وقت کو افضل المخلوقات اور ظل الہی سمجھکر اسکے احکام کی فرمانبرداری اور اسکی ذات کو مقدس سمجھکر سب سے زیادہ تعظیم کرنی لازمی ہے - اور منکران مذاہب بھی سوا اسکے کہ انکے وجود سے امن وامان قائم رہتا ہے اور خلقت اپنی زندگی تمام آرام سے بسر کرتی ہے فرمانبرداری اور تعظیم اور تکریم کرنی لازمی سمجھتے ہین - مگر یہ تعظیم وتکریم وفرمانبرداری ایک صورت کی ظاہری شکل

ہے - جبتک کہ انکے دلونمین خاص محبت بادشاہ وقت کی نہو - اور وہ محبت کس طرح سے پیدا ہوتی ہے - آشکارا ہے - کہ بادشاہ وقت اگر اپنی سلطنت صرف واسطے ترقی حالت رعیت اور بہتری آسایش انکے اور حفظ واسطے فرائض بہبودی خلائق کے کرتا ہے تو جہت سے خلقت اُس کی فرمانبرداری و ذاتی تعظیم و تکریم کرتی ہے اور اگر وہ اپنے آرام اور شان و شوکت اور عیش و عشرت کے لیئے بادشاہ ہے تو خلقت مجبوری و صرف بظاہر اُسکی فرمانبردار و تعظیم کن ہوتی ہے اور جب انکو موقع ملتا ہے تو اُسکی حکومت سے سبکدوش ہو جاتی ہے - اور جس سے اُسکو محبت دلی ہو جاتی ہے اور وہ یہ سمجھتی ہے کہ وہ حکومت کو صرف ہماری بہتری حالت کے لیئے کرتا ہے - اُسکو کوئی آفت بھی پڑے تو وہ اُسکا مال و جان سے ساتھ دیتے ہین اور اپنا مال جان قربان کرتے ہین - اب ہم صرف یہ دریافت کرنا چاہتے ہین کہ عملداری سرکار انگریزی کس قسم کی ہے اور کس غرض سے حکومت کرتی ہے - اِس سوال کے جواب کے واسطے صرف پہلے تاریخ کو دیکھنا چاہیئے یعنی زمانہ قدیم و حال کی طرز حکومت دیگر سلطنتون کے مقابلہ کرنا چاہیئے بیشک زمانہ متقدمین مین ہزارہا قسم کی سلطنتین چلی آتی ہین مگر اگر کل کا خلاصہ نکالا جاوے تو وہ سلطنتین جنہون نے صرف بہبودی خلائق کے کام کیا بہت تھوڑی ہین اور انمین یا تو بسبب کم واقفیت یا تجربہ کے یا بسبب ظلم متصرفانہ امرا اور یا بسبب کم توجہی رعایا امور سلطنت مین وہ کاملیت حکومت کی حاصل نہین ہوئی جو زمانہ حال مین ہو سکتی ہے - مثلاً اہل اسلام مین نہایت درجہ کے پارسا اور بلا غرض بہت سے بادشاہ ہوگئے ہین اور حکومت انکی حسب زمانہ نہایت عمدہ اور مبنی بر انصاف ہوئی ہے اور ایسی اہل ہنود کے مہاراجہ و راجہ ہوئے ہین کہ فی زمانہ انکی حکومت لاثانی تھی - مگر تاہم چونکہ وہ وقت تہا … وحشت اور ہے اُسوقت اور حال کے وقت مین زمین و آسمان کا فرق ہے - کوئی زمانہ ایسا ہوا … جسمین تعلیم کل رعایا کو ایک فرض سلطنت سمجھا گیا ہو - یا سلسلہ خطوط اور خبرون کا سہل … ہو - یا آمد و رفت ایسی سہل ہوئی ہو - یا عہدہ ہاے سرکاری بلا تمیز فاتح قوم کے برابر … گئے ہون - یا انصاف ایسا بلا رو رعایت ہوا ہو کہ شہزادہ اور گداگر مین بعدالت انصاف کوئی

ترتیب ہوا ہو - وغیرہ وغیرہ مگر اُن بادشاہان سلف کا آئین کوئی تصور نہ تھا کیونکہ اُسوقت علوم کی ترقی مفقود تھی اور خلقت کو اسقدر آزادی حاصل نہ تھی کہ بادشاہ کے کاموں میں پوری جرأت سے رائے دے سکیں - اب پیمانہ حال سے عملداری انگریزی کو ناپو تاکہ قبل اسکے کہ عملداری انگریزی کو اِس ناپ سے ناپا جاوے - ذرا پہلی حالت ہند اور بنگال کی حالت کو دیکھو تعلیم کے باب میں کل رعایا کو خاص ٹیک بادشاہ کے زمانہ میں بھی جب تعلیم کے لئے مدرسہ جات جاری تھے برابری حاصل نہ تھی کیونکہ بعض قوموں کو یہ حق ہی نہ تھا کہ تعلیم پاویں اور پھر مدرسے جب مقرر بھی ہوتے تو چند ہی زمانہ میں زیر و زبر ہو جاتے یا تو بسبب غدر کے یا عہدہ دار کی غفلت یا تبدیل خیال سے اور خطوط کے پہونچنے میں اکثر وقتوں میں تو کوئی سلسلہ ڈاک ہی نہ تھا - جہان کہیں کہیں ہوا تو زمانہ حال سے اُس کی کیا مناسبت ٭

اب میں پہلے مقابلہ عملداری انگریزی اور سلطنتہائے ہند زمانہ سابق اور خصوص زمانہ ماقبل عملداری انگریزی کا کرتا ہوں - دیکھو اسوقت عملداری انگریزی کل ہند اور متعلقات ہند یعنے برہما - سیلون اور اور جزائر اور جزو چین اور جزو امریکا اور جزو یوروپ اور حبش وغیرہ وغیرہ میں ہے اور تمکو اِس ذریعہ سے کل دنیا سے علاقہ ہے - تمام دنیا کی سیر اِس ذریعہ سے تمکو بسہولیت ہو سکتی ہے اور کل دنیا کی اشیا تم حاصل کر سکتے ہو - اور تمہاری اشیا غیر ملکوں میں جا سکتی ہیں جہان اُنکا زیادہ قدر ہے اور اشیا جو تمہارے ملک میں بکثرت ہونے کے سبب سے بیقدر ہیں وہان قدر پاتی ہیں اور جو اُس ملک میں بکثرت ہیں جہان جہان اُنکی ضرورت ہے قدر پاتی ہیں اور کل ملکوں کو اسطرح سے فائدہ حاصل ہوتا ہے زر کا اور اشیاء عجیبہ کے استعمال کا اور ہر ایک ملک کے علوم اور تجربات ایک دوسرے کو حاصل ہوتے ہیں اور ہر ایک میں جو جو لوگ کرتے ہیں دوسروں کو اُس سے آگاہی ہوتی ہے - سفر کا یہ حال کہ تھوڑے سے خرچ سے تم آرام سے وہ ملک دیکھ سکتے ہو جو تمہارے بزرگوں نے نہ دیکھے بلکہ اُنکا وجود بھی ایک طرح کا خیال ہی بعض کو تھا - بعض جانتے بھی تھے - اور خبروں کا یہ حال کہ ایک پیسہ سے دور دراز ملکوں میں خط بھیج سکتے ہو - اور تار کے ذریعہ سے منٹوں میں خبر بھیج سکتے ہو - تعلیم کے لئے جا بجا مدرسہ جات اور کالج

اور یونیورسٹی اور مدرسہ جات حرفتکاری اور تعلیم علم طبابت و جراحی و مختلف قسم کے ہنرونکے موجود اور
ترقی زراعت کیواسطے نہرین اور علوم ہر قسم متعلق کہاد و امراض زراعت اور بیج ہر قسم کا ہر ملک کی ترقی
زراعت کے لئے اور جانور ہر ملک کے ترقی نسل حیوانات قابل زراعت و سامان سواری اور کہانے
کے تمہارے لئے ہر ملک سے لائے جاتے ہین - تمہارے علاج کے واسطے ہسپتال مقرر کئے جاتے ہین
اور جسقدر روپیہ کی گنجایش آمدنی ہند سے ہوتی ہے تمہارے علاج مین اُس سے بمقدار مناسب دیجاتی
ہے اور جب زیادہ ضرورت ہوتی ہے تو تمہارے چند حاکم بلکہ عورات اُنکی بدل و جان اپنی گرہ سے مدد
دیتے ہین اور تمکو اسمین شمولیت امداد کیطرف راغب کرتے ہین - نیز تمہاری بہتری کے لئے تمہارے
ملک کے طلبا سرکاری خرچ پر ولایت مین بہیجے جاتے ہین اور ایک بڑی رقم عظیم خرچ کیجاتی ہے - انصاف
اور تمہاری سہولیت کیواسطے جابجا عدالتین مقرر ہین اور ملک کے قانون تمہاری صلاح اور مشورت
سے بنائے جاتے ہین یعنے جب تجربات موجودہ کو افسر ذمہ وار جمع کرکے پہلے مسودہ کے طور پر پیش کرتا ہی
تو اول ہی اول وہ کونسل مین جہان انتخاب یا تقررات سے تمہارے ملک کے آدمی بہی شامل ہین
پیش ہوتا ہے - اور ہر ایک متنفس کو حق دیا ہی کہ اُسپر بحث کرے اور اپنی رائے بذریعہ اخبارات یا تحریری
یادداشت کے کونسل مین پہونچاوے - اور نیز ہر ایک پالسی یا دیگر امر پر تمکو اسمین اپنی رائے دینے
کی ممانعت نہین ہے یا جو گورنمنٹ کام کرے اُسکے نقص و ثواب پر تم بحث کرسکتے ہو - اخبارات
کو یہ وسعت ہی کہ جہانتک چاہین نیک نیتی سے بحث کرین کوئی روک نہین سکتا - اور تم کو حکومت
کی ہر ایک شاخ مین کچہہ حصہ بہی اس نظر سے دیدیا ہے تاکہ تم انتظام ملک کی تربیت پاؤ - جیسے کہ
میونسپل کمیٹیان لوکل اور ڈسٹرکٹ بورڈ اور یونیورسٹیان اور نیز دیکہو کہ سول سروس کے لئے خاص
ممتحن اور جانچنے والے امتحان ولایت مین مقرر ہین اور تمکو باوجودیکہ اُس امتحان مین شامل ہونے
کی بہی اجازت ہو پہر بہی علاوہ اُسکے تمکو ایک جزو اُس خدمت کا بلا امتحان دیا جاتا ہے - اور فوج
مین باوجودیکہ اُسکے لئے تربیت فوجی کی ضرورت ہے تمکو بلا حصول اُس تربیت کے کمیشن فوج مین گورنمنٹ
ہند نے بلا امتحانات عہدے دینے شروع کردئے ہین اور ملازمت اعلی مثلاً اکسٹرا اسسٹنٹی اور منصفی اور

جنگلات کے چند عہدے امتحان مقابلہ سے دئے جاتے ہین جسمین ہر شخص کو بلا لحاظ ذریعہ کے موقع
ترقی درجہ کا حاصل ہے اور حقوق مالکان ومزارعان مقرر کردئے - ملکیت کی وہ قدر ہوگئی ہے
کہ جسکی حد نہین زمین اور گہرونکی کسقدر قیمت ہوگئی ہے فراخی زر اسقدر کہ ہر کوچہ و ہر گلی مین سونا
ہی سونا نظر آتا ہے - پہر اس عملداری کو جو قبل اس عملداری سرکار کے تہی مقابلہ کرو کہ جا بجا رہزن پہرتے
اور ملک کو لوٹتے اور جو رہزن زیادہ مقدور پاتا وہ ایک ملک یا حصہ ملک کا لٹیرہ حاکم بن بیٹہتا - اور
جس شخص کو اپنے ملک مین دولتمند پاتا غیر دولتمند کردیتا - انصاف کہان جو اسکا جی چاہتا کرتا خون کے
عوض روپیہ لیتا اور وہ روپیہ قاتل کی قوم سے یا اسکے مال یا اگر رشتہ دار مالدار ہوئے تو ان
سے وصول کرتا - کسی گہر مین کوئی عورت خوبصورت ہو تو جبراً چہین لیتا - علم کی کوئی قدر نہ تہی
علوم نایاب اور کتب علمی کا وجود معدوم ہوا جاتا تہا - بے علم اور لٹیرونکی قدر اور باعلم کی ذلت ایک
معمولی بات تہی غربا و ناتوان کی کہان مجال کہ کسی صاحب رتبہ کا باوجود تشدد کے مقابلہ کرسکے
لباس خوراک تک رعیت اور حاکم اور متعلقین حاکم مین حکماً تمیز ہوتی - صفائی کہان شہرون مین
کیچڑ و کوڑے کے مارے گذرنا دشوار ہوتا - بیگار ایسی کہ بہلے مانس و شریف تک سرکاری سپاہی
پکڑ لیتے اور جو کام چاہتے کراتے - اور کہانے تک نہ دیتے - مذاہب غیر مذاہب حاکم وقت سے وہ
بدسلوکی کیجاتی جسکی حد نہین - متبرک جگہہ نہین جہان جوتا لیجانا منع ہے ہمہ جوتا سپاہی چلے
جاتے اور رسوم مذاہب کو بذلت و خواری روکتے - دولت ملک کا یہ حال کہ عنقا ہوتی جاتی -
جسکے پاس کچہہ روپیہ ہوتا وہ اسکو دبائے چہپائے رکہتا اور اس سے کچہہ فائدہ نہ اوٹہاتا - کوئی
ذریعہ پختہ آمدنی رکہنے کا نظر نہ آتا جو کچہہ پاس ہوا اس سے خرچ کرتے سرکاری باغونمین خلقت کو
سیر تک موقع نہ ملتا - حقوق رعایا قریب معدوم - سرکاری معاملہ مین پیداوار زراعت کا اکثر حصہ
گم ہوجاتا مالکون کو مالکانہ ملنے تک کی گنجایش نہ ہوتی - مزارعہ بصد مشکل اپنا پیٹ بہرتا - اخلاق
ملک کا یہ حال کہ فی ہر طوائف ہر صاحب مقدور کے نام سے مشہور ہوتی ہین اور شراب نوشی و دیگر
امور کا علانیہ طور پر فیشن سمجہا جاتا - سفر کا یہ حال کہ ایک شہر سے دوسرے شہر جانا اسوقت کہ انگلستان

جانے سے زیادہ مشکل اور خطرناک تھا۔ اور پیشہ وکالت بلکہ جوابدہی یا پیروی مقدمہ کا نام و نشان نہ تھا کیا مقدور کوئی شخص کسی دوسرے کیطرف سے جوابدہی کرے۔ خود مدعی اور مدعا علیہ کوئی حق نہیں رکھتے تھے۔ مدعی عدالت میں گیا اُس نے اپنا دعوی سُنایا اور جوابدہ دینے کا وعدہ کیا تو عدالتی کو اگر وہ مدعی ناپسند ہوا تو اُسکا دعوی ہی نہ سنا یا مدعا علیہ کو گرفتار کر کے بلا رجوع سماعت مدعا علیہ اُسکے عذرات کے مدعی کو جو چاہا دلا دیا۔ اور اُسمین سے جو چاہا رکھ لیا۔ اب اِس سلطنت کا دیگر موجودہ سلطنتون سے مقابلہ کرو یورپ مین اب تک ایسی سلطنتین موجود ہین کہ جن مین ایک آدمی کے خیال یا وہم پر صدہا اُس نام نہاد جرائم پولیٹیکل مین جلاوطن کئے جاتے ہین کوئی اُنکی سُنتا نہین کوئی تحقیقات نہین ہوتی۔ قومون کی قومین جو صدہا برس سے ملک مین آباد ہین جلاوطن کئے جاتے مین ایک ایک شخص کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جسکو چاہے ملک سے بدر کردے اور جا بجا جماعتون کی جماعتون کو جلاوطنی اور طرح طرح کی سزا کے اختیار حاصل ہین۔ معاملات سلطنت مین رعیت کو کھلا مباحثہ کرنے کے اختیار ہی حاصل نہین ہین۔ مذاہب غیر مذاہب مقبوضہ سلطنت مین مداخلت تک روا رکھی جاتی ہے اخبارون کو کیا مجال کہ سلطنت کے معاملات مین مداخلت کر سکین کسیکی کیا مجال کہ کوئی کتاب یا اخبار بلا ملاحظہ محتسب یعنے سینسر کے جاری کر سکے ملک مفتوحہ کو اپنے ملک اور قوم سے اِسطرح سے ملایا جاتا ہے کہ وہ ایک ہی قوم اور ایک ہی مذہب ہو جاوے اپنی قوم کو اُسمین جسقدر ممکن ہو آباد کیا جاتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ باشندگان ملک کی قوم و مذہب تک نیست و نابود کرنیکی کوشش کیجاتی ہے اور خدمت سرکار اور بھرتی فوج کے لئے مردمان ملک جبراً و قہراً گرفتار کئے جاتے ہین وغیرہ وغیرہ۔ اب عملداری حال کا کیا مقابلہ ہے۔ بمقابلہ زمانہ سابق و دیگر سلطنتہائے موجودہ کے یہ عملداری ست جگ سمجھو۔ ہر ایک آزاد ہر طرح سے آزادی رکھتا ہے۔ کوئی شخص بلا تحقیقات اور ثبوت اور جوابدہی کے الزام مین مجرم نہین ٹھیر سکتا کلام اور تحریر کی ہر ایک کو وسعت۔ مذہب جو چاہے رکھے کوئی معترض نہین ہو سکتا وکالت یا دیگر وسایل سے جسقدر کمائے کوئی چھین نہین سکتا زر خرچ کرے دنیا کے تمام آرام و آسایش حاصل کر سکتا ہے۔ ظاہرا مالداری کہانے لاکھون

روپیہ خیرات میں دے سرکار بجائے حسد کے اُسکی تعریف کرتی ہے اور اُسکی عزت تک بڑہاتی ہے۔
اوپر جو چند الفاظ لکھے گئے ہین اُنکے ملاحظہ سے ثابت ہوگا کہ پیشہ وکالت برکت سلطنت انگریزی سے قائم ہوا ہے اسلئے اہل پیشہ وکالت کو سرکار انگریزی کا بہت ممنون ہونا چاہئے اور دل و جان سے اُسکی سلطنت کے قیام کے واسطے ساعی رہنا چاہئے کیونکہ اسکے ذریعہ یہ امن امان حاصل ہوا اور پیشہ وکالت کو سرکاری ملازمت سے بھی زیادہ فرخندہ حالی حاصل ہوئی یہانتک کہ ایسے ایسے لوگ جو بڑے بڑے عہدہ سرکاری رکھتے تھے اس پیشہ مین ملازمت سرکار ترک کرکر شامل ہوئے اور ہوتے جاتے ہین اور اہل اس پیشہ کے مال و دولت اور شان و شوکت مین امرا زمانہ سابق سے درجہا سبقت لیگئے ہین ✽

اصول نمبر ۳۔ مقدمات راستکا پیروکار ہونا

اِس اصول سے مراد یہ ہے کہ جب موکل وکیل کو وکیل کرنے کے واسطے آنکر اپنا حال سنادے تو جب پوری احتیاط سے وہ سُن لے تو پھر جب پوری غور کرے تو اگر اُسکو وہ مقدمہ دروغ معلوم ہو تو اُسکو لینا نامنظور کردے۔ اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ مثلاً مقدمات ابتدائی جو شہادت پر منحصر ہوتے ہین کسطرح سے یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ مقدمہ دروغ ہے مگر ایسا شخص ناواقفیت سے اعتراض کریگا ورنہ وکیل کو تو طرز کلام اور دیگر حالات موکل سے اور خصوص چلن موکل اگر اُسکو پہلے معلوم ہوا اور غرض موکل دائری مقدمہ مین سے مثلاً جب گفتگو مین موکل بیان کرتا ہے کہ فلان شخص نے مجھکو طرح طرح سے ستایا ہے مین اُس سے ایک استغاثہ فوجداری یا مقدمہ دیوانی سے بدلا لینا چاہتا ہون۔ یا یہ کہ وہ شخص پیشہ ور مقدمہ باز ہے یا وہ ایسے گواہان کا نام لیتا ہے جو گواہ ہی شہادت پیشہ مین یا کاغذات ایسے دکھاتا ہے جو بغور دیکھنے سے جعلی یا فرضی معلوم ہوتے ہین یا بروے قانون ایسا دعوی بھی نہین ہوسکتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ قانوناً دعوی نہین ہوسکتا تو تم کیا ایسے

ہوئے کہ دروغ سمجھو گے اس کا جواب یہ ہے کہ جو دعوے قانوناً نہیں ہو سکتا تو وہ کسی حق کا وجود ہی نہیں رکھتا - اس لئے وہ دروغ ہی تصور ہو سکتا ہے۔ غیرہ وغیرہ حالات سے اصلیت مقدمہ دریافت ہو سکتی ہے۔ اب غور طلب یہ امر ہے کہ بعض اشخاص یہ خیال کرتے ہین کہ جب کوئی شخص مقدمہ دروغ دائر کرنے چاہتا ہے تو وہ بہ نسبت دیگران محنتانہ زیادہ دیتا ہے اور جب کوئی ایسا مقدمہ وکیل جیتے تو دیگر لوگ اس قسم کے اس کی طرف رجوع لاتے ہین اور بہت محنتانہ اس کو دیتے ہین - حتےٰ کہ وہ مشہور ہو جاتا ہے اور دیگر مقدمات بھی لوگ اس نظر سے دیتے ہین کہ جب اس سے مقدمہ دروغ جیتا تو درست مقدمہ کا جیتنا اس کو آسان ہوگا اور جب اس نے ایک دفعہ مشہوری حاصل کر لی تو پھر وہ چاہتا ہے تو دروغ مقدمہ بھی لے سکتا ہے۔ غرضیکہ اس کو ذریعہ مشہوری کا تصور کرتے ہین مگر غور کرو دروغ مقدمہ کے لینے مین کسقدر قباحتین پیش آتی ہین - ایک تو جب حاکم کو ثابت ہو جاتا ہے کہ فلان شخص مقدمات دروغ کی دیدہ و دانستہ پیروی کرتا ہے اس پر اعتبار ہی نہیں رہتا - مقدمات راست اس کے دروغ خیال کئے جاتے ہین دوسرے اسکو اپنے دل مین ہر وقت فکر اور اندیشہ لگا رہتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ تحقیقات سے کوئی اس کی کارروائی ایسی ظاہر ہو جاوے جو اس کے چلن پر دھبہ لگاوے - اور یہ مقدمات دروغ اکثر اپیل در اپیل مین دروغ بھی ثابت ہو جاتے ہین - اگرچہ اس مین شک نہیں کہ بعض مقدمہ دروغ ہی کامیاب ہو جاتے ہین اور پھر اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ مثلاً ایک شخص کو مجرم ایک جرم کا تصور کر کر اس کی طرف سے جواب دہی کرنا قانوناً جرم نہیں ہے تو وہ امر دیگر ہے کیونکہ قانون فوجداری دلونپر حاوی نہیں ہے صرف ثبوت ظاہری پر منحصر ہے اگر ظاہر ثبوت نظر نہیں آتا تو جواب دہی کی منع نہیں ہے کیونکہ سزائے قانونی منحصر بر ثبوت مقدمہ ہے - نہ کہ اصلیت پر اور پھر خاص راستی پر غور کرو کہ راستی ہی سے آدمی عزت پاتا ہے - اور پیرو کار بدی اخیر مین ذلیل و خوار ہی ہو جاتے ہین یہ تجربہ سے معلوم ہو سکتا ہے - اگرچہ بعض کا یہ خیال ہے - کہ زمانہ حال مین راست رو ذلیل اور کج رو عزت پاتے ہین مگر وہ خیال غلط ہے - دراصل راست باز ہی عزت پاوے گا - بقول

راستی موجب رضائے خداست - کس ندیدم کہ گم شد از راہ راست - ایک دوست نے ایک اعتراض
اس طرح کا کیا کہ اُس نے خاص ایک مقدمہ مین یہ دیکھا - کہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں صاحب حیثیت
تھے مدعا علیہ نے مدعی سے کچھ روپیہ لیا اور مُنکر ہو گیا کوئی گواہ یا اور ثبوت نہ تھا اب ایسے مقدمہ مین
مدعی کیا کرے - پہلے تو اس کا جواب یہ ہے - کہ جو شخص بلا شہادت دوسرے کو روپیہ دیتا ہے وہ
اپنے آپ کو فکر مین ڈالتا ہے اور وہ سمجھ لیتا ہے کہ دوسرا روپیہ واپس دے یا نہ دے - اُس کے اعتبار
پر دیتا ہے - کیونکہ اول اس زمانہ مین کوئی روپیہ بلا ثبوت دیتا ہی نہین - اور اگر دے تو دوسرا مُنکر
ہو جاوے تو علاج اُس کا سوائے صبر کے کچھ نہین - اور پھر ایسے مقدمات لا علاج بھی نہین ہوتے -
اگر وکیل عقلمند ہو اور حاکم بھی منصف مزاج ہو تو یہ مقدمہ کامیاب ہی ہو سکتا ہے اور چونکہ ایسا
لین دین بلا موجودگی شہادت ایسے شخص دینے والے کرتے ہین - جو معزز یا نہایت بھلے مانس مع سرخو
ایسا اعتبار کرنے والے جیسے کہ وہ خود مین فرض کرو کہ تم نے ایک ایسا دعوے رجوع کیا کہ جس مین
تمہارے پاس سوائے شہادت مدعی اور گواہ یا دستاویز نہین ہے تو اس مین اول تو عدالت اگر
شہادت مدعی کو پورا اعتبار دیوے - تو اس پر ڈگری دعوے کی ہو سکتی ہے - دوسرے اگر تم کھوج و
سوچ کرو تو کئی طرح کے ثبوت تم درست پیدا کر سکتے ہو - مثلاً تلاش کرو کہ مدعا علیہ کو وقت لینے روپیہ کے
کوئی خاص ضرورت روپیہ کی تھی اور اُس نے روپیہ لیکر کسی ضرورت مین خرچ کیا - مثلاً کسی ساہوکار
کو روپیہ لیکر ادا کیا یا کسی کا مکان رہن یا بیع لیا یا شادی کی - اگر تم انہین سے کسی ضرورت کا پتہ
لگا سکو تو جہان روپیہ خرچ ہوا ہو وہان سے تمکو کئی ثبوت مل سکینگے - مثلاً - اگر ساہوکار کو روپیہ دیا تو
ساہوکار کی بہی مین ضرور درج ہوا ہوگا تم اُس کو ثبوت مین طلب کرا سکتے ہو یا اگر رہن بیع لیا تو
اُس دستاویز کو یا راہن یا بائع کو طلب کرا سکتے ہو یا معاملہ سرکار مین اگر روپیہ دیا تو چٹھہ جات تحصیل
سے طلب کرا سکتے ہو مگر اس امر کے یہ ثابت کرنا ضروری ہوگا کہ مدعا علیہ کے اپنے پاس روپیہ
نہ تھا یا وہ محتاج تھا اور کہ اُس نے قبل لینے روپیہ از مدعی کے اور شخص سے روپیہ طلب کیا اور
اُس نے نہ دیا اور پھر یہ امر کہ تمہارے موکل اور مدعا علیہ کا ایسا رشتہ نازک تھا یا محبت ظاہری

ایسی تھی کہ تم روپیہ دینے پر مجبور ہوئے اور نیز نیک بتاؤ مدعی و دیگر خلایق اور بد بتاؤ مدعا علیہ اور دیگر خلایق بحث مین آسکتا ہے اور پھر جب تک کہ مقدمہ عدالت مین نہین پڑتا و یقین اکثر جھوٹ نہین بولتے مدعا علیہ نے اگر خانگی طور پر کسی عورت کے سامنے یا مرد کے سامنے روپیہ لینے سے اقبال کیا ہو تو ایسے امورات بھی ثبوت مین پیش ہو سکتے ہین اور نیز جو عقلمند آدمی غور و تامل سے نکال سکتا ہے +

اصول نمبر ۶ مقدمہ راست کے بطریق راستی بہ نظر حقیقت پیروی کرنا

اس اصول سے یہ مراد ہے کہ جب مقدمہ راست کی پیروی اختیار کی تو ثبوت بھی اُس کا جسقدر راست ملسکے اُس سے مقدمہ کو پورا کرنا چاہئے۔ کیونکہ اکثر مقدمات مین اگرچہ دعوے دراصل راست ہوتا ہے مگر لوگ اس خوف سے کہ ثبوت جو وہ رکھتے ہین اُس کو اس ڈر سے کہ شاید اس ثبوت سے عدالت مطمئن نہ ہو اور ثبوت بناوٹی شامل کرتے ہین اور اکثر تجربہ سے دیکھا جاتا ہے کہ کئی مقدمات بسبب شمولیت ثبوت دروغ کل ہی دروغ تصور کئے جاتے ہین یا تو دعوے کل خارج ہو جاتا ہے یا عذر مدعا علیہ جو جزو راست اور جزو دروغ شہادت پر ہوتا ہے کل ہی نامنظور ہو جاتا ہے مثلاً دیکھو کہ ایک شخص نے دوسرے کو کچھ روپیہ قرض دیا اور اُسوقت ایک ہی شخص دوسرا موجود تھا۔ اور پیچھے مدیون نے روپیہ لینے سے انکار کر دیا اور نوبت بہ نالش پہنچی بوقت رجوع مقدمہ مدعا علیہ کو فکر دامنگیر ہوا کہ مین اگر ایک گواہ پر بنا رکھکر دعوے کرون تو شاید عدالت کو یقین نہو اور وہ دعوے میرا خارج کردے۔ اور پھر عوام الناس جن کے دلون مین یہ خیال جما ہوا ہوتا ہے۔ اس کو یہی صلاح دیتے ہین کہ میان کم سے کم چار گواہ تو ہون تین اور گواہ کرلو۔ چنانچہ وہ تین اور گواہ دروغ مقرر کرتا ہے اور پھر اکثر وہ گواہ جو دروغ کی گواہی دینے پر مستعد ہوتے ہین وہ اکثر وہی شخص ہوتے ہین جو گواہی پیشہ ہوتے ہین۔ اور عدالتین اور وکیل اُنکو جان جاتے ہین اور جب وہ دروغ کو راست کرکے دکھانا چاہین تو سلسلہ اکثر ٹوٹ جاتا ہے

اور وہ کہین نہ کہین دروغ گواہ معلوم ہونے لگتے ہین (اس کی بابت اقسام گواہ مین دیکھو)
اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حاکم کی تسکین نہین ہوتی اور کئی دفعہ ایسے مقدمات خارج ہوجاتے ہین اور
یہ وہ ہین اور ایسے گواہ ملاتا ہے۔ جو ہمسایہ ہوتے ہین اور بلحاظ ہمسائگی وہ دروغ شہادت
پر مجبور ہوجاتے ہین اور چونکہ وہ دروغ کو بنانا جو ایک محال امر ہے جانتے ہی نہین ۔ خواہ
اُن کو کیسا ہی سکھایا جاوے اس لئے وہ وقت دینے شہادت کے فوراً ٹوٹ جاتے ہین اور
مقدمہ ناکامیاب رہجاتے ہین اور خیال رہے کہ مقدمہ راست کا جبکہ ایک ہی گواہ ہو ثبوت کرنے
کے واسطے اور متعلق ثبوت کئی قسم کا راست بھی جو غور کرنے سے پیدا ہوسکتا ہے مل سکتا ہے
مگر صاحب کاروان نے پھندی مین پھنسکر مدعی اُنپر غور ہی نہین کرتا ہے صرف گواہان کی اُمید
پر مقدمہ کا حصر کرکے دیگر ثبوت کی پرواہ ہی نہین کرتا مثلاً وہ مقدمہ جس مین ایک ہی گواہ ہو اُسپہ
غور کیا جاوے تو اور راست ثبوت اس مین ایسے پیدا ہوسکتے ہین کہ مقدمہ کی پوری کامیابی
کی اُمید ہوتی ہے مثلاً مدیون نے دو صد روپیہ کسی دوسرے کے قرضہ ادا کرنے کے لئے لیا ہو
اور اُس کو اُسی دن ادا کیا ہو یا قبل از دینے روپیہ کے چند روز مدیون دائن سے روپیہ مانگتا تھا
یا دائن نے کسی دوسرے شخص سے روپیہ اُسی روز قرض لیا یا دائن کی بہی مین مدیون نے رقم اپنے
ہاتھ سے لکھ دی ہو یا مدیون کا کسی نے اسی روز روپیہ چھین لیا یا مدیون نے اُسی روز کچھ شئے
یا مکان خریدا حالانکہ وہ دوسری طرح سے نادار ثابت ہوسکتا ہے یا کوئی روپیہ اپنے سیونگ بنک
مین جمع کیا یا مدعی نے کہین سے اُس روز روپیہ جمع کیا ہوا واپس لیا وغیرہ وغیرہ۔ اور علاوہ
اس کے جبکہ مدعی عدالت مین آتا ہے۔ اور وہ یہ بیان کرتا ہے۔ کہ میرا ایک ہی گواہ ہے اوّل تو
اُس کا اپنا ایسا بیان ہی عدالت کے دل پر بہت تاثیر پیدا کرتا ہے۔ کہ یہ شخص کون راست
ہے ورنہ کوئی شخص بلا تحریر یا رکھنے کافی شہادت زبانی کے روپیہ کسی کو نہین دیتا اور
مدعی خود ہی ایک گواہ ہے اگر وہ کافی معتبر ہے تو اُسی کی شہادت پر ڈگری ہوسکتی ہے یا
عدالت مین مدعاعلیہ کو اگر وہ کوئی شخص قابل اعتبار یا دنیا مین وہ کچھ حیثیت رکھتا ہو قسم اُٹھ

کو کہے اور وہ نہ اُٹھاوے یا جھجکے تو اکثر عدالت کو مدعا علیہ کے حق مین قیاس راستی پیدا ہو سکتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ بعض شخص شاید ان باتون پر ہنسین اور کہین۔ صدہا مقدمات دروغ شہادت دروغ سے ثابت ہوکر فیصل ہو گئے اور صدہا مقدمات راست شہادت سے ثابت ہوئے۔ مگر ہمارے خیال مین یہ قاعدہ کے مستثنات ہین کوئی دروغ مقدمہ شہادت دروغ سے یا راست مقدمہ شہادت دروغ سے اگر ثابت ہو گیا تو وہ شاذ ہی ہوتا ہے ورنہ راست ہی راستی کو پہنچ سکتے ہین مثلاً اگر ایسا ہوتا ہے کہ مقدمہ راست مین شہادت راست و دروغ مخلوط ہے تو اکثر اپیلوں مین شہادت راست کی جو جزو ہے اسی پر عمل ہوتا ہے اور شہادت دروغ بیبا ئذہ لوگوان کو مجرم قرار دیتے یا گت وکیے یا بسود تیج کرنے ہی مین کام اتی ہے۔ اور بلحاظ ہر دو اصول بالا کے چند ذمہ واریون سے اس پیشہ کو بری الذمہ سمجھا جاتا ہے۔ جس مین سے بعض کا ذکر نیچے کیا جاے گا۔ اوّل نقصانات جو معاملہ وکیل سے جو نیک نیتی سے اور سوچ سمجھ کر دی جاوے گر بعد مین عدالت سے فیصلہ برخلاف صادر ہو اس امر کے لئے خلاصہ فیصلہ مندرجہ ذیل نہایت فائدہ نہین ہوگا۔ ذمہ واری اٹھانی پر لارڈ کیل صاحب نے جو ہوس آف لارڈز مین ہوا۔ یہ راے دی۔ کہ اس قسم کے مقدمہ مین جیسا کہ یہ دعوے موکل بنام صلاح کار قانونی بعنوان بد چلنی معاملہ کار پیشہ و قانونی ہے ان انگلستان اور سکاٹلنڈ کے قانون مین کچھ تمیز یا فرق نہین ہے۔ کیونکہ جہان کہین قانون ایک تسلیم تصور کیا گیا ہے۔ وہان مسئلہ قانون ایک ہی ہوگا۔ وکیل کی نسبت کبھی یہ فرض یا قیاس نہین کیا جاتا۔ کہ وہ اپنے مشورت کے درست ہونے کی بابت ذمہ داری کرتا ہے۔ مجھکو یقین ہے کہ اس زمانہ مین کہ جب مین وکیل کی حالت مین وکلاء انگلستان مین عزت رکھتا تھا۔ اگر بیرسٹر اس امر کے ذمہ وار تصور کئے جاتے تو مین نہایت افسوس کرتا۔ کیا وجہ کہ اگرچہ مین حتے المقدور مشورت دینے مین پوری احتیاط کرتا تھا۔ تاہم اس مین کچھ شک نہین ہے کہ میری رائین اکثر غلط ہوا کرتی تھین۔ مجھکو یاد ہے کہ مسٹر جسٹس ہیٹ صاحب فرمایا کرتے تھے

کہ وکیل کے واسطے رائے کا دینا ایک مشکل کام ہے کیونکہ اس سے مراد یہ ہوتی ہے - کہ ایک شخص یہ دریافت کرے جو بارہ دوسرے آدمی اُس امر پر کیا کہین گے جو امر کہ کبھی پہلے فیصلہ نہین ہوا - اب ہر درجہ وکالت مین یہی صورت پیش آتی ہے مگر خوش نصیبی سے تمام انگلستان کے اور سکاٹلنڈ کے ایڈوکیٹون پر اس قسم کی نالش ہی نہین ہوسکتی - لیکن بنام اٹرنی یا صلاح کار قانونی یا پروکیوٹر پر دعوےٰ ہوسکتا ہے لیکن یہ اُس صورت مین بسبب وہ مجرم نہایت صریح غفلت کا ثابت ہوا ہو کیونکہ یہ کہنا کہ وہ ذمہ وار ہی ہے واسطے ایسے امر کے جس کو غلط تصور کیا جاسکتا ہے غلط ہے ہم صرف اس سے یہ امید کرسکتے ہین کہ وہ دیانت دار اور تن دہی ہو اور اگر اُس کی دیانت داری و تن دہی مین کچھ قصور یا نقص نہین ہے تو اُس نے وہ امر پورا کردیا جو تم اُس سے اُمید کرسکتے ہو - یا جس کا وہ ذمہ دار ہے - یہ ناممکن ہے کہ ایسے آدمی مل سکین - جو اس ذمہ واری سے صلاح قانونی اور خدمات قانونی کی عدالت مین پیروی کرین - کہ وہ ہمیشہ درست چلین گے - اور دوسرے ایک تازہ مقدمہ جو لار تایمز مطبوعہ ۳۰ - اگست سنہ ۱۸۹۰ء مین ہے اُس کا ذکر بھی ذیل مین کیا جاتا ہے جو اصول مقدمہ مندرجہ بالا پر ہوا ہے - مقدمہ کا ہیڈنگ یعنی سرنامہ یہ ہے - سالسٹر کی غفلت درباب ادائے فرایض موکل مقدمہ مین بحث یہ تھی کہ موکل کو بہ سبب اس کے کہ سالسٹر نے مقدمہ غلط عدالت مین دائر کردیا اس سے موکل کو بہت خرچ برداشت کرنا پڑا حالانکہ اس عدالت کو مقدمہ کی سماعت کا اختیار نہ تھا - اس مین حاکم عدالت فرماتے ہین کہ اس مین کوئی شک نہین ہے - ہر ایک خاص پیشہ کا آدمی یا ہنرمند ڈاکٹر سالسٹر یا ... جب ایک کام کا کرنا اپنا ذمہ لیتا ہے تو اُس کا یہ اقرار مفہوم ہوتا ہے کہ وہ پوری احتیاط ... تندہی جو اُس سے معقولیت سے حسب حالات اُس کام کے امید کی جاسکتی ہے کریگا تو اُس سے صرف اُسی قدر اُمید کی جاسکتی ہے اور اگر نتیجہ اُس کام کا یہ ہو - کہ ... تو اُس اہل پیشہ کو ذمہ وار نہین ٹھیرایا جاسکتا - (لا تایمز اگست سنہ ۱۸۹۰ء صفحہ ۳۱۵ و ۳۱۶ ...)

غرض کہ جہاں تک ممکن ہو پیرو کار راستی رہنا چاہیے ۔

اصول نمبر ۵ - قانون پیشہ کو وقت مباحثہ ایک دوسرے کے ذاتی امورات کا تذکرہ نہ کرنا خصوصاً ایک دوسرے کے علم پر یا ذہانت پر یا درجہ پر طعن نہ کرنا

اس اصول کے نقص - چونکہ وکلا کو ہر روز عموماً یا اکثر وقت ایک دوسرے کے مقابل بحث [illegible] پڑتا ہے اگر یہ دوسرے کے علم پر طعن کریں تو اول تو یہ غلطی پر ہونگے کیونکہ وہ ان لیاقت قانونی امتحان قانونی ہیں - جسنے مساوی امتحان دیا ہوا ہے - تو وہ علم قانون میں مساوی ہیں ایک دوسرے کو کم و بیش خیال نہیں کر سکتے دوسرے اگر ایک شخص بہ نسبت کسی شاخ علم کو [illegible] ہے اور دوسرے نے کم تو بھی ان میں مساوات ہے - کیونکہ یہاں بحث دیگر علوم نہیں بلکہ [illegible] قانونی [illegible] میں وہ برابر ہیں - اور دونو کی لیاقت قانونی لیاقت سے وزن کی جاوے گی [illegible] دیگر علوم سے کیونکہ اگرچہ قانون دان کو حصول دیگر علوم سے زیادہ مادہ ہو جاتا ہے مگر [illegible] علم [illegible] ایک کو شاید علم زیادہ ہے دوسرے کو تجربہ اور غور [illegible] قانون [illegible] - پھر [illegible] دوسرے کو نظر حقارت سے دیکھنے سے عناد اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ ایک دوسرے کے تخریب میں ساعی ہوتے ہیں اور چونکہ یہ تو پہلے سے ہی دوسروں کی آگ میں کھڑے ہوئے ہیں - یعنے مقدمات مثل آتش کے ہیں - اور انکو جہانتک ممکن ہو اس آگ سے بچنا چاہیے تاکہ اس آگ میں اپنی ذاتی تنازعہ سے تیل نہ ڈالیں - جس سے دونو فریق مقدمہ اور خود وکلا کے جل مرنے کا خطرہ ہے مثلاً [illegible] شخص نے دوسرے کو برا کہا دوسرے نے اس کو حتے کہ اول تو دونوں میں نوبت بہ دشنام دہی [illegible] جو عدالت کی توہین میں شامل ہے جس سے دونو معطل یا معزول یا سزایاب ہو سکتے ہیں [illegible] اس قسم کے واقعات پہلے پیش آچکے ہیں دوسرے اس ضد سے ایک دوسرے

پر الزام لگانے کی کوشش کرنے لگ جاتے ہین - کہ اگر کسی مقدمہ مین ایک فریق کی طرف سے کسی دستاویز مین نقص ہے تو وہ وکیل پر الزام لانے کی کوشش کریگا یا اگر شہادت ایک طرف کی دروغ ہے تو وہ وکیل پر الزام لانے کی کوشش کریگا - یا ایک وکیل کا موکل ناراض ہے تو وہ اُس کو ترغیب دیکر آمادہ الزام دروغ یا کسی ایسی نالش دیوانی کا کرے گا - جو کبھی دایر نہ ہوتی - اگر ایک دوسرے مین نزاع نہوتی اور پھر یہ غور کرنا چاہیے کہ ایک دوسرے کو کم علم کہنا جو اُس شاخ علم مین برابر کا درجہ حاصل کر چکا ہے ایک قسم کی ازالہ حیثیت عرفی تک پہنچتا ہے اور وہ شخص جس کو کہا جاوے گا - وہ کب برداشت کریگا - جبکہ دنیا مین ظاہر ہے - کہ اگر کوئی شخص کسی کو جو در اصل جاہل ہو جاہل کہے تو کس قدر فساد برپا ہوتے ہین - تو پھر وہ شخص جو بظاہر سند قانونی رکھتا ہو - اُس کو ایسا کہا جاوے اور پھر جو شخص دوسرے کو بُرا کہے - ہم پیشہ کے آدمی اُس کو حقیر اور شیخی باز سمجھتے ہین - جو اُس کو ہم پیشہ کی نظرون مین حقیر کرتا ہے - اور سب اُس سے آخر متنفر ہو جاتے ہین - اور پھر یہ سوچو کہ اس دنیا مین کون شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ مین کسی علم مین پورا ہون یا مین علم قانون کو پورا جانتا ہون - صاحبان مستند قانونی کا قول ہے کہ علم قانون زمانہ حال مین کوئی شخص پورا حاصل نہین کر سکتا - بلکہ جب دس آدمی قانون دان جمع ہون تو ایک دوسرے کی رائے امور قانونی مین مختلف ہو جاتی ہے - اور علیٰ ہذا القیاس یہی حال دیگر علوم کا ہے - یہ ایک عام اصول سمجھو جو شخص اپنے آپ کو پورا عالم سمجھتا ہے - وہ پورا جاہل ہے - کیونکہ جو شخص جسقدر زیادہ علم حاصل کرتا ہے وہ اتنا ہی جانتا ہے کہ کم جانتا ہون اور اگر کچھ فائدہ ہے - تو اسقدر ہے کہ جاہل موکل خوش ہو - کہ میرا وکیل خوب لڑنے والا ہے - یا جاہل لوگ یا جاہل حاکم کیونکہ دانشمند وکلا یا تماشبین یا حاکم ان امورات کو مبنی پر نالیاقتی یا جہالت بلکہ اُس شخص کو ایسا نالایق کار وکالت کے سمجھین گے اور اُس سے پرہیز کرین گے - کیونکہ جو شخص اپنے مقابل کے وکیل کو اس طرح سے حقارت کرتا ہے اُس کی عادت حاکم تک حقارت کرنے کی پہنچتی ہے اور خصوصاً گواہان کو حقارت کرنے سے فساد کئی قسم کا برپا ہوتا ہے -

اور پھر موکل بھی اس سے نفرت کرتے ہیں کہ یہ شخص تو ہر ایک سے لڑتا ہے۔ اس سے ہمارے مقدمہ میں بھی نقصان نہ پہنچے۔ اور درجہ بھی پیشۂ وکالت میں ایک دوسرے کا برابر ہے۔ اور ذہانت تو کارروائی سے معلوم ہو جاویگی کہ کون زیادہ ذہین ہے۔

خوبیان

جاہل موکل اپنے وکیل کو چالاک اور بڑا تکرار کرنیوالا سمجھتے ہین اور تماشبین بھی خصوصاً جاہل اسکو چالاکی سمجھتے ہیں اور ان مقدمات میں جن میں کوئی شخص دروغ دعوے یا شہادت پر جوڑتا ہو یا جن میں صرف دوسرے کی ذلت کے واسطے دعوے پیش کئے یا جواب ایسے مقدمات میں جن میں ایک طرف اشراف ہو اور دوسری طرف کے پاس درحقیقت کوئی جواب نہو۔ اشراف کو ورق الٹنے کے واسطے مباحثہ کرانا چاہتا ہو۔ اسکو وکیل کرے۔ مگر یہ خوبی کچھ اہمیت نہین رکھتی بلکہ دراصل نقصان رسان ہے۔ علاوہ اسکے بعض شخص ایسا بھی کرتے ہین کہ مقابل کے وکیل کے کم ذات ہونے یا بہت کمینہ کام کرتے کرتے وکیل ہو جانے پر کنایتاً موقع بموقع اشارہ کر دیتے ہین۔ مگر یہ بھی صاف غلطی ہے اول تو جو شخص کمینہ ذات سے یا کمینہ کام سے اچھا رتبہ حاصل کرتا ہے وہ بمقابلہ اس شخص کے جو اعلے ذات اور اعلے رتبہ سے بڑا رتبہ حاصل کرے بہتر ہوتا ہے کیونکہ بڑی ذات اور بڑے کام سے جسنے رتبہ حاصل کیا وہ گویا ترقی دنیا مین ایک قدم زیادہ بڑھا اور جسنے بہت نیچ ذات سے اور نیچ کام سے رتبہ پایا اسنے صدہا گونہ ترقی زیادہ کی کیونکہ اعلے رتبہ کو تو اول مدد زر اور وسائل موجود تھے اور دوسرے کو صدہا مشکلات کا سامنا کرکے اس درجہ تک پہنچا تھا جو کم درجہ سے اور کم ذات سے اس رتبہ تک پہنچا ہے وہ زیادہ قدر و منزلت رکھتا ہے اور پھر اگر سوچو تو اول ذات ہی کیا ہے ذات یہ ہے کہ کسی زمانہ مین کسی شخص نے اپنے علم یا حب الوطنی یا زور بازو وغیرہ سے نام پیدا کیا تو اس سے ذات شروع ہوئی اب دیکھو کون بڑا ہے جو اپنی ذات پر جو اسکے کسی بزرگ کی قابلیت کے سبب حاصل ہوئی فخر کرتا ہے۔ یا وہ کہ جس سے ذات شروع ہوگی اور پشت ہا پشت اسکا نام لیکر فخر کرینگے بیشک وہ شخص کہ جس سے ذات شروع ہوگی۔

اصول نمبر ۶ - کثرت مطالعہ قانون خصوصاً کتب مقننان متقدمین

ہر ایک شخص جو پیشۂ وکالت مین کامیابی چاہتا ہے اُسکو چاہئے کہ وہ عمدہ متقدمین مصنفونکی کتابین خصوصاً کتب تاریخ

اور فصاحت کا مطالعہ کرکے اپنی رائے اور طریق گفتگو کو قایم کرے - اور تقلید ایسے شخصوں کی کرے - اور خالص صحیح
منطق سے بالخصوص دلائل ظاہری کے نتیجہ نکالنے کی عادت کرے اور دلائل ریاضی کے بذریعہ توجہ کامل نتیجہ نکالنے کی عادت
ڈالے - اور علوم تجرباتی سے اپنا علم قدرت اور ہنر کو ترقی دے - قدرتی اصول جو نہایت عمدہ اور سندی بنیاد
انسانی قوانین کے ہیں اُنکو دل پہ نقش کرلے - اور یہ اصول کہ وما جو عملی مسئلہ قوانین پر مبنی ہیں - اُن پر غور و توجہ
کرے - اس سے اسکو پیشہ وکالت میں ترقی اور کامیابی حاصل ہوگی - اور اس امر پر بھی غور کرو کہ بڑا فرق انسان
اور دیگر مخلوقات میں کیا ہے - صرف یہی ہے - کہ انسان یہ مادہ رکھتا ہے - کہ جو یہ مشاہدات و تجربات سے
حاصل کرتا ہے - احاطہ تحریر میں اُس کو یہ جمع کرتا جاتا ہے - اور جو نسل اُسکے بعد ہوتی ہے وہ اُسکو پڑھتی ہیں
اور وہ اسکے ساتھ اپنے مشاہدات اور تجربات کو جمع کرتے ہیں - اور رفتہ رفتہ ایک ذخیرہ علم جمع ہوتا جاتا ہے جسسے
ترقی ہر ایک کام آرام و آسایش خورد و نوش و سواری سفر وغیرہ وغیرہ میں ہوتی جاتی ہے اور جتنے پہلے یا جہان
تحریر کا رواج یا طریق تحریر حاصل نہیں ہوتی وہاں سینہ بسینہ ایک دوسرے کو اپنے مشاہدات و تجربات حصول سے
آگاہ کیا جاتا ہے - جسسے بھی بقدر مناسب ذخیرہ جمع ہوتا جاتا ہے اسلئے مجموعہ مشاہدات اور تجربات کو مطالعہ کرتا ہے
تاکہ مادہ مشاہدات اور تجربات آیندہ کو تقویت ہو اسلئے یہ ضروری ہے کہ اگر ہوسکے تو قوانین متقدمین و متاخرین
ہر ملک کو بغور پڑھو ہر ملک کے قانون پڑھنے سے ایک یہ فائدہ ہے - کہ کئی قسم کے مقدمات دوسرے ملکوں میں
ہوتے ہیں - جو ایک ملک میں نہیں ہوتے - خواہ وہ مقدمات اس ملک میں سندی نظیر نہوں - مگر تاہم
ایک قسم کی روشنی ہوگی جہاں اپنے ملک میں اُس امر میں اندھیرا ہو - جسکو سب اہل عقل تسلیم کرتے یا عمل نیچے انکا نہیں کرسکتے

اصول نمبر ۷ - موکل کے فائدہ کو اپنے وسواس و توہمات پر فوق دینا

اس اصول کی تشریح مندرجہ ذیل عبارت سے پوری پوری ہوگی اور مراد اس سے یہ ہے کہ جب [illegible]
اختیار کرلیا - تو اُسکی پیروی میں قدم بقدم شک اور وسواس میں نہ پڑتے جاؤ - مثلاً موکل کوئی کاغذ ثبوت [illegible]
داخل کرنا چاہتا ہے - تم نے اُسکو جب دیکھا تو بظاہر کوئی نقص ایسا نہیں نظر آیا - کہ اسکو جعلی [illegible]
کرلیا جاوے - مگر تمہارے دل میں خود وسواس پیدا ہونے لگے - کہ شاید یہ جعلی نہو اور وقت پیش [illegible]

عدالت کے سامنے [illegible] سے موکل سے پیش کرایا کہ جس سے عدالت کو خواہ مخواہ شک پیدا ہو گیا۔ مثلاً تم نے کہا کہ موکل میرا
ایک کاغذ پیش [illegible] چاہتا ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ کیسا ہے تو باوجودیکہ تمکو خود اس کاغذ کے برخلاف ظاہر نہیں ہے واسطہ ہے
[illegible] خیال سے عدالت کے دل پر شک سا خواہ مخواہ پیدا ہو جاتا ہے اور اس سے موکل کو نقصان کا خطرہ ہے اسطرح سے نہ خواہ
موکل پر کاغذ کو شہادت سے ثبوت بھی کر دیو دیگر حاکم کو پہلے ہی جب شک پیدا ہوا ہوگا۔ تو وہ شک رفع ہونا کسقدر [illegible]
مشکل ہے۔ حاکم سمجھیگا کہ وکیل کو کسی طرح سے اسپر شک پڑ گیا ہوگا جو اس کاغذ کو دینا نہ خود پیش کیا تمکو بیشک چاہئے
کہ جب تمہاری تسکین ہو لے تو دلیرانہ کام کرو۔ ورنہ اس میں نہ پڑو۔ اگر ایسا تمکو شک ہے۔ تو وہ امر [illegible]
[illegible] کہ اثبات [illegible] صرف شہادت پر مبنی ہو اور عدالت نے تم سے دریافت کیا کہ فلان مقدمہ میں تمہارے موکل کے کتنے گواہ ہیں
اور تم نے یہ تواس نظر سے کہ عدالت کو یہ شک پڑے کہ تمہاری شہادت پیش کرنے سے تمہاری کارسازی معلوم ہو یا عدالت
تمکو [illegible] صاف سمجھے کہدیا کہ ان [illegible] تین چار گواہ سے لے تو آیا ہے [illegible] بات لیتے ہیں [illegible] وسواس
عدالت کے دلمیں پیدا ہوگا جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ علی ہذا القیاس [illegible] مگر ان سند ذیل پر بھی غور کرو۔ اگرچہ یہ
قیاس کیا جاتا ہے کہ وکلا جج اور جوری کو بیہودہ یا ظاہرہ [illegible] غلطی [illegible] یا ایک [illegible] گواہ یا ایماندار گواہ کو ناحق
[illegible] کرنے اور اسکی شہادت کو معتبر قرار دینے سے باز رکھینگے مگر اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ انکو ایسے امر کی طرف بھی کبھی
مجبوری رجوع کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ ایک صاحب مستند کا قول ہے کہ وکیل کے فرائض میں سے ایک یہ بھی اسکا فرض ہے [illegible] کہ وہ اسطرح کا دعوا
ایسے یا دیگر امور میں ہے اسلئے موکل کا فائدہ ہو نکرے اور ایک مستند قانون دان کا قول ہے [illegible]
[illegible] ایک فریق ہے اسلئے (وکیل) پاک من پورا کرنیکے لئے یعنے جو اسکے فرض اس دنیا میں ہیں ۱۵ [illegible]
اسلئے اسکو چاہیئے کہ اپنے موکل کی خدمت تمام وسائل مناسب سے کرے اور اپنے موکل کو بلا لحاظ۔۔ [illegible] بلکہ اپنے [illegible]
[illegible] اور تکلیف اور مصیبت وغیرہ جو فریق ثانی کو پہنچے ہی۔ اسکا خیال بھی اپنے دلمیں نہ لاوے اور فرض وکالت کو [illegible]
[illegible] طرح علیحدہ علیحدہ سمجھے اور اسکو مصیبت و بربادی فریق ثانی کیطرف بالکل خیال نہ کرنا چاہئے۔ مسٹر میکولے صاحب
کا قول [illegible] ہیں کہ جب انکو کسی مقدمہ میں یہ ثابت ہوتا کہ یہ برخلاف انصاف ہے تو وہ اس مقدمہ سے کنارہ کش ہو جاتے اور اپنے
موکل کو [illegible] جواب دیتے تھے اور وہ شہادت کو غلط طرح پر بیان کرنے اور نظائر کو دروغ یا نامناسب طرح سے بیان کرنے
یا [illegible] جوری کو دھوکہ دینے یا غافل جج کو دھوکہ دینے سے نفرت کرتے تھے اور پیروی اور جوابدہی مقدمات میں پابندی [illegible]

کے رہتے ہیں جیسے وہ دیگر معاملات دنیا میں رہتے ہیں۔ کیونکہ انکا یہ قول تھا کہ انسان کو زرکے بدلے وہ کہنا جو اُسکے خیالات کے برخلاف ہو یعنے رائے کو بیچنا نہایت درجہ کی بےعزتی ہے۔ ایک اور نامی مستند مصنف قانونی کا قول ہے کہ وکیل جب ایک ایماندار گواہ کو جس کی شہادت اُس کے برخلاف معلوم ہوتی ہے۔ دیکھتا ہے۔ تو وہ ایک شائستہ صورت اور طریق اختیار کرتا ہے۔ اور گواہ کی بددیانتی جتاکر شہادت کو اُسی پیرایہ پر دکھاتا ہے۔ اور میری مراد بددیانت گواہ سے ہے۔ کیونکہ ایسے گواہ کی حالت میں جو سوالات طرف ثانی پر بددیانتی معلوم ہو تو اُس کے ساتھ تو یہ طریق نہیں اختیار کیا جاتا۔ کیونکہ ایک گواہ کو جو دراصل دروغ یقین کیا گیا ہے اُس کو دروغ کہنے یا ثبوت کرنے کا مناسب طریق یہ ہے کہ خاموش رہنا کیونکہ اس طریق سے وہ گواہ اپنی شہادت کو یہ سمجھکر کہ اس پر کوئی شک نہیں پڑتا۔ بدستور صاف چلا جاویگا۔ جبتک کہ وہ خود کسی سوالات میں ایسی جگہہ پر پہنچ نہ جاویگا۔ اور ایسا بیان کردیگا جو اُس کی اُسی حکایت میں ایک دوسرے کے متناقض ہوگا۔ جو ایسے واقعات کے خلاف ہوگا۔ جو ظاہر ہیں۔ یا جو صاف اور طرح سے ثابت ہوچکے ہیں۔ اور ہم کو تجربہ اشخاص اعلےٰ قسم سے سوالات گواہ پر یہ ثابت ہوا ہے۔ کہ یہ طریق ہمارے بہت صحیح ہے۔ اور یہ قاعدہ عام ہے کہ ایماندار اور جو بزدل گواہ ہوتا ہے۔ وہ شاہانہ طریق اختیار کرنے سے ڈرتا ہے۔ اور بےحواس ہوجاتا ہے۔ اور اس سے وہ گواہ جو تجربہ کار اور بےایمان ہے وہ کچھہ پرواہ نہیں کرتا۔ مسٹر وجر نارتھ صاحب کی سوانح عمری سر روڈنی نارتھ صاحب یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ قانون ترکی مثل ہمارے قانون شہادت کے بیہودہ ہے۔ بعض امورات کے دو گواہوں کی شہادت بعض امر کے ثبوت کے لئے ضروری سمجھی جاتی ہے۔ اور اس سے یہ رواج جس کو سب جانتے ہیں پڑگیا۔ کہ جہاں ایک واقع کا ایک گواہ ہوتا۔ دوسرا جھوٹا گواہ پیش کیا جاتا تھا اور سر روڈنی نارتھ صاحب کو بہت سے تنازعات ایسے پیش آئے کہ جن کو شہادت سے فیصلہ کرانے پر وہ مجبور ہوئے۔ اور اُن کو تجربہ سے ثابت ہوا۔ کہ ایک دروغ گواہ راست سے بہتر ہے کیونکہ اگر حاکم عدالت شہادت گواہ کو خراب کرنا چاہتا۔ تو دروغ گواہ بہ نسبت راست ...

سوالات وغیرہ پر ہشیار رہتا - کیونکہ دروغ گواہ تربیت یافتہ ہوتا ہے - اور وہ ایسے سوالات کے واسطے تیار ہوتا ہے - اور اپنے آپکو راست بنا سکتا ہے - اس لیئے حسب رائے ایک مصنف کی جن کا اوپر ذکر ہوا وکیل اپنے موکل کے حقوق فرایض ادا کرنے مین نہ صرف سنجیدہ طرح سے اپنے موکل کے راستی دعوے کے اقبال کرنے سے جس کو وہ دل مین اور طرح سے سمجھتا ہو - اور نہ بعض حرکات مثل تماشہ گر کے اختیار کرنے مین جو تماشہ گر اس طرح سے دکھاتا ہے - کہ لوگون کو یہ معلوم ہو - کہ وہ دراصل اس کو پسند نہین کرتا - مثلاً رحم غصہ خلاقی پسندیدگی یا ناپسندیدگی یا حقارت جبکہ اس کو اس قسم کا نہ تو یقین ہے - اور نہ اس کو یہ یقین ہے - کہ مقدمہ کے لئے ایسے خیالات کے اظہار کی ضرورت راستی پر ہے - بلکہ کسی کی حق پر دھوکہ دینے برا کہنے اور توہین کرنے اور بدگوئی کہنے ایسے اشخاص کی جن کو وہ دل مین اور طرح سے خیال کرتا ہے - یا اُن کو وہ عزت سے ایماندار گواہ خیال کرتا ہے کہ وہ بھی درستی کے یا راستی کے خلاف نہین ہے - اور ایک دوسرا مصنف یہ سوال پیش کرتا ہے - کہ اگر ہم اپنے عالم دوست اور ہم مذہب عیسائی اور نیز سوشنف پیلی صاحب کے تمدنی ثبوت آلہی وغیرہ دیگر اہل مذاہب جو یہ کہتے ہین - کہ جھوٹ بولنے والے ہین ... رب العالمین کی نظرون مین مکروہ ہین - کہ وہ کسی طرح سے اس قاعدہ کی تشریح کرتے ہین - اور مذہب عیسائی سے اُس کو ملاتے ہین - اور اس لعنت کو جو مذہب کی طرف سے پڑتی ہے دوام کرتے ہین - افسوس اُن شخصون پر بدی کو نیکی اور نیکی کو بدی کہتے ہین - اور اندھیرے کو روشنی اور روشنی کو اندھیرا کہتے ہین - اور کڑوے کو شیرین اور شیرین کو کڑوا جو شریر کہ انعام کو راست کہتے ہین اور راست بازی سے راست بازی چھین لیتے ہین ہمنے دونون طرف کی عمدہ رائے مصنفان کی بعض کارروائی کے لئے دکھا دی ہے - ہر ایک کو اختیار ہے جو چاہے پسند کرلے - صرف ایک اقتباس ہم درج کرینگے - زبانی بیان گواہ سے ایک باہنر سوال کنندہ ایسے گواہ سے جو خوشی سے بیان کرنا نہین چاہتا ایسے ایسے ضروری امورات راست نکال لیتا ہے جو گواہ کہ ظاہر نہین کرنا چاہتا اور دوسرے ایک اور قسم کا ہنر ہے جس سے دہشت دینے اور دھوکہ دینے اور ایک ایماندار گواہ کو

حالت ابتری مین ڈالنے سے اُس کی شہادت پر شک ڈالتا ہے یا اُس کی تاثیر کو دور کر دیتا ہے
اس قسم کے ہنر سے جو نہایت اعلیٰ درجہ کا کمینہ طریق عقل کو کام مین لانے کا ہے
ایک امر بیان مین کرون گا - مجھکو یقین ہے کہ سچ کو نکالنے کے واسطے نہایت پُرتاثیر طریق اُس
طریق سے کہ جس سے ایک ایماندار اور سادہ لوح گواہ حالت ابتری مین پڑجاتا ہے - دیکھے مین نے
تجربہ سے دیکھا ہے کہ ایک گواہ کو ایک تجربہ کار شخص نے سوالات کئے - جس سے یقین تھا کہ
بہت سے ایماندار گواہ ہونگو ابتر کر دیتا - اُس کی شہادت مین کچھ فرق نہ آیا - اور باوجود اس کے ایک
بالکل مختلف طریق سے جس سے کسی طرح کی ابتری ایسے گواہ کو نہ ہوتی جو راست بیان کرتا وہی
گواہ قدم بقدم خود بخود دروغ گوئی اپنی کا قائل ہو گیا عموماً مجھکو یقین ہے کہ خاموش لائق اور راست
روان مگر با احتیاط - سوالات واسطے انکشاف راستی کے ضروری ہین - اور یہ کہ متین اور [illegible]
جو کہ ایک ایماندار گواہ کے ابتر کرنے کے لئے کافی ہین - بے ایمان گواہ اُن کے [illegible]
جواب دینے کو تیار ہوتا ہے - جیسے جس طرح سے جسقدر کہ طوفان زیادہ ہوتا جاتا ہے اسیقدر
وہ اپنے لباس کو لپیٹتا جاتا ہے - جو کہ گرم دھوپ سے اُس کو ترغیب دور کرنے کی ہوتی ہ

اصول نمبر ۸ دیانت داری

تعریف اس کی یون کی جا سکتی ہے جو شے ایک کی دوسرے کے سپرد یا زیر نگرانی ہو اُس کو پوری
طرح سے نگاہ رکھنا اور اُس کو اپنے کام مین نہ لانا اور حتی المقدور اُس کو نقصان سے بچانا - یہ
وہ وصف ہے کہ جو قیام انتظام دنیا کے لئے ضروریات سے ہے کیونکہ ہر ایک شخص اپنی حفاظت
مین اپنا مال نہین رکھ سکتا - مثلاً بعض کی یہ عادت ہے - کہ وہ جو شے اُس کے ہاتھ آوے
خرچ ہی کر ڈالتا ہے - مگر چونکہ اُس کو ہزارہا مصائب دنیا پیش آنے والے ہوتے ہین جیسے
بیماری یا غمی وشادی یا بیکار ہو جانا اُس کا وغیرہ وغیرہ - تو اس لئے اُس کو یہ ضرورت [illegible]
ہے - کہ وہ اپنا مال وزر جو رفتہ رفتہ اُس کے ہاتھ مین آوے - وہ کسی دوسرے شخص کے پاس [illegible]

اُس کو اعتبار ہو جمع کرتا جاوے - اور وقت ضرورت اُس سے لیکر خرچ کرے - یا کہ کام فائدہ
عام کے لئے ایک شخص کے پاس کل خلایق کی طرف سے روپیہ جمع کرنے کی ضرورت ہوتی ہے
وغیرہ وغیرہ - اب اگر وہ شخص جس کے پاس جمع کیا جاوے خورد برد کر جاوے - یا حفاظت نکی
کرے تو خلایق مین کسقدر ہرج واقع ہوتا ہے اسیطرح جو ایک شخص اپنے مقدمات کی
پیروی بذات خود نہین کر سکتا - اس لئے اُس کو ضرورت ہے کہ کسی دوسرے کو جو پورا دیانتدار
ہو اپنا مختار جس مین اسکے کل بلکہ ذات یا جان کی حفاظت کو ذمے سپرد کرے - تو وہ دوسرا شخص
جسکو مقدمہ سپرد کیا اُس کو نقصان پہنچاوے - تو کسقدر تمام خلایق مین فرق آوے - مثلاً
موکل کو اپنے مال کی حسرت سے اپیل کے پیروی کرنا پڑتا ہے مثلاً زر اشٹام و دیگر فیس نالش عدالت
یا دعویٰ - روپیہ بذریعہ اجراے ڈگری اگر وکیل خیانت کرے - تو کسقدر نقصان ہو سکتا ہے - بلکہ
مقدمہ کے راز جو سپرد وکیل کئے جاتے ہین وکیل اُن پر بددیانتی کرے - تو کسقدر نقصان ہو مثلاً
موکل کا ارادہ ہے کہ مین اس مقدمہ کی زیادہ پیروی نہین کرنی چاہتا - مجھکو تو جس قدر مدعاعلیہ
دیوے - مین راضی نامہ کرنے کو مستعد ہون - اگر وکیل حکمت سے کام کرے اور اُس کے دل کی فریق
ثانی کو نہ بتاوے تو کسقدر فائدہ سے رقم موکل کو دلا سکتا ہے - اور باہم راضی نامہ ہی ہو جاوے
مثلاً اگر فریق ثانی راضی نامہ پر مستعد ہو گیا تو ایک معقول رقم پر فیصلہ ہوا - اور پھر اگر اُس کو یہ بھید
سُنایا جاتا ہے - کہ مدعی موکل میرا تنگ آگیا ہے - جس طرح سے تم چاہو راضی نامہ ہو سکتا ہے -
تو کم سے کم رقم ہی دیگا - تو اُس مین بھی دیانتداری کی بہت ضرورت ہے - کیونکہ جو اپنا راز
دوسرے کی سپرد کرتا ہے وہ بھی ایک مال سپرد کرتا ہے - اور اُس کی حفاظت بھی اُسیقدر مطلوب
ہے جیسے نقد کی - اور یہان اس قدر طوالت کی ضرورت ہی نہین ہے کیونکہ یہ دیانتداری ایک
ایسا وصف ہے جو خود ہی بدلا دیتا ہے جو شخص دیانتدار مشہور ہوا اُس کی طرف عوام الناس
رجوع کرنے لگتے ہین اور ہر کام فائدہ کا ور اعتبار کا اُس کے سپرد ہوتا جاتا ہے حتےٰ کہ وہ مال
و دنیا مین کامیاب ہو جاتا ہے جیسے کئی مشہور آدمی بزرگ دنیا مین اسی کے استعمال سے کامیاب

ہوتے ہین - یہ ایک ایسا اوصاف ہے جو انسان کو بہت ہی فائدہ دیتا ہے - تعریف دیانتداری کی یہ ہے - کہ جو مال کسی کے سپرد ہو یا اُس کے قبضہ مین دوسرے کا ہو اُس مین سے خود نہ کہا جاوے - یا اُس کو تلف نہ ہونے دے - یا ایک مقدمہ دوسرے کا اُس کے سپرد ہو - تو وہ موکل کو نقصان پہنچانے کے لئے کچھ دوسرے شخص سے لیکر اقبال برخلاف موکل کے کرے - یا پیروی مقدمہ مین کاہلی وغیرہ کرے - یا یہ کہ موکل کا روپیہ اپنے صرف مین لاوے مقدمہ لیکر اُس مین تن دہی کرے - اگر یہ سوال پیدا ہو کہ مقدمہ مین تن دہی نہ کرنے کس طرح سے دیانتداری کے برخلاف ہے تو اُس کا جواب صاف ہے کہ موکل نے تمہاری تن دہی کے واسطے محنتانہ دیا ہے پوری تن دہی نہ کرنی یعنے جسقدر کاہلی کی جاوے گی - وہ کام مقررہ مین سے فیس گویا کاٹ لی جاوے گی ٭

اصول نمبر ۹ محنت کش ہونا اور کاہلی کا مزاج مین نہ ہونا

جب تک آدمی پورا محنتی نہ ہو - تو اُس کی کامیابی پیشہ وکالت مین امر نا ممکن ہے - کیونکہ اگر وہ پوری پوری محنت مقدمہ مین نہ کریگا اور کوئی امر جو اُس کی محنت سے مفید موکل نکلنا رہ جاویگا تو ایک تو اُس نے فرض ادا نہین کیا - دوسرے جب وہ امر جو اُسوقت دریافت کرنا چاہیئے تھا - رہ گیا - اور پیچھے معلوم ہوا تو پشیمانی ہوگی - ورنیز محنت کرنے سے عادت کاہلی لاحق ہو جاوے گی اور محنت کرنے سے عادت محنت پیدا ہوگی جس سے مشکل کام سہل معلوم ہونے لگین گے - اور اگر تم کاہل وجود ہوگے تو اول وکلا کا حال یہ نہ سمجھو کہ کسی کو معلوم نہوگا - بلکہ یہ سمجھو - کہ جو کچھ کہ عیب وکیل مین ہوتے ہین - وہ دنیا پر ظاہر ہو جاتے ہین - اول تو تمہارے منشی ہی واقف ہو جاتے ہین - اور بعض خراب منشی موکلوں سے وہ تمہاری کاہل مزاجی کا تذکرہ کر دیتے ہین اور نیز موکل بھی تمہاری طریق اور عادات سے واقف ہو جاتے ہین - تو رفتہ رفتہ تم کاہل وجود شمار کئے جاتے ہو - اور لوگ اپنے مقدمات تمہاری

پیروی کرنے سے نفرت کرنے لگتے ہین - اور دل مین یہ خیال نہ کرو کہ اگر تم ایک بڑے علم دار اور زود فہم وکیل ہو تو تمہاری کاہلی کا کوئی خیال نہ کریگا - کیونکہ تم مین بڑا وصف ہے کہ جب تم چاہو تو مقدمہ کو خوب تیار کر سکتے ہو - کیونکہ مین نے ایک بڑے مشہور صاحب کو جو علم و ذہانت وغیرہ مین ایک یکتا تھے - دیکھا ہے کہ ایک عالم انپر مفتون تھا - پر وہ کاہلی مزاجی کے سبب گمنام ہوگئے تھے - اور اسی کاہلی سے انپر کئی آفات نازل ہوئی ہین - اور آخر مین وہ انکو کہو بیٹھے کیونکہ عادت کاہلی جب ایک دفعہ دل مین جاے پکڑ جاتی ہے تو پھر اُس کا دور کرنا ہی تمہارے اختیار سے باہر ہو جاتا ہے - اور اگر تم محنتی مشہور ہوے تو تم کو دیگر وکیل اور دل پسند کرنے لگتے ہین اور بلا اختیار تمہاری تعریف اُن سے ہو جاتی ہے جس سے تمکو مقدمات بہت ہی زیادہ ملنے لگتے ہین - بلکہ کئی اور کام متعلق وکالت مین ملجاتے ہین - مثلاً کمیشن - ریسیور - اتالیقی - رفری - عہدہ ہاے جلیلہ سرکاری وغیرہ وغیرہ ٭

اصول نمبر ۱ - استوار مزاجی

یہ ایک ایسا اوصاف ہے کہ پیشہ وکالت کے لئے نہایت ضروری ہے - کیونکہ دیکھنا چاہئے کہ قانون ایسا وسیع ہے کہ اس مین اِس قدر شک واقع ہوتے ہین - کہ قدم قدم پر وسواس پیدا ہوتا ہے اگر تم وسواس مین پڑکر غرقاب ہو گئے تو تم اُسی مین غرق رہوگے چاہئیے جسقدر بعد سوچ بچار کے تمہارے دل مین امر قایم ہو جاوے اُسپر فوراً پابندی کرو - اُستوار مزاجی سے بڑے بڑے کام دُنیا کے پورے ہوتے ہین - اور یہ ایک نشان علو العزم آدمیون کا ہے مثلاً گمبیٹا صاحب جو قوم بنی اسرائیل مین سے تھے اور فرانس کے لاثانی فصیح اور مدبر آجکل کے زمانہ مین تھے اُنکے لڑکپن کے زمانہ کی ایک تمثیل ہے - جن سے اُن کے استوار مزاجی کے نشان صدنا ظاہر ہوتے ہین - ایک دفعہ باپ نے اُن کو ایک مدرسہ مین بھیجا - جو مدرسہ انکو ناپسند تھا - تو اُس نے اپنے باپ کو لکھا کہ اگر تم مجھے اس مدرسہ سے واپس نہ بلاؤگے - تو مین اپنی ایک آنکھ نکال ڈالونگا -

چنانچہ باپ نے جب اُس کی درخواست نامنظور کی تو اُس نے خود اپنی آنکھ نکال دی اور دوبارہ
[illegible] اگر [illegible] بالو [illegible] تو مین دوسری آنکھ بھی نکال ڈالونگا - تو پھر اگر اُن کی مابعد کی زندگی کو
دیکھو [illegible] استقلال دلیرانہ فصاحت [illegible] وہ اپنے خیال کی تائید مین خیالات وقت سے بالکل ڈرتے
[illegible] اور [illegible] دلیری سے کرتے - کہ لوگون کو خوف بلوہ ہوجاتا
[illegible] اپنی جان [illegible] مین [illegible] - مگر ان خیالون کے اصول پر جب وہ قائم ہوتے
[illegible] سے علاوہ اس کے اس قسم کی [illegible] تمثیلات دُنیا مین [illegible] کی حد نہین
دیکھو [illegible] جفاکشی سے اور حوصلہ سے اور استوار مزاجی سے کوشش
[illegible] کو ظاہر کیا اور بنجمن فرینکلن صاحب نے طاقت برقی کو ظاہر کیا اور اسی طرح سے حکیم سقراط
[illegible] اپنے یقین موجودگی [illegible] روح انسان پر اپنی جان فدا کردی اور پیشہ
[illegible] چھوڑا اور نپولین بوناپارٹ شہنشاہ فرانس نے کس جفاکشی اور استوار مزاجی سے
[illegible] حاصل کیا اور لارڈ [illegible] صاحب جنھون نے اصول حصول علم کی بنیاد ڈالی اور
[illegible] صاحب جنھون نے [illegible] ابتدا کی کس بردباری اور حوصلہ سے گوہر مقصود حاصل
[illegible] وغیرہ وغیرہ اور دیکھو دیگر بالو - ونکو جو استوار مزاجی کے معلم ہین مثلاً عنکبوت - چیونٹی -
[illegible] وغیرہ ٭

اصول نمبر ۱۱ - حاضر جواب ہونا

یہ امر بھی متعلق استوار مزاجی کے ہے - تمکو چاہئے کہ مشق اور عادت سے تم جواب ہر ایک امر کا
فوراً دے سکو - اگر کوئی امر تم سے دریافت کیا جاوے اور تم اُسکے جواب مین دیر او تامل
کرنے لگو تو اول تو حاکم یہ سمجھتا ہے کہ اس کا جواب باثواب انکو نہین آتا - اس [illegible]
ہین اور دوسرے عدالت کے کام کے لئے وقت معین اور قلیل ہوتا ہے - وہ زیادہ [illegible]
کرسکتے اور تیسرے بعض دفعہ تمہاری زیادہ سوچ اور دیر مین تمہارے موکل کو نقصان پہنچے

اور چہارم حاضرین عدالت تمکو اچھا وکیل نہین سمجھتے - اگر علاج اس کا ہے - تو یہ ہی ہے - کہ تم
کل پہلو مقدمات کے خوب پہلے سوچ رکھو - اور سوال کے وقت دیر و رنگ نہ دکھاؤ اگر سوال
ایسا پوچھا جاوے - کہ جس کا جواب تمکو معلوم نہین ہے - تو فوراً [illegible]
کرکے بتاؤنگا اور پھر موقعہ پر کسی قانونی امر کے اقبال یا انکار [illegible]
تو چونکہ امور قانونی ایسے وسیع اور غور طلب ہین کہ تمہارے ایک [illegible]
موکل کو نقصان پہنچتا ہے - اس لئے بہتر طریقہ اس کے جواب کا [illegible] عدالت [illegible]
جواب کے لئے وقفہ چاہو - یعنے مہلت مانگو - اور پھر سوچکر جواب [illegible]
ہو فعتاً آن پڑے - ہر وقت طیار رہو - اگر [illegible] تو حاضرین [illegible]
خود حاکم بھی تمکو اچھا وکیل نہین سمجھین گے - اگرچہ [illegible] سوال کا [illegible]
منحصر ہے اور خاص قاعدہ کوئی نہین مقرر کیا جا سکتا [illegible]
اس کی حد نہین اور بعض مین مادہ حاضر جوابی ہی نہین ہوتا مگر [illegible]
دیکھنے سے کسی قدر مادہ جمع ہوجاتا ہے بعض حاضر جواب ایسے [illegible]
پر لے لیتے ہین اور بلا دیکھے مثل کے جواب دہی کر دیتے ہین اور مثل اگر [illegible]
اس کو بھی دیکھ سکتے ہین اور بعض کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ جبتک [illegible]
نہ لے تیار ہی نہین کر سکتے مگر اگر حاضر جوابی کی عادت پیدا کرنی [illegible]
اگر ہے تو یہ ہے کہ اپنی طبیعت کو حاضر رکھنے کی عادت ڈالو اور اپنے خیالات کو [illegible]
اور یعنے خیالات تمہارے منتشر نہ ہوین اور جب کوئی موقع حاضر جوابی کا [illegible]
دور کرکے اپنے خیال کو نقطہ حاضر وقت پر لگاؤ تو امید کہ تم کامیاب ہوگے -

اصول نمبر ۱۲ - تواضع موکلان حسب موقع [illegible]

یہ امر بہت غور طلب ہے - تواضع موکلان تو نہایت ضروریات سے [illegible]

ہین - پہلے یہ سمجھ لو کہ مقدمہ کیا ہے - کہ ایک قسم کا سودا طبیعت مین پیدا ہو جاتا ہے - اور مقدمہ والا ایسے سودائی کی طرح سے ہر وقت اپنا ہی قصہ سُنانے سے خوش ہوتا ہے - وہ دوسرے کے کام یا نقصان کا کچھ خیال نہین کرتا - اپنی ہی سُنائی جاتا ہے - حالانکہ تمکو ہر وقت پر کام کرنے ہوتے ہین - ایک موکل کی باتین تم ہمیشہ نہین سُن سکتے - اس لئے مناسب ہے کہ اپنے دلائل لیجئے یہ کہ تمہارا مقدمہ آج نہین ہے - آج میرے پاس فلان فلان مقدمہ ہے - اُس کو ابھی دیکھنا ہے - تمہارا حال فلان وقت پر سنون گا - موکلون کو سمجھا دو - مگر یہ ضرور ہے - کہ جب اُس کا مقدمہ لو - تو کل حال اُس کا جسقدر متعلق مقدمہ ہو سُن لو - کیونکہ اگر تم نے اُس کا کل حال نہ سنا تو وہ ہمیشہ شاکی رہیگا اور پھر قریب پیشی مقدمہ کے سوالات کرکے کل امور اُس سے دریافت کرلو - اِس سے وہ بھی خوش ہو جاویگا - اور خصوص سودا اُس کا قدرے فرو ہو جاویگا - اور تمکو بھی کل پہلو مقدمہ کے دریافت ہو جاوینگے ورنہ خواہ تم اُس کے مقدمہ مین کتنا ہی تردد کرو اگر مقدمہ اُس کے خلاف فیصلہ ہوا - تو وہ تمہارا شاکی رہیگا - بلکہ اورونکو بھی اپنا قصہ سُنا کر تم کو بدنام کریگا - اور جب موکل آوین - تو خندہ پیشانی سے پیش آؤ - مگر خاطر اُن کی اِس حد سے زیادہ نہ کرو - جس سے وہ تمہارے سر پر چڑھ جاوین یا یہ کہ جیسے بعض کا یہ خیال ہے - کہ جو وکیل زیادہ خوشامد کرتا ہے وہ کم رتبہ کا ہوتا ہے - اور پھر اُس کو وہ کم فیس دینے کو کہتا ہے اور یہ تجربہ سے ثابت ہے کہ جب تم نے خاطر زیادہ کی تو فیس تو وہ بہرحال کم ہی دیگا - اور تمہارے سر پر چڑھکر ہر وقت اپنے قصہ سُنانے سے تمہارے کام مین ہرج کریگا - مگر یہ امر وکلا کے درجہ پر منحصر ہے بعض مبتدیون کو تو اِس تکلیف کا برداشت کرنا بہتر ہے تاکہ لوگ اُنکی طرف رجوع کرین اور بعض تو جسقدر خشک مزاجی سے لوگون سے پیش آوین لوگ گوارا کرتے ہین مگر یہ منزلت اخیر جب حاصل ہوتی ہے جب تم لوگون کے دلون مین صدہا مقدمات جیت کر مشہور اور دل نشین ہو جاؤ - بہرحال حسب حال تواضع و خاطرداری ضروری ہے ؁

اصول نمبر ۱۲۔ تسکین موکلان

اس سے میری مراد یہ نہیں ہے۔ کہ جھوٹی تسکین موکل کی کرو بلکہ یہی۔ مثلاً موکل بروقت اپنے مقدمہ کے خیالات میں پریشان رہتے ہیں۔ اور تم سے پوچھتے رہتے ہیں۔ کہ مقدمہ میں کیا ہوگا۔ اور بعض مقدمہ کے ڈر سے بعض سودائی و مجنون بھی ہوجاتے ہیں۔ اور بعض مرتکب جرم کے ہوکر اپنا مال و زر و اولاد کو کھو بیٹھتے ہیں۔ اس لئے ان کی تسکین ایک تو باعتبار دین کے وکیل سمجھنے اور دوسرے بلحاظ ہم جنسی اور ہم وطنی وغیرہ کی کرنی ضروری ہے۔ اور تمہاری تسکین کرنی خالی از فائدہ نہیں ہے۔ اور وہ اس طرح سے ہوسکتی ہے کہ آپ تو مقدمہ کے کل پہلو سے اس کو آگاہ کردو۔ اور سمجھاؤ کہ تمہارا یہ مقدمہ ہے اور چونکہ ہم سب پابند قوانین کے ہیں۔ اور فیصلہ اس کا قانون سے حاکم کی رائے پر چھوڑا ہے۔ اگر حاکم کے خیال میں یہ آیا تو ہمارے حق میں اور اگر وہ آیا تو دوسرے کے حق میں فیصلہ ہوگا۔ تمہارا کام صرف اتنا ہے۔ کہ اپنی طرف سے تا فیصلہ شہادت راست باہم پہنچاؤ اور اپنی طرف سے سعی کرو۔ اور اگر حاکم فیصلہ کردے تو اس پر ایسے متوحش نہ ہو۔ کیونکہ انسان کا کام اتنا ہی ہے۔ کہ وہ کوشش کرے۔ اگر باوجود اس کی کوشش کے فیصلہ برخلاف ہوجاوے تو وہ اس کے اختیار سے باہر ہے۔ جو امر اپنے اختیار سے باہر ہے اس پر پشیمان ہونا عقل سے باہر ہے۔ پھر اگر تم پریشان رہے تو سوائے نقصان کے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ کیونکہ تمہاری پریشانی تم کو کاروبار دنیا سے علیحدہ کردیگی اور تم اپنی روزی سے محروم ہوجاؤگے۔ اور اپنے رشتہ داروں یا اولاد کی پرورش اور تعلیم میں قاصر ہوجاؤگے۔ اور جو تمہاری جائیداد ہے وہ بھی تمہاری پریشانی سے نقصان پاتی جاوے گی۔ اور بہتر یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو۔ کہ تھوڑے سے نقصان کو برداشت کرکے اپنے آپ کو سنبھالو۔ فکر میں سودائی ہونے یا دیگر جرم کرنے سے اپنے آپ کو اور اپنی اولاد اور اپنے مال کو کیوں خطرہ میں ڈالتے ہو۔ اور اکثر مقدمات تو ایسے خفیف ہوتے ہیں۔ کہ اگر تم اچھی طرح

سے تسکین کردو۔ تو لوگ اُن مقدمات سے ترک اختیار کرتے ہین ﴿

اصول نمبر ۱۴۔ پابندی سخن

پابندی سخن سے مراد یہ ہے۔ کہ جو سخن کسی سے کیا جاوے اُس کا آدمی پابند رہے۔ اور اس سے جو فوائد حاصل ہوتے ہین اظہر من الشمس ہین۔ یک سخنی سے کار تجارت و دیگر کاروبار مین اور خصوص کار وکالت مین عزت حاصل ہوتی ہے یہ نتیجہ یک سخنی ہی ہے جو رفتہ رفتہ اسکو ہر ایک کام مین مشہوری نصیب کرتا ہے۔ اگرچہ فوائد راست کلامی یا پورا کرنے سخن کے باب مین صدہا کتب موجود ہین۔ تاہم اتنا کہنا ضروری ہے۔ کہ اگر تم نے کسی حاکم سے کسی امر کے پورا کرنے یا تعمیل کرنے کے لئے کہا۔ اور پورا نہ کیا۔ تو تمہارا اعتبار اور قدر کم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے جب کسی امر کی بابت تم نے اقرار کر دیا۔ تو اُس کو حتے الامکان پورا کرو۔ پورا کرنے سے سب تم پر اعتبار کرتے ہین۔ اور تمہارا اعتبار بڑھتا جاتا ہے۔ اور برعکس کرنے سے بے اعتباری اور ذلت حاصل ہوتی ہے۔ مثلاً ایک موکل نے ترجمہ کی رقم داخل نہین کی۔ اور جب مقدمہ پیش ہوا۔ وہ خود ہی موجود نہین ہے۔ حاکم نے کہا کہ اگر آج ہی ترجمہ کی رقم داخل ہو جاوے تو ہم تاریخ اور مقرر کرتے ہین۔ تم نے کہا کہ داخل ہو جاوے گی۔ حالانکہ موکل نہین آیا۔ تو ایسی صورت مین جبکہ تم سخن کر چکے تو تمکو اپنے پاس سے ترجمہ کی رقم داخل کر دینی چاہئے۔ خواہ تم کو موکل سے وصول ہو یا نہ ہو۔ دوسرے تم نے عدالت کے سامنے اقرار کیا۔ کہ ثالث مقرر کر لیوینگے۔ مگر موکل تمہارا پاس نہین ہے۔ اگرچہ تمہارے ایسے اقرار کا موکل پابند نہین ہے۔ تاہم تمکو چاہئے کہ موکل کو فایدہ ثالثی حسب حالات اُس مقدمہ کے سمجھا کر تقرری ثالثان پر لے آؤ۔ یا تمنے عدالت سے ایک تاریخ مقدمہ کی اس اقرار سے تبدیل کرائی۔ کہ فلان تاریخ کو تم ضرور حاضر ہو کر مقدمہ کی پیروی کروگے تو خواہ تمکو کیسے ہی اور مقدمات بعد مین ملین۔ یا اور کام پیش آوین تمکو ضرور ہے کہ اُس مقدمہ مین حاضر ہو جاؤ۔ یا تم نے کسی موکل کا ایک مقدمہ تہوڑی سی فیس مقرر کرکے

لے لیا اور پیچھے اُس کا مقدمہ طول طویل معلوم ہوا۔ اور اُس مین وقت بھی زیادہ خرچ ہوتا معلوم ہوا۔ تو تم کو ایسی صورت مین مناسب نہین ہے کہ جب ایک دفعہ تم سخن کر چکے تو یہ مقدمہ چھوڑ دو یا اور محنتانہ مانگو ❊

اصول نمبر ۱۸۔ شان و شوکت مکان و لباس فاخرہ سواری شاندار وغیرہ

اِس سے یہ سمجھو کہ اگرچہ سادہ مزاجی انسان مین ایک عمدہ جوہر ہے۔ اور وہ سادہ مزاجی سے بھی قدر پانے لگتا ہے مگر بعض رسوم جو زمانہ مین جاری ہو گئی ہین۔ اُن کے مطابق ہی چلنا ضروری ہی ہو جاتا ہے اور پھر یہ کہ تم اُس کے موافق نہ ہوگے تو لوگون کے دلوں میں جو تمہارے ذاتی جوہر سے واقف نہین ہین اِس قسم کی تحقیر پیدا ہوگی کہ جیسے تم کم رتبہ کے اور کم حیثیت و تعلیم کے آدمی ہو۔ اگر تم حسب حال زمانہ کے شان و شوکت سے رہتے تو خلقت تم کو اُسی درجہ کا سمجھے گی۔ بلکہ بعض اہل شان اور اہل دولت تو سادہ آدمیون کو اپنی وکالت کے لایق ہی نہین سمجھتے۔ اور بہ نسبت سادہ مزاج کے شاندار کو دوگنا چوگنا محنتانہ دینا پسند کرتے ہین کیونکہ اُن کے خیال مین شان و شوکت ایک حیثیت کا نشان ہے اور بے حیثیت کو وہ کم رتبہ کا آدمی تصور کرتے ہین۔ اور غریب بھی شان و بان دیکھکر اُس وکیل کو پسند کرتے ہین۔ اور اُن کا یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ چونکہ وہ ایسا شاندار ہے۔ وہ کوئی بڑا تعلیم یافتہ اور مشہور وکیل ہوگا اور اُس کی کمائی بھی اُسیقدر ہوگی۔ جیسی اُس کی شان ہے اور کمائی بھی جب ہی بڑی ہوتی ہے۔ جب کوئی کام اچھا کرتا ہے۔ اگر اِس جگہ کوئی اعتراض کرے کہ جوہر وکیل کے اگر عمدہ ہون۔ تو اُس کے کام سے ہویدا ہو جاتے ہین۔ چنانچہ بعض وکلا ایسے سادہ مزاج اور سادہ لباس ہین۔ اُن کو لوگ بعض شاندارون سے اچھا سمجھتے ہین اور محنتانہ بھی اچھا دیتے ہین۔ اور قدر منزلت بھی اُن کی زیادہ ہے۔ پھر شان و شوکت سے کیا مراد ہے۔ اس کا جواب سہل ہے کہ وکیل کو کیا کیا پہلے اِس مشہوری کے لئے مطلوب ہے

فرض کرو۔کہ اگر کوئی شخص شروع وکالت مین شان وشوکت نہ رکھے تو اول تو اُس کی طرف لوگ ہی رجوع نہین کرتے۔جب خلقت رجوع ہی نہین کرتی۔تو اُس کو موقعہ اپنے جوہر دکھلانے کا کہان سے ملے۔ہان جب مشہور ہو جاوے۔تو اُس کی شانداری یا غیر شانداری کی لوگ پرواہ نہین کرتے۔مگر تاہم اہل اُس پیشہ کا اگر وضعداری سے نہ رہے تو معرض طعن مین آتا ہے۔کیونکہ پہلے تو انگلستان مین جہان سے اس کام نے شروع ہو کر یہان تک پھیلایا ہے وہان جماعت اس پیشہ کا ایک مقرری اصول ہے۔کہ جو اس پیشہ مین شامل ہو وہ شان وشوکت ولباس فاخرہ یعنے حسب حیثیت اہل پیشہ کے رکھے۔ ورنہ اس کو خارج کرنے تک نوبت پہنچتی ہے۔بلکہ بعض بعض ایسے ایسے حالات سوانح عمری لوگون مین موجود ہین کہ جنھون نے وضعداری حسب حیثیت پیشہ کے رکھنے کے لئے اخراجات اٹھانے اُٹھاتے اپنی جائدادون تک قرضداری کے اندیشہ مین ضایع کر دین۔اور پھر یاد رہے کہ ہر م کی فیس بمقابلہ اُس کے اخراجات کے ہے۔جس پیشہ مین خرچ کم ہے۔اُس مین آمدنی کم ہے اور فیس بھی بلحاظ پیشہ کے ہوتی ہے۔اور پھر خود تم نہین جانتے کہ اس پیشہ مین امیرون رئیسون اور بڑے مالدارون کے بیٹے اور عالم وفاضل اجل شامل ہوتے ہین۔جو یا تو حسب حیثیت رتبہ کے یا بہ نتیجہ علوم جو اُنکو حاصل ہین جانکر کہ جتنا عمدہ وصاف لباس رکھا جاوے۔ اوتنا ہی صحت اور تندرستی عمدہ رہتی ہے۔بہت وضع داری سے رہتے ہین۔اور یہ ظاہر ہے کہ جب تم اُن کی برادری مین شامل ہوے۔اگر تم اُن سے وضعداری مین کم ہو۔تو ہمیشہ معرض طعن مین رہوگے۔اور اگرچہ تمھارے لحاظ سے تمہارے سامنے وہ کچھ اعتراض نکرین مگر پس پشت ضرور تمکو تنگ دل وغیرہ خیال کرینگے۔غرض یہ لباس وشان وآرام وآسایش جان کے لئے ہے۔اور ایسا ہی ضروری ہے۔جیسے دیگر اخراجات اور پھر سوچو کہ تمھارا زیادہ کمانا کس فایدے کا ہے۔جب تم اپنی جان کو اُن ارامون سے جو ایجاد ہاے زمانہ سے ہوئی ہین محروم رکھو۔یہ خوب یاد رکھو جو اپنے بدن کی خوب احتیاط کرتا ہے۔اُسکی

صحبت بھی درست رہتی ہے - عمر بھی بڑھتی ہے کام بھی زیادہ ہوتا ہے [illegible]
اور جو اپنے رتبہ سے کم ہو اور رہتا ہے - وہ اپنے آپ کو ذلیل اور خوار کرتا ہے یا یہ اصول [illegible]
کیلئے بھی تمہارا مقصد اسی سے رہنا خود رہا یات ہے - ایک وقت [illegible] آپ
اعلیٰ عہدہ کے لئے درپردہ امیدوار ان کی حیثیت و شان و شوکت [illegible]
اور غیر جس کی حیثیت و شان اچھی تھی وہ ہی کامیاب ہوا - غرض اس دنیا [illegible]
مین فخر حاصل کرنی چاہتا ہے - اُس کو تجربہ اس بھی [illegible]
کے دل پر تاثیر ہوتی ہے اور علاوہ اس کے صحبت میں شرفا کی [illegible]
آدمی صحبت شرفا سے شرافت سیکھتا ہے اور طریق کلام تراشیدہ اور [illegible]
بھی شستہ اور پسندیدہ ہو جاتے ہین کیونکہ صحبت [illegible] علم [illegible]
ہے جو مطالعہ کُتب سے بھی حاصل ہونا ممکن نہین اور محاورہ [illegible] اور استعمال الفاظ [illegible]
الفاظ دن بدن ترقی کرتے جاتے ہین اور اعلیٰ درجہ حاصل ہوتا ہے اور شرفا سے [illegible] ملنے
سے دُنیا کی دولت اور درجہ کی ترقی اور مصیبت مین امداد حاصل ہوتی ہے اور صحبت کمینہ [illegible] سب
سے پہلے تو اپنا رتبہ ہی کم ہوتا جاتا ہے اور کلام کی صفائی جو بہت محنت اور جفاکشی و تعلیم سے حاصل
کی ہوتی ہے وہ دن بدن خراب ہوتی جاتی ہے اور جاہلانہ اور جاہلانہ الفاظ اور محاورہ کلام مین
شامل ہوتے جاتے ہین اور جب شریفون سے کلام آدمی کرتا ہے تو اُس کی کلام سے بے ساختہ ایسے
محاورات نکل آتے ہین جو اُس کو خود معلوم نہین ہوتے مگر دوسرے شرفا سمجھ جاتے ہین اور سنتے
ہین اور پھر صحبت اونی اور کمینہ سے کئی قسمون کی تکلیفات پیدا ہوتی ہین مثلاً بعض وقت اُن کے
کمینے فعلون کی عدالت تک شہادت دینے کی مجبوری پڑتی ہے اور اُن کے ساتھ اُن کی شادیین
اور موت فوت مین شامل ہونا پڑتا ہے جس کو شرفا لوگ دیکھ کر اسکو کمینہ سمجھنے لگتے ہین اور اسکی
صحبت سے پرہیز کرنے لگتے ہین اور اُس کا قدر و وقار عوام مین کم ہوتا جاتا ہے اور لوگ اُس کو ایک
عام آدمی سمجھ کر اُس کی تعظیم نہین کرتے اور بصورتیکہ اُس کو کوئی حکم [illegible]

لوگ قدر نہین کرتے اور پھر اگر اُن کی صحبت مین شامل ہو تو وہ ہر ایک اپنے کام مین اُس سے مدد چاہتے ہین جو اُس کے رتبہ اور درجہ کے خلاف ہوتا ہے مثلاً وہ چاہتے ہین کہ وہ اُنکے مقدمات یا اُن کے فایدہ کے لئے حکام سے سفارش کرین یا اُن کی طرف سے جھوٹی گواہی دے جو انکے یا نون مین کچھ بُری بات نہین ہوتی ایک قسم کی وہ بھاری سمجھتے ہین یا اُن کے واسطے جھوٹی راسے دیوے یا جھوٹی سفارش لکھدے وغیرہ وغیرہ اگر ایسا نہ کرو تو وہ جاہل لوگ جلا تنگ ہوجاتے ہین اور دشمن جانی ہوجاتے ہیں جس سے بجائے فائدہ کے نقصان کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے اور زر کی مدد یا اشیار تمہاری کی استعمال کی مدد اور پھر اِن اشیار کو گم کر جانا وہ کچھ شے نہین سمجھتے ۔

اصول نمبر ۱۶ - کار وکالت کے شروع کیلئے کسی مُربّی کا ہونا ضروری ہے

مُربّی سے مراد کوئی حامی ہے جو شروع ہر پیشہ کے لئے مطلوب ہے۔ یعنے ایسا شخص جو دنیا مین قدر و منزلت رکھتا ہو۔ اور دل سے کسی شخص کا خیر خواہ ہے۔ اور وہ چاہتا ہو کہ دوسرا دُنیاوی کام مین کامیاب ہو۔ اور جس پیشہ کو اُس نے بصد محنت حاصل کیا ہے۔ اُس کا وہ اجر پاوے اور ایسے شخص کی امداد درحقیقت بہت کام کی ہے۔ خصوص پیشہ وکالت مین کیونکہ ہر شخص اپنی اوصاف اپنی زبان سے بیان کرنا پسند نہین کرتا۔ اس لئے ایک تو جو مُربّی ہو وہ اوصاف اُس شخص کی اپنے واقفون اور آشناؤن مین مشتہر کر دیگا۔ کہ فلان شخص ویگر علوم مین عالم ہے امتحان کے وقت وہ اِس نمبر پر رہا۔ بہت دیانت دار اور عمدہ لیاقت رکھتا ہے۔ اور فیس بھی بسہولیت لیتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور پھر کسی دوست کو کام ہو تو اُس کی سفارش کر دیتا ہے۔ کہ فلان شخص عمدہ ہے۔ اُس کو یہ کام سپرد کرو۔ اگر وہ پورا نکرے تو ہم ذمہ وار ہین۔ وغیرہ وغیرہ کیونکہ تم جانتے ہو کہ اب وہ زمانہ نہین ہے جو لوگون کو اسقدر خواہش ہو جیسے کہ ابتدا زمانہ وکالت مین تھے۔ جب تو لوگ یہ سُنکر کہ فلان شخص وکیل ہے۔ خود ہی اُس کی طرف رجوع کرتے۔ مگر حال کے زمانہ

مین جبتک کسی شخص کی طرف سے کوئی دوسرا معزز شخص تسکین نکردے - کوئی رجوع ہی نہین کرتا مُربی کا صرف یہ ہی کام ہے کہ شروع پیشہ مین اُس کو کام مین لگا دے - آگے مشہوری پانا اور کمانا یہ اُس کی لیاقت پر اور قسمت پر منحصر ہے اور مُربی کا ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ وہ ایک قسم کا صلاحکار ہوتا ہے وہ نیکی بدی و طریق دُنیا سے آگاہ بھی کرتا ہے ۔

اصول نمبر ۱۰ - جبتک کامیابی کی اُمید نہو کوئی مقدمہ لینا اگر کبھی غلطی ہو چکے یا بعد لینے کے امید کامیابی اُس کی ظاہر ہوئی تو موکل کو خود بخود اس کی اطلاع نہ دینا بلکہ کنایتاً موکل سے کہنا کسی تجربہ کار مشہور وکیل کو تمہارے ساتھ شامل کرے

اس سے مراد صرف یہ ہے کہ اپنے عقل قیاس سے اپنی تسلی کر لینا کہ یہ مقدمہ کامیاب ہو جاویگا - سوچ سمجھکر لینا پھر اگر وہ ناکامیاب ہو تو کچھ افسوس نہین ہے مگر جب ایک مقدمہ پہلے لیا اور پیچھے اس کی ناکامیابی کی اُمید ہوئی تو اگرچہ تم اس اصول کو سمجھتے ہو کہ مقدمہ کا حصر شہادت اور رائے حاکم پر ہے - در اصل تمہارا اختیار یہ نہین ہے - کہ جس مقدمہ کو تم اچھا اور قابل کامیابی سمجھتے ہو وہ کامیاب ہی ہو - مگر دنیا کا یہ حال ہے کہ لوگ اگر مقدمہ برخلاف فیصلہ ہو تو وکیل سے کبھی خوش نہین ہوتے - سوائے چند معقول آدمیون کے جو اس امر پر غور و توجہ کرتے ہین - کہ وکیل نے تو اپنا کام پورا کیا مگر اس کا نتیجہ مقدمہ سے کیا اختیار ہے چونکہ کثرت جُہلا کی ہے اس لئے ایسے جُہلا کو پہلے ہی سے جب دیکھا کہ شہادت اسکی صریح کمزور ہو گئی یا شہادت فریق ثانی عمدہ گذر گئی یا اور پہلو تعدد سے با خیال حاکم سے مقدمہ کی کمزوری معلوم ہونے لگی - تو ایسے جُہلا کو اشارہ دیا کہ اگر تمہارے پاس گنجایش ہے تو کوئی اور زیادہ

مشہور وکیل ساتھ مقرر کرو کہ پیچھے تمکو افسوس نہ رہے - ہم سے جسقدر ہو سکا ہم نے کیا اور اخیر تک کرینگے
مگر فلان سبب سے کچھ پختہ اُمید مقدمہ کی کامیابی کی نظر نہین آتی اور علاوہ اس کے یہ صلاح تمہاری
صرف اپنی ناحق ناراضی دور کرنیوالی ہی نہوگی - بلکہ بعض مقدمات مین اس سے نہایت فائدہ بھی
ہوجاتا ہے - کیونکہ انسان عقل کل نہین ہے شاید دوسرا شخص کوئی امر واقعات موجودہ مین سے
نکال دیوے جس سے مقدمہ کو تقویت پہنچے - اس لیئے تمہاری موکل کا اور تمکو پتا کہنا ایسی حالت مین
خالی از فائدہ نہین ہے ✦

اصول نمبر ۱۰ - جب کہ تم کو کسی مقدمہ کی کامیابی کی اُمید پختہ ہو تو کسی شخص سے خصوصاً اپنے سے پورانے وکلاء کی امداد کے طلبگار نہو صلاح بطور خود لینے کا مضایقہ نہین

اس اصول کی تم مراد سمجھتے ہو کہ اگر مقدمہ اچھا چلا جاتا ہے ثبوت تمہارا اچھا گذرا یا اپیل ہائی میں
وجوہات تمہاری طرف کے معقول ہین اور اُن کی مثل سے تائید ہوتی ہے یا رسپانڈنٹ کی طرف
تم ہو اور وجوہات اپیلانٹ کمزور معلوم ہوتی ہین - تو ایسے مقدمہ مین موکل کو دوسرے وکیل اپنے
سے مشہور کے مقرر کرنے کی صلاح نہ دو - کیونکہ اگر دوسرا شخص اس مین تمہارے ساتھ مقرر ہوا تو
سایہ مین پڑ گئے اگر مقدمہ مین تم جیتے تو اُس کی مشہوری ہوگی تمکو کوئی خیال مین بھی
لاوے گا - حالانکہ اچھے مقدمہ کی کامیابی تمہاری مشہوری کی بنا رہوگی - مگر ہان یہ مضایقہ
نہین بلکہ ضروریات سے ہے کہ تجربہ کار وکیلون سے صلاح و مشورت بطور خود برابر
کرتے رہو ✦

اصول نمبر ۱۹ - اپنے موکلون کے مقدمات کی طرف بہت سی گرمی دکھاؤ

گرمی دکھانے سے یہ مراد ہے کہ مثلاً اگر تم مدعا علیہ کی طرف سے ہو - تو مدعی کے عرضی دعوے اور بیان دعوے مین جو جو امور قابل اعتراض ہون بلا دیری سے پیش کرنے چاہئین - اگر بموجب قانون وہ عرضی دعوے نامنظور یا واپس ہو سکتا ہو - تو نامنظور یا واپس کرائیے - اگر مثلاً اسٹامپ اُسپر زیادہ لگتا ہے - تو زیادہ لگانے کے حکم حاصل کرنے مین کوشش کیجئے - وغیرہ وغیرہ - اگر کوئی شخص اس جگہ یہ اعتراض کرے کہ اس سے حاصل کیا - جیسے بعض عمدہ وکیل بھی ایسی ابتدائی باتون کو فضول و باعث طوالت سمجھتے ہین اُنپر توجہ ہی نہین کرتے اور نہ چندان رجوع ہوتے ہین بلکہ اصلی فیصلہ کی طرف رجوع کرتے ہین مگر ایسے معترض اور وکیل جو ایسا ہی کرتے ہین غلطی پر ہین کیونکہ وہ خواص انسانی سے پورے آگاہ نہین ہین بہت سے مقدمات مین اگر اسٹامپ اور داخل کرنے کا حکم ہوتا ہے - تو کبھی مدعی یا تو کم طاقتی کے سبب یا تھک ہار کر اور دق ہو کر رہ جاتے ہین - اور اسی طرح سے جن کو عرضی دعوے واپس ملتا ہے یا نامنظور ہوتا ہے وہ بھی علی ہذا القیاس دعوے سے دست بردار ہو جاتے ہین - اور کبھی ایک مقدمہ مین بار بار کے التوائے مقدمہ مین راضی نامہ ہو جاتے ہین - اور موکل کو بہت سی تکلیف اور خرچ سے رہائی ہو جاتی ہے - اگر کوئی یہ سوال کرے کہ غرض تو مقدمہ سے حق بہ حقدار رسانیدن ہے - ایسے اعتراض کیون کئے جاوین - بلکہ بہ نظر انصاف یہ امر مقدمہ کے فیصلہ مین ہرج ہو جاتا ہے - مگر یہان بھی معترض غلطی پر ہوگا کیونکہ جو شخص عدالت مین انصاف کے واسطے خواہان ہو - اول تو اُس کو پورے پورے باب قانون کے راستہ داخل ہونا ہے کیونکہ غلط راستہ داخل ہونے کا اُس کا حق ہی نہین ہے - اگر غلط راستہ پر ہوے تو فریق ثانی حاکم کو یاد دلا سکتا ہے - کہ فلان شخص بے قاعدہ داخل ہونے چاہتا ہے - کہ وہ اُسکو روکے - اپنے عدالت سے حصول انصاف کچھ رائے حاکم پر ہی نہین - بلکہ طریق مقررہ سے ہے اگر سائل طریق مقررہ اختیار نہین کرتا - تو اُس کا حق ہے حصول فیصلہ نہین ہے اور پھر رفتہ رفتہ

قیام امور تنقیح طلب اور سوالات جرح یا بحث مین جو جو اعتراض مفید موکل ہون اُنکو سرگرمی اور مُستعدی سے پیش کرتا جاوے۔ کبھی اپنے آرام اور سہولت کے واسطے کوئی امر مُفید موکل کو ترک نکرے۔ کیونکہ یہ طریق اُس کا پسندیدہ خلایق ہوگا۔ اور اُس کے نام اور کام کی ترقی کا ذریعہ ہوگا۔ اور اسی طرح سے اپیلون مین کہ اپیلانٹ صرف تنہا سبب سوالات مقدمہ اپیل نہین کر سکتا یا اپیل دائر کیا جا سکتا ہے۔ یا اُس مقدمہ مین اپیل ہی نہین ہے یا جائداد متدعویہ کم قیمت ہے کہ اُس کا اپیل ہی اور فیصلہ پر نہین ہو سکتا۔ یا اپیل میعاد سے گذر گیا ہے یا کوئی فریق ضروری مرگیا اُس کا کوئی قائم مقام وقت معینہ مین نہین بنایا گیا وغیرہ وغیرہ عذرات پیش کرنے چاہئین۔ اور پھر جب فریق ثانی درخواست التوا کرتا ہے۔ تو اول تو یہ اصرار کہ مقدمہ فیصلہ ہی ہونا چاہئیے کہ موکل کو نقصان نہ ہو اور آخیر مین ہرجہ پورا پورا دلایا جاوے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور بحث کرنے کے واسطے ہر ایک پہلو ہر دو طرف کے سوچ کر بحث کرنی چاہئیے۔ اور اس سے یہ دکھایا جاوے کہ موکل میرے کی طرف سے راستی پر ہے اور یہ یہ ثبوت اُس کے حق مین ہین۔ اور فریق ثانی کے یہ یہ ثبوت ہین۔ اور اس اس طرح سے قابل اعتبار نہین ہین۔ یا اس امر قانونی سے دعوے ہی نہین چلتا یا اس وجہ سے مدعی ناکامیاب رہنا چاہئیے۔ کیونکہ اگر فریق ثانی کے ثبوت کو بحث مین رد کر دکھایا جاوے۔ تو یہ طریق ایک عمدہ ہے اور فریق ثانی کسی ایک امر مین عاری ہو جاتا ہے ؛

اصول نمبر ۱۸ ہر ایک امر جو عدالت مین مقدمہ کی بابت ہو اُس سے موکل کو آگاہ کرتے رہو

غرض اس اصول سے یہ ہے۔ کہ موکلوں کا اپنے مقدمہ کی طرف ہر وقت دل لگا رہتا ہے۔ اور ہر ایک کارروائی کی طرف اُن کا خیال ہوتا ہے اگر موقع بموقع اُنکو اطلاع ملتی رہے۔ تو اُن کی ایک گونہ تسکین ہوتی رہتی ہے۔ جیسے مریض کو دوا دینے سے اور بروقت دینے سے ایک قسم کی تسکین پیدا ہوتی ہے ؛

اصول نمبر۱۔ اپنی فیس کے لئے موکلوں کو تقاضا نہ کرو یا دق نہ کرو

فیس کی بابت جس قدر گفتگو ضروری ہو وہ قبل لینے مقدمہ کے کر لینی چاہئے اور فیس پیشگی وصول کر لینی چاہیئے۔ جس قدر کام ختم ہوچکے تو پھر [illegible] معلوم ہوتا [illegible] [illegible] ہے۔ [illegible]

اصول نمبر۲۔ عوام الناس اور نیز موکلوں پر اپنے علم و دیانتداری محنت کا نقش قائم کرو

علم کا تو عوام الناس پر اس بات سے نقش جم جاتا ہے کہ جس کسی سے موقع گفتگو پڑے۔ تمہاری گفتگو عالمانہ ہو۔ اور جب کبھی کسی جا علم ہی کے موقع کلام کرنے کا پڑے۔ اُس مقام کو خوب سوچا ہوا ہو اور عالمانہ طریق سے ہو اور دیانتداری تمہارے کاروبار سے ثابت ہوتی ہے مثلاً موکل نے کوئی رقم تمہارے سپرد کی یا اُس کی عدالت یا دوسری جگہ سے تمہارے پاس آئی اُس کا حساب باقاعدہ رکھو اور بر موقع اور جلد کرو اور کوڑی پیسہ تک اُس کے حوالہ کردو کیونکہ ایسا بے باک حساب دینے سے جو جو شخص سُنیگا وہ تمہارے پر بڑا یقین رکھیگا اور نتیجہ اسکا تم جانتے ہو کہ کیا ہوتا ہے۔ اور محنت تمہاری کام عمدہ اور تن دہی سے کرنے سے آشکارا ہوگی۔

اصول نمبر۳۔ ہمیشہ خندہ پیشانی رہو۔ کیونکہ یہ ایک طریق ہر دل عزیزی حاصل کرنیکا ہے

اس اصول کی زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں۔ جب کوئی شخص تم کو ملنے آوے اور تم اس سے

خندہ پیشانی سے پیش آؤ تو تم سے خوش جاوے گا اور زر کا فائدہ بھی تمکو ہوگا - کیونکہ خلقت سُنکر کہ فلاں شخص خوش مزاج ہے تمہارے پاس آنے سے خوش ہونگے - اور علاوہ بروئے علم حکمت خندہ پیشانی رہنا باعث ازدیاد صحت اور حیات ہے *

اصول نمبر ۴۴ - جبتک واقعات کو خوب نہ سمجھ لو تو امورات قانونی کیطرف توجہ نکرو

اس سے مراد یہ ہے - کہ ہر امر قانونی واقعات موجودہ پر لگایا جاتا ہے تو جب تک واقعات صحیح صحیح طور پر ذہن نشین نہو جاوین - کس طرح سے قانون اُنپر لگا سکتے ہو *

اصول نمبر ۴۵ اپنے موکلونکو عمدہ اور کافی شہادت اپنے مقدمہ کو ثابت کرنے اور فریق ثانی کو شکست دینے کے لئے باہم پہنچانے کی صلاح دو -

اس سے مراد یہ ہے - کہ مثلاً موکل کہتا ہے کہ شہادت تو اس مقدمہ کے ثبوت کے لئے فلان فلان قسم کی ہے - مثلاً اُس مین ایک کاغذ جسپر اسٹامپ چاہئے تھا پورا پورا اسٹامپ نہین ہے مگر اُسپر اسقدر تاوان دینا پڑے گا اور اگرچہ وہی شہادت تو عمدہ ہے مگر مین اتنا خرچ نہین کرنا چاہتا اور فریق ثانی اس قدر طاقت نہین رکھتا کہ وہ تاوان مجھکو اُس سے وصول ہو جاوے گا مین شہادت زبانی ہی پیش کر دونگا - مگر چونکہ شہادت زبانی اکثر قبول نہین کی جاتی اگرچہ وہ شہادت علاوہ دستاویز کے ہی ہو مگر اس لئے بہتر صلاح یہ ہوگی کہ چونکہ وہ تحریری شہادت عمدہ ہے اگر مقدمہ کی سرسبزی چاہتے ہو تو اُسی کو پیش کرو - اور جو خرچ پڑے اُس کو برداشت کرو - یا مثلاً چار گواہ ثبوت مدعی کے ہین دو اُن مین سے ذی رتبہ ہین موکل بلحاظ خرچ کے ذی رتبہ طلب نہین کراتا تو یہ صلاح دینی چاہئے کہ وہ عمدہ شہادت ہے اُن کو ضرور طلب کراؤ *

اصول نمبر ۲۶ - تمکو خواہ کیسے ہی امورات قانونی پر مقدمہ کی فتحیابی کی امید ہو مگر موکلون کو ہمیشہ اپنی شہادت مہیا کرنے کی تاکید کرو

صرف قانونی امورات پر نازان نہونا چاہئے واقعات کو ثابت کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہنا چاہئے اور موکل کو ہمیشہ عمدہ شہادت مہیا کرنے کی تاکید کرنی چاہئے - صدہا مقدمات مین ایسا واقع ہوا کہ وکیل نے بعض امورات قانونی پر حصر رکھا - اور واقعات کی طرف رجوع نہ کیا اور امورات قانونی مین اس کے برخلاف فیصلہ ہوا اور چونکہ واقعات کو اس نے ثبوت کرنے کی کوشش ہی نہ کی مقدمہ ناکامیاب ہوا - کیونکہ تم جانتے ہو کہ قانون زمانہ حال اس قدر پیچیدہ ہین کہ اگر کئی آدمی ایک امر پر سوچین تو مختلف رائین ہو جاتی ہین - ایسے قانونی امر صاف بہت ہی کم ہین جنپر تم پورا بھروسہ کر کے مقدمہ کو منحصر کرو ۔

اصول نمبر ۲۷ - اپنے فریق ثانی کے کسی اعتراض کو خواہ وہ کیسا ہی خفیف ہو قبول کرنے مین تامل کرو

یہ امر بہت ہی قابل غور ہے اور یہ اکثر وکلا مبتدی یا جوش شائستگی دکھانے کے لئے ایسا کرتے ہین کہ ایک طرف سے ایک اعتراض ہوا اور دوسری طرف نے قبول کر لیا - جس سے کئی موکل برباد ہو گئے اور پیلون مین بھی نقصان ہوا - [illegible] امر قبول کرنے مین پہلے اگر امر قانونی ہے تو خود قانون کو دیکھو - ورنہ کسی اور وکیل تجربہ کار [illegible] وہ امر وہ امر ایسا صاف ہے کہ اُس پر دو رائین نہین ہو سکتین تو اُس کو منظور کرو - ورنہ [illegible] عدالت سے اُس کے جواب دینے کے لئے وقت مانگو اگر مل سکے تو بہتر ورنہ اگر وہ امر واقعات سے متعلق

ہے تو موکل سے دریافت کرو۔ اور خوب غور سے اُس سے پوچھو اگر [illegible] نکلے اور موکل اُس کا جواب شافی نہ دے تو اُس کے قبول کرنے سے [illegible] اُمرمین جلدی نہ کرو۔ سوچ بچار کر اُس کا جواب دو ۔

اصول نمبر ۲۰ - عدالت سے کبھی بلا تعظیم وغیرہ [illegible] اور حسب حاکم کے سامنے تم کام کرتے ہو اپنے نیک اصول [illegible] اور دوستانہ مزاج کا [illegible]

[illegible] اس کے کہ اس اصول کے فوائد بیان کرنے چاہئیں [illegible] عدالت کیا ہے عدالت سے مراد انصاف ہے اور حق بحقدار رسانیدن [illegible] کا حسب قانون یا رواج کے حق ہو اُس کو دوسرا اُس سے محروم نہ کرے اور حاکم [illegible] تو شخص محروم کو دلا دے وہ شے جس کا وہ حقدار ہے۔ دلا دے۔ یا کوئی کسی پر جبر وغیرہ [illegible] دوسرے کے مال و بدن یا جان یا عزت وغیرہ کو نقصان پہنچے۔ تو ایسے جبر کرنے والے کو سزا [illegible] تاکہ دوسرے ایسا نہ کریں اور غرض تقرری عدالت سے یہ ہے کہ خلقت آرام و آسایش سے اپنے حقوق پر قائم رہیں اور ابتری انتظام میں نہ واقع ہو یعنے انسان جو متفق ہو کر ہر طرح کی ترقی اپنے آسایش و آرام سے زندگی بسر کرنے کیلئے کر سکتا ہے اور اپنی عاقبت کو بھی جان سکتا ہے یہ ضروری ہے کہ اُس کے لئے باہمی سلوک کے قواعد ہوں اور اُس پر پورا عمل کیا جائے تاکہ ہر ایک اپنے خاص فوائد کو دوسروں کے نقصان سے حاصل نہ کرے یا دوسروں کے حصول پر مداخلت نہ کرے ابتدائے زمانہ میں اول تو جس شخص نے اور دنیا پر طاقت حاصل کی وہ ہی اُن کے تنازعات فیصلہ کرنے لگا۔ اور رفتہ رفتہ ایسے شخص باہمی سلوک سے مقرر ہونے لگے۔ جو تنازعات باہمی اور نیز ایک دوسرے کے فیصلہ کا انتظام کرنے لگے۔ اسی طرح سے

رفتہ رفتہ سلطنتیں مقرر ہوئیں۔ اور جب بادشاہ ہو جاتا [illegible] وہ عدالت کرتا۔ رفتہ رفتہ
حکومت اُس کی ایسی بڑھ گئی کہ وہ خود وہ کام [illegible] درعدالت
بطور اپنے قائم مقام مقرر کر دیئے [illegible] کام کرنے لگے۔ تو وہ اصل بادشاہ یا
ہے۔ وہ قائم مقام ہے۔ اور حاکم عدالت کیا ہے [illegible] بادشاہ ہے۔ اس لئے چونکہ تمام
دنیا رسولوں اور بادشاہوں کے [illegible] سمجھتے ہیں۔ اور جب وہ
ہوا۔ تو اُس کی تعظیم سب سے زیادہ واجب [illegible] مؤثر ہونے
سب اُس کو سب سے اعلے مانا جاوے گا۔ پھر حاکم عدالت [illegible] اُن سب کو
اُن کی تعظیم ہے کیونکہ دراصل وہ کام [illegible] ہے۔ اب چونکہ قیام و
انتظام دنیا کے لئے حاکم عدالت کا ہونا ضروری ہے۔ [illegible] درست ہے اور اُس کو
جسوقت وہ کرسی عدالت پر اجلاس کرتا ہے قائم مقام اپنے شہنشاہ [illegible] اُس وقت
یہ امر خیال تک نہ لاؤ۔ کہ وہ ہمارا واقف ہے۔ یا ہمارے [illegible]
قدر سے کم ہے۔ یا وہ کمینہ ذات کا ہے وغیرہ وغیرہ۔ کیونکہ اُس وقت وہ [illegible] نہیں خیال کیا جاتا۔
بلکہ وہ خود بہ حیثیت قائم مقامی شہنشاہ کے کام کرتا ہے۔ گویا شہنشاہ کو خود وہاں موجود سمجھو۔ اور پھر
یہ سوچو کہ اُس کی عزت کرنے سے تمہاری بھی عزت قائم رہتی ہے۔ دیکھو اگر تم اُس کی تعظیم نہ کرو اور
دوسرا شخص تم پر وہاں ہی حملہ کرے تو کیا نتیجہ ہو اور وہ عدالت ہی تمہاری پرواہ نہ کرے۔ اور اُس
شخص کو تنبیہ نہ دے۔ غرض کہ پیشہ وکالت تو ایک جزو عدالت ہے۔ اور عدالت کی جس قدر تعظیم
کریں اُسی قدر اُن کی عزت بڑھتی ہے۔ اور پھر با اخلاق پیش آنے سے تمہارے کئی قسم کے فوائد
ہیں۔ کیونکہ اول تو حسب اصول طبعی انسان کے جو شخص اخلاق سے پیش آوے۔ تو دوسرا اُس سے
ضرور با اخلاق پیش آوے گا۔ بلکہ سخت مزاج کے انسان سلوک ملائم سے قابو میں آجاتے ہیں۔ تم جانتے
ہو کہ شیر و ریچھ تک کو ملائمت سے انسان کام کے بنا لیتے ہیں۔ تو پھر انسان تو انسان ہی ہے اور اگر
تم بداخلاقی سے حاکم سے پیش آئے۔ تو دیکھو تمکو کتنے نقصان ہیں۔ تمہاری بداخلاقی سے موکل کو

نقصان پہنچ سکتا ہے۔ کہ حاکم بھی انسان ہے۔ اگر وہ غصّہ مین آجاوے۔ تو اور نہین تو ہر ایک امر مین پوری پوری پابندی قانون کرنے لگے۔ تو بعض ایسے امر ہین کہ حاکم کی مہربانی سے وہ چلتے ہین ورنہ اہل مقدمہ کو اُن کی پابندی سے بہت نقصان پہنچتا ہے۔ مثلاً تمہارے موکل کی طرف سے کوئی دستاویز بروقت مقررہ پیش نہین ہو سکے۔ اور بعد مین پیش کرنے چاہتے ہو۔ حاکم کا اختیار ہے کہ پہر ہیوے یا نہ ہیوے۔ اور ایسے ایسے ہزارون امور ہین۔ اور دوسرے لوگ جب دیکھتے ہین کہ فلان حاکم اور وکیل مین ناچاقی ہے تو اُس محکمہ مین اُس کو مقرر ہی نہین کرتے۔ اور لوگ عموماً تمہارے مزاج سے واقف ہوکر تمکو نفرت کرنے لگتے ہین۔ سوائے بعض اشخاص کہ وہ بعض موقع پر ایسا وکیل کسی محکمہ مین کسی خاص غرض سے لے جانا چاہتے ہین تو لے جاتے ہین۔ مگر عام مین تمہاری قدرومنزلت نہین ہوتی اور علاوہ اس کے جب کوئی حاکم تمہارے اخلاق سے خوش ہوجاتا ہے تو تمکو کئی فایدے ہین۔ مثلاً لوگ جانتے ہین۔ کہ فلان شخص سے حاکم خوش رہتا ہے اُسی کو اُس محکمہ مین وکیل کرو اکثر بعض وقت ایسا ہی اتفاق ہوتا ہے کہ بعض لوگ حاکم عدالت سے پوچھتے ہین کہ کس کو وکیل کرین۔ تو بے ساختہ اُس کے مُنہ سے تمہارا ہی نام نکل جاتا ہے یا کہ کوئی سرکاری ملازمت ہو اور کئی شخص چاہتے ہون۔ اور تم بھی اُن مین ایک ہو حکام چونکہ اکثر ایسے معاملات مین باہمی صلاح کر لیتے ہین۔ اگر تمہارا کوئی ذکر کریگا تو وہ حاکم جو تمہارے اخلاق سے واقف ہونگے تمہاری تعریف اُن کے مُنہ سے ضرور نکل آوے گی۔ یا کسی راجہ کو کوئی ملازمت کے واسطے وکیل مطلوب ہے۔ اور تمہاری ایسے کام کی خواہش ہے تو ضرور ہی پوری ہوجاوے گی۔ اور پھر اپنی ہر وقت معقول گفتگو کرنے اور مقدمہ کو پورا سمجھ کر آنے وغیرہ سے اور موکلان کا کام عمدہ کرنے سے تم حاکم عدالت کے دل پر اپنی نیک نیتی اور دیانت وغیرہ کا نقش پیدا کر سکتے ہو۔ اور اس نقش پیدا ہونے سے تمہاری عزت بڑہ جاتی ہے اور تمہارے سُخن کا اعتبار ہونے لگ جاتا ہے جو ایک قسم کی مشہوری ہے اور جس سے فائدہ زر بھی ہوگا ❖

اصول نمبر ۲۹ - فصاحت وکالت کا باب اس کے لئے دیکھو

اصول نمبر ۳۰ - کنایتاً اپنی تعریف اور فریق مخالف کی تحقیر کبھی کبھی فائدہ مند ہے

یہ موقع اکثر تقریروں میں آجاتے ہیں - اس طرح سے کہ دیکھئے مدعی پانچ ہزار کا دعوے کرتا ہے اور ثبوت زبانی پیش کرتا ہے اُس کی حیثیت دیکھئے - چار آنہ کا مزدور اور عیال و اطفال اُسکے کو پیٹ بھر کے روٹی نصیب نہیں - اور فلان شخص سے دو روپیہ ماہواری سود پر دو سو روپیہ لیا ہوا ہے - اور مدعا علیہ کو دیکھئے کہ دو سو روپیہ ماہوار کا نوکر اچھے خاندان سے اور صدہا آدمیوں کو اُس نے قرضہ دیا ہوا ہے مدعی کی تو وہ تمثیل ہے کہ یہ منہ اور مسور کی دال یہ مدعاعلیہ کو پانچ ہزار روپیہ قرض دیتا پھر جیسے کہ امر قانونی پر بحث ہے اور ایک فریق نے چند فیصلہ جات دکھائے اور اُس کے جواب میں یہ دکھایا کہ وہ فیصلہ جات بھی اُس کے خلاف ہیں - اس طرح سے کہ آپ نے جو فیصلہ جات پیش کئے ہیں - ان کو اپنے پڑھا ہوا نہیں معلوم ہوتا - حالانکہ وہ فیصلہ جات ہی آپ کے خلاف ہیں - پھر یہ کہ فیصلہ سنائے اور دکھائے کہ وہ غلطی پر ہے یا کہ مدعی نے ایسی عبارت سے عرضی دعوے پیش کیا ہوا ہے جس سے مدعا دعوے نہیں نکل سکتا تو کہنا آپ کے دعوے تو خوب ہوا کرتے ہیں - کہ مدعا اُس کے آپ اپنے دل ہی میں سمجھتے ہیں دوسرا آدمی نہیں سمجھتا ؎

اصول نمبر ۳۱ - وقت تقریر کے جو کچھ مناسب طریق سے اپنے موکل کے حق میں کہہ سکو کہو خواہ بطور جج کے تم فیصلہ دوسری طرح پر کرتے

وکیل اور جج میں ادائے فرایض میں بہت فرق ہے وکیل کو تو جسقدر شل موجود مصلے اپنے

موکل کے بیان کی تائید ہوتی ہے وہ اول پیش کرنا اور جس قدر کہ ضعف فریق ثانی کے مقدمہ مین معلوم ہو پیش کرنا ہے اور جج کو کل امور پر غور کرکر فیصلہ دینا ہے اس لیئے وکیل کو اپنی بحث مین اپنا فرض ہے پورا کرنا چاہئے نہ کہ فرایض جج کو اختیار کرکر اپنے موکل کے برخلاف رائے دینا ۔

اصول نمبر ۳۲ - تمہارے دلائل منطقی اور معقول اور پُرتاثیر ہونی چاہئین اور اس کے لیئے علم فصاحت متعلق پیشۂ وکالت البتہ ضروری ہے

یہ امر ایسا صاف ہے کہ اس کی تشریح کی ضرورت ہی نہین - مراد بھی اس سے یہ ہے کہ تمہارے دلائل معقول اور امر بابہ نزاع پر ہون لچر اور غیر متعلق نہ ہونے چاہئین - باقی باب فصاحت وکالت کو دیکھو ٭

اصول نمبر ۳۳ - اگر ہوسکے تو عدالت کو اس امر کا یقین دلاؤ کہ تم اپنے موکل کے مقدمہ کی راستی کے مقبل ہو

یہ امر بھی ضروریات سے ہے کہ اگر تمہارے ذہن مین مقدمہ موکل کا راست معلوم ہو تو البتہ توموقع بموقع عدالت پر یہ امر آشکارا کرو ٭

اصول نمبر ۳۴ - موقع بموقع تجربہ حاصل کرتے جاؤ

جو اپنی کارروائی کے ایک مقدمہ مین نقص دیکھو وہ یاد رکھو اور آیندہ اُس کی اصلاح کرکر اُس نقص کو دور کرتے جاؤ - بلکہ ہوسکے تو اپنے اس امر مین ایک یادداشت بنا رکھو - تاکہ وہ ایک قسم کا تمہارے لیئے ہدایت نامہ بن جائے ٭

اصول نمبر ۳۵ - عمدہ کتب قانونی اپنے کتب خانہ مین جمع کرو

حصول علم اور مقدمات کی پیروی و جوابدہی کے لئے یہ ضروری ہے کہ عمدہ عمدہ کتب قانون اور تازہ بتازہ شرح ہائے اُن کی اور ہر ایک امر قانونی پر خاص خاص کتاب اپنے کتب خانہ مین جہانتک تمکو گنجایش ملے - جمع کرتے رہو اور عاصکر ایسے مجموعہ کتب سے تمہاری ایک قسم کی مشہوری بھی ہو جاتی ہے ۰

اصول نمبر ۳۶ - جو تبدلات قانون مجریہ مین ہوتے جاوین اُن کی یادداشت لکھتے جاؤ - اور فیصلہ جات عدالتہاے اعلیٰ سے واقفیت حاصل کرو

یہ ضروری ہے اور نیز اِس سے پوری یادداشت اور واقفیت فیصلہ جات سے ہوتی جاتی ہے کہ جو جو تازہ فیصلہ آوے اُس کو موقع مناسب پر درج کر دینا چاہئے ۰

اصول نمبر ۳۷ - اپنی حاضر باشی اور ادائے فرائض منصبی مین باقاعدہ ہو

مراد اس سے یہ ہے کہ جہان تک ہوسکے عدالت مین مقدمہ کی پیروی کے واسطے وقت شروع عدالت تا برخواست عدالت حاضر رہنا چاہئے - کئی دفعہ دیر سے جانے سے مقدمات عدم پیروی مین خارج ہو جاتے ہین - یعنے اپنا کام روزمرہ کا پہلے سوچ لیا - اور وقت مقررہ پر حاضر ہونا چاہئے - جہانتک ہو سکے - مقدمہ مین غیر حاضر نہونا چاہئے اور جو کام لیا جاوے - تو پہلے کام کو سوچ لینا چاہئے کہ آیا کسقدر ہے - اور پیروی دوسرے کام کی ہو سکے گی کہ نہین - اور مؤلف نے تو اس عرصہ دراز مین جس مین وہ وکالت کرتا رہا - اور جس کو دُنیا جانتی ہے کبھی غیر حاضری کسی مقدمہ مین نہین کی - یہان تک کہ جب کبھی بیمار بھی ہوئی - تو اول تو بذریعہ ڈولی وغیرہ کے جاتے رہے - ورنہ موکلون کو فیس واپس

دیگر دوسرے شخص کے مقرر کرنے کے واسطے ہدایت کی گئی۔ اور پھر اگر تاریخ معین پر جب شہادت فریقین کے پیش ہونے کا دن ہو تو بسبب اس کے کہ وکیل فریق ثانی اپنے کسی دوسرے مقدمہ کی پیروی یا آرام کے لئے درخواست التوا کرے۔ تو جب تک تمہارا موکل منظور نہ کرلے۔ تم خود بھی منظور نہ کرو۔ کیونکہ اس مین بہت نقصان موکل اور عوام الناس کا ہوتا ہے موکل کا یہ کہ اُس کو خرچ وخوراک وغیرہ گواہان کو دوبارہ دینا پڑے گا۔ اور دیگر خرچ اور نیز یہ کہ کُل گواہان کے پھر دوبارہ آنے مین کیا کیا قباحتین ہونگی۔ ایک۔ تو شائد ممکن ہے کہ بعض گواہ مرجاوین۔ دوسرے کوئی نہایت ضروری کام کے واسطے کہین کو چلا جاوے۔ یا سخت بیمار ہو جاوے۔ یا فریق ثانی اُس کو طمع یا سفارش ڈالکر جادہ راستی سے منحرف کردے وغیرہ وغیرہ اور پھر گواہان یعنے عوام الناس کو بار بار آنے کی تکلیف اور اگر تم خیر خواہ جائز موکل اور عوام الناس کے ہے اور ہر ایک مقدمہ کی پیروی خوب کی تو خلقت کے دلون مین تمہاری تن وہی نقش ہو جاوے گی اور نہ صرف خلقت بلکہ حکام بھی تمہاری تعظیم وتکریم کرینگے۔ اور موقع مناسب پر بہت قسم کے فائدہ اور عزت کی تمکو اُمید ہو جاوے گی ٭

اصول نمبر ۳۔ ملازمین پیشہ وکالت کی نگہبانی واحتیاط

اگرچہ تجربہ سے دیکھا گیا ہے کہ بہت منشی عمدہ اور دیانت دار ہین خراب کوئی شاذ ہے۔ مگر احتیاطاً اس واسطے لکھا جاتا ہے کہ شائد بُرے بُرے آدمی داخل نہ ہو جاوین بعض تو ایسے ہین کہ اُن پر پورا اعتبار رکھنا نہایت مفید ہے بلکہ اُن سے آسایش وآرام اور فائدہ حاصل ہوتا ہے مگر چونکہ ہر ایک وکیل کو منشی رکھنا ضروری ہے اور اُس کو اُسوقت معلوم کرنا مشکل ہوتا ہے کہ وہ کیسا شخص ہے اس لئے اُس کو پہلے یہ کوشش کرنی چاہئے۔ کہ آدمی خواندہ اور ہوشیار ہو۔ مگر اس امر مین زیادہ توجہ کرنی چاہئے۔ کہ وہ دیانت دار اور راز بردار ہو کیونکہ اگر وہ شخص ایسا ہو کہ دیانت دار اور راز بردار نہو تو نہ صرف وکیل ہی کا نقصان ہے۔ بلکہ موکلون کا کیونکہ وکیل بر واسطے بچا

موکل کے ہر طرح سے کوشش کرنی فرض ہے - کہ ممکن ہے کہ کوئی منشی بددیانت ہو تو پھر اُس سے یہ خطرہ بھی ہے کہ وہ فریق ثانی سے مل جاوے - اور جو راز وکیل کو موکل بتاوے وہ فریق ثانی کو بتاوے بلکہ میرے خیال مین وکیل کو چاہئے - کہ جب تک اُس کو اپنے منشی پر پورا اعتبار نہ ہو - موکل کی باتین اُس کے سامنے سُننے سے پرہیز کرے - اور پھر یہ کہ اگر منشی خراب ہو تو اُس سے یہ بھی خطرہ ہے کہ موکلون سے سازش کر کے محنتانہ جس قدر موکل کے دینے کی نیت ہو کم دلا دے - اور اس امر میں وہ کئی ایک طرح کی حکمت عملی کر سکتا ہے - اول جب اُن کی سازش ہوئی تو موکل کو اُس علم سے جو اُس کو مزاج وکیل کا ایک مدت کے تجربہ سے حاصل ہوتا ہے آگاہ کر دیتے ہین کہ تم نے غریب اور مسکین بیان کرنا وکیل کے سامنے رو پڑنا - اُٹھ کر چلے جانا وغیرہ وغیرہ - یمن بے پدر بے مادر ہون سید ہون برہمن ہون وغیرہ وغیرہ غرض جو تار وکیل کی نرم ہو اُس کو ہلانا - اور مختار نامہ ایسے منشی کے اعتبار پر لینا جس پر کُلی تسلی نہین ہے - خالی از نقصان نہین ہے - چاہے عموماً کوئی ہرج واقع نہو - مگر بعض دفعہ ہو جاتا ہے اس لئے ضرور ہے کہ خود احتیاط کرو - کیونکہ شائد منشی نیک ہو - مگر اس قدر علم قانون یا دنیا اُس کو نہین ہے جو تم کو ہے اور زر طلبانہ و چھپائی مقدمات رقم ترجمہ مقدمات وغیرہ وغیرہ موکلون کی طرف سے معرفت ایسے منشیون کی جنپر پورا اعتبار نہین جما داخل کرانے مین نہایت احتیاط رکھو - کہ وہ نہ کھا جاوین - اور ایسے مشتبہ منشی کا ایک یہ امر خیال رکھو - کہ تمہارے نام سے موکلونکو وہ کہ دیگر کسی شخص کو ناجائز رقم دینے کے لئے نہ لے لے - کیونکہ اگرچہ تم اپنے منشیون کے فوجداری مین ذمہ وار نہین ہو مگر دیوانی مین بعض صورتون مین تمہاری بھی ذمہ واری ہے ٹکٹ کو اپنے سامنے اور دیکھ کر درست ہے لگاؤ - کسی موکل کی کسی رقم کے وصول کرنے مین اگر ایسے منشی کو جسپر کامل اعتبار نہین ہے - ساتھ بھیجو تو پوری احتیاط کرو - نقل حصول کرنے مین ایسا منشی موکل کا زیادہ نقصان نہ کرائے - مثل ملاحظہ کرنے مین مثل کو صرف سپرد ایسے منشی کے نکرو - کوئی خاص کاغذ منشی سے پڑھاؤ - مگر صرف اُسی پر اعتبار نہ کرو خود بھی کاغذ کو دیکھ لو - دستاویزات ضروری منشی کے سپرد کرنے مین احتیاط رکھو - منشی کئی قسم کے ہو سکتے ہین - بعض نہایت معتبر اور بعض کو احتیاط کی ضرورت اور بعض بددیانت - تو اپنے تجربہ سے

جیسا آدمی ہو اُس کا خیال رکھو یہ تمثیل یاد رکھنا + ۵

نگاہدار وآن شوخ زان کیسہ دُر + نمائد ہمہ عالمش کیسہ بُر

مُنشی کا حیثیت دار ہونا اور اچھے خاندان سے اگر مل سکے رکھنا بہتر ہے +

اصول نمبر ۳۹ - وکالت نامہ و مختار نامہ لینے کی احتیاط

وکیل اپنے موکل کے دستخط کے لئے ذمہ وار ہے - یعنے جبکہ وکالت نامہ روبروے عدالت تصدیق نہ ہو - تو بموجب ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۹ - ایکٹ ۱۴ بابت ۱۸۸۲ء تقرری وکیل کی بذریعہ مختار نامہ تحریری کے ہوگی اور وہ شامل مثل کیا جاوے گا - سنہ ۱۸۶۱ء مین چیف کورٹ نے قاعدہ جاری کیا تھا - کہ وکیل اِس عدالت کے اپنے وکالت نامہ کو خود تصدیق کرینگے - اور بعد اس کے سنہ ۱۸۸۲ء مین یہ قاعدہ جاری کیا - کہ اگر وکیل یا بیرسٹر یہ چاہے - کہ وہ بشرط ضرورت اپنی جگہ اور وکیل کر سکے - تو اُسکو ضروری ہے - کہ وہ مختار نامہ مین یہ شرط مکمل سے لکھالے - کہ بشرط ضرورت وہ دوسرے وکیل وغیرہ کو کر سکتا ہے ورنہ اُس کو اختیار دوسرے وکیل کے مُقرر کرنے کا نہ ہوگا - اور جب وکیل اپنے اعتبار پر وکالت نامہ داخل کرتا ہے - تو اُس کو چاہئے - کہ اپنے موکل کی بابت ضروری تحقیقات کرلے - اب احتیاط کی نسبت اگرچہ کوئی قاعدہ عام نہین ہو سکتا - مگر امورات مندرجہ ذیل کا خیال کرنا بہتر ہے - اول جب موکل وکیل کرنے لگے تو اُس کو آگاہ کردینا چاہیے کہ تم اپنا نام صحیح صحیح بیان کرو ورنہ تم اگر تم نے بجائے دوسرے شخص کے اپنا نام دے دیا - تو مواخذہ مین آسکتے ہو - یہ تجربہ سے دیکھا گیا ہے کہ اگر تم احتیاطاً غور سے یہ امر دریافت کرو - تو اگر کوئی شخص اصل نہین ہے تو اصلیت ظاہر کردے گا اور پھر اُس سے دستخط کراؤ - اور اُسوقت بھی اُس کو آگاہ کرو کہ اگر تمہارا یہ اپنا نام ہے تو دستخط کرو - اگر وہ دستخط کرے تو دو گواہون اور اکثر خواندہ کی شہادت اُس پر کراؤ - اور شہادت جہانتک ہو سکے ایسے اشخاص کی کراؤ جو اُس شخص کو شناخت کرتے ہون - اور یہ کہ اگر عورت پردہ نشین ہو تو جہانتک پہلے ممکن ہو اُس کو دیکھنے یا اُس سے پوچھنے یا تصدیق کرنے کی کوشش

کرو۔ یا اگر یہ نہو سکے تو اُس کے رشتہ دار یا خاوند سے کہو کہ وہ اپنے نام کا مختار نامہ محکمہ رجسٹری یا نوٹری پبلک سے جو صاحبان ڈپٹی کمشنر عموماً ہین مختار نامہ حسب ضابطہ تصدیق کرالتا کہ وہ تم کو بھی بطور مختار کے ہدایات ضروری جیسے ایکٹ ما سنہ ۱۸۷۹ع ایکٹ وکلا مین لکھا ہے کرسکے کیونکہ اگر وہ عورت پردہ نشین ہے تو اُس سے ہر بار ہدایت طلب کرنے مین تم کو خود دقت ہوگی اور اگر یہ صورت نہو تو شخص معتبر خواندہ کو گواہ کرکے اُن کی گواہی کراؤ اور وہ شخص ایسے ہون جو عورت مذکور کو شناخت کرتے ہون اور عورت سے دریافت کرکے گواہی کرین۔ یا مختار نامہ اُس کی طرف سے تصدیق رجسٹری یا حاکم ضلع کی تصدیق سے اور بہر حال عورت پردہ نشین سے مختار نامہ لینے مین کوشش زیادہ کرو۔ اور جو اشخاص بیرون جات سے تم کو وکیل کرین۔ تو عموماً مختار نامجات تصدیق شدہ آنے چاہئین اور اُس حالت مین جبکہ تم دستخط اُس شخص سے واقف ہو تو تم اگر پوری تسلی رکھتے ہو تو تمہارا اختیار ہے مگر بہر صورت تمہاری ہدایات قانونی کے واسطے فریندہ مختار نامہ کی طرف سے کوئی ملازم خانگی یا مختار مقبولہ اُس کا تمہارے پاس ہونا چاہئے یا وہ شخص خود تم کو ہدایات تحریری وہان سے جہان وہ ہو بھیجے اور تم اُس سے خط وکتابت کرسکتے ہو۔ اور اکثر ایسے واقعات پیش آتے ہین۔ کہ موکل کا فرزند یا بھائی یا اور کوئی رشتہ دار یا کوئی مختار جو پہلے اُس کی طرف سے تھا اور اِس مقدمہ کا مختار نامہ نہین رکھتا اُس کی طرف سے آجاتا ہے اگرچہ عموماً بدویانتی نہین ہوتی مگر تاہم بعض ایسی صورتین پیش آتی ہین کہ بعض مقدمون مین اگرچہ مدعی یا مدعا علیہ ایک شخص ایسا ہوتا ہے جو برائے نام ہے۔ اور دوسرے شخص جن کو دراصل مقدمہ سے غرض ہوتی ہے خرچ اور پیروی مقدمہ کی وہ کرتے رہتے ہین اور وہ اکثر اپنا نام وہی بتاکر مقدمہ دائر کردیتے ہین۔ چنانچہ ایسا مقدمہ ایک پیش آیا تھا اور اُس مین وکیل کو باوجودیکہ اُس نے نیک نیتی سے کام کیا تھا۔ وقت چند روزہ ہوئے تھے پھر یہ خیال کرو کہ کوئی شخص دوسرے کی طرف سے وکیل کرنے آوے اور وہ شخص قبل تحریر مختار نامہ ما بین اِس شخص کے آنے اور مختار نامہ لکھنے کے مرگیا۔ تو بھی ایک قسم کی تکلیف ہوتی ہے یا وہ شخص نوکری پر

پرہے اور پیچھے اُس کا بھائی وکیل کردے - یا وہ شخص خود فیصلہ مقدمہ کا پیچھے کرلے اور رسید لکھدے اور یہاں اُس کی طرف سے وکیل کوئی دوسرا شخص مقرر کردے - علی ہذا القیاس ایسے بہت امورات پیش آسکتے ہین اس تحریر سے میری مراد یہ نہین ہے کہ اگر وکیل دوسرے شخص سے مختار نامہ لے لے - تو اُس پر الزام آجاتا ہے نہین اگر اُس نے پوری احتیاط اور نیک نیتی سے کام کیا تو اُسپر کوئی حرف نہین رکھتا مگر تاہم احتیاط ضروری ہے عورت پردہ نشین سے مختار نامہ لینے کے احتیاط کی بابت دیکھو - مقدمہ بسنت لعل بنام مسمات شوبرت کور جلد ۷ صفحہ ۲۴۴ کلکتہ انڈین لار پورٹ - اگرچہ یہ مقدمہ مابین زوجہ و شوہر کے ہے اور وکلا سے متعلق نہین ہے مقدمہ جب تحقیقات کے واسطے واپس آوے تو جدید وکالت نامہ کی حاجت نہین - صفحہ ۹۷ کیول جیت کا ڈامی جسٹ اگر مختار نامہ مین اختیار نہین ہے تو وکیل مصالحت نہین کرسکتا - جلد ششم المعروف عدالت صفحہ ۱۴۹ - وکیل ہائی کورٹ اگر ملزم کی طرف سے ہو تو وکالت نامہ کی حاجت نہین ہے جلد ۷ مدراس ہائی کورٹ انڈکس صفحہ ۴ اور دیکھو سرکلر ۱۸۳۳ چیف کورٹ پنجاب اور نیز عدالت چیف کورٹ پنجاب لاہور نے صاحب ضلع کے استصواب پر جواب دیا تھا کہ ملزم کی طرف سے مقدمات اصل مین مختار نامہ کی ضرورت نہین ہے اور چیف کورٹ مین چونکہ اس عدالت کو سزا کے ایزاد کرنے کا اختیار ہے - اس لئے بموجب حکم چیف کورٹ کے وکالت نامہ داخل کرنا مقدمات فوجداری مین پڑتا ہے اور مختار عام اہل مقدمہ کا اُس عدالت مین جس کی ماتحت حکومت مین وہ شخص رہتا ہے خود پیروی و جوابدہی نہین کرسکتا - مگر یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ اگر اُس کو بذریعہ مختار نامہ عام کے اختیار وکیل کرنے کا ہے تو وہ بذریعہ مختار نامہ عام کے موکل کی طرف سے وکیل مقرر کرسکتا ہے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ چونکہ عدالت دیوانی مین مختار نامہ کے داخل کی ضرورت ہے - مگر فوجداری قانون مین لازمی نہین لکھا اور ملزم کا حق وکیل کے ذریعہ سے حاضر ہونے کا ہے اس لئے ضرورت نہین مگر اگر کوئی داخل کرے تو اسٹامپ پر ہوگا ۔

اصول نمبر ۴۰ - تحریری تقریر سے حتی الوسع پرہیز کرو

تقریر مقدمات پیچیدہ مین تحریری ہو یا تقریری - تحریری تقریر سوائے خاص حالات کے درست نہین تقریر کے معنے یہ ہین کہ ایک شخص کچھ کہے اور اُس کی تائید مین کوئی سند پیش کرے اور اُس کے جواب مین دوسرا شخص کچھ کہے اور سند پیش کرے - اور حاکم اُس مین کوئی اعتراض کرے تو اُس کا جواب بحث پیش کنندہ دے - فرض کرو کہ دونو فریق نے بعض امورات تحریر مین پیش کئے مگر حاکم کو بعض امور پر شک پڑا - تو اُس کا رفع ہونا مشکل ہو کر وہ خود اپنی رائے پر فیصلہ کرے گا - حالانکہ اگر زبانی بحث ہوتی تو اُس امر کے پیش کرنیوالا اُس شک کو رفع کر سکتا تھا - جو تحریر کے سبب سے نہ ہو سکا - غرض تحریری تقریر سے وہ امر پورا نہین ہو سکتا - جو زبانی تقریر سے ہو سکتا ہے - مگر بعض مقدمات ایسے پیچیدا رہوتے ہین - کہ چیف کورٹ تک حاکم چاہتے ہین کہ ہمین تحریری تقریرات فریقین داخل کرین تو ایسی صورت مین داخل کرنا اُس کا لازمی ہو جاتا ہے تو ایسی حالت مین خوب سوچ کر تحریر کرنا چاہئے کیونکہ تحریر مین جو لکھا گیا اُس کی پابندی ہو جاتی ہے حالانکہ زبانی تقریر کے ایسے پابند نہین ہوتے ۔

اصول نمبر ۴۱ - اقرار محنتانہ صاف صاف کرنا اور بعض صورتون مین محنتانہ واپس کرنا اور بعض مین نکرنا

اقرار محنتانہ موکل سے صاف صاف ایسا ہونا چاہئے جس مین شک نہ پڑے اور وہ اقرار عموماً تحریری بموجب قانون مجاریہ وقت کے ہونا چاہئے اور میعاد مقررہ مین شامل مثل کرانا چاہئے - (اس جگہ اول تو کل فیصلجات چیف کورٹ پنجاب اور دیگر ہائی کورٹون کے ضروری ضروری کل درج ہونے چاہئین معہ یادداشت ہائی کے) - تم اگر اپنا اقرار پورا موکل سے نکرو یا پورا کرنے پر آمادہ

نہو۔ تب موکل تم سے مواخذہ واپسی کر سکتا ہے نہ کسی اور حالت مین۔ مثلاً تم نے ایک تاریخ کے واسطے ایک مقدمہ کا محنتانہ لیا۔ اگر تم اُس تاریخ پر حاضر نہو۔ تو البتہ موکل تمہارا واپسی کا مستحق ہے۔ کیونکہ تم نے وہ کام نہین کیا جس کا تم نے وعدہ کیا تھا۔ یا ایک مقدمہ کی پیروی یا جوابدہی تم نے ایک محنتانہ مقررہ پر اختیار کی تو ضروری ضروری موقعہ ہا سے پیشی مقدمہ جس مین تمہارے جانے کی قانوناً ضرورت ہے نہ جاؤ یا موقعہ ضرورت پر تمہارے نہ جانے سے مقدمہ کی کچھ کارروائی برخلاف موکل ہوجاوے۔ اور بشرطیکہ اُس ضروری موقعہ پر نہ جانے کا معاوضہ تم کو ملا ہو۔ مثلاً ایک مقدمہ وقت پر پکارا گیا۔ اور تم اُس وقت پر حاضر نہین تھے اور مقدمہ عدم پیروی مین داخل دفتر ہوگیا اور تمکو کوئی کار ضروری تھا۔ یا کوئی وجہ معقول کے سبب تم حاضر نہوسکے۔ تو اگر تم سوال دیگر برآمد نکراتے۔ اور موکل کو جواب دیتے یا گواہ تمہارے سہو سے طلب نہوسکے گر پیچھے تم نے سوال دینے مین بھی دیدہ دانستہ تساہل کیا وغیرہ وغیرہ تو تم موکل کو محنتانہ واپس کروگے۔ اور جو موکل تمکو کسی مقدمہ کے دایر کرنے کے واسطے محنتانہ دیجاوے۔ اور پھر موکل خود مقدمہ دایر کرنا نہ چاہے یا اُس کا راضی نامہ ہوجاوے۔ تو ایسی حالت مین موکل تم سے کسی واپسی کا مستحق نہوگا۔ کیونکہ تم اپنا کام کرنے کو موکل کے لئے تیار تھے۔ مگر اُس نے تم کو کام کرنے سے روکا۔ اس پر واپس دینا لازم نہ آوے گا۔ کیونکہ دوسرا کسی طرح سے تمکو نقصان بھی اس اقرار سے ہوسکتے ہین۔ مثلاً موکل نے تمہی مقدمہ دایر کرنیکو دیا۔ اور تم نے کوئی اور مقدمہ اُس کے واسطے نہ لیا یا فریق ثانی کے مقدمہ لینے سے تم بند ہوگئے جب تم نے فیس ایک طرف سے معہ مختارنامہ لے لی۔ یا تمہارے پاس مقدمہ پیروی نجات کا آیا اور تم نے اُس مقدمہ کے واسطے لینا ترک کیا یا تم نے کاغذات تیار کئے۔ یا قانون دریافت کرنے مین محنت کی۔ اور بعض صورتین ایسی پیش آتی ہین۔ کہ مثلاً موکل سے پچاس پیشگی اور پچاس مابعد محنتانہ مقرر کیا۔ اور موکل صرف پچیس دے گیا ہوا ہے۔ اور باقی نہین دیئے۔ تو تم پر پیروی مقدمہ لازمی نہین ہے۔ اور نہ اس مین موکل پچیس واپس لے سکتا ہے۔ کیونکہ اُس نے اپنا اقرار پورا نہین کیا وغیرہ وغیرہ ٭

اصول نمبر ۴۳ - ایک دوسرے اہل اس پیشہ کا آرام دیکھنا جس سے موکل کا نقصان نہو

درباب اس کے کہ ایک وکیل دوسرے کے آرام کے واسطے مقدمہ کو ملتوی کراوے یہ امر بہت غور طلب ہے۔ بعض صورتوں میں مناسب اور بعض صورتون مین نامناسب ہے۔ مناسب تو اس صورت مین ہیکہ التوا مقدمہ سے کسی طرح کا نقصان موکل کا نہوتا ہو۔ یعنے یہ کہ التوا سے صرف وکیل کی محنت اگر بڑھتی ہو۔ اور موکل کا نقصان نہوتا ہو تو مضایقہ نہیں۔ کیونکہ ایک تو وہ جس کیواسطے مقدمہ ملتوی کرانے سے وہ تمہارا ممنون ہوگا۔ اور یہ احسان ایک قسم کی بھاجی ہے۔ کل کو تم کو بیماری یا کار ضروری پیش آیا تو وہ وکیل بھی تمہاری درخواست التوا کو منظور کریگا۔ بلکہ دیگر وکلا اس تمہارے احسان کی قدر کرینگے۔ جب تم چاہو تو وہ تمہاری مدد کرینگے۔ مگر جس حالت مین کہ موکل کا صریح نقصان ہو۔ جیسے کہ گواہ اس کے حاضر ہین یا وہ ایک فاصلہ بعید سے آیا ہوا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ تو ایسی صورتون مین میرے قیاس مین یہ بہتر ہو کہ وکیل ایک دوسرے سے ارتباط ایسا پیدا کرین کہ ایک دوسرے کی ضرورت کے وقت وہ بجاے اُس کے اُس سے مختارنامہ لیکر پیروی کرین۔ اس سے ایک تو موکلونکو نقصان نہو۔ دوسری عدالت سے التجا نا حق نکرنی پڑے۔ تیسری اُن کی باہمی امداد کرنے سے اُن کا رابطہ محبت زیادہ ہووے۔

اصول نمبر ۴۴ - ایک دوسرے ہم پیشہ کی امداد کرو

اس زمانہ تہذیب مین اور خصوص زمانہ متقدمین مین بھی اہل ہر ایک پیشہ کے بھائی تصور کئے جاتے ہین۔ اور ایک دوسرے کی امداد کے ہمیشہ محتاج ہوتے ہین۔ اور دیگر خلایق سے اُن کے باہمی اتفاق سے رشتہ بچا ہوتا ہے۔ خصوص اس پیشہ مین یہ ایک دوسرے کی امداد کے بہت ہی محتاج ہین کیونکہ اول تو قوانین زمانہ حال اسقدر وسیع ہین۔ کہ ایک آدمی کا خواہ وہ کیسا ہی ذہین اور عجائب حافظہ کا اور عالم اجل ہو کل قوانین پر حاوی ہونا امر محال ہے۔ اور جماعت وکلا رابطہ ایک طرح سے

کل قوانین پر حاوی ہوسکتی ہے - اس طرح سے کہ کسی کا تجربہ کسی خاص شاخ مین اور کسی کا دوسری شاخ مین اور کسی کو خاص خاص مقدمات کے کرنے سے بعض خاص قسم کی نظائیر یاد ہو جاتی ہین اور دوسرونکو اور طرح سے اور بعض اس طرح سے کہ اُنہون نے کتب قانونی لکھین یا جمع کین انکو اُس مضمون پر زیادہ واقفیت ہوگئی یا بعض نے لکچر خاص مضمونون یا عام مضمونون مین دینے سے خاص خاص امورات پر استعداد پیدا کرے تو اس لئے ضروری ہے کہ ایک دوسرے کو اپنے علم اور واقفیت سے جسقدر ہوسکے مدد دے دوسری بیماری اپنی یا رشتہ داران یا دوستون یا موت یا شادی یا دوسری کئی قسم کی آفات وغیرہ بواعث سے ہر ایک کو ضرورت پڑتی ہے - کہ کوئی دوسرا اُس کی مدد کرکے اُس کے مقدمات کی پیروی کرے - سوائے اس کے اُس کا کام چلنا ہی محال ہو جاتا ہے مثلاً کوئی مقدمہ اُس نے کل لیا ہوا ہے - اور اُس مین سے بہت سا کام اُس نے کیا ہوا ہے - مگر ایک وقت بسبب لاچاری وہ حاضر نہین ہوسکتا تو اُس کو مشکل ہے کہ کس طرح سے وہ اپنے موکل سے فیس کی بابت فیصلہ کرے وغیرہ وغیرہ اس لئے دیگر وکلا کو اُس کی مدد کرنی پڑتی ہے اور اس مدد سے اس کا بھی کچھ نقصان نہین ہوتا کیونکہ جس شخص کو اُس روز فرصت ہوئی اُس نے دوسرے کا کام کر دیا اور اُسپر ایک قسم کا احسان کیا جس کا بدلہ بھی وہ وقت ضرورت پر لے سکتا ہے - اور خود اُس کو کچھ نقصان ہی نہین ہوا کیونکہ اُس کو اُسوقت فرصت تھی - تیسری قسم کی امداد یہ ہے کہ کسی کو متعلق وکالت بابت محنتانہ وغیرہ مقدمہ پڑ گیا تو چونکہ فیصلہ ایسے مقدمہ کا سب پر موثر ہوگا - اُس کی پیروی دوسرے شخص جن کو فرصت ہو کر دین تو سب کا فایدہ اور ایک قسم کا احسان ہوگا - اور جس احسان کا بدلہ بھی ملسکتا ہے چہارم کسی کاروبار کے سبب لاچار ہونا اور فریق ثانی کے وکیل کا کوئی خاص ہرج نہونا - ایسی صورت مین مقدمہ کی التواے منظور کرنا بھی ایک برادرانہ فعل ہے - جس سے فریقین کا فایدہ ہے *

اصول نمبر ۴۴- شہادت جس قدر موکل رکھتا ہو اُس کو کم کرکے پیش کرنے مین بہت تامل کرنا چاہیئے

یہ امر بہت غور طلب ہے چند مقدمات مین مین نے خود دیکھا ہے کہ وکیل جو مقدمہ مین تھا اُس نے بہت سی شہادت موکل کی جو اُس کو دکھائی گئی پیش کرنا فضول سمجھا اور ایک جزو پیش کردی یا تو اُس نے یہ سمجھا کہ تھوڑی سی شہادت اس مقدمہ کے ثبوت کے لئے کافی ہے یا اُس نے اپنی آرام طلبی کے واسطے یا کم محنت کے سبب سے باقی کو ترک کردیا- جب مقدمہ برخلاف موکل فیصلہ ہوگیا اور موکل نے بطور نظر ثانی وہ شہادت پیش کرنی چاہی تو عدالت نے نامنظور کی- حالانکہ سب سے بہتر طریق یہ ہے کہ جس قدر شہادت موکل پیش کرنا چاہے بشرطیکہ وہ جادۂ راستی سے خارج نہ ہو بلکہ بجز ہیچ پوچ ہو کہ جس سے کچھ فائدہ ہو پیش کرنی چاہئے اور سوائے اس کے شہادت پر جرح نہ کرنی کہ وہ عمدہ نہین ہے مشکل امر ہے کیونکہ اول تو وہ شہادت کل باضابطہ تمہارے سامنے پیش نہین ہو سکتی جس سے تم اپنی رائے قایم کرسکو اور دوسری شہادت پر اپنی اپنی رائے حاکم کی ہوتی ہے شاید جو شہادت تم کمزور سمجھو حاکم اُسی کو معتبر سمجھے اور تمہارے موکل کا اُس مین فائدہ ہو جاوے بارہا ایسا دیکھا ہے کہ بعض شہادت اپنے خیال مین کمزور تھی اور حاکم کو وہ عمدہ معلوم ہوئی یا بعض اوقات ایسے تحقیقات مقدمہ مین ظہور مین آتی ہین کہ وہ شہادت عمدہ معلوم ہوتی ہے- مثلاً کوئی گواہ ایسا معتبر ہے جس کا پورا اعتبار کیا گیا یا فریق ثانی کی شہادت سے اُس کی تائید ہوگئی یا فریق ثانی نے کوئی واقع قبول کرلیا جس سے تائید بیان گواہ کی ہوگئی یا شہادت تحریری ہے اور اس تحریر کے کسی تحریر پیش کردہ فریق ثانی سے تائید ہوگئی یا اُس تحریر کے مضمون کو فریق ثانی نے قبول کرلیا- وغیرہ وغیرہ ٭

اصول نمبر ۴۵۔ مجلس فوایدملکی مین شامل ہونے سے پرہیز نہ کرو اور جلسہ عام مین جب موقع کلام کا ملے تو تامل نہ کرو

اِس سے مراد حصول نیکنامی اور مشہوری ہے جب کوئی مجلس فائدہ عوام الناس کے مقرر ہوئے تو اُس مین شامل ہونا چاہئیے بشرطیکہ وہ خلاف حکومت وقت کے نہو اور اُس مین موقع بموقع معقول گفتگو کرنے سے بشرطیکہ تم کو مادہ مجلس عوام مین کلام کرنے کا اچھا ہو پرہیز نہ کرو۔ کیونکہ ایسے کلام سے جب عمدہ ہو تو تمہاری قابلیت عوام الناس پر آشکارا ہو جاوے گی اور تم کو اپنے کام مین بھی فائدہ ہوگا۔

اصول نمبر ۴۶۔ حکام کی ملاقات اُن کی جاے سکونت پر

وکالت پیشہ کئی قسم کے ہین مگر تین بڑی قسمون مین یہ تقسیم کئے جاسکتے ہین ایک تو وہ اعلےٰ قسم کے زیرک اور عالم آزاد مزاج اور اپنی ہمت پر تقویٰ رکھنے والے دوسرے متوسط قسم کے عالم اور عقلمند مگر آزاد مزاج اور کسی کی پرواہ نہ کرنے والے تیسرے متوسط عقل و علم و عیالدار اور دُنیا سے رسائی پیدا کرنیوالے قسم اول کے لئے تو ملاقات کا کسی قدر فایدہ ہے مگر اگر وہ اُس کی طرف نہ بھی رجوع کرین تو اُن کو چندان نقصان بھی نہین ہے۔ قسم دویم کو البتہ کسی قدر اس پرہیز سے نقصان ہے اور قسم سیوم کو تو خود ہی وہ قبول کرین گے کہ فایدہ ہے اب مختصر طور پر اُس کے فوایدٌ پہلے بیان کئے جاتے ہین۔ اول تو حکام اور رعایا مین ایک قسم کا تعارف پیدا ہو جاتا ہے اور وہ ایک دوسرے کے خیالات اور حالات سے واقف ہو جاتے ہین اور ایسے احکام یا شکایات جو بلا علم ایک دوسرے کے جاری یا پیش ہوتی ہین اکثر دور ہو جاتی ہین دوسرے ایک دوسرے کے راہ و رسم سے محکوم حاکم سے اور حاکم محکوم سے آگاہ ہو جاتا ہے اور پھر ایک دوسرے کی رسم کی عزت کرتا ہے

اور اُس کے قیام مین فرق نہین ڈالتا۔ تیسرے ایک دوسرے سے ملاقات کرنے سے ایک قسم کا رابطہ پیدا ہو جاتا ہے خواہ وہ ظاہرا خیال مین بھی نہ آوے مگر جب موقع پر ایک شخص جس سے ملاقات ہے اور ایک شخص اجنبی کسی کام کے واسطے برابر حقدار ہوان تو انسان مین کچھ ایسا علاقہ مقناطیسی ہے کہ وہ واقف شخص سے خوامخواہ اُس کے فائیدہ کی طرف رجوع ہو جاتا ہے۔ چہارم ہر ایک آدمی اپنے رشتہ داران یا عزیزون یا دوستون یا بذریعہ لوگون کے روزگار کا خواہان ہوتا ہے تو ایسی ملاقات سے یہ بھی فوائید حاصل ہین۔ پنجم کئی کام ایسے بھی ہوتے ہین کہ کسی کام خاص کے واسطے کسی وکیل کو انتخاب کرنا ہوتا ہے۔ مثلاً سرکاری وکالت یا کسی سرکاری مقدمہ کی پیروی کے لئے وغیرہ وغیرہ۔ تو واقف شخص اکثر فائیدہ یاب ہوتا ہے۔ علے ہذا القیاس کئی ایک اور فوائید ہین جو احاطہ تحریر مین آنے مشکل ہین۔ مگر ہر ایک کو اپنے علم اور قیاس سے کام کرنا چاہئے۔ ہمارا تو خیال یہ ہے کہ حکام وقت سے ملتے جُلتے رہنا عمدہ ہے ✤

اس جگہ چونکہ اصول و فروع پیشہ وکالت کے ختم ہوے چیدہ چیدہ فیصلہ جات متعلق پیشہ وکالت درج کئے جاتے ہین اُن مین سے قسم اول پورانے زمانہ کے ہین جو پہلا طریق دکھاوینگے اور قسم دویم قبل از اجراے انڈین لا رپورٹ کے ہین اور قسم سیوم زمانہ اجراے انڈین لا رپورٹ کے اور چہارم پنجاب چیف کورٹ کے مگر یاد رہے کہ یہ کل نہین ہین اور نہ ہماری غرض کل کے جمع کرنے کی ہے بلکہ صرف یہ دکھانا ہے کہ اس پیشہ کی نسبت عدالت ہاے مین کس کس طرح کے فیصلہ جات ہوتے ہین ✤ اور قسم پنجم انگلستان و امریکہ وغیرہ ملکونکے ہین ✤

قسم اوّل

خلاصہ نظائر عدالت صدر دیوانی کلکتہ از ابتداے سنہ ۱۷۹۲ لغایت سنہ ۱۸۵۰ عیسوی ✤

۱۔ بذریعہ عرضی تتمہ کی تعداد نالش مین افزایش ہونے سے مدعا علیہ کو ثانی وکالت نامہ دینا ضرور نہین ہے۔ بلکہ باوجود ازدیاد دعوے کے مدعا علیہ کے وکیل سابق کو اپنے موکل کی طرف سے

بذریعہ وکالت نامہ سابق کے جوابدہی مقدمہ کی کرنے کا اختیار باقی رہیگا - بندہو سا ہو وغیرہ بنام بابو امندر سا ہو - ۲۶ - جون سنہ ۱۸۶۵ء ٭

۲ - اپیلانٹیان کہ جنہونے اصالتاً اور ولایتاً از طرف نابالغ اپیل کرکے ایک ہی وکالت نامہ اپنی طرف سے داخل کیا - اور دوسرا وکالت نامہ نابالغ کی طرف سے ندیا تو اُس جہت سے نابالغ پر اطلاق عدم تلافی مندرجہ قانون ۹ ۴ سنہ ۱۸۵۹ء کا نہوگا کیونکہ اپیلانٹیان عدالت مین حاضر تھے اور نیت اپیلانٹیان کے اوپر تلافی اپیل از جانب سب متعلقین معاملہ کے ہے - اس واسطے عدالت صدر نے اب دوسرا وکالت نامہ از طرف اپیلانٹیان بصورت محافظان نابالغ کے لکھواکر شامل مثل کروالیا - اور کاغذات منتہی کو اُس وکالت نامہ کے داخل ہونے سے مرتب ٹھیرالیا - شیخ نصیر الدین احمد وغیرہ - بنام شیخ محمد تقی - ۹ - دسمبر سنہ ۱۸۶۱ء ٭

۳ - جبکہ کوئی وکالت نامہ دہندہ اپنے دستخط کو ساتھ اس قید کی مقید نکردیوے کہ وہ وکالت نامہ بصورت گماشتہ یا مختار فلانے شخص کے دیتا ہے - تو اگر درخواست سے اُس کی یہ بات ظاہر ہو جاوے - کہ وہ خود اپنی طرف سے وکالت نامہ نہین دیتا ہے - بلکہ دوسرے شخص کی طرف سے دیتا ہے تو وکالت نامہ مذکور کافی نہوگا - راج کشن متر - بنام - راجہ رام بخشی وغیرہ - ۲۸ - مئی سنہ ۱۸۶۲ء ٭

۴ - عدالت صدر سے جو فہرست سوالات اپیل خاص کی بقید تاریخ روبکار ہونے کی ہر ہفتہ عدالت ضلع مین روانہ ہوتی ہے - اُس فہرست کی روانگی کی تاریخ سے ۶ ہفتہ کے درمیان سائل کو اس عدالت مین وکالت نامہ داخل کرنا جائز ہے - یا یہ کہ بروز روبکار وہ خود اصالتاً حاضر رہے - گنگا داس سین - بنام شبداس سین - ۲ - دسمبر سنہ ۱۸۶۴ء ٭

۵ - از تاریخ اجرائے اشتہار واسطے تقرر وکیل جدید کے ۳ مہینے کے درمیان وکالت نامہ از جانب سائل داخل نہونے کے سبب سے سوالات تجویز ثانی نامنظور ہوے - رحیم الدین - بنام - محمد اکبر چوہدری وغیرہ - ۲۰ - اگست سنہ ۱۸۶۵ء ٭

۶- عدالت سے یہ تجویز ہوئی کہ جو اہل معاملہ بموجب دفعہ ۴ قانون ۱۴ سنہ ۱۸۲۲ء کے کوئی وکیل مقرر کرے۔ مگر اس کے مقرر کرنے کے وقت مبلغ معینہ محنتانہ اُس کے کا جس کا ذکر حسب منشائے دفعہ قانون مذکور کے وکالت نامہ مین کرنا ضرور ہے۔ نہ کرے تو وہ اپنے وکیل کی رسوم وکالت کا خرچہ اپنے طرف ثانی سے نہین پا سکتا ہے۔ سید فرزند علی - بنام مسماۃ کاکیاگت بیگم وغیرہ - ۷ - نومبر سنہ ۱۸۴۲ء ٭

۷- جو اقبال کہ وکیل نے اپنے موکل کی جانب سے کیا ہو۔ اُس کی جوازی وناجوازی کا تدارک عمل مین آسکتا ہے مگر درخواست اس کی بہت جلد کرنی چاہئے کہ جب اُس عدالت سے کہ جہان اقبال مذکو ہوا ہووے تدارک اُس کا ہو سکے۔ رام ناتھ گوسائین - بنام عمر چند ساہو وغیرہ - ۹ ستمبر سنہ ۱۸۴۹ء ٭

۸- اگر کوئی وکیل یہ اظہار کرے کہ فلانے گواہ کا حلفی اظہار لیا جانا میرے موکل کو قبول ومنظور ہے۔ اور اس کا موکل بھی حین زبان بندی گواہ مذکور کے حاضر ہے - اور اظہار پر گواہ مذکور کے کچھ اعتراض بھی نہ کرے - تو جو ڈگری گواہی پر گواہ مذکور کے مبنی ہو جاوے اُس ڈگری کو موکل مذکور نا جائز نہین ٹھیرا سکتا۔ گورموہن گوسائین وغیرہ - بنام بلدہر گھوش وغیرہ - ۲۰ - دسمبر سنہ ۱۸۴۹ء ٭

۹- اس وکیل کو واسطے خلاف اظہاری کے چشم نمائی ہوئی۔ سریرام راے وکیل عدالت صدر - ۴- ستمبر سنہ ۱۸۵۱ء ٭

۱۰- غیر حاضری مین وکیل اپیلانٹ کے فیصلہ صادر ہونے کے سبب سے فیصلہ باطل ٹھیرا۔ نجی ٹرا وغیرہ بنام ہنچی ٹہا وغیرہ - ۲۴ - فروری سنہ ۱۸۵۱ء ٭

۱۱- تبدیل وکیل کے وقت موکل کو اصالتاً حاضر ہو کر اُس کی اطلاعی عرضی عدالت مین گذرانني ضرور نہین ہے - اومیش چندر راے وغیرہ - بنام - مہندر ناتھ چٹورجہ وغیرہ - ۲۰ - دسمبر سنہ ۱۸۵۱ء ٭

۱۲- اگر کسی شخص نے اور لوگون کے ساتھ بالاجمالی کوئی وکیل مقرر کیا ہو تو وہ شخص خاص اپنی جانب کے وکالت سے اُس وکیل اجمالی کو موقوف کر کے دوسرا وکیل خود اپنی طرف سے کر سکتا ہے - مگر اگر

امورات تنقیح بیشتر داخل ہو چکے ہون تو نیا وکیل پھر امور تنقیح داخل نہین کر سکتا ہے۔ اودیشر چندرائے وغیرہ۔ بنام مہندر ناتھ چٹورجہ وغیرہ۔ ۲۰۔ دسمبر سنہ ۱۸۵۱ع ۔

۱۳۔ عدالت اپیل ضلع کے انفصال مقدمہ بروز غیر حاضری وکیل اپیلانٹ کے کرنے کے سبب سے مقدمہ صیغہ اپیل خاص سے واپس ہوا۔ لکھمی نراین مجموعہ دار وغیرہ۔ بنام بدھو سودان گر شر ہجرہ وغیرہ۔ ۴۔ جون سنہ ۱۸۵۱ع ۔

۱۴۔ سابق اپیل مین جو وکیل مدعا علیہ کی طرف سے مقرر تھا۔ اُس کا اس اپیل ثانی مین مدعا علیہ کی طرف سے وکالت قبول کرنا جایز رہا۔ جونڈ کار محمد عزیز الاسلام وغیرہ۔ بنام عظیم النساء بی بی ۱۷۔ جنوری سنہ ۱۸۵۴ع ۔

۱۵۔ بعد ختم تقریر ایک وکیل کے درانثنا تقریر وکیل طرف ثانی پھر تقریر کرنے کی اجازت نہین ہوئی۔ مہادیو سنگہ۔ بنام متر جیت سنگہ۔ ایضاً۔ شبو سنگہ۔ بنام متر جیت سنگہ وغیرہ۔ ۴۔ اگست سنہ ۱۸۵۴ع ۔

۱۶۔ جو مدعا علیہ کہ اپنے شریک مدعی علیہم کے ساتھ بالاجمال واسطے تلافی مقدمہ کے وکیل مقرر کرے وہ صرف اسی مصالحت کے واسطے علیحدہ وکیل مقرر کر سکتا ہے گو سابق وکیل اجمالی کو اُس مصالحت کی اطلاع نہو۔ امۃ الکبر جات وغیرہ۔ بنام۔ وجیہ النساء خاتون وغیرہ۔ ۱۲۔ اپریل سنہ ۱۸۵۵ع ۔

۱۷۔ وکیل اپیلانٹ کی تردید وجوہات فیصلہ عدالت ماتحت نہ کرنے کے سبب سے اپیل ڈسمس ہوئی بھگوان لعل ساہو۔ بنام بی بی حیات جان وغیرہ۔ ۱۷۔ مارچ سنہ ۱۸۵۶ع ۔

۱۸۔ اس عدالت مین جو سابق اپیل مین جس فریق کی طرف سے ایک وکیل مقرر ہوا تھا۔ اُس وکیل کو سابق موکل کی طرف ثانی کی جانب سے وکالت نامہ لینا اپیل ثانی مین منع ہے۔ رام چرن مجموعہ دار۔ بنام۔ راجہ بشن ناتھ سنگہ۔ ۱۲۔ مئی سنہ ۱۸۵۶ع ۔

۱۹۔ عدالت سے یہ تجویز ہوئی کہ وکیل وکونسلی اپنے موکل کی طرف سے جو طرز تقریر ومباحثہ کا اپنے موکلونکے مقدمہ مین اختیار کرین۔ وہ انکے موکل پر نافذ ہوگا۔ اور اگر کوئی اعتراض اپنے موکل

کی طرف سے حین تقریر کے ترک کردیوین تو بہ نسبت اس مقدمہ خاص کے وہ ترک کرنا بھی اُس کا
موکل پر نافذ و قاطع متصور ہوگا۔ اور پھر اُس مقدمہ مین اُس اعتراض کی بنا پر سوال تجویز ثانی
جائز نہین ہوگا۔ سوبہاگیسوسنگہ۔ بنام۔ کنہائن ست بہاما۔ ۱۷۔ جنوری ۱۸۶۵ء ✦

۲۰۔ مدعی نے اپیلانٹ خاص کے نام پر بذریعہ دفعہ ۲۰ قانون ۴۰ ۱۸۴۶ء کے واسطے نصف
رسوم مجاز کے نالش کی کیونکہ اس کا اظہار ہے کہ اس مقدمہ مین دو وکیل مقرر تھے۔ مدعی علیہ
نے جواب دیا۔ کہ مدعی تحق نہین ہے۔ کیونکہ اس نے پانچ وکیل مقرر کئے تھے۔ علاوہ اس کے
قرار داد خاص درمیان مدعی اور مدعی علیہ کے عمل مین آیا تھا۔ جس کے رو سے مدعی کو دینے کا
وعدہ تھا۔ سو وہ دیا گیا ہے اعلےٰ صدر امین نے تجویز کیا کہ قرار داد خاص ثابت نہین اس لئے
اُنہون نے مدعی کے حق مین ڈگری صادر کیا۔ عدالت صدر سے یہ تجویز ہوئی کہ تجویز اعلےٰ صدر
امین کے بموجب پلیڈنگس کے نہایت درست ہے۔ برج ناتھ بندوچہ وغیرہ بنام ہرگوبند چوبدرچہ
وغیرہ۔ ایضاً۔ بشن چرن چھورچہ بنام شمنبو چند رسنڈیال۔ ۸۔ اپریل ۱۸۵۷ء ✦

قسم دویم

خلاصہ نسبت وکلا از رپورٹ ہائی کورٹ ہائے تا اجرائے انڈین لا رپورٹ۔

جو اقبال کہ وکیل دوران کارروائی نالش مین موکل کی طرف سے کرے اُس کا موکل ذمہ وار ہے
(الہ آباد ہائی کورٹ رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۲۰۷ مقدمہ ہارکلی بنام پتہ کور۔)

کسی اہل مقدمہ کی طرف سے عرضی کا لکھ دینا جس کو اہل مقدمہ خود پیش کرتا ہے یہ ایسا فعل نہین ہے
کہ جس سے یہ کہا جاوے کہ بمنشاء دفعہ ۱۱۔ ایکٹ ۲۰ ۱۸۶۵ء بلا حصول سارٹیفکیٹ کارمختاری کیا اور
جس سے نکلنے والا استلزام سزا ہو بنگال لا رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۱۸ ✦

عدالت ہائیکورٹ کو زیر دفعہ ۱۳۔ ایکٹ ۲۰ ۱۸۶۵ء کسی مختار کو معطل یا موقوف کرنے کا زیر دفعہ ۱۶ جب
کوئی وجہ معقول ہو پورا اختیار ہے خواہ اُس سے کوئی فعل بدچلنی متعلق پیشہ کے سرزد ہوا ہو یا نہ

بنگال لارپورٹ صفحہ ۱۷۹ ؎

ایک مختار کی معطلی بعدالت مجسٹریٹ کی جواز کے واسطے یہ ضروری تھا کہ زیر دفعہ ۱۴ ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۶۵ء نقل اظہار مع تاریخ تحقیقات الزام اُس کے پاس پہلے بھیجی گئی ہوتی بنگال لارپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۸۷ مقدمہ منھولال بنام بدری پرشاد جلد اول الہ آباد ہائیکورٹ رپورٹ صفحہ ۱ - جبکہ پلیڈر نے اپنے موکل پر واسطے پورا کرنے ایک معاہدہ کے کہ جس میں بھاری رقم فیس بعوض خدمت مع ایک جزو جایداد کے جس کا تنازعہ تھا موکل نے وکیل کو دینے کی تھی - یہ فیصلہ ہوا کہ اس مقدمہ میں اور دیگر مقدمات اس قسم کے مابین دیگر اشخاص میں فرق کرنا چاہیئے کہ اور ایسے مقدمہ میں وکیل کو پہلے یہ ثابت کرنا ہوگا کہ اُس نے کوئی نامناسب فائدہ نہیں اُٹھایا اور نیز کہ یہ معاہدہ واجبی و صحیح ہے اور اس مقدمہ کے کل حالات اور کل معاملہ کو بغور دیکھنا چاہیئے نہ کہ صرف الفاظ اقرار کو اور جو اقرار کہ نیک نیتی سے کوئی شخص ایک دوسرے شخص سے کہ جس کا کوئی مقدمہ ہے اس طرح پر کرے کہ بضمانت جایداد متنازعہ اُس کے مقدمہ کی پیروی کے واسطے وہ روپیہ دے جایز ہے اور وہ پورا کرایا جاسکتا ہے مگر جیسا کہ یہ مقدمہ ہے اس میں اور دیگروں میں یہ فرق ہے کہ انمیں ایک طرح کی دست اندازی ایک عہدہ دار کے نالشات میں ہوتی ہے جس سے خطرہ ہے کہ غیر ضروری اور خواہ مخواہ نالشات دایر ہوں اور اس میں یہ سوال بھی غور طلب ہے کہ آیا قانون شمپارٹی اور منٹی نینس انگلستان اسپر موثر سمجھا جاوے یا نہیں ؎

جب تک کہ وکیل کو صریح اختیار نہ ملا ہو وہ راضی نامہ نہیں کرسکتا الہ آباد جلد صفحہ ۱۴۹ ؎

ملزم جونیر یعنی دویم وکیل مستغیث کا تھا اور جو وکیل یعنی سینیر تھا اُس نے ملزم کو اُس مقدمہ میں جس میں یہ مستغیث ملزم تھا واسطے درخواست التواء کے بھیجا مگر اُس نے مستغیث حال سابق ملزم سے ایک تمسک لکھا کر جواب دہی الزام کی کردی اور اُس کو ایسا کرنے کے واسطے مجرم جبراً زر لینے کا قرار دیا گیا مگر ہائیکورٹ سے یہ قرار دیا گیا یہ جبراً زر لینے کا مجرم ثابت نہیں ہوتا (مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۱۴) ؎

جبکہ ایک دفعہ وکیل اور موکل مین معاہدہ فیس ہوگیا اور بعد اُس کے موکل نے ایک رقم شکرانہ کا لکھدیا تو ایسے رقم پر نالش نہین ہو سکتی کیونکہ اقرار ایک دفعہ پورا ہو چکا تھا الہ آباد ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۴ - صفحہ ۲۷۵ ٭

ایک ڈگریدار نے مدیون کی جائداد قرق کرائی بعد اُس کے ڈگریدار کے وکیل نے ایک درخواست بجور راضی نامہ از طرف موکل پیش کی کہ قرقی دور کی جاوے اور اجراے ڈگری ملتوی کی جاوے اُس درخواست پر یہ حکم ہوا کہ درخواست منظور ہو کر زر ڈگری باقساط ادائے ہو - چند ماہ بعد ڈگریدار نے یہ درخواست دی کہ اُس کے وکیل نے فریب سے بلا اختیار درخواست دی اور خود یہ درخواست کی کہ ڈگری اجراے کی جاوے عدالت نے یہ درخواست بلا تجویز الزام بہ نسبت وکیل نا منظور کردی اپیل پر ہائیکورٹ سے حکم ہوا کہ بیانات مندرجہ درخواست کی تحقیقات کی جاوے اُپر سول جج نے بعد تحقیقات یہ فیصلہ کیا کہ وکیل کو یہ اختیار دیا گیا اور اُس نے کوئی فریب نہین کیا فیصلہ یہ ہوا کہ ایسی درخواست خواہ وکیل کے اختیارات مین نہ بھی ہو اس سے شرایط ڈگری کے تبدیل نہین ہونے چاہئے اور یہ ہدایت ہوئی کہ قبل اسکے کہ ایسے بیان وکیل پر جو اس کے معمولی اختیارات سے جس کے واسطے وہ مقرر کیا گیا تھا بیرون ہے بہت احتیاط کرنی چاہئے مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۴۷ ٭

ایک مدیون اور اُس کے وکیل مین یہ معاہدہ کہ وکیل بعوض نیست و نابود کرادینے ڈگری کے انعام پاوے گا ناجایز قرار دیا گیا کیونکہ یہ معاہدہ ڈگریدار کے حقوق مین ناجایز مداخلت ہے اور خلاف مصلحت عامہ کے تھا بنگال لا رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۰ ٭

مدعیان کی طرف سے ایک یا ایک گروہ وکلا ہو سکتے ہین نہ کہ ہر ایک کی طرف سے علیحدہ علیحدہ بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۱۸۴ ٭

کسی ایڈوکیٹ یا اٹرنی ہائیکورٹ یا با اختیار پلیڈر جو جوابدہی ملزم کی طرف سے زیر دفعہ ۱۸۶ ضابطہ فوجداری حاضر ہو وکالت نامہ کے داخل کرنے کی حاجت نہین ہے مدراس ہائیکورٹ رپورٹ

رپورٹ جلد ۷ صفحہ ۴۰ ٭

بیرسٹرایٹ لاء

۱- یہ فیصلہ ہوا کہ وہ بیرسٹر جو ایڈوکیٹ ہائیکورٹ رجسٹر مین درج نہین ہوا اُسپر نالش واپسی فیس بسبب عدم حاضری مقدمہ ہو سکتی ہے۔ مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۴۴۴ ٭

۲- جس بیرسٹر کا نام رجسٹر ایڈوکیٹیان مین درج ہے وہ دعوے فیس موکل پر نہین کر سکتا (الہ آباد ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۸۳ ٭

۳- حکم ہائیکورٹ درباب معطلی پانچ سالہ نسبت ایک بیرسٹر کے پریوی کونسل نے منسوخ کیا کیا اس وجہ پر کہ کوئی بدنیتی ثابت نہین ہوئی (بنگال لاء رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۸۸) ٭

۴- ایڈوکیٹ اور اٹرنی کو جبکہ وہ ملزم کی طرف سے حاضر ہون ضرورت داخل وکالت نامہ نہین ہے (مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۷ صفحہ ۴۰) ٭

تقرری و حاضری وکیل

۱- ایک مختار جس کے پاس مختار نامہ منجانب موکل ہو وکیل کو بذریعہ وکالت نامہ مقرر کر سکتا ہے (ویکلی رپورٹ جلد ۷ صفحہ ۱۰۴) ٭

۲- وکالت نامہ بنام وکیل ہائیکورٹ بلاشرایط ہونا چاہئے یعنی یہ کہ ایک پیشی یا ایک کام کے لئے نہ ہونا چاہئے اگر کوئی وکیل اس طرح کا وکالت نامہ لیوے تو پس باوجودیکہ اُس کو اور فیس نہ ملے اُس کو اختتام مقدمہ تک پیروی کرنی چاہئے ویکلی رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۷ ٭

۳- مقدمہ فوجداری مین جب پلیڈر زیر دفعہ ۲۰۶ ضابطہ فوجداری ملزم کی طرف سے حاضر ہو تو اُس کو وکالت نامہ کے داخل کرنے کی ضرورت نہین۔ مدراس جلد ۷ صفحہ ۱۴ ٭

۴- جبکہ وکالت نامہ ہائیکورٹ مین داخل کیا جاوے تو وہ ہی کارروائی مابعد یعنی اپیل بحضور

پریوی کونسل یا نظر ثانی کے لئے کافی ہے دوسرا داخل کرنے کی ضرورت نہیں ہے (ویکلی رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۹۲) +

۵- جبکہ وکیل مقدمہ ابتدا سے مین وکالت نامہ داخل کرے اور اس مین ڈگری ہو جاوے تو جبکہ اجرا اول کرانے مین ترقی ہوا اُس ترقی کی بابت زیر دفعہ ۲۹۶ عذرداری ہو تو اُس کا جواب وہی وکیل بلا دیگر وکالت نامہ کر سکتا ہے (بمبئی جلد ۵ آئی سی ۸۳) گوپال جے چند بنام نارتو ولد خوشحال - کیونکہ جب درخواست اجراء بلا وکالت نامہ کر سکتا ہے تو مانگذاری ترقی مین بھی ویسی جوابدہی کر سکتا ہے +

۶- جبکہ وکیل اصل مقدمہ مین وکیل تھا تو اُسی وکالت نامہ کے ذریعہ سے وہ تجویز ثانی مین بعدالت متقدمات خفیفہ حاضر ہو سکتا ہے (ویکلی رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۴۶۵) متوچرن گوپال بنام سروپ چندر داس +

۷- جبکہ مقدمہ بحکم عدالت اپیل واسطے سماعت دفعہ ثانی یا فیصلہ ایک امر تنقیح کے واپس بھیجا جاوے تو ایک وکیل جو ایک فریق کی طرف سے اپیل مین تہا وہ دوسرے شخص کی طرف سے وکیل نہین ہو سکتا کیونکہ وہ مقدمہ ایک ہی ہے (مدراس جلد ۲ صفحہ ۲۴۴) +

۸- ایک مقدمہ مین واسطے پیشی مقدمہ کے ایک خاص وقت مقرر تھا اور مقدمہ اُس خاص وقت پر بولایا گیا مگر ایک فریق کا وکیل بسبب بیماری ایک دوست کی عدالت سے قبل پیشی مقدمہ کے چلا گیا اور وقت پیشی مقدمہ کے وکیل طرف ثانی نے پیش ہو کر کہا کہ اگر مقدمہ کچھ عرصہ کیلئے ملتوی کیا جاوے تو اُس کو کوئی اعتراض نہین ہے اسپر سب جج نے ملتوی نہ کیا اور مقدمہ کو یکطرفہ فیصلہ کیا اسپر عدالت ہائیکورٹ نے یکطرفہ فیصلہ منسوخ کر کر تحقیقات کا حکم دیا اور یہ بھی لکھا کہ غفلت وکیل سے موکل کا نقصان نہ ہونا چاہئے (لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۱۱) +

۹- جو اقبال کہ وکیل موکل کی طرف سے کرے موکل اُس کا پابند ہوگا (لا رپورٹ جلد ۵ صوبہ جات شمال مغربی صفحہ ۲) +

۱۰- ایضاً (جلد ۹ ویکلی رپورٹ صفحہ ۴۰۵)٭

۱۱- اقبال وکیل لے بمقدمات فوجداری موکل پر پابندی نہین ہے (ویکلی رپورٹ جلد ۱۷- صفحہ ۴۹)٭

۱۲- عدالت ہائے مفصل مین وکیل اپنے موکل کے مقدمہ مین امورات قانونی کی بابت اقبال کرنے کا مجاز نہین ہے اگرچہ واقعات مین وہ اختیار رکھتا ہے (انڈین جیورسٹ ۴۶۵ ویکلی رپورٹ ۹ صفحہ ۴۰۵)٭

۱۳- جبکہ وکیل غلط فہمی قانون سے خلاف ہدایت کرے تو ایسی حالت مین اُس کی غلط فہمی سے منظوری دینی موکل کو پابند نہین کرتی (ویکلی رپورٹ جلد ۱۹ صفحہ ۲۲۶)٭

۱۴- سوائے خاص اختیارات کے وکیل موکل کی طرف سے مقدمہ مین مصالحت نہین کرسکتا (آگرہ رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۲۲۲)٭

۱۵- سوائے خاص اور صحیح اختیار از طرف موکل وکیل کوئی جزو ترک نہین کرسکتا (ویکلی رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۲۷۹)٭

۱۶- ایک پلیڈر یا مختار جو خلاف منشاء دفعہ ۱۰- ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۹ء کے کرے وہ مستلزم سزا زیر دفعہ ۱۴ ہے اور صرف وہ ہی عدالت جس کے سامنے اُس نے وہ فعل کیا سزا دے سکتی ہے (انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۲۷۵)٭

۱۷- اس مقدمہ مین ایک وکیل جس نے کہ وجوہات اپیل پر بھی دستخط کئے ہوے تھے اور جس مین دو وکیل تھے ایک تو بسبب بیماری حاضر نہ تھا اور دوسرا جو حاضر تھا اور اس نے دستخط بھی وکالت نامہ پر کئے تھے اُس نے بحث کرنے سے انکار کیا عدالت ہائیکورٹ نے اُس مین یہ لکھا کہ ایسے وکیل پر غفلت فرایض پر کارروائی ہوسکتی ہے اور نیز موکل اُسپر نالش بھی کرسکتا ہے کہ اُس نے اُس کے حقوق کی حفاظت مین غفلت کی (ویکلی رپورٹ جلد ۱۵ صفحہ ۱۴۳)٭

۱۸- اظہارات اور اقبال روبروے پولیس اگر موکل وکیل کو دیوے تو وہ وکیل اُن کے استعمال

کرنے سے ملزم بدچلنی کا نہین ہوسکتا خواہ موکل نے کسی ناجایز طریقہ سے بھی حاصل کیے ہون بشرطیکہ اُن کے حصول مین وکیل کی شراکت نہ ہو۔انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۹۶۵ ۱۰ +

۱۹- بمقدمہ کروز ویکلی رپورٹ جلد ۱۴ فوجداری صفحہ ۲۵ یہ تجویز ہوا کہ جو شکایت وکیل کی نسبت بابت استعمال الفاظ وفقرات نامناسب کے بہ نظر وقوعی اُس کے کی گئی ہے یہ درست نہین ہے اور نہ موقوفی اس سبب سے ہوسکتی ہے مناسب یہ تہا کہ جج ضلع وکیل کو خاموش کرتا اور کہتا کہ اس کی بابت تعبیرات کرو +

۲۰- ویکلی رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۵ مین دیکھو ضمن اتشہ یح کی گئی کہ وکیل کن کن صور تون مین قابل موقوفی ہوسکتا ہے ۔ اول بہ ثبوت جرم فوجداری از عدالت باختیار وغیرہ وغیرہ +

جبکہ ایک نالش بحکم عدالت اپیل واسطے سماعت جدید یا فیصلہ ایک امر تنقیح کے واپس بہیجی جاوے تو یہ بھی ایک کارروائی اُس نالش مین ہے ۔ اس لئے زیر ریگولیشن نمبر ۱۴ ۱۸۱۶ء دفعہ ۲۲ - ایسی حالت مین وکیل دوسرے فریق کی طرف سے وکیل نہین ہوسکتا جس کے مخالف وہ پہلے پیش ہوچکا ہے ۔ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۸۳ اپیل +

۲۲- ایک کونسل یا پلیڈر کو حاضری از طرف استغاثہ فوجداری مین استحقاق حاصل ہے - یعنے مقدمہ فوجداری مین مستغیث کی طرف سے پیروی کرسکتا ہے - ویکلی رپوٹ جلد ۱۴ صفحہ ۲۳ فوجداری وجلد ۵ بمبئی لارپورٹ صفحہ ۷ صیغہ اپیل +

۲۳- غفلت از طرف پلیڈر یعنے اگر پلیڈر کی طرف سے حاضری مقدمہ مین غفلت ہو تو اُس غفلت کا نقصان جبکہ تھوڑی سی عنایت سے عدالت اُس سختی کو دور کرسکے تو موکل پر نہ پڑنا چاہیے - یعنے کہ ایک مقدمہ مین ایک خاص وقت سماعت کے لیے مقرر تھا اور وکیل مدعا علیہ بسبب بیماری ایک اپنے دوست کے آنہ سکا مدعی کے وکیل نے منظور کیا کہ مقدمہ ملتوی کیا جاوے مگر سب آرڈینٹ جج نے اس امر پر اصرار کیا کہ مقدمہ یکطرفہ سماعت کیا جاوے اس پر ہائیکورٹ نے یہ رائے دی کہ عدالت ماتحت صحیح طور پر اپنے اختیار کو کام مین لانے سے قاصر رہے یعنے کہ غلطی کی

مقدمہ حشمت جاہ بنام جیون (کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۱۱)

۲۴- جب ایک مقدمہ مین ایک وکیل سینیر اور ایک جونیر ہو تو مقدمہ زیر اہتمام سینیر کے رہتا ہے جونیر وکیل کو یہ اختیار نہین ہوتا کہ وہ کوئی ایسی وجہ اپیل پیش کرے - جو کہ سنیر نے پیش کرنی مناسب نہین سمجھی تاوقتیکہ سنیر وکیل عدالت کی اجازت حاصل کر کے ایسی کارروائی مین اتفاق نکرے (ویکلی رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۴۷۵)

۲۵- ہر فریق مقدمہ اپنے وکیل باضابطہ مقرر کردہ کے اقبال کا اُس حالت مین پابند ہے جو اقبال کرنسبت کسی امر واقعہ کے ہو اور اگر وہ اقبال نہوتا تو فریق ثانی کو موقع اوس امر واقعہ کے ثابت کرنیکا ملتا - مقدمہ نراین رائے بنام سری ناتھ متر ویکلی رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۴۸۵

۲۶- مقدمہ فوجداری مین اقبال وکیل کا موکل ذمہ وار نہین ٹہیرایا جا سکتا مقدمہ سرکار بنام کالم منڈل (ویکلی رپورٹ جلد ۷ صفحہ ۴۹ فوجداری)

۲۷- جبکہ وکیل بسبب غلط فہمی قانون برخلاف ہدایت کے ایک امر منظور کرے تو اُس کی غلط منظوری اُس کے موکل کو پابند نہین کرتی - ویکلی رپورٹ جلد ۱۶ صفحہ ۲۴۶

۲۸- بدالتون کو اُن بیانات پر جو معمولی اختیارات وکیل کے باہر ہون جس کے لئے وہ مقرر کیا گیا ہو عمل کرنے سے پہلے بہت احتیاط کرنی چاہیے - مدراس جلد ۲ صفحہ ۷۱ مقدمہ رنگتار نا بنام جاوالہ آئیپام

۲۹- ایک مقدمہ مین جس مین دعوے منسوخی نیلام مقدمہ اجراے ڈگری بوجہ فریب کے تھا عدالت ہائی کورٹ سے یہ فیصلہ ہوا کہ جو عدالت ماتحت اپیل نے مدعی کے وکیل کے بیانات سے یہ نتیجہ نکالا کہ مدعیان کو فریب کی اُس تاریخ سے جس تاریخ کو اطلاع کا ہونا بیان کرتے ہین پہلے اطلاع ہو گئی تھی نتیجہ نکالنے مین غلطی کی کیونکہ زبانی اقبال وکیل ایک فریق مقدمہ کا قبول کرنے مین بہت احتیاط ضروری تھا اور اُس کل بیان کو سوچنا تھا اور اُس پر غیر واجبی اصرار نہین چاہئے تھا - مقدمہ نتھا سنگھ بنام جودہ سنگھ انڈین لا رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۴۰۶

۴۰- ایسا صاف اقبال ذمہ داری کا از طرف وکیل مدعا علیہ جس کے اختیارات کی بابت کوئی اعتراض نہ تھا وہ اقبال بحبت ڈگری بحق مدعی کافی سمجھا گیا (مقدمہ دوسی بنام ... بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۳۴۴)۔

۴۱- وکیل کو یہ بھی اختیار نہیں ہے کہ اپنے موکل کو دوسرے فریق کی بیان حلفی کا پابند کرے آگرہ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۳۰۹)۔

۴۲- وکیل کے دعوے فیس مین جہانکہ کوئی معاہدہ خاص ثابت نہ ہوا عدالت ہائیکورٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ عدالت ماتحت اُسی قدر فیس دلاسکتی تھی کہ جس قدر ایک فریق کو دوسرے سے خرچہ دلایا جاوے ۔

قسم سویم

خلاصہ فیصلجات ہائیکورٹ ازانڈین لاء رپورٹ کلکتہ

مقدمہ ... خان وغیرہ جلد ۵ صفحہ ۶۲۳ یہ فیصلہ ہوا کہ جج کا یہ حق ہے کہ احاطہ عدالت کا اس طرح سے انتظام کرے جو عوام الناس اور اُن اشخاص کو جو وہان کام کرتے ہون اُن کے آرام و آسایش مین حارج نہ ہو لیکن اُس کا یہ حق نہین ہے کہ ایک عام حکم سے وہ ایک جماعت کی ایک جزو کو جو بلا تکلیف کام کرتے ہون خارج کرے ۔

پلیڈر وہ جماعت ہین جو ابتدا سے زمانہ سے وہ کام جو انگلستان مین بیرسٹر اور اٹرنی کرتے ہین۔ یہ کرتے ہین۔ اور نسبت امر دویم یعنی اٹرنے کے جو ایک کام متعلق اڈمنسٹریل کے ہے وہ بذریعہ اپنے کلارکون کے اپنی ذمہ واری پر کرتے ہین جنکو وہ انتخاب کر کر تنخواہ دیکر رکھتے ہین مگر سوائے چارٹرڈ ہائیکورٹ کے اور کسی عدالت کو یہ منصب نہیں ہے کہ فرایض قسم دویم مین سے کون سے وہ خود کرین۔ ور کون سے بذریعہ کلارکون کے کراوین مقرر کرے ۔

مقدمہ بالا یہ تھا کہ ڈسٹرکٹ جج پٹنہ نے یہ حکم صادر کیا تھا کہ پلیڈر لوگ دو کلارکون سے زیادہ عدالت

مین نرکھین اور وہ کلارک صرف متعدد کام متفرق کرین اور باقی متفرق کام پلیڈر بذات خاص کیا کرین۔ یہ حکم ہائی کورٹ کلکتہ نے منسوخ کردیا کہ جج کو ایسا حکم دینے کا اختیار نہین ہے ٭
کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۷۳۰۔ پریوی کونسل مین کار پیشہ کرنا۔ داخل ہونا کار پیشہ کرنے کے لئے پریوی کونسل مین۔ قواعد ۱۳۔ مارچ ۱۸۷۱ء وکیل ہائی کورٹ ٭
الفاظ دفعات ۲ و ۳ قواعد ۱۳۔ مارچ ۱۸۷۱ء ایسے ہین کہ اُن کے رو سے اُس قسم کے اشخاص جنکو پریوی کونسل مین اجازت کار پیشہ کرنے کی دی جاوے ضرور ہے کہ یا تو سالیسٹران یا اور ایسے اشخاص ہون جو لنڈن مین کار پیشہ کرتے ہون یا ایسے سالیسٹران ہون کہ جن کا نام ہائی کورٹ ملئے واقع ہند یا مما لک نو آباد مین داخل ہوا اور الفاظ مذکور کے رو سے کسی قسم غیر معینہ کے اشخاص داخل ہونا اختیار تمیزی جوڈیشل کمیٹی مین نہین چھوڑا گیا۔ (پریوی کونسل ۷ و ۱۹۔ دسمبر ۱۸۸۳ء)

انڈین لا رپورٹ بمبئی ۱۸۸۴ء جلد ۸ صفحہ ۷

۱۔ بمقدمہ جسونت نراین اداکار بنام زوبر۔ اس مقدمہ مین ڈسٹرکٹ جج نے تین امورات ذیل پر بمبئی ہائیکورٹ سے استصواب کیا تھا ٭
اوّل کہ کیا وکیل اسوجہ سے ایک فریق کے مقدمہ لینے سے انکار کر سکتا ہے کہ اس کے مقدمہ لینے سے وہ برخلاف اُس فریق کے حاضر ہوگا جس کی طرف سے وہ پہلے ایک مقدمہ مین وکیل تھا بشرطیکہ ایسے واقعات اُس کو معلوم نہون کہ جس سے حال کے موکل کو فائدہ اور پہلے موکل کو نقصان پہنچتا ہو ٭
دویم۔ کیا ایک وکیل فیس تقرری یعنی ریٹینر شرطیہ لے سکتا ہے کہ جس سے اُس کو اختیار ہو کہ پیچھے مقدمہ لے یا نہ لے ٭
سویم۔ کیا جب وکیل فیس تقرری لیوے اور بعد اُس کے مقدمہ لینے سے انکار وہ کرے تو وہ مجرم دفعہ ۵۰۔ رگیولیشن نمبر ۱۴ ۱۸۲۷ء ہوگا۔ یا یہ کافی ہے کہ وہ نیک نیتی سے یقین کرتا ہے کہ

وہ حال کے مقدمہ موکل کے لینے سے پہلے مقدمہ کے کرنے کے برخلاف ہے حالانکہ وہ یقین اُس کو اُنہی واقعات پر قبل از منظور کرنے فیس کے حاصل ہو سکتا تھا مگر اس مقدمہ مین ایک مدعا بتدا کے پیش ہوا کہ ایسا استصواب زیر دفعہ ۱۱۰ ضابطہ دیوانی نہین ہو سکتا کہ جس خارجکو ہائی کورٹ نے منظور کر کے استصواب کو نامنظور کیا غرض اس مقدمہ مین یہ تھی کہ ایک شخص چند آدمیون کی طرف سے وکیل تھا جو ایک مقدمہ کے فریق تھے اور اُن مین جب نزاع شروع ہو گئی تو ایک شخص نے اُس کو اپنا وکیل کرنا چاہا جس مین اُس نے فیس تقرری لیکر پھر مقدمہ لینے سے انکار کیا جسپر عدالت نے اُس کو دو سو جرمانہ کیا دیکھو جلد ۲ صفحہ ۴ بمبئی انڈین لا رپورٹ سنہ ۶ء

۲ - بمقدمہ پلووبجی مردان بی بنام کالا پٹہ وغیرہ انڈین لا رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۸۵ - بمبئی ہائیکورٹ بمبئی نے جس مقدمہ کے واقعات یہ تھے - ایک مقدمہ مین دو مدعا علیہم کی طرف سے مسٹر کالا بھائی وکیل تھا اون دونون مدعا علیہم مین باہم نفاق ہو گیا تو وکیل موصوف باجازت عدالت دونو مدعا علیہم کی جوابدہی سے دست بردار ہو گیا اور بعد اُس کے پھر اُن مین سے ایک کی طرف سے مختارنامہ لیا جس پر عدالت نے کچھ اعتراض نہ کیا جسپر دوسرے مدعا علیہ نے ہائی کورٹ مین درخواست دی کہ وکیل کو ایک شخص مدعا علیہ کی طرف سے جوابدہی کرنے سے روکا جاوے اس پر ہائیکورٹ نے اُس کی درخواست کو نامنظور کیا اور مقدمہ کے فیصلہ کرنے مین اُنہون نے وہ اصول جو ایسی صورتون مین سلسٹران انگلستان پر موثر ہین پابندی کر کر اُن اصولون کو ذیل مین بیان کیا وہ یہ ہین ؛

اول - ہر ایک شخص جس کو قانونی امداد کی ضرورت ہو اُس کو اختیار ہے کہ وہ جس کسی کو پسند کرے منجملہ اشخاص سند یافتہ اُس پیشہ کے مقرر کرے ؛

دویم - وہ اشخاص جنہون نے شرائط ضروری پوری کیئن اور امتحان پاس کئے اور صلاح قانونی دیتے ہون اُن کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ وہ جسقدر زر اپنی خدمات کے عوض مین حاصل کر سکین کرین بشرطیکہ اُس حصول سے اُن کے پیشہ کی عزت اور انصاف مین رخنہ نہ پڑے ؛

سوئم - وہ اشخاص جنھون نے باضابطہ خدمت اپنے پیشہ مین صلاح دینے مین اُنسے جنہون نے اُن کو مقرر کیا خبر پائی ہو اُن کو منصب نہین ہے کہ وہ اُس خبر کو فریق مخالف کے کام مین لاوین یا اُس کے کام مین جو اُسی مقدمہ مین یا بعد کسی نالش مین فریق ہو اور وہ خبر دہندہ کے مخالف ہو عمل کرین ⁂

چہارم - ہندوستان مین اگرچہ یہ قواعد تہوڑی سی تفاوت سے عمل مین آتے ہین اور وکیل زیر رگیولیشن نمبر ۲ سنہ ۱۸۳۳ء ایک معین فیس لیتے ہین جس کے عوض اُن کو یہ حق نہین رہتا کہ وہ دوسرے کی طرف سے اس مقدمہ مین وکیل ہو سکے خواہ ایک سے فیس لی ہو یا چند سے لی ہو مشکل تو ایسے مقدمہ مین یہ پڑتی ہے کہ جبکہ چند شخص ایک ہی فریق ہوکر ایک ہی کو وکیل کرین اور بعد اُس کے اُن مین نفاق ہو جاوے اور پہر وہ وکیل ایک کی طرف سے ہو جاوے تو پہر اعتراض پیش ہوتے ہین تو ایسے معاملات مین غور طلب یہ امر رہتا ہے کہ وہ ایسی خبر جو کل کی طرف سے اُس کو حاصل ہوئی ہو وہ ایک کے فایدہ کے واسطے دوسری کو نقصان پہنچانے کے واسطے استعمال نہ کرے اگر ایسا ثابت ہو تو وہ روک سکتا ہے ورنہ نہین ⁂

۳ - بمقدمہ کیشوگوبند جوشی بنام جیمس کسٹرجی انڈین لارپورٹ جلد ۲ صفحہ ۵۰۵ بمبئی ہائیکورٹ

۴ - خرچہ مابین وکیل اور موکل ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۴۶ء دفعہ ۷ - مقدار محنتانہ - جلد ۲ انبہ صفحہ ۵۷۵ انڈین لارپورٹ ⁂

ایک نالش مین جس کو رتن بائی نے بصیغہ مفلسی بنام مدعا علیہ دایر کی اُس نے مدعی کو اپنا وکیل وکالت کرنے کیلیے مقرر کیا مگر کوئی اقرار صریح بابت محنتانہ مدعی کے نہین کیا گیا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا پہ ٹھہرا اور بعد لینے شہادت طرفین کی عدالت مجوز نے رتن بائی کی مفلسی نامنظور کی ۔ رتن بائی کی درخواست پر جس نے رسوم عدالت ادا کرنے کو کہا ہائیکورٹ نے بصیغہ غیر معمولی اختیار سماعت کے ایک عدالت ماتحت کے نام مشعر اس ہدایت کے صادر کیا کہ رسوم لے اور نالش مین کارروائی کرے رتن بائی نے رسوم ادا کی لیکن نالش مین راضی نامہ ہو گیا

مدعی نے بعد واپس بھیجے جانے کے نالش مین کارروائی نہین کی مدعی کے نالش کرنے مین بنام مدعا علیہ کے بابت اپنے محنتانہ کے جج ماتحت کی یہ رائے ہوئی کہ بموجب دفعہ ۹ ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۱ء مدعی کو ایک ربع محنتانہ دلوانا چاہئے ہائیکورٹ سے استصواب کرنے پر یہ تجویز ہوئی کہ مدعی اُسقدر محنتانہ کا جسقدر اُس نے محنت کی ہے مستحق ہے اُس کی تجویز بلحاظ حالات مقدمہ کے ہونی چاہئے کیونکہ مقدمہ مین کوئی معاہدہ اقرار صریح نہین ہے (اپیل دیوانی ۲۰ - اپریل سنہ ۱۸۸۱ء) ۰

۵- وکیل اور موکل - وکالت نامہ - اقرار بلا بدل - اقرار کا عدم - انعام چٹھی - بمبئی ۰

ایک اقرار نامہ کو جس کو ایک موکل نے بنام اپنے وکیل کے بعد اُس کے کہ وکیل نے ایک وکالت نامہ واسطے پیروی کے منجانب موکل کے کسی خاص مقدمہ مین منظور کیا تھا تحریر کیا اور اُس کی رو سے موکل نے اپنے تئین پابند اس امر کا کیا کہ بصورت کامیابی کے مقدمہ مین وکیل کو ایک رقم مین علاوہ فیس وکیل کے ادا کریگا قرار دیا گیا کہ وہ معاہدہ کالعدم ہے اور ایک نالش جو ایسے معاہدہ پر مبنی ہو خارج کی گئی کہ وہ قابل برقرار رکھے جانے کے نہین - (۲۰ - نومبر سنہ ۱۸۸۰ء اپیل دیوانی) بمبئی جلد ۴ صفحہ ۳۶۲ ۰

۶- بمبئی جلد ۸ صفحہ ۴۱۳ - وکیل و موکل - اتہام تہپر - اقرارات بابت انعام کے - ایکٹ اول ۱۸۴۶ء دفعہ ۷ ۰

(۱۰) تہپر یا اقرارات: یعنی خواہ تحریری جو منجانب موکلان اس وقت کہ جب وکالت نامجات تحریر ہون ساتھ وکلا کی نسبت ادائے انعامات علاوہ فیس ہائے ضابطہ کی بشرطیکہ فیصلہ اُن کے مقدمات کا بحق اُن کے ہو کالعدم نہین ہین اور بلحاظ دفعہ ۷ - ایکٹ اول ۱۸۴۶ء خلاف قانون متصور نہین ہوسکتے (یکم مئی ۱۸۸۴ء اپیل دیوانی ۰

۷- بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۴۵۵ - ایکٹ حلف (۹ سنہ ۱۸۷۳ء) دفعہ ۹ - وکیل و موکل - حصر کرنا اختیار خاص - مختار خاص - تعبیر مختار نامہ ۰

ایک مختار جس کے پاس مختار نامہ ہو جس کے کہ رو سے وہ ایک فریق کی طرف سے مقدمہ مین کارروائی کرسکتا ہو اختیار نہین رکھتا کہ فریق مخالف کے حلف پر حصر کرکے مقدمہ کی کارروائی کو ختم کردے نہ کوئی وکیل ہی اپنے موکل کے لئے ایسا کرسکتا ہے زیر ایکٹ حلف ۱۰ سنہ ۱۸۷۳ء کوئی شخص سوائے فریقین کے حسب دفعہ (۹ سنہ ۱۸۷۳ء) ایسا کام کرسکتا ہے (اپیل دیوانی - ۱۱ - فروری ۱۸۸۰ء)

انڈین لا رپورٹ مدراس

مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۱۱ بمقدمہ اعلی گرسمی بنام رامان ناتھن - جس مین یہ سوال تھا کہ اجرائے ڈگری ایک مقدمہ مین جس مین جائداد نیلام ہو ایک شخص جو اُس مقدمہ مین وکیل ہو وہ اُس جائداد کو نیلام مین خرید کرسکتا ہے یا نہین ہائیکورٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ ہان خرید سکتا ہے اور دفعہ ۲۹۴ ضابطہ دیوانی کی تشریح کے افسر عدالت مین وکیل شامل نہین ہین

انڈین لا رپورٹ الہ آباد ہائی کورٹ جلد ۹ سنہ ۱۸۸۷ء

۱ - الہ آباد ہائی کورٹ جلد ۹ صفحہ ۱۱۶ بمقدمہ دوارکا پرشاد وغیرہ جس مین واقعات یہ تھے کہ بورڈ امتحان وکلاء نے شرط فسٹ آرٹس وغیرہ لگادے اور امتحان انگریزی وغیرہ مقرر کیا تو وہ شخص جو امتحان مین پاس نہین ہوے اُنہون نے درخواست پیش کی کہ اب وہ اس عمر مین امتحان فسٹ آرٹس مین نہین دے سکتے اس لئے وہ سال آیندہ مین شامل امتحان نہین ہوسکتے اُن کی درخواست یہ تھی کہ یا تو اس سال مین نمبرون کی رعایت دی جاوے یا آیندہ کے واسطے اجازت ہو اسپر فیصلہ یہ ہوا کہ چونکہ عدالت ہائی کورٹ نے اپنے اختیارات دربارہ امتحان سپرد بورڈ امتحان کردیئے ہین اب اُن کے قواعد مرتبہ

مین مداخلت نہین کرتے ٭

۱- انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۳۰ بمقدمہ ماتادین بنام گنگا بھائی۔ اس مقدمہ مین واقعات یہ تھے کہ بموجب قاعدہ مقررہ مورخہ ۲۲- مئی ۱۸۸۳ء ایک وکیل نے جبکہ وہ ایک مقدمہ مین مصروف تھا اُس کا مقدمہ دوسرا پیش ہوگیا اُس نے کاغذات اُس مقدمہ کے دوسرے وکیل کو سپرد کردیئے تاکہ وہ جوابدہی کرے ٭

فریق ثانی کے وکیل نے اُسپر یہ اعتراض کیا کہ چونکہ وکیل بذریعہ وکالت نامہ کے مقرر ہوتا ہے اُس کو اختیار نہین ہے کہ وہ اپنے اختیارات دوسرے وکیل کو دیوے اور نہ عدالت ہائیکورٹ کو اختیار ہے کہ قاعدہ مقرر کرے اور یہ بھی عذر پیش ہوا کہ جو شخص کسی کو وکیل مقرر کرتا ہے تو وہ اپنا اعتبار اُسپر جاکر کرتا ہے وہ اپنا اعتبار یہان تک نہین کرتا کہ وہ کسی اور وکیل کو مقرر کرے اور پھر یہ بھی کہ چونکہ وکیل واقعات مقدمہ کے اقبال کرنے سے موکل کو پابند کرسکتا ہے سو اگر وہ دوسرا وکیل ناتجربہ کار مقرر کردیوے اُس کے موکل کو نقصان پہنچ سکتا ہے دوسری طرف سے یہ جواب تھا کہ انگلستان مین جیسا کوئی سالسٹر کسی کی طرف سے مقرر ہو تو وہ دوسرے سالسٹر کے پاس جس کے پاس وہ چاہے مقدمہ بھیج سکتا ہے اور سوائے اس کے اگر اُسوقت دوسرا وکیل مقرر نہ کرتا تو اس صورت مین مقدمہ یکطرفہ فیصلہ ہوتا۔ وغیرہ وغیرہ وغیرہ

الغرض ہائیکورٹ نے اخیر یہ فیصلہ کیا کہ ایک وکیل دوسرا وکیل مقرر کرسکتا ہے اور اُس کو اختیار ہے کہ وہ مقدمہ کی جوابدہی کرے ٭

بمقدمہ ہوپ ٹون کمپنی جلد ۹ صفحہ ۱۰۰ الہ آباد انڈین لارپورٹ یہ فیصلہ ہوا کہ جب بیرسٹر یا وکیل بطور فریق کے بذات خاص حاضر ہوا اُس کو یہ نہ چاہیئے کہ عدالت سے ایڈووکیٹ کے میز کے قریب یا بلباس معینہ گفتگو کرے بلکہ اُسی جگہ اور اُسی طور سے گفتگو کرنا چاہیئے کہ جیسے معمولی شخص عوام الناس مین سے کرتا ہے ٭

الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۹۰ م- ایکٹ ۱۸ ۱۸۷۹ء (ایکٹ متعلق بہ اشخاص قانون پیشہ) دفعہ ۱۴

تجویز ثبوت جرم فوجداری نسبت وکیل کے ۔مقدمہ کی اطلاع ہائی کورٹ کو کیگئی ۔اجازت بحث کی ہوئی اس کی کہ تجویز ثبوت جرم خلاف قانون ہے ۔صاحب جج ضلع نے واسطے صدور احکام متعلقہ مقدمہ ایک وکیل کے جو حسب منشاء دفعہ ۴۱۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے دغا کا مجرم قرار پا گیا تھا اور جو صاحب جج ضلع کی راے مین پیشہ کرنے کی اجازت پانے کے ناقابل تھا ہائی کورٹ مین رپورٹ کی ۔مقدمہ کی سماعت پر کونسل کو اجازت ہوئی کہ بغرض حالات ما قبل ثبوت جرم پر لحاظ کرے کہ جس سے یہ بات ظاہر ہو کہ وکیل کے افعال قانوناً جرم دغا کے حد تک پہنچے ۔(۱۷۔ جنوری ۱۸۸۴ء اجلاس کامل)

الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۱۹۴ ۔دست برداری نالش سے ۔وکیل سرکار ۔پبلک پراسیکوٹر ۔مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۴۹۴ ۔اجلاس کامل سے یہ تجویز ہوئی کہ ایک شخص جس کو مجسٹریٹ ضلع نے حسب دفعہ ۴۹۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری بغرض کسی خاص مقدمہ کے جس کی تجویز عدالت سشن مین ہو پبلک پراسیکوٹر مقرر کیا ہو اختیار پبلک پراسیکیوٹر کا نالش سے دست برداری کرنے کا بموجب دفعہ ۴۹۴ کے نہین رکھتا ۔(۲۰۔ مئی ۱۸۸۳ء اجلاس کامل)

الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۱۶۹ ۔ایکٹ ۱۸۔ ۱۸۷۹ء (ایکٹ اشخاص قانون پیشہ) دفعات ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ ۔دعوے محنتانہ منجانب وکیل بنام موکل ۔اقرار نامہ ادا راو خال اقرار نامہ تحریری جز دفعات ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ ۔ایکٹ اشخاص قانون پیشہ (۱۸۔ ۱۸۷۹ء) مین وکیل اور اُس کے موکل کے مابین وصولی محنتانہ کے متعلق جو واقعی مین بموجب قانون محنتانہ لگایا گیا ہو کسی اقرار یا انتظام کا ذکر نہین ہے دفعات مذکورہ مین فریق مخالف کے متعلقہ معاملہ کا بھی ذکر نہین ہے اور نہ اُس محنتانہ فیس کا ذکر ہے جو اُس کو فریق مخالف کے وکیل کو دینی ہے بلکہ اُس مین صرف وکیل اور موکل کے باہمی اقرار کا ذکر ہے بودرمیان اُن کے کوئی خاص شرائط کے متعلق مقرر ہو ۔دفعات مذکورہ مین اُس چارہ کار کا ذکر ہے کہ جو وکلا اور اُن کے موکلون کے باہم بابت ادائیگی زائد محنتانہ بہ نسبت محنتانہ قانونی کے ہو ۔اور دفعات مذکور اُس اصول پر وضع ہوئی ہین جو بڑے بھاری

اہم معاندون کے متعلق اُن آدمیون کے متعلق ہے جو بلا بہاری باعتبار دوسرون کی طرف سے رکھتے ہین جیسا کہ ایک وکیل خصوصیت کا اپنے موکل کی طرف سے رکھتا ہے دفعات مذکور کا منشاء محتاج سست اور کاہل موکلون کو لایق مشیران قانونی سے فائدہ حاصل کرانیکا ہے راما بنام گنجی (۱) پسند کیا گیا اور اُس کی پیروی کی گئی۔ (استصواب دیوانی ۲۔ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء) ✦

قسم چہارم

فیصلجات چیفکورٹ پنجاب

نمبر ۵۰ سنہ ۹۰ء فیصلہ چیف کورٹ پنجاب مقدمہ دربارہ سنگھ بنام ٹیکا دیوی ایک نالش جو ایک مختار نے بنام اپنے موکل کے بابت وصول فیس محنتانہ خود دائر کی عدالت ماتحت نے اس وجہ پر نامنظور کی کہ فیس مختار خرچہ مین شامل ہے تجویز ہوا کہ فیس مختار کی علیحدہ نالش ہوسکتی ہے یہ اس قسم کے خرچہ مین داخل نہین ہے کہ جس کی نالش نہین ہوسکتی ✦

نمبر ۳۔ سنہ ۹۰ء۔ برکت علی خان بنام کاہنا۔ کوئی شخص جس نے بلاحصول سارٹیفکٹ محکومہ ایکٹ ۱۸ سنہ ۶۵ء مختارکاری کی ہو حسب منشائے دفعہ ۱۲۔ ایکٹ مذکور دعوے محنتانہ وکالت کا نہین کرسکتا (۳۔ مارچ سنہ ۹۰ء) ✦

نمبر ۱۔ سنہ ۹۰ء سوتو بنام کرنیل ہوس صاحب۔ خرچہ وکیل دلائے جانے کا جو قاعدہ سرکلر نمبر ۱۲ سنہ ۶۹ء مین تجویز ہوا ہے اُس سے زیادہ عدالت نہین دلاسکتی البتہ کم ہوسکتا ہے (۹۔ جولائی سنہ ۹۰ء) ✦

نمبر ۹۵۔ سنہ ۸۰ء مقدمہ دہرم سنگھ بنام عطر سنگھ۔ فیس پلیڈر طریقہ شمار یک سرکلر نمبر سے ڈی مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۸۲ء دفعہ ۵۱۶۔ نوٹس اعتراض عذر فیصل شدہ سابقہ ہے جو عدالت ماتحت مین اُس کے برخلاف فیصل ہوا۔ ان قواعد مین جو بک سرکلر سے ڈی مین مضمون شمار فیس پلیڈران پر درج ہین جو کچھ ایسی فیسون کے واسطے شمار ہونا چاہیے وہ قیمت جائیداد یا

مدعی ڈگری دی مگر چیف کورٹ نے تجویز کیا کہ ثبوت اس امر کا ذمہ مدعی تھا کہ یہ معاملہ نیک نیتی سے ہوا معلوم ہوا کہ قطعی وجہ ثبوت امر مذکور موجود نہین ہے اور مدعی نے اپنے کام کی بابت زیادہ محنتانہ پایا (دیکھو فیصلہ ۲۹ - ۱۵ - اپریل ۱۸۷۰ء میچی بنام غلام غوث وغیرہ مدعا علیہم وفیصلہ نمبر ۹۲ ۱۸۸۱ء جسمین قرار پایا کہ بروے دفعہ ۴۹ - ایکٹ ۱۸ ۱۸۷۹ء ناجائز ہے اور معاوضہ اُس کا حسب دفعہ ۳۹ ایکٹ ۹ ۱۸۷۲ء کالعدم ہے ۔

نمبر ۴۳ ۱۸۸۶ء استصواب صاحب جوڈیشل کمشنر جالندھر وکیل سے ساتھ مبلغ دو صد روپیہ اس شرط پر ادا کرنے کا معاہدہ کیا کہ شخص ملزم قید ہو جاوے تجویز ہوا کہ یہ معاہدہ ناجائز اور خلاف مصلحت عامہ ہے ۔

نمبر ۹۴ ۱۸۸۲ء مقدمہ دیوی چند بنام کندن لعل - مدعا علیہ نے مدعی کو اپنا وکیل مقرر کرنے کے بعد ایک شخص بنسی لعل کے ساتھ دیکھا چونکہ بنسی لعل اور مدعا علیہ کے ساتھ عداوت تھی اس لئے مدعا علیہ کو مدعی کا اعتبار نہ رہا - قرار پایا (کیمبل صاحب کو اتفاق نہین ہے) کہ مدعا علیہ کو اس امر کا استحقاق حاصل نہ تھا ایسے حالات مین کہ اپنا معاہدہ توڑ ڈالے اور فیس مقررہ کے ادا کرنے کے بغیر ہی مدعی کو علیحدہ کر دے (۷ - ۲ مارچ ۱۸۸۲ء) ۔

نمبر ۱۵ ۱۸۹۵ء شیبکرداس بنام مسٹر جی لڈلم صاحب - لڈلم صاحب وکیل کرنال مین ایک مقدمہ کے اندر مدعی کی جانب سے حاضر ہونے کے واسطے مقرر ہوا موکل نے کچھ محنتانہ پیشگی ادا کیا اور ایک شخص شیبکرداس نے لڈلم صاحب سے یہ اقرار تحریری بھی کیا کہ اگر مدعی عدالت کرنال مین ڈگری حاصل کرے گا تو تم کو ۱۰۰ محنتانہ کے اور دون گا ۔

نمبر ۴۵ ۱۸۸۱ء ۱۱ - گوپال بنام شیو سنگھ راے ۔

ایکٹ اشخاص قانون پیشہ (۱۸ ۱۸۷۹ء) کی دفعہ ۲ - وکیل وموکل اقرار وکیل ہائی کورٹ جو اسی حیثیت سے پنجاب مین وکالت کرتا ہو - وکیل جو چیف کورٹ کی حیثیت سے وکالت کرتا ہو تجویز ہوئی کہ کسی ایسے ہائی کورٹ کا وکیل جو فرمان شاہی کے بموجب مقرر ہوا ہو پنجاب مین محض

اس حیثیت سے وکالت کرتا ہو کہ وہ ایک ایسی عدالت کا وکیل ہے اور عموماً اُس مین کام کرتا ہے تو اُس کا ذاتی استحقاق وکالت پنجاب مین اگر اُس کو بدستور حاصل رہتا ہے اور جو اقرار کہ اُسکے موکلون کے باہم ہون اُن سے ایکٹ اشخاص قانون پیشہ کی دفعہ ۴ متعلق نہین ہے لیکن یہ بھی تجویز ہوئی کہ اگر کوئی شخص پنجاب مین اس حیثیت کے ساتھ وکالت کرتا ہو کہ وہ ایک پلیڈر ہے جو چیف کورٹ مین بھرتی اور درج فہرست کیا گیا ہے تو پھر جو اقرارات کہ اُسنے اپنی پلیڈری کی حیثیت سے کئے ہون وہ ایسے اقرارات ہین جنسے ایکٹ مذکور کی دفعہ ۴ متعلق ہے اور وہ دفعہ اُس سے محض اس وجہ سے غیر متعلق نہین ہے کہ شخص مذکور چیف کورٹ کے وکیل ہونے کے علاوہ کسی اور عدالت کا بھی وکیل ہے اور اگر وکیل کی حیثیت سے کام انجام دے تو بعض خاص حقوق کا مستحق ہے اپیل دیوانی ۸ - مارچ سنہ ۱۸۸۸ء +

نمبر ۱۹۱ سنہ ۱۸۸۸ء خزان چند بنام گوبند سنگھ - قرار پایا کہ گو ایکٹ اشخاص قانون پیشہ کی دفعہ ۴ ایک خاص طریق پر نہ لکھی ہوئی اقرارنامہ کے روسے کوئی روپیہ وصول کرنے کی ممانعت کرتی ہے اور اسطرح ایکٹ معاہدہ کے اُن احکام کو منسوخ کرتی ہے جن کے بموجب عموماً اقرارنامہ کی تعمیل کرائی جاتی ہے مگر وہ ایکٹ آخر الذکر کی دفعہ ۷۰ پر موثر نہین ہے جس کو صریح اقرارنامون سے کچھ تعلق نہین بلکہ اُن مقدمات کے طے کرنیکو بالخصوص رکھی گئی ہے جہان محنتانہ کا دعوے بعدم موجودگی اقرارنامہ کیا جاتا ہے (۱۵ - جون سنہ ۱۸۸۸ء) +

نمبر ۳۰ سنہ ۱۸۸۹ء دستور وکالت نامجات ایڈووکیٹان - ہر ایڈووکیٹ چیف کورٹ پر جو ایڈووکیٹ ایسے ہائی کورٹ کا نہو جو بروے فرمان شاہی مقرر کی گئی ہو لازم ہے کہ مقدمات دیوانی مین حاضر ہو سکنے کیواسطے وکالت نامہ داخل کرے (۲۲ - مارچ سنہ ۱۸۸۹ء) +

نمبر ۵ سنہ ۱۸۸۸ء بمقدمہ مہی صاحب بنام فیض محمد فل بنچ چیف کورٹ سے یہ فیصلہ ہوا کہ اقرار وکیل و موکل درباب فیس بروقت فتحیابی مقدمہ جایز ہے +

نمبر ۵۵ سنہ ۱۸۸۵ء رسید بابت فیس جو وکیل دیگا وہ اگر بیس روپیہ سے زیادہ ہو تو اُسپر ایک آنہ کا اسٹامپ ہوگا

نمبر ۰ صرف درباب تمیز درمیان وکلا ہائیکورٹ و پلیڈران چیف کورٹ درباب اقرار فیس ۰
نمبر ۹۶، ۱۸۶۹ء اس مین صرف نالش بابت بقایا فیس بیرسٹر کی ہے چندان ضرورت تشریح کی نہین +

نمبر ۳ ۔ ۱۸۶۸ء مال ۔ صاحب فنانشل کمشنر نے اس مقدمہ مین یہ فیصلہ کیا کہ ایک شخص فیلداری و پلیڈری دونو کام نہین کر سکتا +

فیصلجات فوجداری

نمبر ۳ ۔ ۱۸۷۸ء سرکار بنام بہاری ۔ زیر دفعہ ۲۷ ایکٹ ۲۵ ۔ ۱۸۶۱ء یہ فیصلہ ہوا کہ مستغیث کا استحقاق ہے کہ اپنی طرف سے وکیل یا کونسل مقرر کرے مگر جبکہ سرکار اپنی طرف سے اس مقدمہ کی پیروی اختیار کرے تو وکیل سرکار کی مستغیث کا وکیل ماتحت شمار کیا جائے گا +

نمبر ۱۲ ۔ ۱۸۷۰ء فضل بنام سرکار ۔ جس کی واقعات یہ تھی کہ اپیل یکم جولائی کو داخل کیا گیا اور اپیلانٹ کا وکیل جو ایک فاصلہ پہ رہتا تھا اُس نے بذریعہ ایک درخواست کے جو اُس نے اپیل کے ساتھ داخل کی تھی یہ استدعا کی کہ ۱۳ ۔ جولائی واسطے سماعت مقدمہ کے مقرر کی جاوے مگر دویم جولائی کو اپیل واقعات پر خارج کیا گیا جبکہ کوئی کونسل اپیلانٹ کی طرف سے حاضر نہ تھا اس مین مسٹر لنڈزی صاحب اور مسٹر کننگھم صاحب ججان نے یہ فیصلہ کیا کہ عدالت کا فرض تھا کہ اپیلانٹ کے وکیل کو کافی وقت واسطے حاضر ہونے کے دیتے کیونکہ ملزم کا زیر دفعہ ۲۷ اور ۳۴ ایکٹ ۵ ۔ ۱۸۶۱ء استحقاق تھا کہ اُس کے عذرات بذریعہ کونسل یا ایجنٹ کے سماعت کئے جاوین مگر مسٹر کیمبل صاحب جج کی یہ رائے تھی کہ عدالت ماتحت اپیل نے کوئی قانونی غلطی وکیل کو وقت حاضری کے لئے نہ دینے مین نہین کی غلطی جب ہوتی کہ جب کوئی کونسل حاضر ہوتا اور وہ اُس کے عذرات سماعت نہ کرتے +

نمبر ۹ ۔ ۱۸۶۸ء نانک بنام سرکار ۔ جبکہ مجسٹریٹ ضلع نے ایک وکیل کو جو دو ملزمان کی طرف سے

ایک مقدمہ مین زیر تحقیقات تھے حاضر ہونے سے انکار کیا تو چیف کورٹ نے یہ حکم دیا کہ ملزمان کا استحقاق جوابدہی بذریعہ کونسل یا وکیل کے ہے اور مجسٹریٹ کو حکم دیا کہ وہ وکیل کو اجازت دے کہ وہ گواہان کو پھر طلب کراوے اور بعد اُس کے مجسٹریٹ ضلع ایک فیصلہ تازہ لکھے ✚

نمبر ۴۲ - ۱۸۹۲ء - بدچلنی - دفعہ ۱۴ ایکٹ ۱۸ ۱۸۷۹ء کا یہ منشا نہیں ہے کہ وہ جج یا مجسٹریٹ جو کسی مختار کی نسبت الزام لگاوے وہ ہی الزام کی تحقیقات کرے ✚

نمبر ۴۳ ۱۸۹۲ء - عدالت ماتحت کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ حکم معطلی زیر دفعہ ۱۴ ایکٹ قانون پیشہ کے دیوے کیونکہ حکم معطلی جب ہو سکتا ہے کہ جبکہ کل کارروائی ختم ہو جاوے اور جج تحقیق کنندہ کی رائے مین الزام ثابت ہو جاوے اور اُس کی یہ رائے ہو کہ وہ معطل یا موقوف کیا جاوے اور کارروائی کو واسطے حکم ہائی کورٹ کے بھیجے ✚

نمبر ۴۴ - ۱۸۹۲ء قیصر ہند بنام باگی رام - ایکٹ اشخاص قانون پیشہ (۱۸ ۱۸۷۹ء) دفعات ۱۰ و ۳۲ ایسے شخص کا جو مجاز نہیں ہے بطور وکیل یا مختار کاروبار کرنا - اشتہار نمبر ۳۸۵ مورخہ ۳ - اکتوبر ۱۸۸۸ء ✚

قرار دیا گیا کہ کوئی شخص جو ایک موقع پر بھی فرائض وکیل یا مختار کو اُس عدالت مین انجام دے جو بذریعہ فرمان شاہی قایم نہ ہوئی ہو اور شرائط مصرحہ نسبت سرٹیفکٹ و اندراج نام پوری نہ کی گئی ہون تو بخلاف ورزی دفعہ ۱۰ - ایکٹ اشخاص قانون پیشہ کاربند ہوتا ہے بجز اُس صورت کے کہ وہ اُن مستثنیات مین جن کی دفعہ مذکور پابند ہے یا شرط کے اندر آتا ہو - نیز یہ بھی قرار دیا گیا کہ فقرہ (و) اشتہار گورنمنٹ پنجاب نمبر ۳۸۵ مورخہ ۳ - اکتوبر ۱۸۸۸ء اور اسلئے استثنا دفعہ ۱۰ - ایکٹ اشخاص قانون پیشہ سے کوئی ایسا شخص محفوظ نہیں ہوتا جو ایک مختار مقبولہ اول کے ۳ اقسام مصرحہ مین سے کسی کا نہ ہو کر کسی نالش عدالت دیوانی مین جو بذریعہ فرمان شاہی قایم نہ ہوئی ہو بلا اختیار خاص اُس خاص نالش مین اس فریق کی طرف سے وہ حاضر ہونا اختیار کرے حاضر ہونے یا کاربند ہونے کی نسبت ایک مختار کے فرایض

کو انصرام دے۔ ۱۸ مئی ۱۸۷۸ء +

نمبر ۱۲۔ ۱۸۹۰ء۔ مقدمہ ہیرا و لعل سنگہ بنام قیصر ہندوستان ایک ہی وکیل کا ایسے فریق ہائی کی طرف سے حاضر عدالت ہونا مناسب نہین جو حقوق متناقض رکھتے ہون۔ ہیرا و لعل سنگہ پر اقدام قتل عمد لگایا گیا اُن مین سے ہر ایک نے اقبال کیا اور اُس اقبال مین ہر ایک نے جزواً اپنی بری الذمگی ظاہر کرکے اصل جرم کو دوسرے ملزم سے منسوب کیا۔ ہر دو ملزمان پر جرم ثابت ہوا اور انہون نے ایک ہی وکیل کی معرفت اپیل کیا۔ قرار دیا گیا کہ ایک وکیل واحد کا ہر دو ملزمان کی طرف سے ایک اپیل دایر کرنا اور اُن کی طرف سے حاضر عدالت ہونا مناسب نہین ہو سکتا (۲۰ فروری ۱۸۹۰ء) +

قسم پنجم فیصلجات انگلستان وغیرہ

فیصلجات انگلستان دربابِ کونسل یا بیرسٹر

تقرری بیرسٹر صرف عزت کے لئے خیال کی جاتی ہے وہ اس لئے دعوے فیس کا نہین کر سکتا اور نہ بیرسٹر پر دعوے واپسی فیس کا ہو سکتا ہے باوجودیکہ مقدمہ مین غفلتاً حاضر بھی نہ ہوا اور نہ اُسپر اس امر کا دعوے ہو سکتا ہے کہ اُس نے غیر ہنرمندانہ طریق سے بل چنیسری مین پیش کیا یا اُس کا فیصلہ غیر ہنرمندانہ طریق سے کیا یا کوئی اور کارروائی کسی اور عدالت مین غیر ہنرمندانہ طریق سے کی (چٹی صاحب کا قانون معاہدہ صفحہ ۴۹۹ ایڈیشن ۹) ایک سند یافتہ کنویسر یا تحریر کنندہ دستاویزات انتقال اور پلیڈر خاص جو شامل بار نہین ہے وہ دعوی اپنے عوض خدمت کا کر سکتا ہے اور نیز کہ جبکہ ایک بیرسٹر کو ایک انتخاب خاص کے انجمن مین مقرر کیا گیا تھا۔ اور جس مین ایک رقم روزانہ مقرر تھی تو ایسی رقم کی وصولی کا وہ مستحق قرار دیا گیا (چٹی صاحب کی کتاب معاہدہ ۵۰۰) کوئی اس قسم کی نظیر نہین ہے کہ کسی بیرسٹر پر کوئی دعوے دربابِ غفلت فرایض کے کامیاب ہوا ہو مگر تاہم اگر کوئی بیرسٹر دیدہ و دانستہ ارادتاً

کوئی فعل کرے یا اپنے منصب کے پورا کرنے مین دشمنی یا مکرو دغا سے سلوک کرے تو وہ بمثل دیگر اشخاص زیان کنندہ کے ذمہ وار ہوسکتا ہے۔ (ایڈیشن صاحب کی کتاب ٹارٹ یا زیان صفحہ ۲۰۶ ایڈیشن سویم) عدالت ایک بیرسٹر کو اُس کے کام سے واسطے تحقیہ عدالت کے معطل نہین کرسکتے بشرطیکہ وہ تحقیہ عدالت بحیثیت بیرسٹر کے نہو (ایضاً صفحہ ۲۲۲)

سیمتھ صاحب کا لیڈنگ کیس ایڈیشن ۶ جلد ۲ صفحہ ۱۴۶

کہ اقرار ادا کرنے کا ماتبل کی درخواست سے پیدا ہوتا ہے اس قاعدہ سے مقدمہ بیرسٹرونکا مستثنٰی معلوم ہوتا ہے جنکو اُس خدمت کی بابت جو موکل کی درخواست پر کرین بدل نہین مل سکتا کیونکہ حالات اُس کے پیشہ کے ایسے ہین جس سے قیاس ادائیگی رد ہو جاتا ہے کیونکہ رشتہ کونسل اور موکل کا مقدمات مین ایسی صورت پیدا کر دیتا ہے۔ کہ معاہدہ ادائیگی عوض خدمت رد ہو جاتا ہے

سلسٹران انگلستان از کتاب کارڈری صاحب مطبوعہ ۱۸۸۸ء

سلسٹر جو کام موکل کا اختیار کرتا ہے اِس ذمہ واری سے کرتا ہے کہ ہُنر معقول سے اور پوری تندہی سے وہ کام کریگا اس لئے خواہ وہ خدمت بابدل کرے یا مفت کرے اور خواہ اُس نے سند حاصل کی ہو یا نہ کی ہو اور یا وہ دوسرا شخص سند یافتہ کام کے واسطے لگا وے بہر صورت وہ غفلت کا موکل کو جوابدہ ہے بعض مقدمات مین یہ فیصلہ ہوا ہے کہ غفلت اگر ہو تو بڑی بھاری اور صریح ہونی چاہیے جس کے لئے سلسٹر ذمہ وار گروانا جاوے۔ ٹنڈال صاحب چیف جسٹس کا قول ہے کہ سلسٹر جو ہنر اور تندہی کرنے کی وہ ذمہ داری اُٹھاتا ہے اُس کی صحیح تعریف مشکل ہے اور اُس معقول ہنر اور تندہی مین خط کھینچنا بمقابلہ صریح اور بھاری غلطی کے ایک مشکل کام ہے مگر اُن مقدمات مین سے جو کہ عدالت مین نظیراً پیش کئے گئے اور اُنپر مباحثہ ہوئے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ قواعد علمی کی جہولت یا عدم تعمیل کا ذمہ وار ہے یا اگر وہ مقدمہ باحتیاط مرتب نہ کرے۔ یا گواہان کو برموقع پیش

نہ کرے یا دیگر اور قسم کی صریح غفلت جو اُس کے پیشہ سے ہو سکتی ہے۔ کرے۔ برخلاف اُس کے وہ صورت ہائے ذیل مین ذمہ وار نہین ہے۔ مثلاً غلطی رائے کے امورات جو بنے واقعہ ہون یا مشتبہ تشریحات کا یا ایسے امورات کا جو عموماً اُس کے اونچے پیشے والے کے سپرد کیئے جاتے ہین اور پھر وہ صورت ہائے ذیل مین ذمہ وار ہے۔ اگر وہ ایسی نالش کی جس مین بہاری خطرہ نقصان کا ہو اور رہا ہے کونسل بھی اُس کے برخلاف ہو صلاح دینے کے واسطے یا اگر درخواست مصالحت کی اگر فریق ثانی کرے موکل کو اُس کی اطلاع نہ دینے کے واسطے۔ مگر پھر بھی وہ امر ذیل کا ذمہ دار نہین ہے اگر وہ نالش کی جوابدہی کرنے کے واسطے غلط صلاح دیوے۔ کیونکہ یہ صلاح واقعات پر منحصر ہوتی ہے اور امورات ضابطہ کی جہولت یا ویرہا کرانے موکل مین یا غلط جواب وہی بحضور صاحب مجسٹریٹ کے جس کا پھر اپیل نہو سکے یا مقدمہ کو اُس عدالت مین رجوع کرنا کہ جسکو اختیار سماعت نہو۔ عموماً جہان کارروائی کے دو طریق ہون ایک راست اور دوسرا مشتبہ اور وہ راست کو اختیار نہ کرے مشتبہ پر چلے یا کہ تاریخ پیشی مقدمہ کو غلط پڑہے یا موکل کے دعوے کو پوری کارروائی نہونے سے خارج ہونے دے مگر وہ پھر بھی صورت ہائے ذیل مین ذمہ وار نہو گا جیسے اگر غلطی سے جج کمرے مین حکم دیوے یا جبکہ وہ وکیل مقرر کرے اور وہ وکیل غلط جوابدہی کرے یا غلط تشریح قانون مُشتبہ۔ یا جبکہ وہ کونسل کی صلاح لیکر صحیح شہادت پیش نہ کرے اور پھر اگر وہ منصفان کے سامنے حاضر نہو یا عدالت مین کونسل کو پوری ہدایت نہ کرے تو وہ ذمہ دار ہے۔ مگر غیر حاضری کونسل کا ذمہ وار نہین اور پھر سلسٹر اگر مقدمہ کو بلا دینے اطلاع ضروری موکل کو ترک کر دیوے ✣

لاریو امریکہ ماہ جنوری و فروری ۱۸۹۱ء صفحہ ۹۰

ایک زمانہ روما مین عورتونکو بار مین داخل ہونے کی عام اجازت تھی۔ چنانچہ ہارمیشیا اور امیشیا بڑی مشہور عورتین اِس پیشہ مین ہوئی ہین۔ مگر ایک عورت جس کا نام افرانیا

تھا اُس نے اِس پیشہ کو بدنام کیا۔ اِس لیئے عورتون کے واسطے یہ پیشہ بند کیا گیا ٭

لا ایجنسی متعلق برٹش انڈیا پیرسن صاحب مطبوعہ ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۵۲

رشتہ کونسل اور موکل کا ایک خاص طرح کا ہے۔ یہ کسی مقدمہ مین اصل اور ایجنٹ سے مشابہت نہین رکھتا ہے۔ کونسل کا فرض جیسا کہ موکل سے ہے ویسا ہی عدالت سے ہے۔ بمقدمہ کالج بنام ہارٹن ہیسٹ صاحب چیف جسٹس نے فرمایا کہ مین اسبات کو منظور نہین کرسکتا کہ کونسل ایک فریق کا ایجنٹ ہے (۳) اور پالک صاحب چیف بیرن کا قول ہے کہ ایڈوکیٹ کو چاہیئے کہ اپنی رائے کی پیروی کرے۔ وہ کسی کا ایجنٹ نہین ہے اور یہ ہی رائے بمقدمہ میتھو بنام مسن سٹر کے ہوئے۔ (۴) اور بابت اُس کے اختیار مصالحت کے مقدمات بالا کو بمعہ مقدمہ کیرسن بنام راج رگ کے دیکھو۔ (۵) ٭

کتاب ایضاً صفحہ ایضاً پلیڈر و وکیل

دونون وکیل اور پلیڈر کی تعریف ہائیکورٹ نے یون کی ہے کہ مشیر قانونی جو بحضور کسی جج کی کارروائی قانونی کرتا ہے اور جو اٹارنی یا ایڈوکیٹ نہین ہے (۶) اور وہ کام بذریعہ وکالت نامہ کے کرتے ہین جنہین عموماً انکو اختیار ہوتا ہے کہ مقدمہ سے دست برداری کرین یا امور تنقیح مقرر کراوین (۷) مگر انکو اختیار نہین ہوتا کہ کسی جزو دعویٰ کو جو پہلی ڈگری ہو چکا ترک کردین (۸) اُسکو کوئی اختیار نہین ہوتا کہ بعد داخل کرنے مختارنامہ کے وہ اپنی فیس کی بابت کوئی اور انتظام کرین۔ (۹) اُسکو اختیار ہوتا ہے کہ وہ روپیہ اپنے موکل کا یا دستاویزات بیش بہا حاصل کرے۔ (۱۰) وہ اپنے موکلونکو مقدمہ دیوانی مین بذریعہ اقبال پابند کرسکتے ہین۔ (۱۱) مگر فوجداری مین نہین کرسکتے ہین (۱۲) اور جیکسن صاحب جج نے یہ فیصلہ ۱۸۶۶ء مین کیا ہے کہ اگر وہ مفصل مین کام کرتے ہون تو اپنے موکل کو قانونی اقبال سے پابند نہین کرسکتے (۱۳) وہ اپنے موکل کو اقبال واقعات سے پابند کرسکتے ہین (۱۴) مگر جو

اقبال کہ وہ کرین اُس کل پر توجہ کرنی چاہئے اور اُنپر ناجائز اصرار نہین ہونا چاہئے (۱۵) وہ کوئی جزو دعوے موکل کو ترک نہین کر سکتے۔ (۱۶) اور نہ اُس کی جوابدہی کو ترک کر سکتے ہین (۱) اور بلا منظوری موکل کے مصالحت نہین کر سکتے (۲) اور نہ اُنکو اختیار ہے کہ اپنے موکل کو دعوے یا بنِ نزاع کے باہر تک ذمہ دار ٹھہراوین (۳) نہ اُس کو یہ اختیار ہے کہ بلا اختیارات خاص کے ڈگری کو منتقل کراوین۔ (۴) مگر اُسکو اختیار ہے کہ وہ درخواست واسطے دست برداری از نالش کے پیش کرے۔ (۵) یہ اختیارات اب زیر دفعہ ۳۷ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے حاصل ہوئے ہین مگر دست برداری باجازت عدالت ہو۔ اُن کو یہ بھی اختیار ہے کہ وہ بذریعہ اپنے ایجنٹون کے سب کارروائی متفرق کراوین۔ (۶)

باب پنجم

اصول قانون متعارفہ

اگرچہ یہ مضمون اسقدر وسیع ہے کہ اس مضمون کے لئے خاص ایک بڑی کتاب چاہئے اور اس مین جو جو اُستادان یورپ نے لکھا ہے وہ اگرچہ بجنس ہند سے پورا پورا تعلق نہین رکھتا مگر اکثر جگہ اصول ایک ہی ہین اور اس مضمون پر جو کتابین لکھی ہوئی ہین وہ بعض تو ایسی دقیق ہین کہ اُنکا سمجھنا بعض اشخاص کو دشوار ہو جاتا ہے اور بعض کو ضرورت تشریح کی پڑتی ہے مین نے اس امر مین تھوڑا تھوڑا لکھنا مناسب سمجھا تا کہ شروع ہو کر اسپر حسب حال ہند کے کسی زمانہ مین پوری پوری کتاب ہو کر سہل فہم اور فیصلہ جات ہند کے مطابق ہو جاوے مگر باوجود اس کے ان اصولونکا جاننا وکلا و دیگر اہل پیشہ قانون کے لئے ضروریات سے ہے اسلئے بطور ابتدا کے چند اصول معہ چند حوالہ فیصلجات و قانون کے ذیل مین درج کئے جاتے ہین ؛

اصول نمبر ا فعل الٰہی کی تاثیر قانوناً اس طرح خیال کیجاتی ہی کہ اس سے کسی کو زیان نہین پہنچتا

فعل الٰہی کی تاثیر قانوناً اس طرح خیال کی جاتی ہے کہ اس سے کسی کو خاص زیان نہین پہنچتا۔ جو فعل کہ بحکم الٰہی ہو یعنے ایسا واقع ناگہانی جو بلا مداخلت انسان کے وقوع مین آوے جیسے کہ طوفان یا آندہی یا بجلی تو ایسے واقعات کو کسی ایک شخص کی طرف منسوب نہین کیا جاتا جو کسی کی خاص غفلت سے سرزد نہین ہوا۔ مثلاً ایک پشتہ دریا یا دیوار جس کی مرمت کے مالکان ایک خاص قطع زمین متصلہ کے ذمہ وار ہین ایک ناگہانی طوفان سے بلا غفلت فریقان نیست و نابود ہو جاوے تو ایسی صورت مین کل مالکان اراضیات ہین کو اُس پشتہ یا دیوار سے فایدہ پہنچا ذمہ وار تعمیر جدید کے قرار دیئے جا سکتے ہین ۔

(۲)۔ جیسے کہ چند مقدمات مین یہ فیصلہ ہو چکا ہے اگر مزارعہ موروثی کی زمین کل دریا برد ہو جاوے تو وہ جب برامد ہو واپس پانے کا حقدار ہوتا ہے وہ بھی اسی اصول پر ہے کہ وہ بردی اُسنے ترک قبضہ سے نہین ہوتی بلکہ فعل قدرت سے اس لئے وقت دریا بردی کے اُس کا ترک قبضہ کرنا جس سے کہ قانوناً اُس کا حق جاتا رہتا ہے ایسی حالت مین زائل نہین ہوتا مگر جبکہ مالک و مزارعہ کا خاص اقرار ہو کہ اگر زمین دریا برد ہو جاوے تو مزارعہ کا حق زائل ہو جاویگا تو ایسی صورت مین بربناے معاہدہ ضرور زائل ہو جاتا ہے جیسے ایک کرایہ دار مکان کا یہ اقرار ہو کہ وقت پورا ہونے میعاد کرایہ کے مکان کو مین چھوڑونگا تو جو نقصان کسی طرح سے مکان مذکورہ کو ہوگا وہ مین پورا کر کے درست کرونگا تو ایسی صورت مین چاہے کوئی نقصان فعل قدرت سے بھی ہو تو اُس کا وہ ذمہ وار ٹھیرایا جاتا ہے ۔

اصول نمبر ۲ - قانون کسی شخص کو ایسے فعل کے کرنے پر مجبور نہین کرسکتا جو اُس سے نہین ہوسکتا۔

اس اصول سے مراد یہ ہے مثلاً ایک شخص نے دوسرے سے یہ اقرار کیا کہ وہ فلان کام پورا کرے گا اور بعد اُس کے کسی ایکٹ سے قبل اس کے کہ وہ کام پورا کیا جاتا ایسے کام کرنا ہی ممنوع قرار دیا گیا تو اُس اقرار کرنے والے کو عدالت مجبور نہین کرسکتی کہ وہ کام پورا کرے مثلاً ایک عورت نے ایک مرد سے اقرار کیا کہ وہ اُس سے فلان تاریخ شادی کرے گی اُس تاریخ مقررہ سے پہلے ہی وہ نامرد ہوگیا ہے تو ایسی صورت مین عدالت اُس عورت کو مجبور نہین کرسکتی کہ شادی کرے ۔

اصول نمبر ۳ - جو فعل کہ کسی شخص کی منظوری سے کیا جاوے اُس کو قانون زیان رسان نہین خیال کرتا۔

اس اصول سے یہ مراد ہے مثلاً کہ جہاز کی تہ پر اشیاء کا رکھنا اشیاء کو نقصان پہنچاتا ہے ایک شخص اپنی خوشی سے جانکر رکھنا منظور کرلے تو پیچھے اگر اشیاء کو نقصان ہوجاوے تو وہ دعوے نقصان کا نہین کرسکتا ۔

(۲) اٹھارہ برس سے زیادہ عمر کے شخص کو وہ ضرر جس مین خطرہ موت یا ضرر شدید نہو اُس کی منظوری سے پہنچانا کوئی جرم نہین ہے ۔

اصول نمبر ۴ - کوئی شخص اپنی غلطی کا فائدہ نہیں اُٹھا سکتا

اس اصول سے مراد یہ ہے مثلاً ایک شخص پر کوئی شخص ایک غلط نام سے دعوے کردے اور وہ شخص اس غلطی کی اصلاح کرانے کی طرف رجوع نہ کرے اور مقدمہ کی جوابدہی کرتا رہے اگر اخیر میں اُسپر ڈگری ہوجاوے تو وہ اجراے ڈگری میں یہ عذر نہیں کرسکتا کہ یہ میرا نام نہیں ہے کیونکہ اس نے اپنی کارروائی سے اس امر کو منظور کرلیا تھا - یا جیسے ایک شخص نے دوسرے کے پاس مکان بیچا اور بیع نامہ میں یہ عبارت لکھدی کہ یہ مکان میری اپنی خالص تنہا ملکیت ہے اور ایک تیسرے شخص نے اُسپر گواہی اپنی کردی اب یہ تیسرا شخص پیچھے دعوے نہیں کرسکتا کہ میرا بھی اس مکان میں حصہ تھا ؛

اصول نمبر ۵ - افعال سے نیت فاعل معلوم ہوتی ہے

اس سے مراد یہ ہے مثلاً ایک شخص دوسرے کے مکان میں داخل ہو اور وہاں وہ چوری کرے تو اس کا مکان میں داخل ہونا بہ نیت چوری کی خیال کیا جاوے گا جو اُس کے فعل مابعد سے ثابت ہوتا ہے ؛

اصول نمبر ۶ قانوناً کسی ایک شخص کو ایک باعث کیلئے دوبارہ تکلیف نہ دیجائیگی

جیسا تمثیلات سے ظاہر ہوگا مثلاً زید نے عمر پر دو سو روپیہ کی نالش کی اور عمر نے یہ عذر کیا کہ میں نے دو سو روپیہ دیکر رسید زید سے لی تھی مگر وہ رسید مجھکو نہیں ملتی اسپر چونکہ وہ اس رسید کو پیش نہ کرسکا اور نہ اور طرح سے وصولی ثابت کرسکا اُسپر دو سو روپیہ کی ڈگری ہوی اور روپیہ اُس سے بذریعہ ڈگری وصول کیا گیا بعد اُس کے وہ رسید اُس کو دستیاب ہوگئی اور پھر اُس نے واپسی اس روپیہ کی بابت دعوے رجوع کیا مگر وہ دعوے اُس کا اس لئے خارج ہوا کہ چونکہ وہ روپیہ بحکم عدالت دلایا گیا تھا اب وہ واپس نہیں دلایا جاسکتا - دوسرے یہ بھی فیصلہ ہوچکا ہے کہ اگر ایک شخص دوسرے

پر نالش کرے اور دوسرا غلطی واقعات سے روپیہ اُس کو دیکر راضی نامہ دلادے تو پھر پیچھے اگر اُس کو ثابت ہو کہ اُس نے غلطی سے روپیہ ادا کیا ہے تو وہ بھی واپس نہیں لے سکتا اگرچہ جبکہ مابین فریقین باختیار عدالت سے امورات تنقیح برامد ہو کر اور ہر ایک پر فیصلہ ہو کر مقدمہ فیصلہ ہو چکا ہو تو وہ قطعی ہوتا ہے تاہم بربناء فریب اُس فیصلہ کی منسوخی کے واسطے دعوے ہو سکتا ہے مثلاً زید نے عمر کے نام نالش کی اور عمر کی جگہ ایک غیر شخص سے اطلاع یابی کرالی اور پھر ڈگری کرالی تو اس میں عمر جب اُس کو خبر ہو تو وہ عدالت اجرائے میں درخواست منسوخی کر سکتا ہے اور اپیل بھی کر سکتا ہے مگر اس کو یہ بھی منع نہیں ہے کہ وہ بربناء فریب ڈگری حاصل کرنے کے دعوے منسوخی ڈگری عدالت میں از سر نو رجوع کرے مقدمات فوجداری اور بریت ملزم پر بھی یہی اصول حاوی ہے مثلاً جس بناء اور جرم میں کسی ملزم نے سزا پائی یا بعد تحقیقات واجبی وہ بری ہو گیا اُس پر دوبارہ اُسی جرم کی بابت مقدمہ نہیں ہو سکتا۔ مگر اس قاعدہ کے صحیح سمجھنے کے لئے پہلے یہ خیال رکھنا چاہئے کہ شخص ملزم ایسے حالات میں زیر تجویز ہو کہ جس سے یا تو اُس کو اس جرم کی سزا ہو سکتی ہو یا برئیت تو ایسا حکم سزا یا بریت جب تک کہ وہ منسوخ نہ ہو قطعی ہو گا اس لئے کوئی کارروائی جو تجویز تک نہ پہنچی ہو مانع استغاثہ کی نہ ہو گی۔ مثلاً ایک مقدمہ کے مجسٹریٹ تحقیقات بہ نظر سپردگی سشن کرے مگر سپرد سشن نہ کرے یا بسبب عدم پیروی کے استغاثہ کو خارج کر دے تو احکام مذکور مانع استغاثہ جدید نہ ہونگے اور پھر اگر تجویز ناقابل ایسے مجسٹریٹ یا عدالت سشن میں ہوئی ہو جس کو اُس جرم کی تجویز کا قانوناً اختیار نہیں ہے تو بھی وہ تجویز مانع استغاثہ کی نہیں قرار دی جا سکتی مثلاً ایک مجسٹریٹ جرم زنا بالجبر میں سزا دیوے (جیسے عدالت ملک امریکہ میں یہ قرار دیا گیا کہ حکم سزا ایسی عدالت کا جن کو اختیار سماعت اُس مقدمہ کا نہیں ہے کالعدم ہے) اُس کے لئے یہ بھی ضرور نہیں ہے کہ پہلے اُس کو منسوخ کرا کر پھر دوبارہ استغاثہ کیا جاوے ۔

درباب بریت ملزم دیکھو دفعہ ۴۰۳ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء - جو یہ ہے ۔ اگر کسی عدالت با اختیار سے کسی شخص کی نسبت کسی جرم میں تجویز ہو کر وہ شخص سزایاب یا بری کیا جاوے تو

جب تک وہ حکم سزاے یا بریت قایم ہے تو اُس شخص کے اُسی جرم مین دوبارہ تجویز نہین ہوسکتی اور نہ اُنہین واقعات پر کسی جرم مین جس مین زیر دفعہ ۲۳۶ اُس پر فرد قرارداد لگایا جاسکتا تھا یا وہ زیر دفعہ ۲۳۷ سزاے پاسکتا تھا۔ تجویز ہوسکتی ہے ؂

اول تو اس دفعہ سے ثابت ہے کہ عدالت با اختیار سے وہ بریت یا حکم سزاے ہوا ہو اگر اُس عدالت کو اختیار سماعت نہ تھا تو وہ حکم ہی کالعدم ہے ہر شخص پھر استغاثہ عدالت با اختیار مین رجوع کرسکتا ہے اور دوسرے اگر واقعات سے ایسا جرم ثابت نہوتا ہو جس کی بابت فرد قرارداد جرم بمنشاء دفعہ ۲۳۶ قایم ہوسکتا تھا یا زیر دفعہ ۲۳۷ سزاے ہوسکتی ہے۔ تو بھی دوبارہ استغاثہ کی ممانعت نہین ہے۔ اس جگہ مقدمہ دوارکا ناتھ دت ویکلی رپوٹ جلد ۷ صفحہ ۱۵ کا خلاصہ قابل غور ہے۔ جس مین چیف جسٹس نے فرمایا جبکہ سزایابی یا بریت سابق بطور مانع تجویز مابعد پیش کی جاوے۔ تو عدالت کو کچھ شہادت دفعہ اول سے سروکار نہین ہوتا سواے اس امر کے کہ آیا جس جرم کی تحقیقات پہلے تھی اور جواب پیش کیا جاتا ہے وہ ایک ہی ہین اگر جرم وہ ہی ہے تو عذر بریت یا سزاے سابق کافی روک تجویز مابعد کے لئے ہے خواہ عدالت مابعد کی راے شہادت کی نسبت کچھ ہی ہو اگر جرم ایک نہین ہے تو تجویز سزاے یا بریت سابق مانع سماعت نہین ہے خواہ شہادت جو پیش کی جاوے وہ ہی ہو تو وہ عدالت خواہ وہ ہی ہو اُس کو اپنی راے اُس شہادت پر لگانی چاہئے اور اپنا فیصلہ اُس شہادت پر جو اُس کے سامنے پیش ہوگی اور مجھکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دو صاف جرم ایک مین تبدیل نہین پاسکتے مستغیث خواہ کچھ ہی شہادت ایک کے ثبوت کی پیش کرے مثلاً جرم قتل (الف) مین ملزم کا بری ہوجانا اُس کے تجویز جرم (ب) مین ہونیکا کوئی جواب نہوگا سواے اُس قابلیت کے (الف) اور (ب) ایک شخص کے دو نام ہون اور اگر یہ دکھایا جاوے (الف) ایک مرد تھا اور (ب) ایک عورت تھی تو ایسی حالت مین خواہ کسی قدر شہادت جرم قتل (الف) مین پیش کی گئی یہ ثابت نہ کریگی کہ جرم ایک ہی تھا جس سے بریت جرم قتل (الف) کے مانع سماعت جرم قتل (ب) ہو ؂

انڈین لا رپورٹ جلد ۵ بمبئی صفحہ ۵۰۴ مین جس مین دو جرم کی رپوٹ پولیس مین دی گئی تھی جس مین ایک قابل دست اندازی پولیس اور دوسرا قابل عدم دست اندازی پولیس تھا اور پولیس نے بعد تحقیقات رپوٹ کی کہ جرم قابل دست اندازی پولیس ثابت نہین ہوا جس پر صاحب مجسٹریٹ نے حکم دیا کہ جرم وقوعہ سے خارج کیا جاوے اس مین یہ فیصلہ ہوا کہ وہ حکم مانع تجویز نہین ہے۔ اس مضمون پر صدہا فیصلہ جات ہین خصوص دفعہ ۲۰۳ ضابطہ پر ہین مگر چند ایک کا پتہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے اُن کو وقت ضرورت پڑھنا چاہیے ٭

دیکھو فیصلہ جات چیف کورٹ۔ نمبر ۱۶۳۔ سنہ ۱۸۸۳ء و نمبر ۱۰۴۔ سنہ ۱۸۸۳ء ٭
" نمبر ۱۰۷۔ سنہ ۱۸۸۰ء و نمبر ۹۵۔ سنہ ۱۸۸۳ء ٭
" نمبر ۹۴۔ سنہ ۱۸۸۶ء و نمبر ۴۰۔ سنہ ۱۸۹۱ء ٭
" نمبر ۱۵۔ سنہ ۱۸۹۰ء و نمبر ۹۴۔ سنہ ۱۸۸۴ء ٭

ہائی کورٹ الہ آباد انڈین لا رپورٹ

جلد ۱۰۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ صفحہ ۴۱۱ ٭
جلد ۸۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ صفحہ ۳۴۵ ٭
جلد ۴۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ صفحہ ۹۴ ٭
جلد ۷۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ صفحہ ۲۴۷ ٭
جلد ۱۱۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ صفحہ ۴۶۷ ٭

انڈین لا رپورٹ کلکتہ

جلد ۳۔ صفحہ ۷۴ و جلد ۴۔ صفحہ ۳۴۴ ٭
جلد ۷۔ صفحہ ۴۱۳ و جلد ۸۔ صفحہ ۷۹۴ ٭
جلد ۹۔ صفحہ ۶۵ و جلد ۳۔ صفحہ ۳۰۱ ٭
جلد ۱۳۔ صفحہ ۱۷ و جلد ۸ صفحہ ۱۳۰ ٭
جلد ۹۔ صفحہ ۴۶۳ و جلد ۱۶۔ صفحہ ۳۰۰ ٭
جلد ۱۷۔ صفحہ ۵۷۔ ملاحظہ طلب ٭

اصول نمبر ۷ - اپنی جائداد کا اس طرح سے استعمال کرو جس سے کسی دوسرے کی جائداد کو نقصان نہ پہنچے نہ دوسرے کی جائداد کا اس طرح سے استعمال کرو کہ جس سے اُس کو نقصان پہنچے

یہ مسئلہ ایسا مسئلہ ہے کہ اس کو اکثر لوگ کسی قدر سمجھتے ہین اور ملک یورپ مین اور امریکہ مین اسپر بہت ہی عمل ہے مگر ہندوستان مین چونکہ پہلے یہ تک ایسا پابند قانون نہ تھا اس مسئلہ کو لوگ پورا پورا نہین سمجھتے مثلاً اگر کوئی شخص اپنے گھر مین جندر واسطے جھونہ سے چاول نکالنے کے لگائے اور نامر ہتے وہ رات دن کام کرے جس سے گرد نواح کے مکانات کو حرکت غیر معمولی سے اُن کے قیام مین نقصان پہنچے اور باشندگان گرد جوار کے بدنی آرام اور آسایش مین ہرج آوے اور اگر مکانات کرایہ پر دیئے ہوئے ہون تو کرایہ دار بھی بسبب اس تکلیف کے چھوڑ جاوین یا مکانات گرد جوار مین بہت زور کی حرکت کے شگاف پڑ جاوین تو بھی ایسی صورت مین خصوص شہر کے گنجان شمار ہے کہ جو کچھ کیا کرین ہر ایک کو اپنے مکان مین اختیار ہے جو چاہے کرے اور عقلمند بھی تھوڑے ہی ہین جو سمجھتے ہین کہ وہ ایسا نہین کر سکتا جس سے دوسرونکو نقصان اور تکلیف پہنچے صرف قانون دان ہی پورا اس مسئلہ کو جانتے ہین عام لوگ یہ نہین سمجھتے کہ ایسی صورت مین وہ جندر بحکم عدالت فوجداری زیر دفعہ ۱۳۳ ضمن ۲ ضابطہ فوجداری بند کیا جا سکتا ہے اور بذریعہ عدالت دیوانی سے بند بھی ہو سکتا ہے اور ہرجانہ بھی دلایا جا سکتا ہے چنانچہ اس قسم کے مقدمات بھی ہو چکے ہین اور جندر بھی بند ہو چکے اور ہرجانہ بھی دلائے گئے یا اس طرح سے دیکھو کہ ایک شخص اپنے مکان مین سرکہ نکالنا شروع کرے یا مایا نکالنا جس سے گرد نواح کے لوگونکو بدبو آوے اور خطرہ صحت کا پیدا ہو یا کوئی ایسا خطرناک پیشہ اختیار کرے جس سے تکلیف ہو اور

یہ امر زیادہ تمثیلات سے آشکارا ہوگا ایک شخص دوسرے کے مکان کے متصل ایک مکان بناوے اور ایسا بڑھاؤ کرے جس سے دوسرے کے مکان مین پانی گرے تو وہ دوسرا شخص دعوے ہرجہ کر سکتا ہے یا جیسے عمر اپنے درختونکو جو کنارۂ دریا پر اُگے ہوئے ہیں چھانٹے اور وہ شاخین دریا مین اس طرح سے گرین جس سے پانی دریا کا صاف نہ چل سکے اور زید ایک مالک پن چکی کو نقصان پہنچے تو زید دعوے ہرجہ کر سکتا ہے نیز دیکھو ایک شخص اپنا مکان بناتا ہے اور سوائے اُس کی غفلت کے ایک شہتیر چڑھاتے وقت دوسرے کے مکان پر گرے اور جس سے نقصان ہو تو جس شخص کو نقصان پہنچے وہ دعوے ہرجہ کر سکتا ہے پھر ایک شخص دوسرے کو مارنے لگے اور وہ دوسرا شخص اپنے بچاؤ کے لئے ایک لٹھ اُٹھاوے اور وہ لٹھ تیسرے شخص کو جا لگی تو وہ تیسرا شخص دعوے ہرجانہ کا کر سکتا ہے اگرچہ اُس دوسرے شخص نے واجبی اور جائز فعل کیا مگر اصول یہ ہے کہ ایک شخص کو دوسرے کسی طرح سے نقصان پہنچے تو دعوے ہرجہ ہو سکتا ہے مگر یہ صورت دیوانی مقدمات میں ہے فوجداری مقدمات مین نیت پر منحصر ہے تو اُنمین اگر جرم ثابت ہو تب ہی سزا ہو سکتی ہے چنانچہ اس اصول کی بنا یہ ہے کہ کوئی شخص یہ حق نہین رکھتا کہ وہ کسی سبب سے خواہ اُس کا فعل جائز ہو دوسرے کو نقصان پہنچائے یعنے ہر ایک کو چاہئے کہ اس طرح سے اپنی جائداد و فعلون کا استعمال کرے جس سے کسی طرح سے دوسرونکو نقصان نہ پہنچے تمثیلات تو اس کی صدہا ہیں مگر مندرجہ بالا سمجھنے کے لئے کافی ہین ہ فیصلجات چیف کورٹ فیصلہ نمبر ۳۲ سنہ ۱۸۶۸ء اس مین واقعات یہ تھے کہ مدعاعلیہ کے باغ مین جو پانی جمع ہوا اُس نے اُسکو نہ نکالا اور مدعی نے دعوے کیا کہ پانی نہ نکالنے سے گرد و نواح کی زمین کو نقصان پہنچا فیصلہ یہ ہوا کہ وہ شخص اس امر کا ذمہ وار نہین ہے کہ جو شے بلا اُس کے فعل یا اجازت کے واقع ہو اور جس سے نقصان ہو وہ ذمہ وار گردانا جاوے اور نیز کہ اس مقدمہ مین یہ عذر نہ تھا کہ مدعاعلیہ نے اپنے باغ کو کسی طرح سے تبدیل کیا جس سے پانی جمع ہوا بلکہ تبدیلات جو گرد و جوار مین ہو گئین اُس سے یہ اجتماع پانی واقع ہوا تھا ؀

نمبر ۱۹۱ سنہ ۱۳ء جس کی واقعات یہ تھی کہ ایک شخص نے دوسرے کو کسی جائیداد کا ہبہ کر دیا اور وہ ہبہ نامہ موہوب لہٗ نے ایک تیسرے شخص کے پاس امانت رکھا تھا اُس تیسرے شخص نے وہ ہبہ نامہ واہب کو دیدیا جب موہوب لہٗ نے واہب پر نالش کی اُس کا دعوے بسبب نہ پیش کرنے ہبہ نامہ کے خارج ہوگیا تو پھر موہوب لہٗ نے اُس تیسرے شخص پر نالش ہرجانہ بقدر قیمت اُس جائیداد کے کی جو اُس کو پوری ڈگری ملے جو واہب کو ہبہ نامہ دینے سے نقصان ہوا تھا۔

اصول نمبر ۸ ہر ایک شخص کا مکان اُس کا قلعہ ہے

اِس اصول سے مراد یہ ہے کہ ہر ایک شخص کا مکان نہ صرف آرام و آسایش کے لیئے بلکہ ہر قسم کے خطرہ و نقصان سے بچاؤ کے لیئے اُس کا قلعہ ہے مثلاً اگرچہ زندگی انسان حسب منشار قانون کے بیش بہا ہے اور اُس کی حفاظت قانون ہر طرح سے روا رکھتا ہے مگر انسان بہ نیت چوری یا قتل کے دوسرے کے مکان مین داخل ہو تو مالک مکان بلکہ اُس کے ملازم بھی اُس چور یا قاتل کو قتل تک کر ڈالین تو بھی بعض صورتون مین اور بعض حفاظت کے ساتھ جرم نہین ہے اور علیٰ ہذا القیاس اگر کوئی شخص بہ نیت آتش زنی یا دیگر سخت جرایم کے مکان مین داخل ہو تو اُس کو بھی قتل کر ڈالنا بعض صورتون مین جرم نہین ہے جیسے تعزیرات ہند کی دفعہ ایکسنو مین بابت حفاظت جسم کے بعض صورتون مین جان تک نقصان پہنچانا اور اسی طرح سے زیر دفعہ ۱۰۳ تعزیرات ہند حفاظت مال کے لیئے بصورت ہائے مندرجہ دفعہ مذکور جان تک نقصان پہنچانا جایز رکھا گیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص کو اپنے مال و جان کے بچانے کے واسطے کہان تک قانون وسعت دیتا ہے اور نیز بموجب دفعہ ۴۴۱ تعزیرات ہند مداخلت بیجا بہ نیت جرم یا تکلیف وغیرہ صاحب خانہ کے داخل ہونا و دیگر جرایم اسی بچاؤ کیلیئے قرار دیئے گئے ہین مگر مکان ہر شخص کا قلعہ اُسی وقت تک ہے کہ جب تک وہ جرایم فوجداری سے

مبرا ہو یعنے بعض جرایم فوجداری کے مرتکب ہونے سے اُس کا مکان بھی اُس کو نہین بچا سکتا اگرچہ ایک محدود حد تک شمن وغیرہ عدالت دیوانی سے خاص خاص وقت وہ بچ سکتا ہے
جلد ۳ انڈین لا رپورٹ الہ آباد - نمبر ۳۵۴ قیصر ہند بنام عبدالحکیم - استحقاق حفاظت خوداختیاری
قتل عمد - ایک ہیڈ کانسٹبل نے جو تحقیقات ایک مقدمہ نقب زنی و سرقہ کے کرتا تھا چند نٹون کے خیمون کی تلاشی واسطے مال مسروقہ کے کی لیکن کچھ برامد نہوا تلاشی کے ختم ہونے پر نٹون نے کچھ روپیہ دیا اور اُس کو نامبردہ نے لیا لیکن ساتھ ہی اُس کے اُس رقم کو کافی نہ سمجھکر ہیڈ کانسٹبل نے اس سے زیادہ طلب کیا نامبردگان نے زیادہ دینے سے یہ کہکر انکار کیا کہ ہم غریب ہین اور ہمارے پاس زیادہ دینے کو نہین اسپر ہیڈ کانسٹبل نے ایک شخص کی نسبت باندھنے اور لیجانے کا حکم دیا جبکہ اُس کے ماتحت اس حکم کی تعمیل کرنے کو بڑھے تو تمام نٹ جو اس خیمہ گاہ مین تھے یعنے مرد و زن و لڑکے سب نکل آئے منجملہ اُن کے چند کے پاس لاٹھیان اور پتھر تھے اور اور وہ دھمکاتے ہوئے اُس جانب کو بڑھے جہان کہ نٹ باندھا جاتا تھا اور ہیڈ کانسٹبل کھڑا تھا لیکن قبل اسکے کہ جماعت حملہ آور نٹون کی جانب سے کوئی واقعی تشدد ہوا ہو ہیڈ کانسٹبل نے اُس جماعت پر بندوق چلائی جبکہ وہ قریب چار پانچ قدم کے فاصلہ پر تھے اور ایک نٹ کو ہلاک کیا اور اُس کے بعد وہ فرار ہو گیا اگر وہ اس نٹ کو جسے اس نے خلاف قانون گرفتار کیا تھا چھوڑ دیتا یا اپنے تئین اور اپنے ماتحتون کو ہٹا لیتا یا خود بھاگ جاتا تو کوئی خطرہ اس امر کا کہ ہلاکت یا ضرر شدید جماعت مذکور کے فعل سے وقوع پذیر ہوگا باقی نرہتا تجویز ہوئی کہ ہیڈ کانسٹبل مذکور کو کوئی استحقاق حفاظت خوداختیاری بمقابلہ فعل ایسے نٹون کے حاصل نہین تھا کیونکہ اُن کے فعل سے ہلاکت یا ضرر شدید پہنچنے کا اندیشہ معقول وجہ سے نہین تھا اور اس وجہ سے ہیڈ کانسٹبل مذکور ملزم قتل انسان مستلزم سزا کا ہے جو قتل عمد کی حد تک پہنچتا ہے - (۵ - اکتوبر سنہ ۱۸۸۰ع اپیل فوجداری) ٭

اصول نمبر ۹ - تعبیر دستاویزات کی اس طرح کرنی چاہئے کہ جس سے جہان تک ممکن ہو وہ قایم رہ سکے اور کام مین آسکے

اس اصول کا قاعدہ یہ ہے کہ تعبیر دستاویز کے لئے کل دستاویز کو پڑھنا چاہئے اور اگر ممکن ہو تو یہہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہر ایک الفاظ اُس کے معنے رکھتے ہین اور نیت ہمیشہ یہ ہو کہ اُس سے کچھ مطلب نکلے اور مطلب نکالنے کی کوشش کرنی چاہئے نہ کہ اس طرح سے کہ اُس کو بے معنے قرار دینے مین اور جو تعبیر کردہ معقول اور ایسی صاف ہو کہ اُس کو متوسط عقل کا آدمی سمجھ سکے اور جبکہ ایک دستاویز سے مطلب تحریر کنندہ کا نکلتا ہو تو اُس حالت مین یہ کوشش کرنی چاہئے کہ الفاظ اور فقرات اُس کے مطابق ہون نہ کہ الفاظ اور فقرات اس طرح سے تعبیر کرنے کہ جس سے مطلب خبط ہوتا ہو اور عموماً اگر الفاظ ذو معنے ہون یعنے ایک سے دستاویز خلاف قانون ثابت ہوتی ہو اور دوسرے سے مطابق قانون ہو تو اُس کے معنے وہ کرنے چاہئین جو مطابق قانون ہون چنانچہ ایک سن بسرکاری ایسی ہو کہ جس کے ذو معنے ہوسکتے ہون ایک سے بلا تاثیر ثابت ہو اور دوسرے سے با تاثیر تو وہ معنے لینے چاہئین جو با تاثیر ثابت کرین اور پھر یہہ کہ اگر چند اشخاص کی طرف سے دستاویز ہو اور بعض اُن مین سے تو ایسے ہون جو قابل تحریر دستاویز ہون اور بعض ناقابل تو جو قابل تحریر ہون اُن کی نسبت اُس دستاویز کو جایز قرار دینا چاہئے یا ایک دستاویز چند اشخاص کے حق مین تحریر ہوئی ہو جس مین بعض کے حق مین قانوناً تحریر ہوسکتی ہے اور بعض کے حق مین تحریر ہی نہین ہوسکتی تو جہان تک وہ اُن اشخاص کے حق مین ہے جنکے حق مین قانوناً تحریر ہوسکتی ہے روا رکھی جاوے گی تمثیلات مندرجہ بالا سے یہہ ظاہر ہے کہ جبکہ دستاویز کلاً حسب منشار فریقین پوری پوری قانوناً عمل مین نہین آسکتی تاہم وہ جزواً منشاء فریقین کے پورا کرنے کے لئے قانوناً عمل مین لائی جاسکتی ہے تاہم بھی عدالتونکو الفاظ مبہم کے

معنے کو اس طرح سے کرنا چاہئے جو مطابق نیت فریق دستاویز کے ہون اور اُسی دستاویز مین سے نکالے گئے ہون اور نیز اس احتیاط سے کہ منشار فریق دستاویز کا کسی طرح سے خلاف قانون پیدا کرنے کی کوشش نہ کی جاوے کیونکہ عدالتونکو یہہ منصب حاصل نہین کہ کوئی الفاظ دستاویز مین زائد کر کر معنے نکالین یا چند الفاظ دور کر کے معنے قایم کرین تعبیر دستاویزات پر بہت سے فیصلہ جات ہین مگر یہان غرض صرف اصول کے بیان کرنے کی ہے اس لئے اُنکے جمع کرنے کی ضرورت نہین سمجھی جاتی صرف چند ایک فیصلہ جات چیف کورٹ پنجاب کا حوالہ دیتا ہون فیصلہ نمبر ۴۴ ۱۹۰۹ء مین بحث یہ تھی کہ ایک شخص نے اپنی زمین تعدادی ۔ گھماؤ ایک کنال ۲ مرلہ دوسرے کے پاس فروخت کی معہ حصہ شاملات کے تو مشتری نے بایع پر استقرار حق اس امر کے نالش کی کہ کل حصہ شاملات دیہہ ۔ گھماؤ ایک کنال ۲ مرلہ کے ساتھ بیع شدہ قرار دیا جاوے اس مین ججان چیف کورٹ نے تحریر کیا کہ دستاویز اس طرح سے شروع ہوتی ہے کہ بایع واحد مالک ۲ گھماؤ ایک کنال ۲ مرلہ کا معہ حصہ شاملات دیہہ مالک ہے جس کو وہ بالعوض مبلغ ۔ روپیہ کے فروخت کرتا ہے بعد اندراج بعض امور کے یہہ لکھا ہے کہ بایع کو اُس حصہ شاملات مین جو اُس کو از روئے تقسیم آوے کوئی حق نہین ہے صاحب ڈویژنل جج نے یہ فیصلہ کیا کہ کل شاملات دیہہ فروخت ہوگئے تو ججان چیف کورٹ پنجاب لکھتے ہین کہ صاحب ڈویژنل جج غلطی پر ہین وہ بحوالہ صفحہ ۴۴ ۲ لیک صاحب کی کتاب معاہدات کے لکھتے ہین کہ تعبیر دستاویزات کے لئے یہ عام اصول ہے کہ کل دستاویز کو دیکھ کر تعبیر کی جاوے تو اس اصول سے لفظ حصہ کا جو تعریف جایداد مبیعہ کے لئے استعمال ہوا ہے اُس سے زیادہ وسیع معنے ہم نہین کر سکتے کیونکہ وہان لکھا ہے کہ ۲ گھماؤ ایک کنال ۲ مرلہ زمین معہ حصہ شاملات تو ان لفظونکو دوسرے اصول تعبیر کے ساتھ جو یہ ہین کہ الفاظ کو معنے عام دینے چاہئین جب ہم شامل کرتے ہین تو واضح ہے کہ بارہ گھماؤ وغیرہ اراضی معہ اُسقدر حصہ شاملات کے جو اُسکے مقدار کی نسبت سے آتا ہو فروخت کری تو اس لئے کل اراضی شاملات فروخت نہین ہوئی بلکہ اُسقدر کہ جسقدر بارہ گھماؤ وغیرہ کی نسبت سے مل سکے

نیز دیکھو فیصلہ چیف کورٹ پنجاب نمبر ۴ سنہ ۱۸۹۱ء واسطے زیادہ تشریح کے لفظ ادنے اور اعلے مالک کے نمبر ۸۵ سنہ ۱۸۸۹ء اور ڈگری شرطیہ کے نمبر ۱۳ سنہ ۱۸۸۹ء اور دستاویز بیعنامہ کے نمبر ۴۹ سنہ ۱۸۸۹ء اور لفظ کچھ حقیت کے نمبر ۴۳ سنہ ۱۸۹۱ء اور لفظ صاحب جائداد نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۱ء اور تشریح واجب العرض نمبر ۱ سنہ ۱۸۸۸ء اور وصیت نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۸ء اور واسطے پرامیسری نوٹ ہنڈوی کے نمبر ۱ سنہ ۱۸۸۸ء واسطے ذاتی ذمہ داری راہن دیکھو نمبر ۴۰ سنہ ۱۸۸۸ء اور نیز چیف کورٹ نے بمقدمہ گورسا سنگھ بنام ملندا نمبر ۹۵ سنہ ۱۸۹۰ء یہہ فیصلہ کیا کہ جبکہ بیعنامہ مین شاملات درج نہین ہوئی تو دعوے شاملات نہین ہوسکتا۔

اصول نمبر ۱۔ ہر ایک شخص کو اختیار ہے کہ اپنی مرضی سے جو فواید کہ اُسکو بروے کسی معاہدہ یا کسی حق کے بموجب قانون کے حاصل ہون ترک کر دے

بموجب اس اصول کے ہر شخص ایسے عذر کو جو بموجب قانون کے ناطق ہو مثلاً عذر نابالغی یا میعاد ترک کرسکتا ہے اور نہ صرف ترک ہی کرسکتا ہے بلکہ اُس کو اختیار ہے کہ وہ اپنی فرداری تسلیم کرکے ازسرنو تجدید کردیوے بشرطیکہ وہ تسلیم و تجدید مطابق قانون کے ہو علے ہذالقیاس وہ نہ صرف اپنے عذرات جوابدہی مقدمہ ہی کو ترک کرسکتا ہے بلکہ اُس کو یہ بھی اختیار ہے کہ دعوے جو ثابت ہو چکا ہو اُس کو ترک کردیوے یا ایسے قرضہ کی بابت جو بموجب قانون کے وصول ہوسکتا ہو اُس کو قطعی چھوڑ دے یا ایسے حق کو جو بروے قانون معاً حاصل ہو اُس سے دست برداری کردے مثلاً ایک شخص دوسرے کا مکان اس اقرار سے کہ وہ کسی کے پاس رہن نہین ہے خرید کرے اور پیچھے ظاہر ہو کہ وہ رہن ہے تو خریدار اگر چاہے تو اپنا حق بلا رہن خریدنے کا ترک کراکر رہن شدہ ہی خرید لیوے ✦

اصول نمبر ۱۱- دغا سے کوئی حق پیدا نہین ہوتا

شرح اس اصول کی یہ ہے کہ کوئی اقرار پورا کرنے کے ایسے کام کا جو قانوناً ناجایز ہو جایز نہین ہے اور نہ کوئی حق نالش ناجایز اقرار سے پیدا ہو سکتا ہے اور یہ اصول صرف اُسی صورت ہی مین حاوی نہین جبکہ اقرار ناجایز ہو بلکہ جب اقرار برخلاف انتظام یا غیر اخلاقی معاوضہ پر مبنی ہو تو بھی اسپر یہ ہی اصول موثر ہوگا کیونکہ اس قاعدہ کے رو سے کہ جبکہ معاوضہ کی بنار پر معاہدہ ہوا یا معاہدہ بر بنار اُس معاوضہ کے ہوا ناجایز ہو تو کل معاہدہ ہی کالعدم ہو جاوے گا اور اس لئے عدالت قانونی کسی معاہدہ کے پورا کرنے مین جس سے یہ ظاہر ہو کہ فریق معاہدہ کی ایسی نیت تھی کہ وہ وہ امر کرین جو قانون ملک کے خلاف ہو مدد نہ دے گی اور ایسے اقرار کو خواہ وہ تحریری ہو یا نہ بانی یا رجسٹری شدہ ہو یکسان تصور کیا جاوے گا مثلاً ایک تمسک پر جو بابت ایک رقم معین کے تھا دعوے رجوع کیا گیا اور اُس مین مدعا علیہ نے یہہ جواب دیا کہ یہہ تمسک مدعیکو اس واسطے لکھدیا گیا تھا کہ وہ ایک شخص (ب) کو روکے کہ وہ ایک مقدمہ جعلسازی مین شہادت نہ دے جس پر مدعی کی طرف سے یہہ عذر کیا گیا کہ تمسک صرف ایک رقم معین کا ہے اُس مین کہین یہ نہین لکھا کہ کس شے کی بابت ہے اس لئے اُس تحریر کے برخلاف یہہ عذر نہین ہو سکتا اسپر یہ تمسک ناجایز قرار دیا گیا اور رائے دی گئی کہ چونکہ وہ تمسک ابتدا ہی کالعدم تھا اس لئے یہہ عذر ہو سکتا ہے اور بصورت ثبوت ایسے عذر کے وہ تمسک ناجایز قرار دیا جا سکتا ہے اور وقت فیصلہ کے یہہ بھی اظہار کیا گیا کہ اس مقدمہ مین گو چھپانے کے لئے اسپر ملمع کیا گیا ہے تو ایسی صورت مین عدالتون کا یہہ کام ہے اُس طلا کو چھیل کر اصل شے کو آشکارا کر کے فیصلہ دین کیونکہ یہہ ایک امر مسلمہ ہے کہ کوئی شخص پاک چشمہ انصاف کو پلید ہاتھ لگانے کا حق نہین رکھتا مگر یاد رہے کہ اگر ایک تمسک ایسا ہو کہ جزو اُسکے جایز اور دیگر جزو ناجایز ہو تو اُس حالت مین جزو جایز قایم رکھی جاوے گی اور نیز یہہ کہ اگر ایک

شخص نے دوسرے سے کوئی شے خریدی اور اُس مین دوسرے شخص نے کچھ دغا کیا وہ دغا جب اُسکو معلوم ہوا اُسوقت اُسکو معاہدہ شکست کرنا چاہیے مثلاً اگر دغا کے معلوم ہونے کے بعد بھی اُس نے اُس شے کو اپنی شے تصور کر کر استعمال کیا تو وہ پیچھے دعوے ہرجانہ نہین کر سکتا ✦

چیف کورٹ مقدمہ نکھال بنام مولا نمبر ۱۱۔ ۱۸۷۵ع اس مین مدعی کا دعوے یہہ تھا کہ مین نے مدعا علیہ کو ایک رہن نامہ بلا وصول کرنے زر بدل کے واسطے خارج کرنے اپنے برادر زادہ کے لکھدیا تھا وہ منسوخ کیا جاوے چیف کورٹ نے دعوے مدعی اسلیئے خارج کیا کہ مدعی اپنے فریب کا فائدہ نہین اُٹھا سکتا ✦

اور مقدمہ نمبر ۹۰ ۱۸۷۱ع الویا بنام بھان سنگہ بھی دعوے مدعی خارج ہوا اور اسمین یہہ ثابت ہوا کہ مدعا علیہ نے جو بہت قرضدار تھا واسطے بچانے اپنی جایداد قرضہ اران سے اوسنے فرضی رجسٹری بنام مدعی اپنی جایداد اراضی کے بلا وصولی زر بدل کے لکھدی تھی اور چونکہ مدعی اس فریب مین شامل تھا اور جانتا تھا اس لیئے اُس کا دعوے خارج ہوا ✦

مقدمہ نمبر ۱۳ ۱۸۶۹ع ملک شاہ باز مدعی بنام نورا مدعا علیہ واقعات اس مقدمہ کی یہہ تھی کہ مدعا علیہ نے مدعی پر بروے تمسک ڈگری حاصل کی اور مدعا علیہ نے بعد اُس کے اُسپر فوجداری استغاثہ اس امر کا کیا کہ روپیہ تمسک اُسکو نہین دیا گیا مگر یہہ الزام خارج ہوا اسپر مدعی حال نے دعوے واسطے واسطے منسوخی ڈگری جو بربناء فریب حاصل کی ہوئی تھی رجوع کیا فیصلہ یہہ ہوا کہ پہلے مقدمہ مین زرمندرجہ تمسک خواہ غلط اصول پر ثابت قیاس کیا گیا مگر اسلیئے اس مین ڈگری کا فریب سے حاصل ہونا ثابت نہین ہوتا دعوے حال خارج ہوا ✦

نمبر ۴۴ ۱۸۷۳ع اس مین رسید جو پیش کی گئی اُس کی تاریخ وغیرہ مین تبدیلی پائی گئی جس کو پیش کنندہ بخوبی بیان نہ کر سکا کہ کیون ایسا ہوا وہ رقم مندرجہ رسید مجرا اسے نہ دلائی گئی ✦

نمبر ۱۲۔ ۱۸۶۹ع مقدمہ جگناتھ بنام سکرٹری اف سٹیٹ اسمین واقعات یہہ تھے کہ ایک شخص نے اپنے آپ کو دوسرا شخص بیان کر کے معاہدہ کیا تھا وہ معاہدہ ناجایز قرار پایا ✦

نمبر ۹ م اسٹ ۶۹ اس مقدمہ مین اگرچہ دھوکا ہوا مگر جس شخص پر وہ دھوکا ہوا اُس نے اپنے افعال سے منظور کر لیا تھا اسلیئے وہ فائدہ نہ اُٹھا سکا +

اصول نمبر ۱۲ - صرف اقرار سے کوئی وجہ نالش پیدا نہین ہوتی

جبکہ ایک فریق کے معاہدہ کا کوئی معاوضہ اقرار کا نہو تو وہ اس اقرار کا پابند نہین ہے - جیسے ایک طرف سے یہہ اقرار کہ فلان شخص وہ فلان شے دیگا یا فلان کام کرے گا جس کا فریق دویم کو کچھ بدلہ نہ دیگا تو یہہ معاہدہ نہ تصور کیا جاوے گا کیونکہ معاہدہ کے لیئے یہہ ضرور ہے کہ ایک جائز معاوضہ واسطے کرنے یا غرض یا ترغیب ایک فعل کے کرنے کے لیے ہو - مثلاً ایک شخص دوسرے کو کہے کہ وہ اُسکو ایک ہزار روپیہ دیگا تو یہہ کوئی معاہدہ نہین ہے اُسکو اختیار ہے کہ وہ دے یا نہ دے - ایک اقرار بلاعوض خواہ بلحاظ عزت کے ایک وزن رکھے مگر قانوناً وہ کچھ وزن نہین رکھتا - اگرچہ اقرار کہ رجسٹری شدہ ہو اور بعوض محبت یا رشتہ داری کے تو وہ بلاعوض ہی جائز ہے بشرطیکہ کسی قرضخواہ کے قرضہ سے محروم کرنے کی نیت سے نہ کیا گیا ہو مثلاً ایک شخص ایک مکان کا مالک ہے اور سوائے اُس کے وہ کوئی جائداد نہین رکھتا مگر وہ دوسرے شخص کا قرضدار ہے اور وہ قرضداری اُس کے مکان کی قیمت کے برابر ہے اگر وہ ایسی حالت مین وہ مکان ایک رشتہ دار کے نام بذریعہ رجسٹری بلا وصول معاوضہ بیع کر دے تو ایسی بیع عموماً یہہ تصور کی جاویگی کہ اُس نے بغرض محرومی قرضدار کے ایک فرضی بیع کی اور اس قاعدہ سے بعض قسم کی ہنڈویات اور بل بعض صورتون مین مستثنے تصور کیئے جاتے ہین مثلاً ایک شخص نے دوسرے کو ایک ہنڈوی لکھدی جو تیسرے کے پاس دوسرے شخص نے روپیہ لیکر منتقل کر دی اور اُس تیسرے نے چوتھے کے پاس اور اگر چوتھا شخص پہلے روپیہ کا دعوے کرے تو پہلا شخص یہہ نہین کہہ سکتا کہ اُس نے روپیہ وصول نہین پایا کیونکہ ایسے معاملہ مین یہہ قیاس کیا جاتا ہے کہ روپیہ دیکر ایسا کاغذ لکھا جاتا ہے مگر اگر مقدمہ ما بین پہلے اور دوسرے شخص کے نہو تو البتہ تحقیقات وصول معاوضہ کی ہو سکتی ہے یا جب

مقدمہ چوتھے اور پہلے شخص کے مابین ہو اور مدعا علیہ یہہ ثابت کر دے کہ وہ ہنڈوی فریب سے حاصل کی گئی ہے تو اُس صورت مین اُس چوتھی شخص پر بھی بار ثبوت وصولی روپیہ کا ڈالا جا سکتا ہے +

اصول نمبر ۱۳۔ خریدار کو بروقت خریداری ہوشیار رہنا چاہئیے

اگر ایک شخص دوسرے شخص سے ایک قطعہ اراضی خرید کرے جس پر بائع کا حق ہو مگر بائع اُسکو جانتا نہو تو ایسی حالت مین مشتری کو اگر کوئی اُس حق مین پیچھے نقص ثابت ہو تو مشتری دعوے نہین کر سکتا بشرطیکہ بائع نے اپنے حق کی بابت ذمہ واری نہ کر لی ہو کیونکہ اُسپر یہی اصول موثر ہوگا کہ خریدار کو پہلے سے اُن حق حقوق کی جو وہ خریدنے لگا تھا خبرداری کر لینی چاہئے تھی اور اگر جائداد مبیعہ کے پتہ و نشان لکھے جاوین اور یہہ ثابت ہو کہ مشتری اُن پتہ و نشانات سے آگاہ نہ تھا اور ثابت یہہ ہو کہ وہ پتہ و نشانات غلط لکھے گئے تو مشتری دعوے ہرجہ کا کر سکتا ہے اور اگر ایک جائداد اس شرط سے فروخت ہو کہ مشتری اُس جائداد کو معہ کل نقص کے خریدتا ہے تو اُس تحریر سے بائع بری ذمہ یہان تک ہو جاتا ہے کہ وہ خواہ کوئی نقص جو اس مین ہو بیان نہ کرے مگر اُس کا یہہ منصب نہ ہوگا کہ وہ کسی فریب سے اُن نقصونکو چھپاوے جبکہ نقص ایسے ظاہری ہون جس کو ایک با احتیاط آدمی دریافت کر سکتا ہو یا اُن کے پورے علم سے اقرار بیع ہوا ہو تو عدالت انصاف مشتری کو کوئی مدد نہ دے گی وہ ایسے بیع کو منسوخ کرے یا ہرجہ کا دعوے کرے اور مشتری کا یہہ فرض ہے کہ قبل از خریداری جائداد کی دستاویزات کو دیکھ لے یا اوروں سے دکھا کر پوری تسلی کر لے اگر اُس نے پوری توجہ پہلے نہین کی اور نہ اُس نے بائع سے اقرار ذمہ واری لکھا یا تو پیچھے جو نقص اُس مین ظاہر ہونگے اُس کا علاج نہو سکیگا اور دربابِ کرایہ لینے مکان کے بھی یہی صورت پیش آویگی۔ مثلاً ایک مکان چھ ماہ کے واسطے کرایہ پر لیا جاوے اور اس مین کوئی صریح شرط ذمہ واری کی درج نہو مثلاً کہ مکان قابل رہایش

کے ہے تو کرایہ دار کو قبل ایسے اقرار کے پوری پوری تحقیقات کرلینی چاہئے کہ آیا مکان قابل رہایش ہے یا نہین اگر بعد اقرار کے نقص نکلا تو اِس سے وہ اقرار کو منسوخ نہین کر سکتا مگر اگر مکان معہ اسباب آراستہ واسطے سکونت کے دیا جاوے تو اگر وہ قابل رہایش نہ نکلے تو ایسا اقرار فسخ ہو سکتا ہے اور اگر مُشتری کسی کاریگر سے اشیائے خریدے اور اُس کاریگر پر کچھ اعتبار نہ کرے۔ خود دیکھ بھال لیوے تو پھر اگر کوئی نقص ثابت ہووے تو وہ واپس نہین کر سکتا۔ ہان اگر خریدار بایع کو وقت خریداری صاف طور پر یہہ کہدے کہ فلان کام کے لئے یہہ اشیاء مطلوب ہین اُس کام کے مطابق وو تو تب اگر اُن مین نقص نکلے تو خریدار واپس کر سکتا ہے کیونکہ ایسی صورت مین ذمہ واری قیاس کی جاوے گی پھر دیکھو کہ ایک شخص نے ایک دلال کو لکھا کہ فلان حصص ریلوے کے ہمارے واسطے خرید دو اور اُس نے خریدے۔ اور یہہ ثابت ہوا کہ وہ حصص فرضی تھے مگر اُس مین یہہ فیصلہ ہوا کہ دلال اُس کا ذمہ وار نہ تھا جس نام کے حصّہ اُس نے خریدنے کے واسطے اُسکو لکھا تھا اُس نے خریدے پھر اگر ایک شخص ایک گھوڑا دوسرے سے خریدے اور یہہ کہا جاوے کہ یہہ صحیح سالم ہے اور خریدار اُسکو بچشم خود دیکھ لیوے اور ظاہرا اُس کی ایک آنکھ نہو تو ایسی صورت مین وہ پیچھے دعوے واپسی نہین کر سکتا ہان اگر اوس گھوڑے کی ایک آنکھ تو بظاہر درست ہو مگر اُس مین سے اُس کو نظر نہ آتا ہو اور وہ تحقیقات سے معلوم ہو سکتا نہ کہ ایک نظر دیکھنے سے تو ایسی صورت مین مشتری واپسی روپیہ کا دعوے کر سکتا ہے ✤

انڈین لارپورٹ جلد ۲ کلکتہ صفحہ ۳۰۴ کو دیکھو جس مین ایک شخص مہتمم جایداد نابالغ نے جایداد بلا حصول اجازت عدالت رہن کیا تھا اور مرتہن نے پھر اپنا حق دوسرے شخص کے پاس رہن کیا یہہ فیصلہ ہوا کہ وہ رہن باوجودیکہ رہن در رہن ہو چکا تھا ناجایز قرار پایا۔ انڈین لارپورٹ نیز دیکھو کلکتہ جلد ا صفحہ ۱۰۷ ✤

فیصلہ چیف کورٹ نمبر ۱۴ بابت ۱۸۷۱ء مین جس کی واقعات یہہ تھی کہ زید پر جرم دفعہ ۴۰۰ ثابت ہو کر سزائے قید و جرمانہ ہوا اور عوض جرمانہ کے صاحب ڈپٹی کمشنر نے مکان زید کو

نیلام کیا جس کو عمر نے خریدا بموجب قانون کے چونکہ صاحب ڈپٹی کمشنر کو مکان جو ما بنہ کے عوض نیلام کرنے کا اختیار نہ تھا جب زید نے مکان نیلام شدہ کے قبضہ کے واسطے عمر پر نالش کی تو اُس کو بلا ادائے زر نیلام کے مکان عمر سے واپس دلایا گیا کیونکہ اُس نے خریدنے کے وقت ہوشیاری نہ کی اور یہہ نہ دیکھا کہ آیا ڈپٹی کمشنر کو اختیار نیلام تھا یا نہین ❊

نمبر ۴ سنہ ۱۸۶۶ء مین فیصلہ ہوا کہ جب مکان بشرط موجودگی کل حقوق کے بیع ہوا تو بصورت ثبوت کسی امر کے زر بدل کم کیا جا سکتا ہے ❊

نمبر ۵ سنہ ۱۸۸۰ء مین یہہ فیصلہ ہوا کہ جبکہ ایک شخص جانتا ہو کہ جس مکان کو وہ خریدنے لگا ہے اُسمین کوئی شخص دعوے رکھتا ہے اور اس طرح سے وہ جان بوجھ کر سوائے شرط ذمہ واری بائع کے خریدے اور پیچھے دوسرا شخص مالک قرار پاکر اُس کو بیدخل کردے تو وہ زر بدل بھی بائع سے واپس نہین پاسکتا ❊

اصول نمبر ۱۴ جو امر کہ بعد مین منظور کیا جاوے اسکی تاثیر ماقبل کی ہوگی

اس اصول سے مراد یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص نے دوسرے کی طرف سے ایک معاہدہ بلا حصول اُسکی منظوری کے کیا اور پیچھے اُس شخص نے جس کے واسطے اقرار کیا گیا تھا منظور کیا تو اُس سے ایسا خیال کیا جاوے گا کہ گویا ابتدا سے وہ اختیارات معاہدہ کرنے والے کو حاصل تھے مثلاً ایک شخص دوسرے کی اشیاء جبراً اٹھا کر فروخت کرڈالے تو مالک اشیاء کو یہہ بھی اختیار ہے کہ اُس پر ہرجانہ وغیرہ کا دعوے کرے اور اُس کو یہہ بھی اختیار ہے کہ اُس فعل کو منظور کرکے زر مبیعہ کی وصولی کا دعوے کرے کیونکہ بعد صورت مین یہہ قیاس کیا جاوے گا کہ اُس نے ابتداءً مالک کی منظوری سے اشیاء کو فروخت کیا پھر ایک مقدمہ مین فریقین منصف مقرر کرین اور اس اقرار سے کہ ایک ماہ کے اندر وہ فیصلہ کردیوین اور وہ منصف ایک ماہ کے اندر فیصلہ نہ کرین مگر فریقین اُن کے پاس بعد میعاد مقررہ کے حاضر ہوتے اور اپنا اپنا ثبوت

پیش کرتے رہے تو اس سے یہہ نتیجہ نکالا جاوے گا کہ فریقین نے اُن کو کھلا اختیار ابتدا سے دیا تھا کہ وہ جب چاہین عرصہ معقول مین فیصلہ کرین ؛

اصول نمبر ۱۵ - قانون اُن کی مدد کرتا ہے جو اپنے حقوق کی نگرانی کرتے ہین نہ اُنکی جو اپنے حقوق کی نگہبانی چھوڑ کر سو جاتے ہین

اِس اصول کے بیان کرنیکے واسطے پہلے سب سے تمثیل قانون میعاد ہے - کہ جو شخص اپنے دعوے کو مابین میعاد رجوع نہین کرتا وہ اپنے حق سے محروم ہو جاتا ہے - اس مین بعض شخص بسبب نہ سمجھنے اصول کے اکثر یہہ اعتراض کرتے ہین کہ یہہ قانونی ظلم ہے ورنہ حقوق کے واسطے [illegible] گیا اور اُنکو چونکہ یہہ معلوم نہین کہ قانون کیا ہے جو کہ تجربات عقلی ہے اور ہر ایک [illegible] معقول وجہ پر مبنی ہوتا ہے میعاد قانونی دعوٶنکے لئے اس لئے مقرر ہے کہ [illegible] کو بظاہر نیست و نابود کر دیتی ہے مثلاً اگر زبانی قرضہ کسی کو دیا گیا اور گواہان [illegible] تو اگر اُن کی میعاد نہ مقرر ہو اور فرض کرو کہ وہ تیس برس کے بعد دعوے عدالت [illegible] کرے تو کیا تم خیال کرسکتے ہو کہ وہ دعوے بعد اسقدر میعاد کے ثابت ہو سکے - اول تو کیا تیس برس کے بعد وہ سب گواہ زندہ رہین گے دوسرے کیا تیس برس کے بعد وہ [illegible] جو زندہ ہین یاد رہے ہونگے اور کیا خود مدعی کو یاد ہوگا کہ کن کن گواہان کے سامنے یہہ معاملہ ہوا تھا یا مدعا علیہ یہہ خیال کرتے ہون کہ یاد رکھنا ہوگا کہ کن گواہان کے سامنے روپیہ دیا گیا تھا - اگر مدعی جھوٹھی بھی گواہی پیش کردے تو وہ یقیناً اُن کی تردید نہ کرسکیگا تو چونکہ اس قدر عرصہ کے بعد ایسا دعوے ثابت ہونا محال ہے اس لئے ایک ایسی میعاد تین سال کم سے کم مقرر کردے تاکہ مدعی ہوشیار رہے اور اگر اُس کا مدعا علیہ سے تنازعہ پڑے تو مدعا علیہ پر ایسے عرصہ مین نالش کردے جس مین وہ ثبوت اپنا پیش کرسکے اور دعوے اثبوت بھی ہوسکے اور یہہ میعاد مدعی کے

فائدہ کے لیئے مقرر کی گئی نہ کہ نقصان کے لیئے اسی طرح سے ہر ایک میعاد قانونی کے لیئے
معقول وجوہات ہین کیونکہ دنیا مین اسقدر تبدیلات ہر وقت ہوتے رہتے ہین کہ کسی شے کو
پایدار قیام نہین ہے اس لیئے دعاوی کو دوامی بلا میعاد تصور کرلینا برخلاف طریق دنیا ہے
اور پھر خیال کرو دعاوی بہ نسبت جائداد غیر منقولہ کے ہے بالغرض اس کے لیئے کوئی میعاد مقرر
نہو۔ تو کوئی جائداد غیر منقولہ کسی کی کامل ملکیت نہین تصور کی جاسکتی کیونکہ ہر وقت ہر ایک
کو یہہ خوف رہیگا کہ اس پر کوئی دعوے ہو جاوے خصوص ایسی صورت مین کہ جب اُس کی
ملکیت مین شبہہ ہو تو کسی وقت قابض جائداد مطمئن ہوگا کہ یہہ خالص میری جائداد ہے
... کوئی شخص با امن کبھی یہہ نہین کہہ سکتا کہ فلان جائداد خالص میری ہے۔ مین
... کردان اور دیکھو ایک شخص کی ایک مفید زمین ہے وہ اُسکو کبھی نہین دیکھتا
... شخص نے اُسپر مکان بنایا اور بعد ایک عرصہ کے یعنے ۱۲ سال کے اُس نے ایک
... روپیہ لیکر بیع کردی اور اسوقت اصل مالک نے خواب غفلت سے بیدار ہوکر
... اس کا نامسموع ہوگا کیونکہ اُس نے اپنے حق کی حفاظت نہین کی اب اگر
... میعاد سے کہ کیا یہہ ظلم قانونی نہین ہے کہ ایک شخص اپنے حق سے محروم ہوگیا تو اُس کا
... کوئی ظلم نہین ہوا بلکہ عین انصاف ہوا کیونکہ حق دنیا در اصل پوچھو
... کہ کوئی شخص اپنی محنت سے کوئی شے پیدا کرے اور اُس کو اپنے پاس رکھے اور
... تو وہ شے اُس کی کہلاتی ہے مثلاً زمین کسی کے بدن کی جزو نہین ہے
... کیا ہے کہ کسی شخص نے سب سے پہلے اُسپر قبضہ کرلیا اور دبائے رکھا اور کسی دوسرے نے
... تو اُس سے بچایا یا روپیہ دیکر کسی سے خرید کیا اور اُسکو اپنے قابو مین رکھا اگر اُس کی حفاظت
... کی اور دوسرے نے اپنی جان کو خطرہ مین ڈالکر اُسپر قبضہ کرلیا اور ایک مدت دراز تک
... قابض رہکر کچھ روپیہ خرچ کیا اور بعد اُس کے ایک تیسرے شخص نے اُس شخص کو مالک اور
قابض دیکھکر اسقدر روپیہ دیکر خرید کرلیا تو کیا بہتر صورت کونسی ہوگی کہ جس شخص نے روپیہ دیکر زمین

خریدی ہو اور اُسپر قابض ہے اُسکو جواب دیگا اُس شخص کو جس نے کبھی اُس کی پرواہ نہ کی واپس دلا دے گے اس لئے کہ کبھی اُس نے اُس شے کو پیدا کیا تھا اور اُس کی اُس شے سے کبھی الفت تھی جسکو وہ ایک مدت سے چھوڑ چکا تھا کیونکہ ایک زمین کو جس کا کوئی محافظ نہین ہے دبا لینا ہے وہ ہی صورت ہے جیسے غیر آباد ملک مین ایک شخص زمین پر قبضہ کر کر مالک بن بیٹھے کیونکہ آباد ملک مین زمین کو دبا بیٹھنا ایسا ہی ہے اگر کوئی دباتا ہے تو وہ اپنے آپ کو خطرہ حملہ اور دیگر نقصانات مین ڈالتا ہے اگر اُس نے آپ کو خطرہ مین ڈالا اور بعد مین مدت دراز اُسپر قابض رہا تو گویا وہ بھی ایسا ہی مالک بن گیا جیسا کہ پہلا تھا ۔

اصول نمبر ۱۶۔ رواج سے صحیح صحیح تعبیرات معاملات کی ہوتی ہین

تعریف اِس کی بموجب قانون انگلستان کے یہہ ہے کہ قانون بلا تحریر جو ایک مدت دراز کے استعمال بمنظوری بزرگان قایم ہوا اور خاص سبب اُس کا یہہ ہے کہ جب کسی کام کو ایک صورت پر کیا گیا اور وہ عمدہ معلوم ہوا اُس کے کرنے کی رسم پڑتے پڑتے آخر وہ رواج ہو گیا اور دراصل غور کرو کہ یہہ رواج کس طرح سے پہلے شروع ہوئے تو تمکو معلوم ہو جاوے گا کہ یہہ اس طرح سے شروع ہوئے کہ جب بنی نوع انسان رفتہ رفتہ اس درجہ پر پہنچے کہ وہ شامل ہو کر رہنے لگے تو اُسوقت اُنکو ضرورت پڑے کہ فعل ایک شخص کا ایسا ہونا چاہیئے کہ جس سے دوسرے کو نقصان نہ پہنچے چنانچہ ہر ایک کو یہہ امر پسند ہوا اور ہر ایک نے منظور کیا اور رفتہ رفتہ اُسی پر عمل ہوتے ہوتے اِس قدر اُس کے استعمال کو زمانہ گذر گیا کہ ابتداء اُس کی کسی کو یاد ہی نہ رہی یا ایک امر کل کے لئے مفید معلوم ہوا اُسی کو کرتے کرتے اِس قدر عرصہ گذر گیا کہ معقولیت اور فایدہ متصور ہو گا تو لوگ مانتے رہے مگر اُنکو ابتداء اُس کی یاد نہ رہی اِس طرح سے وہ رواج مُلک یا جگہ قایم ہوا مگر اکثر رواج ایسے متقدمین ہین کہ جو پیشتر مقرر ہونے سلطنتوں کے قایم ہوئے یا پیچھے مدت کے استعمال سے لوگون کے دلونپر ایسی تاثیر پیدا ہو گئی کہ خلقت اُنکو دل و جان سے مانتی

بلکہ اُن کی عزت کرنے لگے - یا اس طرح سے سمجھو کہ چونکہ یہہ عام اصول ہے کہ جب اشخاص یا گروہ اشخاص شامل رہنے لگے تو اُنکو واسطے حفاظت جان و مال و دیگر انتظام کے یہہ ضرورت ہوگی کہ قواعد بصلاح یکدیگر صریحاً یا کنایتاً مقرر کرین کہ جس سے ہر ایک اور کل مجمع کا فایدہ ہو چنانچہ وہ اصول جو ابتداء مین اس طرح سے مقرر ہوے اصل بنا رواج کی ہین ✚

(تعریف رواج) رواج وہ قاعدہ ہے جس کو کل الناس یا اکثر مین ایک فرقے نے بمنظوری عام برتنا شروع کیا اور جس کے فعل یا ترک فعل سے اپنے آپ کو پابند کیا اور جس سے صریح وہ قانون پیدا ہوتا ہے جس کا اوپر اکرنا زیر بعض تعریفات سب پر جو اُس فرقہ مین شامل ہین یا شامل ہون لازمی ہو جاتا ہے ✚

(تعریف رواج مسٹر برُوم صاحب) - رواج غیر تحریری قانون ہے جس مین وہ اصول یا رواج (مستعملات) اور قواعد کارروائی متعلق انتظام و حفاظت جسم و مال شامل ہیں جو محتاج حکم واضعان قانون نہیں ہیں - اگرچہ رواج کل ہندوستان میں بہت ہی وسیع ہے اور عام تعریف رواج ہر جگہ سے یکسان متعلق ہے مگر پہلے تھوڑا سا خاص صوبہ پنجاب کے رواج کا ذکر کیا جاتا ہے جہان اس کا بہ نسبت دیگر ملکون کے زیادہ زور ہے - پنجاب مین دو بڑے فرقے ہین - ایک ہندو دویم مسلمان - پہلے رواج اہل ہنود کا ذکر کیا جاتا ہے - ہندو لوگ رواج کو بہت عمدہ بلکہ پاک تصور کرتے ہین - چنانچہ منو صاحب کا قول ہے "قانون کی بناء متقدمین رواج پر ہے اور عاقلان پاک نے یہہ تصور کرکے نیک و متقدمین رواج کو بنیاد تمام کار خیر کی قبول کرکے پیروی کی اور پھر منو جیو کا قول ہے" کہ برہمن کھتری اور ویش جو رواج متقدمین سے برگشتہ ہو جاوے تو اُس کو ثمرہ وید کا نصیب نہوگا مگر اُس کی پیروی کرنے سے وہ کامل ثمرہ پاوے گا" (دیکھو جسٹس بولنو صاحب اور آنریبل رانگین صاحب کا دیباچہ رواج مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۱۲ اور چونکہ اکثر اقوام اہل اسلام اصل مین کی اولاد اہل ہنود ہین اور اُنہون نے بھی رواج بزرگان کو قایم رکھا بلکہ جو دیگر قوم مسلمان ہین وہ علاؤ جلاؤ ان کے سے پابند رواج ہوگئے اس لئے اس ملک مین رواج کی پابندی ضرور ہے

اور واضعان قانون نے بروے رگیولیشن نمبر ۴ سنہ ۱۸۲۷ء ملک ہند مین رواج اور شرع وشاستر کو قایم کیا اور ملک پنجاب مین صحیح صحیح طرح پر دفعہ ۵ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۷۲ء کی ترتیب سے رواج کو شرع وشاستر پر مقدم رکھا ہے اور عملداری سابق مین بھی اسی پر عمل رہا۔ اِس دفعہ کی تشریح کے لیئے ضرور ہے کہ رواج قابل پذیرائی عدالت وغیر پذیرائی عدالت کا ذکر کیا جاے۔ وہ رواج جو قابل پذیرائی عدالت بروے ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۷۲ء نہین ہین وہ یہہ ہین جو خلاف معدلت عام۔ اور انصاف اور نیک نیتی کے ہون مگر یہہ ہرسہ الفاظ انگریزی زبان سے جو ۴ ایکٹ مین مستعمل ہوتے لیئے گئے ہین اُن کی تشریح اردو زبان مین صحیح صحیح نہین ہے اور اس لیئے اُن ہرسہ الفاظ کی تشریح مختصر انگریزی زبان کی دینی ضروری ہے۔ اصل کتاب مین جسٹس ایکوٹی گڈ کانشنس ہین جنکی زیادہ تشریح کرنے مین تو طوالت ہوتی ہے مگر مختصر سا بیان کرنا ضرور ہے (جسٹس) جسٹس کے معنے اُردو مین انصاف کہنے چاہئین اس کی تعریف یہہ ہے۔ اعتدال حق ظہور راے مین یا حق بحقدار رسانیدن یا انصاف قانونی ۔

(ایکوٹی) جو لفظی معنے مین لفظ جسٹس سے تفاوت نہین رکھتا مگر اس کے استعمال مین کسی قدر فرق آتا ہے اور معنے اُس کے برابر انصاف خالص یا انصاف طبعی کے ہین۔ یعنے انصاف بلا تمیز اور انگلستان مین ایکوٹی اور قانونی عدالتون مین تمیز کی گئی ہے۔ اور چونکہ دفعہ ۵ اور ہمارے اغراض پورا کرنے کے لیئے اگرچہ کل طریق ایکوٹی انگلستان کے جاننے کی ضرورت نہین مگر اول اصول عام ایکوٹی جو بخیال مزاج انسان وغیرہ کے تمام تہذیب یافتہ دنیا نے پسند کئے ہین ضرور ہین اس لیئے اُس کا تھوڑا سا ذکر کیا جاتا ہے ایکوٹی کی تعریف از روے قانون انگلستان کے یہہ ہے (یا یہ کہ) انصاف یا طبعی قدرتی انصاف جو ایکٹ ہاے واضعان قانون یا قواعد کامن لا (قانون عامہ) مین شامل نہین مگر بلحاظ پیچیدہ علاقجات انسانی اور آسایش ... کے درست کئے گئے ہین اور استعمال انکا اُن مقدمات مین کیا جاتا ہے۔ جہان حقوق ... قسم عام وحقوق قابل سماعت عدالت ہاے قانونی مین اس طرح کا فرق ہو کہ حقوق ...

قانونی سے پوری چارہ جوئی نہ ہو سکے یا بلا تکلیف یا ہرج عوام الناس وہ کام مین نہ آسکین ÷ یا جہان ان خاص حقوق کے واسطے عدالت ہائے قانونی حق بحقدار نہین پہنچا سکتیں یا دراصل قانون مین اُس کا چارہ نہین تجویز کیا گیا یا جس کا پورا چارہ نہین ہو سکتا یا جس کے اغراض کی پورا کرنے کے واسطے پیچ و ریپیچ نالشات کرنی پڑتی ہین یا عدالت ہائے قانونی اُس کی چارہ جوئی مین وہ روک ڈالن یا تصفیہ کرنا یا ہرجانہ دلانا یا تشریح یا ایسی صورت پیدا نہین کر سکتے جس سے واجبی حفاظت حقوق متدعویہ کی ہو سکے ÷

ایکوئٹی کی مثالین

(۱) عدالت قانونی بصورت عہد شکنی وغیرہ صرف ہرجہ دلا سکتی ہین اور عدالت ہائے ایکوئٹی تکمیل معاہدہ کرا سکتے ہین ÷

(۲) عدالت ہائے قانونی صرف فیصلہ باہم فریقین بلا لحاظ حالات مقدمہ کر سکتے ہین مگر عدالت ہائے ایکوئٹی بلحاظ حالات مقدمہ و صورت ہائے جنکے پیدا ہونے کی اُمید ہو اور بلحاظ حقوق تمام اشخاص جو کسی نہج سے علاقہ رکھتے ہون حکم دے سکتے ہین - (تشریح لفظ گڈ کانشنس) (صحیح علم علم صحت و سقم اپنے افعال و حالات و چلن یا مدرکہ جواز و ناجواز اپنے افعال کا) مراد اس سے یہہ ہے کہ چونکہ انسان مین ایک ایسا مدرکہ ہے - جس سے وہ نیکی و بدی اپنے فعلون کی تمیز کر سکتا ہے تو گڈ کانشنس اُسے کہین گے جس سے یہہ مراد ہے کہ جیسے ایک نیک آدمی نیکی و بدی کی تمیز کر سکتا ہے اور جو اُس کے خیال مین نیک و بد معلوم ہوتا ہے اُسی وزن سے رواج برخلاف نیک نیتی کے ہو - اب رہا یہہ کہ رواج برخلاف جسٹس ایکوئٹی اور گڈ کانشنس کے نہو جس سے اب یہان یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ رواج کونسا ہے اس لئے اُس کی مثالیں ذیل مین لکھی جاتی ہین اور اور یہہ بھی ساتھ ہے کہ کسی حاکم مجاز نے کالعدم قرار نہ دیا ہو - اول رواج قوم رڈمی جس سے شسر اپنے وارثان کو ترک کر کے داماد کو جائداد دے سکتا ہے ناجائز تصور کیا گیا - (مدراس رپورٹ

صفحہ ۱۱ کیول صاحب کا ڈائی جسٹ صفحہ ۱۹) مثلاً یہہ رواج کہ مزارعہ غیر موروثی کو عوضانہ ترقی حیثیت اراضی نہ ملے گا - پیش نہین ہوسکتا کیونکہ یہہ خلاف ایکوٹی کے ہے کہ ایک شخص خرچ بھی کرے اور اراضی کو ترقی بھی دے اور پھر اُس خرچ سے محروم رہے - رواج مین کیا اوصاف ہون تو اُسکو رواج کہا جائے اگرچہ بعض اوصاف رواج کے جیسے بروم صاحب وغیرہ صاحبان نے بیان کئے ہین اور جس کو جسٹس ٹرملٹ صاحب بہادر نے بھی ان سے اخذ کر کے اپنے پنجاب سول کوڈ مین درج کئے ہین - اور یہان بھی اُسی قسم مین سے کچھ درج کیا جاویگا مگر واضح رہے کہ ملک ہندو خاص ملک پنجاب مین کل تعریفات رواج انگلستان جو خاص اُس ملک کے واسطے ہین - کار آمد نہین ہین - جیسے سر آرسکن پیری صاحب نے مقدمہ خوجہ بنام میمن مین بیان کیا ہے کہ وہ قواعد کار آمد ہین جو تمام خلایق پر حاوی ہون تو اس لئے پہلے وہ اوصاف رواج کے بیان کئے جاوینگے جو اُس ملک کی خاص حالات کے لئے کار آمد یا مفید ہین اور وہ عموماً یہہ ہین ◆

اول - کہ رواج نہ صرف متقدمین ہو بلکہ ہمیشہ سے برابر مستعمل ہو کیونکہ بنا رواج کی منظوری خلایق ہے تو وہ منظوری جب تصور کی جاتی ہے جبکہ ایک مدت تک اُسپر عمل ہوتا رہا ہو - جس کی تائید مین (دیکھو فیصلہ نمبر ۲۵ سنہ ۱۸۷۶ء چیف کورٹ پنجاب بمقدمہ گامان وغیرہ بنام غلام محمد وغیرہ) رواج مختلف نہو اور معین ہو - یہان دیکھو جلد ۳ ہائی کورٹ رپورٹ مدراس ◆

(رواج قدیمی ہونا چاہیئے) یعنی اِس قدر مدت سے نافذ ہو کہ حافظہ انسانی سے ابتدا اُسکی باہر ہو - مگر صوبہ پنجاب مین جو ۱۸۴۹ء کو زیر حکومت سرکار انگریزی کے آیا اور جس مین قبل اُسکے کوئی رواج صحیح ثابت کرنا مشکل ہے کیونکہ کوئی تحریری رواج نہ تھا اور رواج دیہات جو بہ تصریح بندوبست اول مین درج ہوئی تو اوصاف قدیمی رواج کے اِس ملک مین دریافت کرنے کیلئے شہرہائے وقصبہ جات مین قدامت اس کی بلحاظ اجرائے اسکے قبل عملداری سرکار اور مواضعات مین اجرائے اسکا قبل بندوبست اول یا وقت بندوبست اول قدیمی تصور کیا جاویگا - اگرچہ

میری مراد اس سے یہہ نہیں کہ یہہ قاعدہ کُلیّہ تصور ہو۔ مگر جہان تک ممکن ہے یہہ قاعدہ اس ملک کے تجربات سے پیدا ہوتا ہے بمصداق اسکے دیکھو جسٹس بولنو صاحب جج چیف کورٹ پنجاب کے دیباچہ کتاب رواج جس مین سے عبارت مندرجہ ذیل اخذ کیجاتی ہے واٹنر بیل راٹیگن صاحب کا دیباچہ کتاب رواج جس مین سے عبارت مندرجہ ذیل اخذ کیجاتی ہے
یہہ امر مین منظور کرتا ہون کہ کوئی پختہ قاعدہ مقرر نہین ہو سکتا مگر قاعدہ مقررہ بالا کے اس ملک سے متعلق کرنے مین کوئی اعتراض جائز نظر نہین آتا۔ یعنے درباب شہر ملٹے کے کوئی رواج قدیمی نہین تصور ہو سکتا۔ جب تک کہ سراغ وجود اس کا قبل از ۱۸۴۹ء جو سن شمولیت پنجاب بہ حکومت سرکار انگریزی نہ ملے۔ اور درباب رواج مواضعات کے زمانہ بندوبست اول کو حد فاصل حافظ قانونی کا تصور کرنا چاہئے اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ شہادت جسقدر کُہنہ ہو جاوے۔ اُسی طرح کمزور ہوتی جاتی ہے اور چونکہ زبانی شہادت اِس ملک مین وقت مناسب پر ہی کچھ چندان قدر نہین رکھتی اور پھر جب وہ شہادت ایک بُہت کُہنہ امورات کی بابت ہو تو وہ زیادہ ہی لچر خیال کیجاتی ہے یہہ کوئی معقول وجہ نہین ہے کہ زمانہ متذکرہ بالا سے اور نزدیک کا زمانہ ثبوت رواج کی شہادت کا مقرر کیا جاوے کیونکہ اگر کوئی جائز رواج موضع مین ہے تو اُس کا پتہ بندوبست اول تک لگ سکیگا۔ اور اگر اُس زمانہ تک پتہ نہ لگے تو ایسے رواج کو معدوم تصور کر لینا خلاف انصاف نہ ہوگا۔ اگر رواج نے گاؤن مین اجراء پایا ہے تو یقیناً اُس کا بندوبست اول تک پتہ لگانا ممکن ہوگا۔ اور اگر کوئی شہادت اِس قسم کی پیدا نہین ہو سکتی تو ایسے رواج پر کچھ لحاظ نہین کرنا چاہیے۔ اور یہان مشہور کلام سر ہنری مین صاحب بموقعہ مباحثہ ایکٹ مزارعان پنجاب اخذ کر کے ذیل مین درج کی جاتی ہے " جب خیال تمیز یافتہ بلکہ یہہ کہنا چاہئے کہ کل بنی انسان کیا تمیز یافتہ اور کیا غیر تمیز یافتہ کے بنا ء رواج عادی استعمال اور مسلسل سلسلہ واقعات او نظائر متواتر ہے جس سے یہہ قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ رواج مُسلمہ ہے۔ اور ایسے رواج اکثر پیش کئے جاتے ہین جن کا ثبوت شاید ایک نظیر ہوتی ہے اور پھر وہ ایسے شاید کہ بلحاظ مشتبہ حق کے مصالحت ہو کر قائم ہونے اور زمانہ شمولیت پنجاب شہرونکے لئے۔ اور بعد وبست اول دیہات کے لئے مقرر کرنے

مین یہہ میری مراد نہین ہے کہ ہر ایک مقدمہ مین نظیر قبل ان ہر دو زمانہ کے طلب ہو ہر حالت مین یہہ نا ممکن ہوگا اور میری مراد اس سے صرف یہہ ہے کہ جب تک ایک مناسب نتیجہ تمام حالات متعلقہ اور طریق موضع وغیرہ سے نہ نکالا جاوے - اور یہہ کہ رواج متدعویہ قبل بندوبست اوّل لوگون کے ذہن مین تھا اور صرف ایسا ہی نہ ہو کہ ایک دو اُس کی نظیر ہون اور وہ بھی بعد بندوبست اول کے تو ایسے رواج کو تسلیم کرنے مین بہت تامل چاہئے - القصہ کل حالات پر غور کرنے سے نتیجہ یہہ نکلتا ہے کہ کسی رواج کو متقدمین یا بیرون حافظہ انسانی نہ تصوّر کرنا چاہئے اور نہ اُس سے کسی رواج قانونی کا ثابت ہونا تصور کرنا چاہئے جب تک کہ کم سے کم بیس سال سے جاری رہنا اُس کا ثابت نہو (دویم) رواج برابر جاری رہا ہو کیونکہ اگر کوئی رواج ایک عرصہ تک بند ہو جاوے اور پھر جاری ہو تو دوبارہ جاری ہونا اُس کا ایک جدید ابتدا ہوگا جس سے اُس کی حقیت قدامت باقی رہے گی مگر بند ہونے سے مراد یہہ ہے کہ حق مذکور بند ہو جاوے نہ کہ چند سال تک بسبب عدم ضرورت اُس کا اجرا بند رہے کیونکہ صورت موخر الذکر مین وہ بند نہین تصور کیا جاتا - چیف کورٹ پنجاب نے بمقدمہ گامن بنام غلام محمّد فرمایا کہ تاریخ شمولیت ملک پنجاب سے جو ۲۹ - مارچ ۱۸۴۹ء ہی تاریخ نالش تک تمیز درمیان باشندگان قوم کھتری خوجہ ساکنان چکوال اور مزارعان غیر مالک اُس قصبہ کے درباب فروخت اُنکے مکانات اور اراضیات سکنی کے وجود نہین رکھتا - اور رواج مبتیہ مدعیان اسبات مین کہ نسبت ایسے معاملات کے اول حاصل کر لینا اُن کی رضامندی کا ضرور ہی بیکار ہو گیا ہے واسطے قرار دینے بنیاد ایک حق کے رواج مسلسل ہونا ضرور ہے اور اس مقدمہ مین ثابت کیا گیا ہے کہ وہ رواج ۱۶ برس سے زیادہ روکا رہا ہے اس لئے عدالت ہذا مقدمہ مدعیان ڈسمس کرتی ہے (جلد سویم پنجاب ریکارڈ) - اور اسی سلسلہ مین مقدمہ (۳ جلد مدراس ہائی کورٹ رپورٹ صفحہ ۷ جس کو مین نے آنریبل راٹیگن صاحب کے دیباچہ رواج سے اخذ کیا ہے غور طلب ہے) اِس مقدمہ مین صاحبان جج بابت رواج کے اس طرح سے لکھتے ہین از بے

قانون کے قبل اس کے کہ ایک رواج مبینہ کو عدالت منظور کرلے اور جس سے اُس کو طاقت قانونی پیدا ہو یہہ ضرور ہے کہ ایسا ثبوت کافی استعمال مدت دراز اور غیر تبدیل اُس کا جس سے یہہ ظاہر ہو کہ منظوری عام سے اُس کی پیروی بطور قاعدہ ایک خاص خاندان یا جماعت یا ضلع یا ایک ملک مین ہوتی رہی ہے اور دیپا کے مقدمہ مین بحضور پریوی کونسل اپیل ہوا اور فیصلہ مین لارڈان کونسل نے اس طرح سے اپنی رائے مین ظاہر کیا - سب صاحبان ضروریات اور راستی ایسے رواج کی جو ایک مدت سے ایک ضلع یا خاندان خاص مین جاری ہے قبول کرنے سے آگاہ ہین - مگر جان یا اصلیت ایسے خاص رواج کی جو روزمرہ کا قانون ترکہ و وراثت کو تبدیل کرتا ہے یہی ہے کہ وہ قدیمی ہو اور غیر مبدل ہو اور پھر یہہ بھی ضرور ہے کہ وہ صاف صاف شہادت سے ثابت کیا جاوے کیونکہ صرف ایسے ذریعہ سے عدالت کو ایسے وجود رواج اور اُس کی قدامت اور تحقیق سے متیقن ہوتی ہین اور نتیجہ و صحت پر اُن کا ایسے رواج کا حق قانونی منحصر ہوتا ہے

اصول نمبر ۷۱ - ہر ایک امر اُس شخص کے برخلاف قیاس کیا جاویگا جو جادہ راستی سے منحرف ہو

اس اصول کی تمثیلات سے تشریح ہوگی - مثلاً دعوے مدعی کا یہہ ہے کہ مین نے مبلغ دو سو روپیہ مدعا علیہ سے لینا تھا اور اُس کی بابت میرے پاس تمسک تھا اور مدعا علیہ میرے کل کاغذات میری دوکان سے چھین کر لیگیا جس مین وہ تمسک بھی شامل تھا شہادت سے یہہ ثابت ہوا کہ ضرور مدعا علیہ کاغذات چھین کر لیگیا اور عذر مدعا علیہ یہہ تھا کہ مین نے تمسک نہ روپیہ لیا اسپر چونکہ اسقدر ثابت ہوا کہ وہ کاغذات چھین کر لیگیا ... مدعا علیہ نے ... ... اُن کاغذات ... ... شہادت کہ مدعا علیہ نے ... تھا اور روپیہ ... تھا ثبوت دعوے کیلئے کافی ...

کی جاویگی کیونکہ مدعاعلیہ نے اس مقدمہ مین جادہ راستی سے انحراف کیا تھا دوسرے اگر ایک فریق مقدمہ ایسی شہادت کو جس سے مقدمہ ثابت ہوتا چھپاوے یا پیش نہ کرے تو اُس سے بھی یہی قیاس کیا جاویگا کہ وہ دروغ ہے تیسرے مدعی کی طرف سے واسطے ثبوت دعوے کے دو گواہ صریح امر واقع کے ہون۔ جن کی تردید مدعاعلیہ اگر چاہتا تو کرسکتا مگر اُس نے نہ تو اُنسے سوالات کئے اور نہ اپنی کوئی تردید پیش کی اس لئے وہ شہادت مدعی کمزور بھی ہو تو بھی قابل منظوری کے ہوگی کیونکہ مدعاعلیہ نے کوئی تردید نہین کی۔ چہارم اگر دعوے مدعی یہہ ہو کہ مدعاعلیہ نے ایک موتی اس سے چھین لیا اور وہ دس ہزار کی مالیت کا تھا اور مدعاعلیہ اس امر کو منظور کرکے اُس موتی کو پیش نہ کرے اور عذر یہہ پیش کرے کہ وہ تھوڑی سی قیمت کا تھا تو اُسمین یہہ قیاس کیا جاویگا کہ وہ موتی بڑی سے بڑی قیمت کا تھا۔ پنجم اگر اشیا بلا صریح تقرر قیمت کے فروخت کئے جاوین اور بایع یہہ ثبوت پیش کرے کہ وہ اشیا مدعاعلیہ مشتری کے حوالہ کی گئی تو اس سے یہہ قیاس لیا جاویگا کہ وہ کم سے کم قیمت تھی مگر اگر یہہ ثابت ہو کہ مدعاعلیہ مشتری یہہ ثابت کرسکتا ہے کہ وہ کس قیمت کی تھی اور وہ دیدہ دانستہ ثابت نہ کرے تو قیاس یہہ ہوگا کہ وہ بڑی سے بڑی قیمت کی تھی۔ ششم اگر ایک اقرار نامہ تحریری ہو اور وہ مدعاعلیہ کے قبضہ مین ہو اور مدعاعلیہ اُس کو پیش نہ کرے تو قیاس یہہ کیا جاویگا کہ وہ باضابطہ اور بر اسٹامپ ہے ہفتم اگر ایک دستاویز کو کوئی فریق مقدمہ بگاڑ دیوے اور ایسا بگاڑنا اُس کے مفید معلوم ہو تو یہہ قیاس کیا جاویگا کہ اُس نے دیدہ دانستہ ایسا کیا اور چونکہ ایسے فعل سے وہ جادہ راستی سے منحرف ہوا تو وہ اُس دستاویز کے فایدہ اُٹھانے سے محروم رکھا جاویگا۔ ہشتم ایک وصیت کسی شخص کے حق مین ہو اور بعد اُس کے ایک دوسری وصیت کرنے والا لکھے اور وصیت اول وہ شخص پیش کرے اور وصیت دویم کی نسبت یہہ بیان کرے کہ وہ اُس سے جاتی رہی تو قیاس یہہ ہوگا کہ وصیت دویم مضر اُس کی ہے۔ نہم اگر ایک دستاویز ایک فریق کے قبضہ مین ہو اور فریق دویم کے نوٹس دینے پر وہ پیش نہ کرے۔ تو قیاس یہہ ہوگا کہ وہ نہ پیش کرنے والے کے

مخالفت ہے اور اس کی شہادت معقولی تھوڑی سی ہے پختہ تصور ہو کر شخص نہ پیش کرنے والے کے برخلاف فیصلہ ہوگا ؎

اصول نمبر ۸ - تمام افعال یہہ قیاس کئے جاتے ہین کہ صحیح اور باضابطہ ہوئے

مثلاً ایک شخص ایک حق پر زمانہ دراز سے قابض ہے تو یہہ قیاس کیا جاوے گا کہ اُس کا ابتدا ہی جائز طور پر ہوا دوئم ایک شخص کو ایک مکان کرایہ پر اس شرط سے پچاس برس کے واسطے دیا گیا کہ وہ اُس مکان کو سکونت کے واسطے استعمال کریگا اُس کا کوئی جزو یا کل دوکان کے استعمال مین نہ لاوے گا دس برس کے بعد کرایہ دار نے ایک جزو کی دوکان بنا لی اور وہ دس برس تک دوکان کرتا رہا اور کرایہ مالک کو دیتا رہا اور مالک کو معلوم تھا کہ اُس نے دوکان بنائی ہوئی ہے بعد تیس سال کے مالک نے وہ کل مکان ایک شخص دوسرے کے پاس فروخت کر دیا اور اُس خریدار نے کرایہ دار پر واسطے بیدخلی کے اس وجہ پر کہ اُس نے برخلاف اقرار کیا اس لئے میعاد بتایا منسوخ ہو کر بیدخل کیا جاوے اسپر فیصلہ یہہ ہوا کہ نہین مالک نے اُس کے فعل کو مان لیا تھا اس لئے وہ فعل جائز تھا۔ سوئم ایک مرد اور ایک عورت تمام عمر بطور زن وشوہر رہتے رہے تو قیاس کیا جاوےگا کہ وہ زن وشوہر بموجب قانون کے تھے جبتک صریح اور قوی ثبوت اُس کے برخلاف پیش کیا جاوے ؎

اصول نمبر ۹ - کسی شخص کو اس امر پر مجبور نہین کیا جا سکتا کہ وہ اپنے آپ کو ملزم قرار دے

اِس اصول سے مراد یہہ ہے۔ کہ جرایم فوجداری کے لئے حکم سزا ثبوت مقدمہ پر ہے نہ کہ ملزم کو مجبور کر کر اُس سے اقبال کرانے پر اور اصلیت اِس اصول کی یہہ ہے کہ زمانہ جہالت مین بلکہ زمانہ

حال مین بعض بعض جگہہ اس طرح کا دستور تھا کہ ملزمان کو بھوکھا رکھ کر بدنی سزا دیکر اور طرح طرح سے دق کر کر اقبال کرا لیا جاتا تھا اور اُس اقبال پر سزا دی جاتی تھی مگر مدت کے تجربہ سے یہہ دریافت ہوا کہ کئی لوگون نے بخوف تکلیف کے جھوٹے اقبال کر دیئے اور حالانکہ وہ در اصل بے گناہ تھے اور وہ سزایاب ہوئے جس سے بنیاد اس اصول کی مقرر ہوئی اور اب بروے قوانین موجودہ ملزم کو کسی سوال کے جواب دینے پر مجبور نہین کیا جاتا دیکھو دفعہ ۳۴۲ ضابطہ فوجداری جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ بہ نظر اسکے کہ ملزم اُس شہادت کی جو برخلاف اُس کے گذری ہو تشریح کر سکے یعنے وجہ بیان کرے کہ وہ شہادت کیون اُس کے برخلاف گذرتی ہے عدالت کو اختیار ہے کہ کسی وقت ملزم سے بلا اطلاع پیشتر کے سوالات پوچھے مگر ساتھ اُس کے ملزم کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اُس کا جواب دے یا نہ دے۔ اور اُس کو جواب نہ دینے سے کوئی سزا نہین مل سکتی اور نیز دیکھو دفعہ ۱۳۲ ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ء قانون شہادت جس مین یہ لکھا ہے کہ کوئی گواہ کسی سوال کے جواب دینے سے جو متعلق مقدمہ ہو اس وجہ سے بری نہین سمجھا جاویگا کہ اُس سوال کے جواب سے وہ ملزم کسی جرم کا قرار پاوے گا یا اُس جواب سے صریحاً یا کنایتاً اُسپر کوئی الزام آوے گا۔ مگر شرط یہہ ہے کہ جس سوال کے جواب پر وہ مجبور کیا جاویگا اُس جواب سے نہ تو اُسپر کوئی استغاثہ فوجداری دائر ہو سکے گا نہ وہ جواب کسی عدالت فوجداری مین برخلاف اُس کے ثابت کیا جاوے گا سوائے حالت دروغ حلفی کے کہ وہ امر دیگر ہے اور نیز دیکھو دفعہ ۳۴۳ ضابطہ فوجداری کو جس مین یہہ درج ہے کہ کسی قسم کا دباؤ بذریعہ اقرار یا خوف وغیرہ کے ملزم پر نہ ڈالا جاوے گا اس نظر سے کہ وہ کسی امر واقعہ کو آشکارا کرے یا نہ کرے جو اُسکے علم مین ہو۔

باب ششم

درباب رجوع مقدمات ہرقسم

یہ باب عملی ہے اس مین سات شق ہین شق اول مین اقسام نالشات ودرخواست ہائے ہرقسم وغیرہ کاغذات متعلق عدالت درج ہین مگر یہ فہرست مکمل نہین ہے صرف اسمین بعض بعض ضروری درخواست معہ نمونہ ودیگر کاغذات درج ہین غرض اس سے یہ ہے کہ کہ اس طرح کا خیال ہی دل مین رہے اور ہرقسم کے کاغذات جن جن کے پیش کرنے کی ضرورت پڑتی ہے وقت مطالعہ کتب کے ہرشخص کو یاد رکھنے کی عادت پڑجاوے اور وقت ضرورت کتاب ہی کا محتاج نرہے۔ شق دویم کس طرح کی نالشات رجوع ہوسکتی ہین اور کس طرح کی رجوع ہی نہین ہوسکتی۔ شق سویم رجوع مقدمات دیوانی متفرق وغیرہ۔ شق چہارم رجوع استغاثہ فوجداری۔ شق پنجم جوابدہی مقدمات دیوانی۔ شق ششم جوابدہی مقدمات فوجداری۔ شق ہفتم امور تنقیح طلب ؛

شق اوّل

اول۔ تحریرات استغاثہ فوجداری۔ دویم۔ نالشات دیوانی جنکو عرضی نالشات بھی عوام کہتے ہین۔ سویم۔ جواب دعوئے دیوانی۔ اور نیز کبھی کبھی جواب بمقدمات فوجداری اور سوالات ہرقسم۔ درخواست قرقی قبل ازفیصلہ۔ درخواست گرفتاری قبل ازفیصلہ۔ درخواست حکم امتناعی۔ درخواست روکنے مقدمہ۔ درخواست قرقی یا گرفتاری یا اجراے ڈگری۔ ضمانت نامجات۔ حاضری عدالت

مال ضمانت۔ ضمانت حاضری یا نیک چلنی وقت معین تک و مچلکہ۔ درخواست طلبی گواہان۔ درخواست نقل حکم۔ درخواست بصیغہ کلکٹری یعنے بحضور صاحب کلکٹر بہادر و بعدالت خفیفہ۔ درخواست شمولیت دیگر اشخاص بزمرۂ مدعی یا مدعاعلیہم۔ درخواست وارثان متوفی۔ فیصلہ منصفان۔ رپورٹ کمیشن درخواست وارثان متوفی۔ درخواست التواء اجرائے ڈگری۔ فیصلہ منصفان تجویزات حلفی۔ باز دعوے نوٹس۔ مصالحت نامہ۔ اقبال دعوے۔ اقرارنامہ تقرری ثالثان۔ اقرارنامہ حصر مقدمہ بر رائے عدالت۔ درخواست بحکمہ مال۔ درباب ٹیکس۔ درباب لینے زمین نہر واسطے نکال کے۔ درخواست بیدخلی مزارعہ۔ درخواست تشخیص عوضانہ۔ عرضی قائمی موروثیت۔ درخواست تشخیص پیداوار زیر قانون مال۔ درخواست و استغاثہ زیر ایکٹ ۱۹ ۱۸۵۰ع قانون شاگردان بشاگردی استاد۔ درخواست رشتہ داران شخص مجنون زیر دفعہ ۳ ایکٹ ۳۵ ۱۸۵۸ع واسطے قرار دیئے جانے مجنون اور انتظام جائداد کے۔

درخواست زیر ایکٹ ۱۳ ۱۸۵۹ع کاریگران۔

نالش واگذاری جائداد منضبطہ یا مقروقہ بحکم سرکار از طرف اس شخص کے جس کو اس جرم سے کچھ علاقہ نہیں ہے زیر دفعہ ۲۰ ایکٹ نمبر ۹ ۱۸۵۹ع درباب واگذاری مابین میعاد ایک سال تاریخ قرقی یا ضبطی سے جس کے بعد نہیں ہوسکتی۔

ادخال یادداشت سوسائٹی زیر ایکٹ ۲۱ ۱۸۶۰ع یعنے مجالس علمی یا خیراتی۔

درخواست ملنے پٹہ اراضی غیر آباد از سرکار زیر قواعد ایکٹ ۲۳ ۱۸۶۳ع بحضور صاحب ڈپٹی کمشنر۔

نالشات شوہر جو عیسائی ہوگیا بنام زوجہ واسطے انفساخ شادی وغیرہ زیر ایکٹ ۲۱ ۱۸۶۶ع۔

عرائض زیر ایکٹ ۴ ۱۸۶۹ع یعنے انفساخ شادی شخص عیسائی بربناء بدکاری شوہر یا زوجہ۔

درخواست زیر ایکٹ ۱۹ ۱۸۸۳ع درباب ملنے قرضہ بجہت ترقی اراضی مزروعہ جس کے لئے خاص نمونہ مندرجہ ذیل مقرر ہے۔

نمونہ عرضی متذکرہ بالا

نام وسکونت وغیرہ سائل	رقم قرضہ مطلوبہ	قسم ضمانت آیا ذاتی یا دیگر	قسم ترقی جو کی جاوے گی	اراضی کہان واقع ہے	حقوق سائل با اراضی مذکور	کس کس تاریخ قرضہ ادا کیا جاویگا

دستخط سائل

یہ درخواست تحصیلدار کے پاس بہ نمونہ بالا پیش ہو سکتی ہے اسپر اسٹامپ نہوگا اور سوا اس کے نمونہ جات ضمانت وغیرہ قواعد مین ہین اُنکو بوقت ضرورت دیکھنا ضروری ہے +

درخواست ہائے تقاوی زیر ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۴ء جس کے لیئے نمونہ جات اقرارنامون کے قواعد منسلکہ ایکٹ مذکور مین درج ہین ملاحظہ طلب اور یہ درخواست تحصیلدار یا کسی افسر کے پاس جو تحصیلدار سے کم نہو گذر سکتی ہے +

درخواست زیر ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ء - یعنے ایکٹ تقرری ولی نابالغ زیر دفعہ ۱۰ جس مین مندرجہ ذیل امورات درج ہونے ضروری ہوتے ہین اور تصدیق اُس کی بموجب ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء یعنی ضابطہ دیوانی کے بھی ضروری ہے +

(الف) - نام مرد یا عورت و مذہب و تاریخ ولادت اور معمولی جائے سکونت نابالغ +

(ب) جبکہ نابالغ عورت ہے - تو یہ لکھنا کہ آیا وہ شادی شدہ ہے یا نہین اگر ہے تو نام و عمر شوہر لکھنا چاہیئے +

(ج) قسم اور جگہ اور تخمیناً قیمت جائداد نابالغ کی اگر کوئی ہو تو +

(و) نام سکونت اُس شخص کا جس کی حفاظت مین نابالغ یا جائداد نابالغ کی ہے +
(ہ) کون کونسے نزدیکی رشتہ دار نابالغ کے ہین - اور وہ کہان سکونت رکھتے ہین +
(د) آیا کہ ولی جسم یا جائداد یا دونون نابالغ کا کسی ایسے شخص نے جو یہ دعوے بموجب اُس قانون کے رکھتا ہو جس کے ماتحت وہ نابالغ ہے ولی مقرر کیا ہو +
(ز) آیا کہ کوئی درخواست اُس عدالت مین یا کسی عدالت مین درباب تقرری ولی جسم یا جائداد یا دونون نابالغ کی گذرچکی ہے اگر گذری تو کس عدالت مین اور نتیجہ اُس کا کیا ہے +
(ح) - آیا کہ درخواست تقرری یا اشتہار ولایت جسم یا جائداد یا دونون کی مطلوب ہے +
(ط) جہان درخواست تقرری ولی کی ہے اوصاف ولی مطلوبہ کے +
(ی) جہان درخواست اشتہار ولی کی ہے - تو وہان وجوہات اِس امر کی کہ کن وجوہات پر وہ شخص دعوے کرتا ہے +
(ک) دیگر اور خصوصیات اگر کوئی ہون جو لکھے جانیوالے ہون یا بموجب قسم درخواست کے درج کرنے کی ضرورت ہو اور اس درخواست کے ساتھ ایک بیان ولی سائل کا اس امر کا ہو کہ وہ ولی بننے پر راضی ہے جسپر اُس کے دستخط ہون اور کم سے کم دو گواہان کی تصدیق ہو +
نالش زیر دفعہ ۱۴ - ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۳ع درباب انتظام منادر و مساجد +
درخواست عذرداری زیر ایکٹ - ۲ سنہ ۱۸۸۶ع انکم ٹیکس جس کا نمونہ خاص ضمیمہ ۲ ایکٹ مذکور مین ہے +
درخواست زیر دفعہ - ۶ سا ایکٹ - ۷ سنہ ۱۸۵۹ع حصول قرضہ متوفی مین یہ امورات درج ہونگے +
(الف) وقت وفات متوفی +
(ب) - معمولی سکونت متوفی اور اگر متوفی حد اختیار عدالت مین سکونت نہ رکھتا تھا تو ذکر جائداد متوفی جو حدود عدالت کے اندر ہو - اور اشخاص خاندان و دیگر نزدیکی رشتہ داران متوفی اور اُن کی جائے سکونت +

(ج) حق جس کے روسے سایل دعویدار ہے ◆

(د) اور کہ بروے دفعہ ۴ ضمن ۴ یا بروے کسی اور مضمون ایکٹ ہذا یا دیگر قانون کے سایل کو روک درباب عطاء سارٹیفکٹ اگر دیا جاوے تو نہین ہے اور نہ وہ ناجایز ہوگا ◆

(ہ) قرضہ جس کے لئے درخواست سارٹیفکٹ ہے ◆

اور اس درخواست پر حسب ضابطہ دیوانی حلفی تصدیق ہوگی اور اگر کوئی بیان اس مین خلاف یا دروغ درج ہونا ثابت ہوا تو سایل مستلزم سزا دینے یا بنانے شہادت دروغ کا ہوگا ◆

نوٹس پیش کرنے دستاویزات

نوٹس بخدمت صاحب کلکٹر زیر دفعہ ۴ - ایکٹ - ۶ شہ ۱۸۷۸ - ایکٹ دفینہ جسمین تخمیناً قیمت سے یا خزانہ دستیاب شدہ اور جہان وہ دستیاب ہوا معہ اُس تاریخ کی جب وہ ملا درج کیا جاوے گا نوٹس ارجاع نالش جو میونسپل کمیٹی یا افسران سرکار کو دیئے جانے ضرور ہین ◆

شق دویم

کون کون شخص دعوے رجوع کرسکتے ہین اور کون کون سے دعاوی نہین بھی ہوسکتے بطور مختصر صرف بہ نظر اس طرف رجوع کرنے طبیعت کے تمام اشخاص پر اور تمام اشخاص دوسرو نپر بلا لحاظ رتبہ کے سوائے مستثنیات مندرجہ مابعد کے نالشات کرسکتے ہین بادشاہ وقت بطریق دیگر اشخاص اُن دعوؤنکو جو اُس کو بطور شخص بطور خانگی حاصل ہون عدالت مین رجوع کرسکتا ہے اور علی ہذا القیاس شاہ ملک غیر بھی ہماری عدالتون مین واسطے حصول حقوق اُسکی جائداد کے جو اس علاقہ مین ہو دعوے کرسکتا ہے - نالشات مختلف قسم کی مین [illegible] اُن کی تقسیم اس طرح ہوسکتی ہے - قسم اول منحصر بر معاملات قسم دویم بر بنائے نقصان یا تعدی [illegible] دعوے کا دارومدار یہ ہوتا ہے پہلے دائیکس کسی شخص کا [illegible]

کرے جس سے کہ بنائے دعوے پیدا ہوتا ہے ✦

دعاوی جو معاہدہ پر منحصر ہین وہ عدم ایفاء اقرار یا شکستگی معاہدہ صریح یا کنایتاً پر حصر رکھتے ہین اور قسم دویم کے وہ ہین جن مین کسی اقرار یا معاہدہ کا کوئی تعلق نہین ہوتا - وہ ایسے زیان ہین جنکا دعوے بلا لحاظ معاہدہ کے ہو سکتا ہے مثلاً حملہ - قید بیجا - ازالہ حیثیت عرفی وغیرہ وغیرہ - اس قسم کے دعوے کے لئے دیکھنا صرف یہ ضروری ہے - کہ مدعی کوئی حق مسلمہ رکھتا ہو - اور اُس حق مین کوئی شخص دوسرا مداخلت کرے - مگر بعض قسم کے زیان بھی ایسے ہین - جن کو زیان نہین خیال کیا جاتا - مثلاً - ایک شہر مین ایک مدت دراز سے ایک مدرسہ قایم ہو - اور اُسی شہر مین کوئی شخص دوسرا مدرسہ جاری کرے اور اُس پہلے مدرسہ کو نقصان پہنچے تو ایسے نقصان کا دعوے نہین ہو سکتا - دویم ایک شخص اپنے مکان پر دریچہ رکھے جس سے خواہ دوسرے کی ہوا مین کمی بھی ہو جاوے تو اُس ہرجہ کا دعوے نہین ہو سکتا - سویم - ایک شخص کے مکان سے بیرونی شہر کی سبزی کی نظر آتی ہو اور دوسرا شخص جس کی زمین سفید اُس کے مکان اور بیرونی شہر کے درمیان ہو مکان اُسپر ایسا بلند بنالے جس سے اُس کا نظارہ رک جاوے تو وہ دعوے ہرجانہ کا نہین کر سکتا - چہارم - مثلاً ایک شخص کے مکان کے ساتھ دوسرا ملحق ہے اور اُس کے قایم رہنے سے کئی ایک فایدہ ہین - اگر وہ مکان گر جاوے اور مالک اُس کا نہ بناوے تو مالک مکان جس کو کہ اُس کے مکان کے قایم رہنے سے فائدہ تھا دعوے ہرجانہ کا نہین کر سکتا - پنجم - بعضے بیانات ایسے مُضر ہوتے ہین کہ جن سے بہت سا اصلی زیان پہنچ سکتا ہے - مگر کوئی دعوے ہرجہ کا نہین ہو سکتا - مثلاً ایک شخص چوری کا مال خریدتا ہے اور اُس خرید و فروخت مین وہ ہزارہا روپیہ کا فائدہ اُٹھاتا ہے اگر اسی حالت کو کوئی شخص فائدہ عام کیلئے مشتہر کر دے تو چاہے اُس کا کسی قدر نقصان ہو دعوے نہین کر سکتا - ششم - مثلاً ایک مالک زمین اپنی زمین مین ایک چاہ کھودے جس سے کہ وہ پانی جو دوسری زمین مین مالک پن چکی کو فائدہ دیتا تھا رُک جاوے تو وہ دعوے ہرجہ کا نہین کر سکتا ✦

شق سویم

درباب رجوع مقدمہ دیوانی و مال و سرسری

جب موکل واسطے رجوع مقدمہ کے تمہارے پاس آوے تو سب سے اول کل حال موکل سے مقدمہ کا سنو۔ اور اگر بابت متدعویہ کی بابت پہلے کوئی مقدمہ ہوا ہے تو اُس کا حال بھی سنو یا کسی دوسرے مقدمہ مین جس مین فریقین اُس مقدمہ کے فریق نہ تھے ذکر یا دعوے ہوا ہے تو وہ بھی دریافت کرو بعد اُس کے غور کرو کہ آیا موکل کے پاس کل کاغذات یا سندات متعلق مقدمہ موجود ہین یا نہین اگر ہین تو ہر ایک کو بغور ملاحظہ کرو اور اگر کسی مین شک پڑے تو اُس کی بابت موکل سے دریافت کر کر رفع شک کر دو اور اگر زیادہ مشتبہ ہو تو موکل کو اُس کے نہ پیش کرنے کی رائے دو اور پھر بغور دیکھو کہ کوئی سندات ایسے ہین جو دعوے کی بنیاد ہین اور پھر اُنپر اسٹامپ پورا ہے یا نہین اگر پورا نہین ہے تو تاوان وغیرہ سے موکل کو آگاہ کرو اور اگر رجسٹری لازمی تھی تو وہ رجسٹری شدہ ہے یا نہین اگر نہین ہے تو پھر غور کرو کہ آیا اُس کے رو سے جو دعوے رجوع کیا جاتا ہے وہ دعویٰ کسی جایداد غیر منقولہ پر ہے۔ یا صرف زر کا مثلاً اگر رجسٹری لازمی تھی اور وہ دستاویز زائد از یکصد روپیہ رہن نامہ ہے تو موکل اسکے رو سے دعوے یا مواخذہ جایداد مرہونہ پر نہین کرسکتا مگر ہان اگر وہ دعوے صرف زر نقد کا بلا مواخذہ جایداد مرہونہ کرے تو وہ اُس دستاویز کو ثبوت وصولی زر مین پیش کرسکتا ہے یا فرض کرو کہ وہ جایداد غیر منقولہ قبل از رجسٹری زبانی رہن ہے۔ تو اگرچہ اس رجسٹری کے رو سے وہ دعوے نہین کرسکتا مگر پہلے زبانی رہن کی بابت اُس کو دعوے کرنے کی ممانعت نہین ہے۔ مگر یہ بھی یاد رہے کہ اگر وہ دستاویز جس کی رجسٹری لازمی ہے ایسی دستاویز ہے کہ جس سے معاہدہ تصور نہین ہوسکتا۔ تو اُس کی بابت دیگر شہادت

سے دعوے ہو سکتا ہے - اسی طرح سے سب دستاویزات کو بغور سوچو - اور ہر ایک پر اپنی
رائے قائم کرو - اور پھر اُن مقدمات کی جو پہلے ہوئے ہین ہر ایک کی بابت موکل سے نقول
طلب کرو - اگر نقول نہ لا سکے اور ممکن ہو تو اُن کی اشلہ ذفتر سے ملاحظہ کرو کیونکہ یہ نہایت
ضروری ہے - کہ پہلے اُن مقدمات کو بغور ملاحظہ کیا جاوے - اُن سے بہت صحیح علم
مقدمہ کا دریافت ہو جاوے گا - اور وجوہات دعوے بعد ملاحظہ اُن کے صاف نکل آوینگے
اور یہہ بھی معلوم ہو جاوے گا کہ آیا اب یہ دعوے ہو بھی سکتا ہے یا نہین - مثلاً اگر تم نے
دعوے بلا ملاحظہ مقدمہ سابق رجوع کر دیا - اور پھر پیچھے جب وہ مقدمہ عدالت کے سامنے آیا
جو پہلے ہو چکا ہے تو اُس مین سے بعض ایسے امورات نکل آوینگے - جس سے یہ وجوہات بھی
تمہاری غلط معلوم ہو جاوینگی - یا فرض کرو کہ مقدمہ سابق مانع مقدمہ حال نہین ہے مگر
اُس مین بیان تمہارے موکل کا جو ہوا ہے - وہ متناقض بیان حال ہے - تو بلالحاظ اس کے
کہ حلف دروغی ثابت ہو کم سے کم یہ تو حاکم کے خیال مین بیٹھ جاوے گا - کہ تمہارا دعوے
لچر ہے اور پھر اگر موکل کا دعوے مالکیت ایک مکان کا ہے جس کو فریق ثانی اپنا قرار دیگا
تو تم موکل سے یہ بھی دریافت کرو کہ آیا اُس مکان کے ارد گرد کوئی مکان فروخت ہوا ہے
اور اُس کی حدود اربعہ مین کہین مالک مکان متنازعہ کا نام لکھا گیا ہے ایسے امورات بھی
ایک قسم کی تائید شہادت کرتے ہین یا کسی خانہ شماری مین لکھا ہوا ہے کہ فلان مالک ہے
وہ بھی ایک قسم کا ثبوت ایسا ہوتا ہے کہ اگرچہ اُس کی شہادت قانونی ہونے مین شک بھی
ہو تاہم اگر مقدمہ کے ثبوت کے واسطے صرف شہادت زبانی ہو تو یہہ بھی کام مین آسکتا ہے
بعد غور و پڑتال کل امورات کی پھر دعوے کو جانچو - اوّل فریق مقدمہ درست طرح سے بعد
ملاحظہ قانون متعلقہ کے قرار دو پھر دعوے اور کل وجوہات دعوے اور مدعا مفرسی مقرر کرو
اور فہرست دستاویزات جو دعوے مین پیش کرنی ہے بناؤ - اور نمبر اراضی اگر دعوے
اراضی ہے تو حاصل کرو اور اگر دعوے مکان ہے تو نقشہ مکان کا تیار کراؤ - جو کاغذات ہمراہ

عرضی دعوے کے شامل کئے جاتے ہین - اور اگر مدعی نابالغ یا مجنون وغیرہ ہے تو اُس کے ولی یا رفیق کا نام اور نیز حصول حکم عدالت درباب تقرری اُس کے بطور ولی یا رفیق کی طرف رجوع کرو یا اگر مدعا علیہ یا کوئی مدعا علیہ نابالغ یا مجنون وغیرہ ہے تو اُس کا ولی اگر کوئی پہلے باضابطہ مقرر نہین ہے تو اُس کا ولی یا رفیق باضابطہ مقرر کرانے کے حکم کے حصول کے واسطے غور کرو اور وجوہات دعوے ایسے ایسے صاف صاف ہون کہ جن سے پورا پورا مطلب حاصل ہوتا ہو لکھو اور تصدیق موکل اور اگر خود پیش کرو تو اپنے دستخط کرو اور اسٹامپ پورا بموجب قانون کے لگاؤ اور جن جن امورات کا اوپر ذکر ہوا ہے ہر ایک کی بابت ضابطہ اور کورٹ فیس ملاحظہ کرو اور یہہ بھی غور کرلو کہ دعوے مابین المیعاد ہے اور اگر کسی رواج مسلمہ پر مبنی ہے تو خاص اُس رواج کا ذکر کرو اگر شرع محمدی یا شاستر اہل ہنود یا عیسائی شرع پر مبنی ہے تو اُس کا ذکر بھی کرو اور مقدمات مال کی بابت اس وقت ایکٹ ۱۲ و ۱۷ - ۱۸۷۶ء جاری ہین انکو ملاحظہ کر کر مطابق اُس کے دعوے لائے رجوع کرو اور جو درخواست ملے اُس میں بطور متفرق پیش ہو سکتی ہین اُن کی طرف رجوع کرو اور جن جن مقدمات میں یہہ شک پڑتا ہے کہ آیا یہہ مقدمہ دیوانی مین یا مال مین رجوع ہو سکتا ہے - تو اُس کی بابت فیصلہ جات چیف کورٹ کی طرف رجوع کرو کیونکہ اکثر ایسے امورات کو عدالت عالیہ چیف کورٹ نے صاف کر دیا ہے ٭

متعلق شق سویم

ضمیمہ رجوع مقدمات دیوانی

جلد ۳ - الہ آباد انڈین لا رپورٹ صفحہ ۶۷۶ - بمقدمہ مول چند بنام شب چرن لعل ٭ ایکٹ ۷ - ۱۸۷۰ء (ایکٹ رسوم عدالت) دفعہ ۱۷ - ایکٹ ۱۰ - ۱۸۷۷ء (مجموعہ ضابطہ دیوانی)

دفعہ ۹ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء (مجموعہ ضابطہ دیوانی) دفعات ۴۴ و ۴۵ - نالش جس مین تعداد ہو - علیحدہ منشاء دعوے - عرضی دعوے - یادداشت اپیل +

تجویز ہوئی کہ الفاظ علیحدہ منشاء دعوے موقوعہ دفعہ ۱۷ - ایکٹ رسوم عدالت سنہ ۱۸۷۰ء کی مراد علیحدہ اور جُدا جُدا بناہائے مخاصمت سے ہے - مقدمہ جھیلی رانی بنام رام دہنی (۱) پر لحاظ کیا گیا - مدعی نے اپنے برادران اور ایک بھتیجے کے نام نالش واسطے دلا پانے حصہ جائداد منقولہ اور غیر منقولہ اپنے چچا متوفی کے بہ تنسیخ ہبہ نامہ جائداد غیر منقولہ موہوبہ بھتیجہ کے بربنائے دھرم شاستر متعلقہ وراثت اور ایک وصیت نامہ کے دائر کی - اسٹوارٹ صاحب چیف جسٹس و اسٹریٹ صاحب جسٹس نے تجویز کی کہ حسب دفعہ ۱۷ - ایکٹ رسوم عدالت سنہ ۱۸۷۰ء کے عرضی دعوے اور یادداشت اپیل پر وہ مجموعی تعداد رسوم ادا ہونی چاہئے تھی جو عرایض دعوے یا یادداشت اپیل پر نالشات جداگانہ متعلقہ جائداد منقولہ اور غیر منقولہ مین حسب ایکٹ مذکور کے قابل ادا ہوتی - ازا ولڈفیلڈ صاحب جسٹس رسوم عدالت عرضی دعوے اور یادداشت اپیل پر اعتبار کل تعداد دعوے کی لی جانی چاہئے کیونکہ نالش اُس قسم کی نہین تھی کہ جس کا دفعہ ۱۷ - ایکٹ رسوم عدالت مین ذکر ہے (۳ - مئی سنہ ۱۸۸۰ء - اجلاس کامل) جلد ۲ - انڈین لاریورٹ الہ آباد صفحہ ۲۹۸ - چہیدی لعل بنام کیسرٹ چند وغیرہ ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۰ء (ایکٹ رسوم عدالت) دفعہ ۷ ضمن ہائے ۱ و ۲ دفعہ ۱۲ ضمن ۲ و دفعات ۱۷ و ۲۴ - ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۷ء (مجموعہ ضابطہ دیوانی) دفعات ۴۴ و ۴۵ - نالش تعداد دعوے علیحدہ علیحدہ منشاء دعوے - عرضی دعوے - یادداشت اپیل - نالش بابت زرنقد اختیار عدالتہائے کورٹ کے دربارہ اخذ رسوم بابت دستاویز جسپر اسٹامپ مناسب نہو - مدعیان نے بذریعہ بیع بالوفا جو بیعات ہوگئی تھی نالش واسطے (۱) دخل مکان (۲) معاوضہ بطور کرایہ بابت استعمال وسکونت مکان مذکور من ابتدائے تاریخ بیعات لغایت تاریخ نالش اور (۳) معاوضہ قسم مذکور تاریخ آخر الذکر سے اُس تاریخ تک کہ جس کو دخل مدعیان کو دلا یا جاسئے دائر کی مدعاعلیہم

نے مکان مذکور کو بذریعہ بیع بالوفا اپنے لیے لیکن قبل بیعبات کے خرید کیا تھا مدعیان نے یہ بیان کیا کہ ہماری وجہ مخاصمت بتاریخ بیعبات پیدا ہوئی - یہہ تجویز ہوئی (از اسپنکی صاحب جسٹس مختلف الرائے) کہ نالش مین علیحدہ علیحدہ منشاء دعوے حسب مراد دفعہ ۱۷ - ایکٹ رسوم عدالت بابت ۱۸۷۰ء داخل ہین اور عرضی دعوے اور یادداشت اپیل پر استقدر مجموعی تعداد رسوم واجب الاخذ ہے کہ جو عرایض دعوے و یادداشت ہائے اپیل پر علیحدہ علیحدہ نالشات مین بابت جداگانہ منشاء دعوے کے ادا کرنی ہوتی - یہہ بھی تجویز ہوئی کہ اگر کوئی دستاویز جسپر حسب ایکٹ رسوم عدالت اسٹامپ ہونا چاہیئے ہائی کورٹ مین کام مین لائی گئی ہو اور غلطی یا سہو جس کے سبب دستاویز مذکور عدالت ماتحت مین بدون اسٹامپ لگائے جانے کے لئے لی جاتے ہائی کورٹ مین ظاہر ہو تو کسی حاکم عدالت کو جایز ہے کہ حسب دفعہ ۲۸ - ایکٹ رسوم عدالت کے اُس پر اسٹامپ مناسب لگائے جانے کا حکم دے - از اسپنکی صاحب جسٹس ضمن ۲ - دفعہ ۷ - ایکٹ رسوم عدالت تیسرے دعوے سے متعلق نہین ہے نہ یہہ دعوے زر نقد حسب مراد ضمن ۱ دفعہ مذکور کے ہے بلکہ ایسا دعوے ہے جس کی بابت دفعہ ۱۱ - ایکٹ مذکور مین حکم ہے - از اولڈفیلڈ صاحب جسٹس رسوم عدالت بابت تیسرے دعوے کے بلحاظ ضمن ۱ دفعہ ۷ - اور دفعہ ۱۱ - ایکٹ رسوم عدالت کے قابل وصول ہے - (۲۲ - فروری ۱۸۸۵ء) ٭

الہ آباد جلد ۷ - انڈین لا رپورٹ صفحہ ۲۷۴ مقدمہ گلاب رائے بنام منگل لعل مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲ و ۵۴۰ (ج) و ۵۴۰ و ۶۲۲ - ڈگری حکم مشعر نامنظوری عرضی دعوے - عرضی دعوے مین یادداشت داخل تجویز کی گئی - حکم مشعر نامنظوری اپیل - ایکٹ ۱۵ - ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت) دفعہ ۴ - ہائی کورٹ کے اختیارات نظر ثانی ٭

حکم مشعر نامنظوری یادداشت اپیل بوجہ عارضہ میعاد سماعت کے حسب معنے دفعہ ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی ڈگری ہے پس اُس کا اپیل ہو سکتا ہے اور حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ مذکور کے ہائی کورٹ سے نظر ثانی نہین ہو سکتی - مقدمات گجرات سنگہ بنام بھگونت سنگہ (۲) و دیانت الہ بیگ بنام

بنام واجد علی شاہ (۳) کی گئی - (۲۹ - جولائی سنہ ۱۸۷۶ء) (نگرانی دیوانی) ✦

جلد ۲ انڈین لا رپورٹ صفحہ ۲۰۴ مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام مہربان سنگہ عرضی دعوے وجواب دعوے - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۵۱ و ۱۱۵ - غلط تصدیق بیان تحریری کی - جھوٹی شہادت - ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۱۹۱ ✦

جو شخص کہ کسی مقدمہ مین بیان تحریری داخل کرے اُسپر قانوناً لازم ہے کہ سچ بیان کرے اور اگر وہ کوئی ایسا بیان کرے جو از روے اُس کے علم و یقین کے غلط ہے یا جس کو وہ صحیح باور نہین کرتا ہے تو حسب مراد دفعہ ۱۹۱ مجموعہ تعزیرات ہند مجرم دینے جھوٹی گواہی کا ہے (اپیل فوجداری) ✦

الہ آباد جلد ۱ - انڈین لا رپورٹ صفحہ ۲۰۵ مقدمہ چمیلی رانی بنام رام دئی ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۰ء (قانون رسوم عدالت) دفعات ۱۷ و ۲۷ - ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء (مجموعہ ضابطہ دیوانی) دفعات ۸ و ۹ - وہ نالش کہ جس مین تعداد ہو - علیحدہ علیحدہ منشا دعوے - عرضی دعوے - یادداشت اپیل تجویز ہوئی (اسپنکی صاحب جسٹس مختلف الرائے) کہ الفاظ علیحدہ علیحدہ منشائے دعوے موقوعہ دفعہ ۱۷ - ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۰ء سے مراد مختلف وجوہ نالش یا مختلف قسم کی چارہ کار سے ہے - از اسپنکی صاحب جسٹس ان الفاظ سے ہر معاملہ علیحدہ مراد ہے جس سے جداگانہ منشائے دعوے مین ہو - (۱۰ - جنوری سنہ ۱۸۷۷ء - اجلاس کامل) ✦

جلد ۹ انڈین لا رپورٹ الہ آباد صفحہ ۵۰۵ بمقدمہ راجہ تلکوہی بنام بریڈاوڈ - عرض نالش دستخط تصدیق - بیان فریب - دستور - درحالیکہ ایک عرضی نالش مین متعدد بیانات فریب بنوع تھے کہ جن مین سے بعض ضرور بعلم خود مدعی صحیح یا غلط ہونگے - ور اُس عرضی نالش پر دستخط اور تصدیق مدعی کی طرف سے اُس کے مختار عام نے کی تھی تجویز ہوئی کہ مدعا علیہم معقول طور پر مدعی سے خود عرضی نالش پر دستخط اور تصدیق کرنے کے لئے کہہ سکتے ہین اور مدعی کو دستخط اور تصدیق کرنی چاہیئے - (۲۹ - اپریل سنہ ۱۸۸۷ء) ✦

جلد ۱۰ - انڈین لارپورٹ کلکتہ صفحہ ۵۲۵ - بمقدمہ لچھمن سہاے چودھری بنام کنگلی اوجہین عدالت دیوانی کو اختیار منسوخ کرنے کسی ایسے حکم کا جو از روے ایکٹ رجسٹری اراضی نفاذ پا چکا ہو حاصل نہین ہے اور جب ایسی چارہ جوئی کی غرض سے کسی عرضی دعوے مین استدعا ہو - اور نیز استدعا استقرار حق بر نسبت جائداد کے اور قبضہ قائمی جائداد کے ہو ایسی استدعا فضول سمجھی جاوے گی - اس لئے جب ایک عرضی دعوے جس مین چارہ جوئی متذکرہ صدر کے واسطے جداگانہ استدعائین نہون دایر عدالت کی جاتی اور عدالت ابتدائی نے یہہ سمجھکر کہ اصلی غرض نالش کی یہہ تھی کہ چند احکام افسران مال کے منسوخ کئے جاوین لہذا اس لئے یہ مقدمہ زیر مد ۱۴ ضمیمہ ۲ قانون میعاد کے آسکتا ہے اور چونکہ اُن احکام کے صادر ہونے کی تاریخ سے ایک سال بعد یہہ مقدمہ دائر کیا گیا - نالش کو خارج کر دیا - قرار پایا کہ ایسی ڈگری قانوناً غلط ہے کیونکہ مقدمہ صرف بغرض استقرار حق مدعی نسبت جائداد متنازعہ کے تھا اس لئے مد ۱۴ ضمیمہ ۲ قانون میعاد کو اس مقدمہ سے کچھ تعلق نہین - (۱۹ جنوری سنہ ۱۸۸۳ع اپیل ابتدائی) ٭

جلد ۹ - انڈین لارپورٹ کلکتہ صفحہ ۲۷۷ - بمقدمہ اُوہی گوبند چودھری بنام ہر بچرن چودھری ایک نالش بقایاے لگان بابت حصہ مدعی واقعہ ایک تعلقہ مین یہ معلوم ہوا کہ سنہ ۱۸۷۹ع مین بٹوارہ زمینداری کا جس مین کہ تعلقہ مدعا علیہ واقعہ ہے عمل مین آیا تھا اور تعلقہ پر تنہا قبضہ مدعی کا باقی نرہا - اور تعلقہ مذکور درمیان مدعی اور چند دیگر اشخاص کے جو فریق نالش نہین کئے گئے تقسیم ہوا تھا تجویز ہوئی کہ کل حصہ داران کو شریک نالش کرنا چاہئے تھا اور چونکہ ایسا نہین ہوا لہذا نالش ناقص ہے یہ بھی تجویز ہوئی کہ عرضی دعوے کی ترمیم اِس طور پر نہین کی جاسکتی کہ وقت سماعت اپیل کے حصہ داران فریق کئے جاوین (۱۲ جنوری سنہ ۱۸۸۳ع) ٭

جلد ۹ - انڈین لارپورٹ کلکتہ صفحہ ۶۷۵ - بمقدمہ بمعاملہ اودے چندر و لال بوس - ہر صورت مین

خواہ عرضی دعوے کی تصدیق مدعی نے کی ہو یا کسی اور شخص نے کی ہو تصدیق کنندہ کو چاہئے کہ مختصراً یہ بیان کرے کہ کن فقرات کی تصدیق نامبردہ اپنے علم سے کرتا ہے اور کن فقرات کی نسبت نامبردہ کو بربنائے اطلاع دیگر اشخاص کے صحیح ہونے کا یقین ہے -
(۱۴- اگست ۳- ستمبر ۱۸۶۸ء ابتدائے دیوانی) +

جلد ۸- انڈین لارپورٹ کلکتہ صفحہ ۸۸۵- بمقدمہ پرتاپ چندر بانرجی بنام کرشنو کورشاہا- ایسے مقدمہ مین جس مین مدعیان بیان فریب نالش کا کرین اور جس مین مقدمہ بالکل خصوص علم ذاتی مدعیان پر موقوف ہو- مدعیان یا یکے از مدعیان پر لازم ہے کہ عبارت تصدیق عرضی دعوے پر لکھین- (۱۸- مئی ۱۸۸۲ء- اپیل دیوانی) +

جلد ۹ انڈین لارپورٹ کلکتہ صفحہ ۹۲۶- بمقدمہ بھویو تارنی دیبی بنام سری رام بال- ایک نابالغہ نے نالش کی جو بذریعہ اپنے رفیق کے حاضر ہوئی اور ڈگری بحق اُس کے صادر ہوئی- مدعاعلیہ نے اپیل کیا اور اس مین تنہا رفیق کو رسپانڈنٹ بنایا اور ڈگری عدالت مرافعہ اولیٰ کے بحق اُس کے ترمیم کی گئی- رفیق مذکور نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا اُس مین رسپانڈنٹ نے یہ عذر کیا کہ اپیل رفیق مذکور کا نہین سماعت ہونا چاہئے کیونکہ وہ کوئی رفیق نالش نہ تھی- تجویز ہوئی کہ عدالت یہ عذر اُس فریق کی طرف سے کہ جس کے قصور سے یہ غلطی واقعہ ہوئی سماعت نہ کرے گی- لیکن تجویز عدالت ماتحت کی منسوخ ہونی چاہئے اور تجویز عدالت مرافعہ اولیٰ کی بحال ہونی چاہئے- (۹- جنوری ۱۸۸۳ء) +

جلد ۱۲- انڈین لارپورٹ کلکتہ صفحہ ۴۱- بمقدمہ ایس کیمبل بنام جے- ری- جیکسن- ایک عرضی دعوے داخل کیا گیا جس مین مدعی کو مسٹر جے مینجر ایکس کمپنی لمٹڈ کا بیان کیا گیا- اور متن عرضی دعوے مین چند جگہ "مدعی کمپنی" کا ذکر کیا گیا- اور جو دعوے کہ عرضی دعوے مین کیا گیا وہ دعوے منجانب کمپنی کے کیا گیا- یہ بیان نہین کیا گیا کہ ایک کمپنی ایک ایسی کمپنی تھی جس کو اختیار نالش کرنے کا ارقام اور اُسپر نالش کئے جانیکا بنام عہدہ دار

یا امانت دار کے دیا گیا۔ نہ یہ امر ثابت کیا گیا کہ اُس کی رجسٹری بحیثیت کارپوریشن حسب دفعہ ۴۱۔ ایکٹ کمپنی ہائے ہند کے ہوئی ہے۔ تجویز ہوئی کہ نالش ناقص طرح پر ترتیب کی گئی تھی اور وہ ڈسمس ہونی چاہیئے۔ (۱۹۔ جون ۱۸۸۶ء) +

جلد ۸ انڈین لارپورٹ کلکتہ صفحہ ۱۹۲۔ بمقدمہ حبیب الحسین بنام محمد رضا۔ تجویز ہوئی کہ تشخیص رسوم عدالت ایسے مقدمہ مین جو منجانب حقیت وارشکمی واسطے دخلیابی کسی جزو معین کل حقیت کے جس کی مالگذاری طے شدہ دوامی سالانہ گورنمنٹ کو ادا کی جاتی ہو حسب منشاء جزو اول حصہ (الف) ضمن ۵ دفعہ ۷۔ کورٹ فیس ایکٹ کی ہونی چاہیئے۔ عرضی دعوے حسب دفعہ ۵۴۔ ایکٹ ۱۰ ۱۸۷۷ء صرف قبل درج رجسٹر ہونے کے نامنظور کی جاسکتی ہے (۸ ستمبر ۱۸۸۱ء اپیل دیوانی) +

جلد ۱۳۔ انڈین لارپورٹ کلکتہ صفحہ ۱۰۹۔ بمقدمہ بنی رام بنام رام دھوکری دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین ذکر اُس مقدمہ کا ہے جس مین عرضی دعوے کے ملاحظہ سے معلوم ہو کہ وہ ایسے شخص نے داخل کی ہے جو نابالغ ہے۔ درحالیکہ ایک نالش مین مدعیان نے اپنے آپ کو نابالغ بیان کیا اور بر طبق عذر مدعاعلیہم امر تنقیح طلب قایم ہو کر تحقیقات نسبت بحث عمر کے عمل مین آئی۔ تجویز ہوئی کہ جو حکم بنظر حالات صدر صادر ہوا گو اُس مین یہ بیان تھا کہ وہ حسب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی صادر کیا گیا ہے۔ ایسا متصور صادر ہونا چاہیئے کہ وہ بابت نامنظوری عرضی دعوے یا ڈسمسی نالش کے اس بناء پر ہے۔ کہ نالش مذکور ایسے اشخاص نے دائر کی ہے کہ جو شہادت سے نابالغ ثابت ہوئے ہین اور بطور ڈگری حسب مُراد دفعہ ۲ مجموعہ کے قابل اپیل ہے۔ الفاظ "نامنظوری عرضی دعوے" موقوعہ دفعہ ۲۔ صرف اُنہین مقدمات سے متعلق نہین ہین جن کی نسبت دفعات ۵۳ و ۵۴ مین حکم ہے۔ یہ بھی تجویز ہوئی کہ چونکہ مدعاعلیہ نے نالش مین عذر بربنائے نابالغی مدعیان اُس عرصہ مین جب وہ بصیغہ اپیل ماتحت کورٹ مین پیش تھا نہین کیا۔ وہ عذر مذکور بوقت واپسی مقدمہ نہین کرسکتا ہے۔ (۳۰۔ مارچ ۱۸۸۶ء)

اپیل دیوانی) *

جلد ۸ - انڈین لارپورٹ کلکتہ صفحہ ۱۲۶ - مقدمہ ناتھ راے بنام لال بہادر سنگھ ایک شخص نے جس کے حق مین بٹوارہ ہوا تھا بموجب بٹوارہ سابق کے نالش واسطے التوائے کارروائیات بٹوارہ مابعد کے جو حسب منشاء آئین ۱۹ ۱۸۱۴ء کے عمل مین آئی تھین اور واسطے بحالی دخل کے دایر کی - مدعاعلیہم نے یہ عذر کیا کہ تعین نالش بے جا کیا گیا ہے - اور عدالت دیوانی مین نالش ہذا قابل سماعت نہین ہے - کیونکہ پہلے کوئی نالش عدالت مال مین رجوع نہین ہوئی - تجویز ہوئی کہ اس طرح کی نالش واسطے ڈگری استقراریہ کے یا کسیقدر بطور حکم امتناعی کے متصور ہونا چاہئے اس لیے عرضی دعوے پر مطابق مالیت کل جائداد کے اسٹامپ ہونا چاہئے - اور تقسیم خانگی مانع کارروائی بٹوارہ بعدالت مال حسب منشاء دفعہ ۳۰ آئین ۱۹ ۱۸۱۴ء کے نہین ہے اور یہ بھی تجویز ہوئی کہ اپیل ثانی دایر ہوسکیگا - اجودھیا لعل بنام گمانی لعل (سول لارپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۴۳) پسند کیا گیا - اجودھیا پرشاد بنام کرشنو دیال (ویکلی رپورٹ صفحہ ۱۶۵) سے اختلاف ظاہر کیا گیا - (۲۲ دسمبر ۱۸۷۹ء - اپیل دیوانی) *

جلد ۱۰ - انڈین لارپورٹ کلکتہ صفحہ ۱۰۲ - مقدمہ رنگ داس بیراگی بنام پرسوناتھ مصری اُس سربراہ کو جو از خود بنا ہو نابالغ کی طرف سے نالش کرنے کا حق حاصل نہین ہے - نالش کی بابت اجازت دینا یا نہ دینا ایک ایسا معاملہ ہے جو عدالت کے اختیار تمیزی کے متعلق ہے جبکہ نالش بخلاف درزی دفعہ ۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی یا برخلاف منشاء ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء کی جاوے تو مناسب طریق عدالت کے واسطے یہہ ہے کہ وہ عرضی نالش واپس کردے تاکہ غلطی کی تصحیح کی جاوے - (۲۶ ستمبر ۱۸۸۳ء) *

جلد ۱۲ - انڈین لارپورٹ کلکتہ صفحہ ۱۰۴ - مقدمہ موتنگن بنام بجاد - وقت سماعت ایک نالش کے عدالت مرافعہ اولی مین عدالت مذکور نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ قیمت جائداد متنازعہ کے روسے دعوے خارج از اختیار عدالت مذکور کے ہوگیا پس دعوے معہ خرچہ کے ڈسمس ہوا - بطبق اپیل کے

یہ فیصلہ معہ خرچہ کے اسوجہ سے منسوخ ہوا کہ عرضی نالش مدعی کو بغرض پیش کرنے کے عدالت مجاز مین واپس ہونی چاہیے تھی۔ مدعا علیہ نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔ تجویز ہوئی۔ کہ لازم تھا کہ مدعا علیہ کو خرچہ اُس کا دونون عدالتون کا دلایا جاتا۔ اور نامبردہ مستحق اپیل کے نیکا بوجہ مذکور تھا (۶-جولائی ۱۸۸۰ء) ؛

جلد ۴- انڈین لاریورٹ بمبئی صفحہ ۶۰۴- مقدمہ ایچ کنٹولنو بنام رستم جی دادا بھائی عرضی دعوے پر دستخط اور تصدیق کرنا۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۰ ۱۸۷۷ء) مرمہ از روے (ایکٹ ۱۲ ۱۸۷۹ء) دفعات ۵۱ و ۵۲- اگر عرضی دعوے پر ایسے شخص نے دستخط کئے ہون - جس کو مختارنامہ عام واسطے نالش کرنے کے منجانب مدعی دیا گیا ہو تو وہ صحیح طور پر دستخط شدہ حسب مراد جملہ شرطیہ دفعہ ۵۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی مرمہ کے متصور ہوگی - عدالت کو حسب دفعہ ۵۲- اس امر کا اطمینان کر لینا چاہیئے کہ جو شخص کہ سوائے مدعی کے عرضی دعوے کو تصدیق کرے وہ واقعات مقدمہ سے واقف ہے۔ مگر درصورتیکہ ایسا شخص مختارنامہ عام رکھتا ہو یا کوئی اور کارندہ مقبولہ ہو تو عدالت نہایت سختی سے ثبوت لینے سے استدلال نہ کرے گی۔ دفعہ ۵۲ کے رو سے یہ ضرور نہین ہے کہ تصدیق عرضی دعوے کی روبرو کسی عہدہ دار عدالت کے کی جاوے مگر بلحاظ اس امر کے کہ عدالت کو اس بات کا اطمینان کر لینا لازم ہے کہ وہ شخص جو بجز مدعی کے عرضی دعوے کو تصدیق کرتا ہے حالات مقدمہ سے واقف ہے۔ لہذا یہ مناسب ہے کہ تصدیق منجانب ایسے شخص کے روبرو عدالت کے عمل مین آوے بجز اُس صورت کے کہ عدالت کو اطمینان ہو کہ وجہ کافی معافی اُس کی حاضری کی موجود ہے۔ (۵-مارچ ۱۸۸۰ء۔ اپیل دیوانی) ؛

چیفکورٹ پنجاب

فیصلہ نمبر ۹۶ ۱۸۸۵ء چیفکورٹ بمقدمہ عباس بنام عید و عرضی دعوے۔ ڈگری بخلاف عرضی دعوے منسوخ ہوئی مدعی نے دعوے کیا کہ جو اراضی مین نے مدعا علیہ کے ہاتھ مین فروخت کی تھی اُسکی قیمت مجھکو نہین ملی اسلئے

بیعنامہ منسوخ قرار دیا جاوے۔ عدالت ابتدائی نے مدعی کو زر قیمت کی ڈگری دی۔ چیف کورٹ نے قرار دیا کہ مدعی کا دعوے واسطے منسوخی بیعنامہ کے تھا زر قیمت کی ڈگری بے ضابطہ دی گئی۔ (اپیل دیوانی ۱۴۱۔ مئی ۱۸۶۹ء)

فیصلہ نمبر ۹۔ ۱۸۶۹ء چیف کورٹ بمقدمہ لعل سنگھ بنام دہرم چند۔ عرضی دعوے۔ فرق درمیان عرضی دعوے اور ڈگری کے نہونا چاہیے۔ اس مقدمہ مین دعوے زمین کا خارج ہو کر اپیل سے بھی خارج ہوا مگر یہہ زیادہ لکھا گیا کہ مدعا علیہ اپنا بھی حق نہ سمجھے۔ زمین ملکیت عوام ہے چیف کورٹ نے یہہ زائد تحریر منسوخ کردی کیونکہ یہ امر داخل امور تنقیح طلب نہین تھا۔ (اپیل دیوانی ۱۴۱۔ نومبر ۱۸۶۹ء۔) ؛

فیصلہ نمبر ۸۰۔ ۱۸۶۹ء چیف کورٹ بمقدمہ رام گوپال شام۔ آسا رام۔ موہن لعل بنام بروں صاحب۔ عرضی دعوے۔ واپسی عرضی دعوے بعد درج رجسٹر ہونیکے عدالت مطالبہ خفیفہ۔ سکونت تبدیل مکان رہایش۔ یہ امر کہ عرضی دعوے درج رجسٹر ہوگیا ہے اُس سے یہہ لازم نہین آتا عرضی مدعی کو واپس نہین ہوسکتی اگر مدعا علیہ بروقت ارجاع نالش عدالت خفیفہ کے علاقہ کے اندر رہتا ہے بعد ازان اگر وہ اُس علاقہ سے چلا جاوے تو علاقہ اختیار عدالت خفیفہ زایل نہین ہوجاتا۔ (۱۷۔ نومبر ۱۸۶۹ء) ؛

فیصلہ نمبر ۹۴۔ ۱۸۷۰ء چیف کورٹ بمقدمہ چنڈو بنام گورکھ سنگھ۔ عرضی دعوے واپسی بعد ڈگری۔ کوئی عرضی دعوے بعد اس کے کہ اُس پر ڈگری صادر ہوچکی ہو اس وجہ پر واپس نہین ہوسکتا کہ عدالت کو اختیار علاقہ تجویز مقدمہ کا نہ تھا۔ (۱۶۔ جولائی ۱۸۷۰ء) ؛

فیصلہ نمبر ۹۷۔ ۱۸۷۰ء چیف کورٹ بمقدمہ نتھو بنام سی موڈی۔ عرضی دعوے۔ عدالت مطالبہ خفیفہ۔ مقدمات کا انتقال۔ جس نالش کی سماعت کا کسی عدالت مطالبہ خفیفہ کو اختیار حاصل نہو تو اُس کو لازم ہے کہ یا تو اُس نالش کو خارج کردے۔ یا عرضی دعوے مدعی کو واپس کردے تاکہ وہ اُس کو عدالت با اختیار مین پیش کرے۔ عدالت اول الذکر کو اختیار نہین ہے کہ عرضی دعوے کو عدالت موخر الذکر مین منتقل کرے۔ (۷۔ جولائی ۱۸۷۰ء) ؛

فیصلہ نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۰ء چیف کورٹ۔ بمقدمہ پرمیشری بنام گوبند رام۔ عرضی دعوے۔ واپسی بعد تحقیقات۔ اختیار عدالت چیف کورٹ۔ اختیار سماعت مقدمہ ٭

صاحب جج عدالت مطالبہ خفیفہ نے دعوے مدعی خارج کیا۔ مدعی نے درخواست نگرانی اُس حکم کی چیف کورٹ میں پیش کی۔ ملاحظہ مثل سے معلوم ہوا کہ اگر صاحب جج عدالت مطالبہ خفیفہ بیان مدعی کا درست طور پر قلمبند کرتے۔ عرضی دعوے بدون طلبی مدعی کے واپس کرتے کیونکہ عدالت مطالبہ خفیفہ کو اُس کی سماعت کا اختیار حاصل نہ تھا۔ عدالت چیف کورٹ نے مطابق فیصلہ جات سابق کے یعنے حکم اخراج دعوے کے حکم واپسی عرضی دعوے کا صادر کیا تاکہ مدعی اگر مناسب سمجھے عرضی دعوے کو عدالت مجاز میں پیش کرے۔ (۱۷۔ مارچ سنہ ۱۸۹۰ء)۔

فیصلہ نمبر ۵۵ سنہ ۱۸۹۰ء چیف کورٹ بمقدمہ شادی بنام عائشہ۔ عرضی دعوے۔ واپس کرنا اُس کا بعد تجویز حسب روئداد۔ اختیار عدالت اپیل۔ عدالت اپیل اختیار ہدایت کرنے اس امر کا رکھتی ہے کہ عرضی دعوے واپس دیا جاوے باوجودیکہ عدالت ابتدائے میں روئداد پر تجویز ہو چکی ہو بشرطیکہ ثابت ہو کہ عدالت ابتدائی کو چاہیئے تھا کہ عرضی دعوے بروے دفعہ ۵۷ (الف) ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء واپس کرتی۔ (۳۔ مئی سنہ ۱۸۹۰ء) ٭

فیصلہ نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۹۰ء چیف کورٹ بمقدمہ امین جان بنام ابراہیم۔ عرضی دعوے۔ واپسی اس غرض سے کہ عدالت مجاز میں پیش کیا جاوے۔ اسٹامپ کا کٹ جانا۔ عرضی دعوے پر نیا اسٹامپ لگانا۔ عدالت چیف کورٹ نے قرار دیا کہ عرضی دعوے کسی عدالت دیوانی سے اسٹامپ کاٹ کر مدعی کو بدیں غرض واپس ملے کہ عدالت مجاز میں پیش کرے۔ عدالت دیوانی جو مجاز سماعت کے ہو بدون لینے اسٹامپ جدید کے قبول کر سکتی ہے۔ فیصلہ ہائی کورٹ بمبئی بمقدمہ جگجیون جوہرداس سیٹھ بنام مخدوم علی مندرجہ انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ہفتم صفحہ ۴۹۸ پر عمل نہ کیا۔ (اپیل دیوانی۔ ۶۔ مئی سنہ ۱۸۹۰ء) ٭

فیصلہ نمبر ۹۳ سنہ ۱۸۹۰ء چیف کورٹ بمقدمہ مسمی بیگم راج بنام کریم بخش۔ اختیار سماعت۔ ناقص

عرضی دعوے ۔ مدعا علیہ کا بہ نسبت اختیار عدالت عذر دار ہونا بعد ازان کہ مدعا علیہ کا ور نے واقعات پر تحقیقات کرالی تھی ۔ نامنظوری عرضی دعوے ۔ ضابطہ ۔ مدعی نے دعوے اوپر بقایائے حساب کے کیا عرضی دعوے مین درج کرنا رہ گیا آیا کہان بنا دعوے پیدا ہوئی مگر عدالت نے عرضی دعوے کو منظور کرکے مدعا علیہ کو طلب کیا ۔ مدعا علیہ کے عافیہ ہونے پر مقدمہ سپرد ثالثان ہوا ۔ ثالثوں نے فیصلہ برخلاف مدعا علیہ کے داخل کیا ۔ اُس وقت مدعا علیہ نے عرضی دعوے کے نقص کو ظاہر کیا کہ مدعا علیہ میانمیر مین رہتا ہے باقی جسپر دعوے ہے میانمیر مین نکالی گئی ۔ اس لئے عدالت مجاز سماعت مقدمہ نہ تھی ۔ عدالت نے بعد لینے شہادت کے کہ باقی کہان نکلی تھی اور بدون فیصلہ کرنے اس امر کے کہ آیا بنا دعوے کہان پیدا ہوا عرضی دعوے کو زیر دفعہ ۵۴ ضابطہ دیوانی نامنظور کیا ۔ تجویز ہوئی کہ یہ حکم بحال نہین رہ سکتا کہ دفعہ ۵۴ کے روسے عرضی دعوے واپس یا نامنظور پیش از سماعت اس کے ہو سکتا ہے نہ کہ بعد ازانکہ کل تحقیقات مقدمہ کی ختم ہوجاوے ۔ علاوہ بران یہ بھی تجویز ہوئی کہ چونکہ عذر مدعا علیہ کا بہ نسبت اختیار سماعت عدالت کے تھا مناسب تھا کہ عدالت ایسا سمجھکر کارروائی کرتی کہ عرضی دعوے واسطے ترمیم کے مدعی کو واپس دیدیا گیا تھا ۔ اس غرض سے کہ وہ مقام جہان بنا دعوے پیدا ہوا درج کیا جاوے اور مدعی نے وہ مقام درج کردیا تھا ۔ اور نیز امر اختیار سماعت کا فیصلہ کرکے یا تو دعوے کو اس وجہ سے خارج کرنے اختیار سماعت عدالت سے باہر تھا یا بابت جواز یا عدم جواز عذر مدعا علیہ نسبت فیصلہ ثالثان کے حکم صادر کرتی ۔ (۷ ۔ نومبر ۱۸۸۰ء) ✣

فیصلہ نمبر ۹۳ ۔ ۱۸۸۰ء چیف کورٹ بمقدمہ مصری بنام محمد خان ۔ نالش کا واپس کرنا ۔ نالش کی اپیل پر غلط مالیت ۔ اختیار ۔ دستور ۔ عدالت چیف کورٹ کا دستور حال اس امر کے دریافت ہونے پر کہ ایک نالش یا اپیل کے غلط طور پر مالیت لگائی گئی ہے یہ ہے کہ وہ بوجہ عدم اختیار سماعت بعدالت ماتحت ڈسمس نہ کیا جاوے بلکہ وہ اُس عدالت مین

بھیجا جاوے یا بھجوایا جاوے جسے اختیار سماعت حاصل ہو۔ (اپیل دیوانی ۲۲۔ اپریل ۱۸۸۸ء)
فیصلہ نمبر ۹۰ ۱۸۸۸ء چیف کورٹ بمقدمہ سرکشن داس بنام ہیر بخش۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۴۔ عرضی دعوے کی نامنظوری۔ مرحلہ جسپر ایسی نامنظوری عمل مین آسکتی ہے۔ دست برداری منجانب مدعی اُس حق سے جو نسبت مقرر کرانے ایک میعاد عدالت سے واسطے ترمیم عرضی دعوے کے چاہئے تھی ۔
تجویز ہوا کہ دفعہ ۵۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی نہ صرف متعلق ابتدائے مراحل قبل از درج رجسٹر کئے جانے عرضی دعوے کے ہے۔ بلکہ عدالت بوجہ مندرجہ دفعہ ہذا قبل از قطعی تصفیہ مقدمہ کے کسی مرحلہ مابعد پر عرضی دعوے کو نامنظور کرنے کی مجاز ہے ۔ (اپیل دیوانی ۹۔ اپریل ۱۸۸۸ء) ۔
فیصلہ نمبر ۱۱۰ ۱۸۸۸ء چیف کورٹ بمقدمہ محمد خان بنام چنوں خان۔ ترمیم عرضی دعوے۔ ایکٹ ۱۱۔ ۱۸۶۵ء دفعہ ۲۱۔ تجویز ثانی۔ موقعہ جبتک عرضی دعوے ترمیم ہوسکتا ہے ۔
عدالت چیف کورٹ نے تجویز کی کہ اگر زیر دفعہ ۲۱۔ ایکٹ ۱۱۔ ۱۸۶۵ء کے تجویز ثانی کا حکم صادر کیا جاوے عدالت مجاز ہے کہ حکم ترمیم عرضی دعوے کا اُن حالات مین صادر کرے جن مین تجویز اولی مین عدالت ایسا حکم صادر کرنے کی مجاز ہوتی۔ فیصلہ بمبئی ہائی کورٹ بمقدمہ مودی بنام ڈونگرسی مندرجہ انڈین لار پورٹ بمبئی جلد پنجم صفحہ ۶۰۹ کا حوالہ دیا گیا اور اُس کے مطابق بحال ہوا اس فیصلہ مین قرار دیا گیا کہ مدعی بعد پیشی اول کے بھی عرضی دعوے ترمیم کرسکتا ہے بشرطیکہ مقدمہ کے قسم اور حیثیت ابتدائی مین فرق عاید نہوتا ہو (۵۔ مئی ۱۸۸۸ء) ۔
فیصلہ نمبر ۱۸۶ ۱۸۸۸ء چیف کورٹ بمقدمہ خدا بخش بنام بڈرل۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۰ ۱۸۸۲ء) دفعات ۵۳ و ۵۸ و ۵۷۔ ترمیم عرضی دعوے۔ عدالت کا عرضی دعوے کو بعد پیشی اول کے ترمیم ہونے دینا۔ جواز ترمیم مذکور۔ تبدیل جو دعوے اول کے موافق ہو۔ بیضابطگی جو اصلیت یا اختیار عدالت پر موثر نہو۔ ایکٹ دادرسی خاص (۱ ۱۸۷۷ء)

دفعات ۹ ۳ و ۰ ۴ دعوے بغرض تنسیخ جزو وثیقہ بوجہ ادا نہونے معاوضہ کے - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ء - دفعہ ۲ ضمن (۱) و دفعات ۴ ۴ و ۳ ۷ - معاہدہ جو کالعدم قرار دیا جاسکتا ہو قانون شہادت (ایکٹ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۹۲ شرط (۳) معاہدہ تحریری کے ساتھ کسی شرط کو ایزاد کرنے کی غرض سے جواز شہادت تقریری - شرط مقدم بار ثبوت ۔ اس مقدمہ مین پہلے دعوے حساب فہمی کا نسبت معاملہ و تمسکات کے تھا جن کا لکھدینا بحق مدعا علیہ مدعی قبول کرتا تھا مگر جس کے عوض پورا معاوضہ پانے سے مدعی کو انکار تھا - عدالت نے سرسری طور پر دعوے مدعی کو نسبت ایک تمسک کے خارج کردیا - تب مدعا علیہ نے اعتراض کیا کہ مدعی کو چاہیئے کہ بابت جز و متنازعہ تمسک دوم کے پورا کورٹ فیس داخل کرے - چنانچہ عدالت نے مدعی کو ہدایت کی کہ کورٹ فیس ایکہزار کے دعوے کا پورا کرے کیونکہ مدعی اسقدر رقم کی نسبت چارہ جوئی چاہتا تھا - مدعی نے کورٹ فیس ایکہزار روپیہ کا پورا کردیا - اُس وقت سے دعوے مدعی کا ایسا سمجھا گیا کہ گویا وہ تنسیخ دعویدار تمسک دوم کا بقدر ۱۰۰۰ روپیہ کے ہے - بیان دعوے مدعی یہ تھا کہ مدعا علیہ نے تمسک دوم تیرہ سو روپیہ کا جس مین تفصیل ذیل درج ہے - بابت قرضہ سابقہ بموجب بہی - ۱۰۰۰ روپیہ حال نقد ۳۰۰، مدعی سے موضع کے مندر مین بیٹھکر اور قسم کھاکر لکھوایا تھا کہ اگر مدعی تمسک لکھدیوے گا تو مدعا علیہ قرضہ سابقہ مدعی کا بقدر ایک ہزار روپیہ کے لوگونکو ادا کردیوے گا قرضہ سابقہ وادنی مدعی صرف سو روپیہ تھا اور صرف دوسو روپیہ مدعا علیہ سے مدعی نے بعد وصول پایا مگر مدعا علیہ نے ایک ہزار روپیہ مذکور قرضخواہان مدعی کو ادا نہین کیا - عدالت ابتدائی نے بیان مدعیکو ثابت سمجھکر ڈگری صادر کی کہ مدعی مستوجب ادائے رقم ۱۰۰۰ کا منجملہ تمسک کے نہوگا - عدالت ماتحت اپیل نے یہ قرار دیا کہ عدالت ابتدائی نے ناواجب کیا کہ عرضی دعوے کو ترمیم ہونے دیا جس سے دعوے تبدیل ہوکر بجائے دعوے قیمت حساب کے دعوے تنسیخ وثیقہ کا بوجہ نہ ملنے معاوضہ کے ہوگیا اور واقعات پر یہہ فیصلہ کیا کہ مدعی نے اپنے بیان کو ثابت نہ کیا پس دعوے مدعی کو خارج کیا - عدالت چیف کورٹ نے بحوالہ فیصلہ ہائی کورٹ

بمبئی منہ ۔ رجبہ انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد پنجم صفحہ ۹۰۶ کے یہ قرار دیا کہ الفاظ مستعملہ دفعہ ۵۳
کے ہدایتی ہین نہ کہ لازمی ۔ پس ترمیم عرضی دعوے بعد پیشی اول کے بھی جائز ہے بشرطیکہ
ترمیم سے دعوے متناقض دعوے ابتدائی کے نہو جاوے ۔ خیر چاہے کچھ ہی ہو مجموعہ ضابطہ
دیوانی میں ایسا کوئی امر نہیں جس سے صراحتاً ترمیم عرضی دعوے کے بعد پیشی اول کے ممنوع ہو
پس جس حالت میں کہ عدالت ترمیم کرالیوے زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے ۔ کہ عدالت نے
بے ضابطگی کی اس مقدمہ مین اس بیضابطگی سے اختیار عدالت یا کہ مقدمہ کی اصلیت پر کچھ
تاثیر نہیں پہنچتی پس بموجب دفعہ ۵۷۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عدالت ماتحت اپیل کی حکم عدالت ماتحت
مین درست اندازی جائز نہ تھی ۔ گویا حیثیت مقدمہ کی کسقدر بدل گئی ۔ مگر ترمیم متناقض استدعا اولین
نہ تھی ۔ ترمیم سے صرف صورت چارہ جوئی کی بدلی جسکا مدعی مستحق تھا اور فی الواقع اسواسطے کہ کل
تنازعہ مابین فریقین کے ایکبارگی طے ہوجاوین اہم ضروری تھے ۔ عدالت چیف کورٹ نے یہ
بھی قرار دیا کہ عذرات مدعی اگر انکو صحیح مان لیا جاوے مدعی کو مستحق چارہ جوئی کا زیر دفعات
۳۹ و ۴۰ ۔ ایکٹ دادرسی خاص کے کرتے ہین ۔ چونکہ مدعا علیہ نے اپنے اقرار کا ایفا عرصہ معقول
میں نہیں کیا ۔ (دفعات ۳۹ قانون معاہدہ) اقرار مذکور کا اجراء باختیار مدعا علیہ نہیں رہا مدعی کو
اختیار حاصل رہا کہ دعوے ہرجانہ عہد شکنی کا بموجب دفعہ ۷۳ قانون معاہدہ کے کرے پس اقرار
مذکور حسب منشاء دفعہ ۳۹ ضمن (۱) قانون مذکور کے کالعدم کرانے کے قابل ہوگیا ۔ مگر گو مدعی کو
اختیار اس کے تعمیل کرانیکا رہا ۔ مدعی پابند نہیں کہ اپنی چارہ جوئی کو اسی معاہدہ پر مبنی کرے ۔
جس عہد شکنی کا مدعی شاکی تھا وہ نسبت وصول کل معاوضہ کے تھے ۔ پس مدعی کو معقول اندیشہ
تھا کہ اگر تمسک ایک ہزار تین سو روپیہ کا مدعا علیہ کے پاس خاموش رہکر چھوڑا جاوے مدعی کو نقصان
پہنچنے کا احتمال ہے اس صورت میں مدعی بموجب دفعہ ۳۹ و ۴۰ ایکٹ دادرسی خاص مستحق
اس چارہ جوئی کا ہے ۔ کہ تمسک کا وہ جزو کالعدم کرانے کے قابل قرار دیا جاوے جس کی
تعمیل کرانے کا حق مدعا علیہ نے زائل کیا ۔ عدالت مذکور نے یہ بھی قرار دیا کہ اقرار زبانی

متذکرہ صدر کا ثبوت مقدمہ حال مین بموجب دفعہ ۹۲ قانون شہادت شرط سوم کے گذر سکتا ہے اگر بیان مدعی کو راست سمجھا جاوے - پیش ازآنکہ مدعی ذمہ وار رقم ایکہزار روپیہ کا ہو اقرار مذکور کا ایفا شرط مقدم ہے مگر چیف کورٹ نے باتفاق رائے عدالت ماتحت اپیل یہ قرار دیا کہ مدعی پر بار ثبوت اقرار زبانی کا منجانب مدعاعلیہ تھا - مدعی اس بار ثبوت سے سبکدوش نہیں ہوا - (۱۵ - جولائی ۱۸۸۲ء)

نظیر نمبر ۱۳ - ۱۸۸۳ء چیف کورٹ بمقدمہ فتح سنگہ بنام مہیان سنگہ - ایکٹ رجسٹری (۳) ۱۸۷۷ء دفعہ ۱۷ و ۴۹ - شہادت مین قبول ہونا - دستاویز نمبر رجسٹری شدہ کا اقبال اقرار ادائیگی - ثبوت ذمہ واری بروے دستاویز نمبر رجسٹری شدہ بذریعہ اقرار مندرجہ دستاویز یا اور شہادت ایکٹ ۱۸۷۲ء - دفعہ ۹۱ - عدم ضرورت مدعاعلیہ کے اقبال کے درباب متنازعہ قبول ہونے دستاویز کے ضابطہ دیوانی ۵۴ - ترمیم ہونا عرضی دعوے کا

چونکہ ایکٹ ۹ عدالت مطالبہ خفیفہ ۱۸۶۵ء سے جاری ہوا ہے اس لئے مقدمات اختیارات عدالت مطالبہ خفیفہ مجوزہ چیف کورٹ پنجاب ابتدائی ۱۸۶۸ء سے ذیل مین درج کئے جاتے ہین

مقدمہ نمبر ۲ ۱۸۶۸ء جسمین واقعات یہ تھی کہ ایک نمبردار نے حق انعام کہیوٹداروں سے اپنا اور دوسرے نمبردار کا وصول کرلیا تھا تو اُس نمبردار نے جس کا انعام کہ دوسرے نے وصول کرلیا تھا اپنے حصہ کی وصولی کا دعوے دوسرے نمبردار پر کیا - چیف کورٹ پنجاب نے یہ فیصلہ کیا کہ ایسا دعویٰ قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہے

مقدمہ نمبر ۴۴ - ۱۸۶۸ء جو دعوے بابت قیمت چمڑہ حیوانات کے اس بناء پر تھا کہ وہ جانور مدعی کا تھا نمبردار کو اُس کی قیمت لینے کا کوئی حق نہ تھا - اس مین یہ فیصلہ ہوا کہ یہ دعوے

قابل سماعت عدالت مقدمات مطالبہ خفیفہ کے تھا ۔

مقدمہ نمبر ۴۳ ۔ ۱۸۸۲ء جس میں دعوے حق مجوزہ کا جو ایسا حق ہے کہ مالک اراضی بر موقعہ شادی و نسبت ناطہ کے ایک رقم وصول کرتا ہے اس میں یہ فیصلہ ہوا کہ یہ حق قابل سماعت عدالت مقدمات مطالبہ خفیفہ کے نہیں ہے ۔

مقدمہ نمبر ۱۰۸ ۔ ۱۸۸۱ء بابت حق اطرافی یہ وہ حق ہے جو مالکان زمین کمینوں سے سالانہ لیتے ہیں اس میں چیف کورٹ پنجاب نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ دعوے قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے نہیں ہے ۔

مقدمہ نمبر ۵ ۔ ۱۸۸۱ء اس میں دعوے یہ تھا کہ جو بیع منسوخ شدہ کی بابت زر ادا کیا گیا تھا واپس دلایا جاوے ۔ اس میں یہ فیصلہ ہوا کہ یہ مقدمہ قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہے ۔

مقدمہ نمبر ۱۵ ۔ ۱۸۸۱ء اس میں ملاحان کی طرف سے یہ دعوے تھا کہ ہمکو حق ہے کہ ایک جزو کشتیوں کی ہم گھاٹ پر چلاویں چنانچہ ہم چلاتے رہے مگر مدعا علیہ نے کُل زر آمدنی وصول کر کے اپنے پاس رکھ لیا حصہ دلایا جاوے اس میں فیصلہ یہ ہوا کہ یہ مقدمہ قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے تھا ۔

مقدمہ نمبر ۹۸ ۔ ۱۸۸۱ء اس میں واقعات یہ تھے کہ ایک شخص کے پاس زمین مزروعہ دوسرے شخص کے رہن تھی اُس نے پیداوار زمین کی قیمت کا دعوے کیا فیصلہ چیف کورٹ سے یہ ہوا کہ یہ دعوے قابل سماعت عدالت خفیفہ کے نہیں ہے ۔

مقدمہ نمبر ۱۳ ۔ ۱۸۸۱ء زیر ایکٹ ۱۸۶۵ء ۱۱ نالش قیمت درختان منجانب مالک بنام مزارعہ قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہے ۔

مقدمہ نمبر ۱۴ ۔ ۱۸۸۱ء زیر دفعہ ۱۶ ۔ ایکٹ ۱۸۶۵ء ۱۱ نالش کہ نہ کمینی کرایہ زمین جو مالکان باشندگان آبادی موضع سے لیتے ہیں قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ ہے ۔

مقدمہ نمبر ۳۴۔ ۱۸۸۱ء دعوے حصہ ایک حصہ دار اراضی کا زیر ایکٹ ۱۱ ۱۸۶۵ء قابل سماعت
عدالت مطالبہ خفیفہ ہے ۔

مقدمہ نمبر ۱۔ ۱۸۸۱ء نالش حق اطرابی زیر دفعہ ۱۶ ایکٹ ۱۱ ۱۸۶۵ء قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ نہیں ہے ۔

مقدمہ نمبر ۹۔ ۱۸۸۱ء اسمین یہ فیصلہ ہوا کہ دعوے بربنا فیصلہ ثالث غیر قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ نہیں ہے ۔

مقدمہ نمبر ۹۸۔ ۱۸۸۱ء نالش ہرجانہ ہتک عزت و ہرجانہ مقدمہ فوجداری زیر ایکٹ ۱۱ ۱۸۶۵ء
قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ نہیں ہے ۔

مقدمہ ۱۰۰ ۱۸۸۱ء اسمین یہ فیصلہ ہوا کہ لفظ ہرجانہ مستعملہ دفعہ ۶ ایکٹ ۱۱ ۱۸۶۵ء صرف
نقصان جایداد منقولہ ہی سے متعلق نہیں ہے ۔ بلکہ اُس کے معنے وسیع ہین ۔

مقدمہ نمبر ۱۱۔ ۱۸۸۱ء اسمین یہ فیصلہ ہوا کہ دعوے حصہ خرچہ مقدمہ ایک مدعی کا بنام
دوسرے مدعاعلیہ جبکہ صریح معاہدہ نہو تو قابل سماعت عدالت مقدمات خفیفہ نہیں ہے زیر ایکٹ
۱۱ ۱۸۶۵ء ۔

مقدمہ ۴۵ ۱۸۸۱ء زیر ایکٹ ۱۱ ۱۸۶۵ء نالش حق مالکانہ جو مالکان باشندگان دیہہ سے
بموقعہ شادی وغیرہ لیتے ہین قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ نہیں ہے ۔

مقدمہ نمبر ۱۶۴۔ ۱۸۸۱ء نالش بابت قیمت استعمال موگہہ قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ نہیں ہے ۔

مقدمہ نمبر ۱۷۳۔ ۱۸۸۱ء زیر ایکٹ ۱۱ ۱۸۶۵ء نالش ٹھیکہ دار گذرات بنام اُن شخصون کے جو خود
اور اپنا مال مویشی گذر ٹھیکہ دار ان سے عبور کرتے رہے قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ نہیں ہے ۔

مقدمہ نمبر ۱۸۸۔ ۱۸۸۱ء دعوے حصہ چڑاوہ خانقاہ قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ ہے
زیر ایکٹ ۹ ۱۸۵۰ء ۔

مقدمہ نمبر ۴۔ ۱۸۷۹ء زیر ایکٹ ۱۱ ۱۸۶۵ء نالش بابت قیمت درختان اس بناء پر کہ مدعاعلیہ
نے درختان ناجائز طور پر کاٹ لیئے تھے یہ فیصلہ ہوا کہ یہ دعوے قابل سماعت عدالت مطالبہ
خفیفہ کے ہے نہ کہ عدالت مال کے ۔

مقدمہ نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۰ء دعوے مرتہن جس کی عذرداری نامنظور ہوئی اور روپیہ مرہونہ قرق و نیلام کیئے گئے اس بناء پر کہ اُس کا زر رہن یکہ مئے پر قرار پاوے اور زر رہن اُس کو ملے قرار دیا گیا کہ ایسا دعوے قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہے اور یہ دعوے نسبت جایداد منقولہ کے ہے یہ دعوے زیر ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۶۵ء عدالت مطالبہ خفیفہ مین سماعت ہو سکتا ہے ۝

مقدمہ نمبر ۸۴ سنہ ۱۸۹۰ء اس مین ایک شریک باغ چاہنے اس بناء پر واسطے تین اپنے حصہ کے چوتھے شریک پر دعوے کیا کہ زر متدعویہ جو پانسو روپیہ سے کم ہے باغ پر خرچ ہوا اور جبکہ شریک حصہ چہارم نے منظور کر لیا ہوا تھا فیصلہ یہ ہوا کہ یہ دعوے قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہے زیر ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۶۵ء ۝

مقدمہ نمبر ۲۹ سنہ ۱۸۹۰ء دعوے بابت وشرت دیہہ زیر ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۶۵ء قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ نہین ہے ۝

مقدمہ نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۰ء زیر ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء دعوے ہرجانہ بہ استغاثہ دروغ قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ نہین ہے ۝

مقدمہ نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۰ء۔ اس مقدمہ کے واقعات یہ ہین کہ ایک نالش اُس وقت جبکہ ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۶۵ء جاری تھا دایر کی گئی اور وہ عدم پیروی مین خارج ہوئی اور وہ اُس وقت قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے تھی اور جب وہ برآمد ہوئی تو اُس وقت ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء جاری ہو گیا تھا۔ جس کے رو سے وہ مقدمہ قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے نہ رہا اس مین یہ فیصلہ ہوا کہ یہ دعوے مطابق ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۶۵ء کے تصور کیا جاویگا کیونکہ دعوے جو عدم پیروی مین خارج ہوا وہ قطعی دور نہین ہو گیا تھا بلکہ حالت تحویق مین تھا ۝

مقدمہ نمبر ۱۸ سنہ ۱۸۹۰ء نالش زر بربت قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ قرار پائی ۝

مقدمہ نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۰ء زیر ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء اس مین یہ فیصلہ ہوا کہ دعوے انتفاع حصہ شراکت زراعت قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ نہین ہے ۝

مقدمہ نمبر ۱۲۳ سنہ ۱۸۹۰ء زیر ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء دعوے بقایا گذاری قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ نہین ہے ۝

مقدمہ نمبر ۱۴۳۔ ۱۸۸۹ء زیر ایکٹ ۹ ۱۸۸۷ء یہ فیصلہ ہوا کہ دعوے بابت شکست اقرار شادی قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ نہین ہے ۔

مقدمہ نمبر ۴۰۔ ۲ ۱۸۸۹ء زیر ایکٹ ۹ ۱۸۸۷ء چوہدریان ضلع نے دعوے کیا کہ ایک روپیہ فیصدی تمام اشیا پر جو موضع مین فروخت ہوتی ہین وصول کرنے کا ہمکو حق ہے مدعاعلیہم نے جبراً کل وصول کر لیا ہے ہمکو مبلغ للعہ؍ دلایا جاوے اس مین یہ فیصلہ ہوا کہ یہ دعوے قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہے ۔

مقدمہ نمبر ۴۴ ۲ ۱۸۸۹ء زیر ایکٹ ۹ ۱۸۸۷ء ایک مرتہن کو راہن نے جبراً جائداد مرہونہ سے بیدخل کر دیا اُس نے دعوے (اسامی چار سو روپیہ زررہن و نیز دادرسی جس کا وہ مستحق ہو) دعوے کیا اس مین یہ فیصلہ ہوا کہ یہ دعوے قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ نہین ہے ۔

مقدمہ نمبر ۱۵۔ ۱۸۸۹ء زیر ایکٹ ۹ ۱۸۸۷ء دعوے جائداد جس کی عذرداری واگذاری قرقی نامنظور ہو چکی واسطے حصول قبضہ جائداد یا قیمت اُس کی یہ قرار دیا گیا کہ قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ نہین ہے ۔

چونکہ ایکٹ ۱۶ و ۱۷ ۱۸۸۷ء حال کے ایکٹ مزارعان و مال ہین اسلئے ضروری فیصلجات چیف کورٹ پنجاب جنمین مقدمات قابل سماعت عدالت مال و عدالت دیوانی مین تمیز کی گئی ہے ابتدائے ۱۸۸۷ء سے درج ذیل کئے جاتے ہین

مقدمہ نمبر ۱۱۔ ۱۸۸۱ء مین یہ فیصلہ ہوا کہ نالش بابت پیداوار کہیت معافی جس مین معافی دار نے کہیت معافی بیان کیا اور مدعاعلیہ نے معافی ہونے سے انکار کیا قابل سماعت عدالت

دیوانی نہین ہے بلکہ قابل سماعت عدالت مال ہے ؛

مقدمہ نمبر ۱۰۲ سنہ ۱۸۸۰ء جس مین دعوے مدعی برائے قبضہ اراضی اس بناء پر تھا کہ مدعا علیہ اُس کا مزارعہ غیر موروثی ہے اور نصف پیداوار سالانہ مدعی کو دیتا رہا جس سے اب اُس نے انکار کر دیا ہے اس لئے وہ دعوے قبضہ کا کرتا ہے چیف کورٹ سے یہ فیصلہ ہوا کہ یہ دعوے قابل سماعت عدالت مال ہے اور عدالت دیوانی مین نہین ہو سکتا زیر ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۸۴ء ؛

مقدمہ نمبر ۱۰۳ سنہ ۱۸۸۰ء اس مین مالک نہر نے اپنے حصہ پیداوار کا اس بناء پر دعوے کیا کہ اُس کی نہر سے زمین مدعا علیہ سیراب ہوتی ہے اس لئے اُس کو حصہ پیداوار دلایا جاوے فیصلہ یہ ہوا کہ یہ دعوے قابل سماعت عدالت مال نہین ہے بلکہ عدالت دیوانی ہے اور یہ فیصلہ بموجب ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۸۴ء پنجاب کورٹ ایکٹ کے ہوا ؛

مقدمہ نمبر ۳۴ سنہ ۱۸۸۱ء فیصلہ زیر ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۸۴ء دفعہ ۴۵ کہ دعوے ایک حصہ دار مالک کا بنام دوسرے شریک مالک کے بابت حصہ پیداوار کے جو مدعا علیہ نے کل وصول کر لیا تھا فیصلہ ہوا کہ ایسا دعوے قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہے نہ کہ قابل سماعت عدالت مال کے ؛

مقدمہ نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۶ء دعوے ایک مالک اراضی بنام دوسرے مالک اراضی فیصلہ اس بناء پر کہ مدعا علیہ نے اُس کے کھیت کی زمین کاٹ کر اپنے کھیت مین ملالی دعوے حد بندی ہے اور اخیر دفعہ ۴۵ ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۸۴ء پنجاب کورٹ ایکٹ قابل سماعت عدالت مال ہے ؛

مقدمہ نمبر ۹ سنہ ۱۸۸۶ء فل بنچ یعنے اجلاس کامل چیف کورٹ پنجاب مین زیر دفعہ ۴۵ ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۸۴ء پنجاب کورٹ ایکٹ یہ فیصلہ ہوا کہ اگر مزارعہ موروثی اپنی بیدخلی کا دعوے کرے بنام مالک تو یہ دعوے عدالت دیوانی مین دایر ہو سکتا ہے نہ کہ عدالت مال مین اور نیز اس مقدمہ مین ڈویژنل بنچ نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ اگر مزارعہ موروثی اپنے مالک اراضی کو بطور مزارعہ کے اراضی موروثی کاشت پر دے اور پھر اُس کی بیدخلی کا دعوے کرے تو یہ دعوے قابل سماعت عدالت مال زیر دفعہ ۴۵ ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۸۴ء کے ہے نہ کہ قابل سماعت عدالت دیوانی کے ؛

مقدمہ نمبر ۱۱۵ سنہ ۱۸۸۲ء یہ فیصلہ ہوا کہ اگر ایک جماعت شراکت کاروبار زراعت کی کرے اور پھر درخواست واسطے اختتام شراکت کے ہو تو ایسی نالش قابل سماعت عدالت دیوانی ہے نہ کہ عدالت مال کے اور ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۱ء کا ایسے دعاوی سے کچھ تعلق نہیں ہے ۔

مقدمہ نمبر ۱۱۶ سنہ ۱۸۹۰ء فیصلہ زیر دفعہ ۷۷ ایکٹ ۱۶ سنہ ۱۸۸۷ء اس مقدمہ مین معافی دار نے قیمت پیداوار اراضی کی بابت اس طرح سے دعوے کیا ۔ کہ مجھکو پیداوار زراعت کا ۱/۴ حصہ مدعاعلیہ سے آتا تھا مدعاعلیہ نے غفلت سے زراعت نہ بوئی اس لئے اُس حصہ پیداوار کی بابت جو مجھکو بصورت بونے کے آتا تھا ۔ بطور ہرجانہ کے مین دعوے کرتا ہون دلایا جاوے ۔ فیصلہ یہ ہوا کہ الفاظ دعوے کے کچھ ہی ہون مگر یہ دعوے قابل سماعت عدالت مال ہے نہ کہ دیوانی کے ۔

مقدمہ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۹۰ء دفعہ ۱۵۸ ۔ ایکٹ ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ء اس مقدمہ مین دعوے یہ تھا کہ اراضی متدعویہ بروے تقسیم مدعی کے حصہ مین آئی تھی مگر قبل از دعوے مدعاعلیہ نے اُس کو بیدخل کر دیا قبضہ دلایا جاوے ۔ مدعاعلیہ نے یہ عذر کیا کہ وہ میرے حصہ مین آئی ہے ۔ عدالت چیفکورٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ ایسا دعوے قابل سماعت عدالت دیوانی ہے قابل سماعت عدالت مال نہین ہے ۔

مقدمہ نمبر ۵۳ سنہ ۱۸۹۰ء جاگیردار ایک موضع نے مالکان پر یہ دعوے کیا کہ تا قیام جاگیر وہ حصہ پیداوار کے لینے کا مستحق ہے مگر اس نالش کے واسطے کوئی سارٹیفکٹ صاحب کلکٹر سے مدعی نے حاصل نہین کیا تھا عدالت چیف کورٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ بلاحصول سارٹیفکٹ ایسا دعوے عدالت دیوانی مین نہین ہوسکتا ۔ اور ایکٹ ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ء کی طرف اشارہ کیا ۔

مقدمہ نمبر ۹۵ سنہ ۱۸۹۰ء زیر ایکٹ ۱۶ سنہ ۱۸۸۷ء دفعہ ۷۷ اس مقدمہ مین مدعاعلیہم نے ایک قطعہ اراضی مدعی سے اس واسطے لی کہ وہ اُس پر درخت لگاوینگے اور یہ شرط کی کہ اگر کوئی درخت کاٹا جاوے تو اُس کا نصف مدعی کو دینگے مدعی نے دعوے دس روپیہ نصف قیمت ایک درخت شیشم کا جو کاٹا گیا اور فروخت ہو گیا ۔ چیف کورٹ نے یہ فیصلہ کیا ۔ کہ یہ دعوے قابل سماعت عدالت مال ہے ۔

مقدمہ نمبر ۱۰۴ سنہ ۱۸۹۰ء زیر ایکٹ ۱۶ سنہ ۱۸۸۷ء دفعہ ۷۷ ۔ اس مقدمہ مین مدعی ایک مزارعہ نے دعوے

قبضہ اراضی اس بنیاد پر کیا کہ مین نے رہن جب کیا تو مدعا علیہ مالک نے دعوےٰ کر کر قبضہ اراضی کا لے لیا اب مُرتہن نے اپنا حق رہن اراضی پر چھوڑ دیا ہے۔ مجھکو قبضہ مدعا علیہ مالک سے واپس دلایا جاوے۔ چیف کورٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ دعوےٰ ہذا قابل سماعت عدالت مال ہے کیونکہ یہ دعوےٰ بربنا شرائط مزارعہ کے ہے ❊

مقدمہ نمبر ۱۰۵ سنہ ۱۹۰۰ء زیر ایکٹ ۱۶ سنہ ۱۸۸۷ء دفعہ ۷۷۔ ایک مزارعہ غیر موروثی نے چند درخت اراضی زیر کاشت مین سے کاٹ لیئے مالک نے اُس کی قیمت کا دعوےٰ اس بناء پر کیا کہ اُسکو بموجب شرائط کے اختیار کاٹنے درخت کا نہین ہے چیف کورٹ نے یہ قرار دیا کہ ایسا دعوےٰ قابل سماعت عدالت مال ہے ❊

مقدمہ نمبر ۱۰۰ سنہ ۱۹۰۱ء دعوےٰ ایک شریک مُرتہن کا دوسرے شریک مُرتہن پر واسطے حصہ پیداوار اراضی مرہونہ کے زیر ایکٹ ۱۶ سنہ ۱۸۸۷ء قابل سماعت عدالت مال ہے کیونکہ عبارت ایکٹ مذکور کے مطابق ایکٹ مال ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ء کے ہے جس کے رو سے مرتہن بھی مالک قرار دیا گیا ❊

مقدمہ نمبر ۱۰۹ سنہ ۱۹۰۱ء معاملہ نخل ڈیرہ غازیخان کا معاملہ اراضی ہے اور اُس کا دعوےٰ زیر ایکٹ ۱۶ سنہ ۱۸۸۷ء عدالت مال مین ہو سکتا ہے نہ کہ عدالت دیوانی مین ❊

مقدمہ نمبر ۱۱۹ سنہ ۱۹۰۶ء زیر ایکٹ ۱۶ سنہ ۱۸۸۷ء اس مین مالک درختان نے مزارعہ موروثی پر دعوےٰ قیمت ثمرہ درختان کیا۔ عدالت چیف کورٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ مقدمہ قابل سماعت عدالت دیوانی ہے کیونکہ مالک درختان زیر ایکٹ مزارعان مالک تصور نہین کیا جاتا ❊

مقدمہ نمبر ۱۵۰ سنہ ۱۹۰۱ء زیر ایکٹ ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ء قانون مال اس مین دعوےٰ یہ تھا کہ اراضی فریقین کی مشترکہ بلا تقسیم ہے اور مدعا علیہ اُس کو خانگی تقسیم شدہ قرار دیتا ہے۔ جو غلط ہے۔ یہ قرار دیا جاوے۔ کہ اراضی فریقین مشترک ہے چیف کورٹ نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ ایسے دعوےٰ مین تنازعہ حق کا ہے اُس کو یا تو عدالت دیوانی سماعت کر سکتی ہے یا عدالت مال مگر افسر مالی اس کا فیصلہ نہین کر سکتا۔ زیر دفعہ ۱۱۷۔ ایکٹ مال بطور عدالت کے ❊

مقدمہ نمبر ۱۸۔ ۱۸۹۶ء اس مقدمہ مین دعوے یہ تھا کہ مدعی نے دعوے بیدخلی مدعا علیہ اس بنا پر کیا کہ زمین واسطے کاشت کے مدعا علیہ کو بآوا سے ایک رقم معین کے دی گئی جو وہ ادا کرنے مین انکار کرتا ہے اور اپنا حق مخالف مدعی بیان کرتا ہے فیصلہ یہ ہوا کہ اس مقدمہ مین ایسی ہی صورت ہے کہ جیسے مزارعہ بعد اختتام میعاد یکسال فصلی کے قبضہ نہ چھوڑے اس لئے یہ مقدمہ قابل سماعت عدالت مال ہے نہ کہ عدالت دیوانی فیصلہ زیر دفعہ ۷۷ ایکٹ ۱۸ ۱۸۷۱ء

مقدمہ نمبر ۱۹۔ ۱۸۹۱ء مرتہن نے دعوے دخلیابی اراضی کیا اُس مین چیف کورٹ نے یہ دعوے قابل سماعت عدالت مال قرار دیا ۔

مقدمہ نمبر ۳۔ ۱۸۹۱ء اس مین دعوے مدعی یہ تھا کہ وہ مدعا علیہ کے ساتھ شریک اراضی ہے اور اراضی مدعا علیہ اور مزارعان نے کاشت کی ہے مگر مدعا علیہ نے کل پیداوار لے لی ہے۔ اس لئے مدعی دعوے قیمت اپنے حصہ کا کرتا ہے عدالت چیف کورٹ نے یہ قرار دیا کہ یہ دعوے قابل سماعت عدالت مال ہے ۔

مقدمہ نمبر ۴۴۔ ۱۸۹۱ء اجلاس کامل چیف کورٹ سے یہ فیصلہ ہوا کہ دعوے مدعی اس بنا پر کہ وہ مزارعہ موروثی متوفی کا وارث ہے اُس کو مدعا علیہ مالک سے اراضی ولائی جاوے قابل سماعت عدالت دیوانی ہے ۔ کیونکہ ایسا شخص ابتک مزارعہ ہونیکا تصور نہین ہوسکتا ۔

مقدمہ نمبر ۵۴۔ ۱۸۹۱ء ۔ اس مقدمہ مین دعوے دخلیابی ازطرف مزارعہ موروثی ایک سال کے بعد بیدخلی سے تھا عدالت چیف کورٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ مابین ایک سال تو عدالت مال مین وہ دعوے کرسکتا ہے اگر ایک برس کے بعد وہ دعوے کرے تو اُس کا اگر دعوے سماعت ہوسکتا ہے تو عدالت دیوانی ہی مین ہوسکتا ہے اور فیصلجات ۱۰۴۔ ۱۸۸۱ء اور ۴۴۔ ۱۸۹۱ء کا چیف کورٹ نے حوالہ دیا ۔

مقدمہ نمبر ۴۔ ۱۸۹۱ء اس مین ایک بھائی نے دوسرے بھائی اور راہن پر اس بنا پر دعوے کیا کہ وہ پیداوار اراضی جو دونو بھائیون کے نام ازطرف راہن رہن ہے ایک بھائی نے لے لی ہے اُس کا حصہ دلایا جاوے فیصلہ یہ ہوا کہ زیر ایکٹ ۱۶۔ ۱۸۸۷ء ایسا دعوے عدالت مال کے

قابل سماعت ہے راہن کو مدعا علیہ بنانے سے کچھ فرق نہین آتا ÷

مقدمہ نمبر ۹ ۴ ء سنہ ۱۸۹۱ء اس مین دعوے کیا نہ مالکان بنام کیان کے تھا فیصلہ یہ ہوا کہ یہ دعوے قابل سماعت عدالت مال ہے ÷

مقدمہ نمبر ۹ ۰ سنہ ۱۸۹۱ء دعوے دخلیابی مرتہن بنام راہن بابت اراضی مرہونہ قابل سماعت عدالت مال قرار پایا بروے ایکٹ مزارعان سنہ ۱۸۸۷ء ÷

مقدمہ نمبر ۰ سنہ ۱۸۹۱ء اس مین دعوے جاگیردار پر دربا ب قرار دیئے جانے نقدی معاملہ کے تھا عدالت چیف کورٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ ایسا دعوے عدالت دیوانی مین نہین ہو سکتا ÷

مقدمہ نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۱ء مین یہ فیصلہ ہوا کہ دعوے بر خلاف مزارعہ کا مالک پر اس وجہ پر کہ اُس نے پیداوار جبراً چھین لی ہے عدالت دیوانی مین ہو سکتا ہے ÷

استغاثہ فوجداری

استغاثہ فوجداری کے رجوع کرنے کے واسطے بہت غور و تامل مطلوب ہے جب موکل استغاثہ فوجداری رجوع کرنے کے واسطے استدعا کرے تو بہت غور سے پہلے دیکھو کہ در اصل کوئی معاملہ قابل سماعت عدالت فوجداری باہم فریقین واقع بھی ہوا ہے یا نہین کیونکہ اکثر دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ لوگ صرف استغاثہ دروغ کسی ضد کے واسطے رجوع کر دیتے ہین اور ضد کئی طرح کی ہوتی ہے مثلاً کسی شخص نے مکان یا زمین کسی شخص کے متصل خرید لی اور حق شفع اُس کو نہین پہنچتا یا میعاد حق شفع گذر چکی اور پیچھے اُسکو خیال حصول جائداد پیدا ہوا اب اور تو وہ کچھ عدالت دیوانی سے نہین کر سکتا اس لئے وہ اس نیت سے کہ کسی طرح سے بذریعہ مقدمات فوجداری اُس کو مجبور کرے کہ وہ مکان کو چھوڑ دے یا اُسی کے پاس فروخت کر دے یا باہم نزاع کسی وراثت پر ہے اور عدالت دیوانی سے چارہ جوئی ممکن نہین تو بھی اُس شخص کو کسی ناجائز فیصلہ کرنے کے واسطے طرح طرح کے استغاثہ فوجداری دروغ دائر کرتے ہین یا کسی انتخاب میونسپل یا بورڈ مین

ایک شخص ناکامیاب رہا تو وہ خود یا اُس کے طرفدار شخص کامیاب کے درپے تخریب ہوتے ہیں یا مقدمات نمبرداری سے ایسے نزاع پیدا ہو جاتی ہے کہ جس کا بدلا لینے کو صدہا طرح کی دروغ نالشات رجوع کرتے ہین بلکہ مقدمات سرقہ مین جھوٹے واقعات بنا لیتے ہین یا کسی شخص نے دوسرے کے خلاف شہادت دی تو بھی وہ درپے تخریب شہادت دینے والے کے رہتا ہے یا کسی عورت کے سبب نزاع ہے یا کوئی شخص اپنے مکان مین ایسے فعل جائز کرتا ہے کہ جن کو دوسرا پسند نہین کرتا مگر جائز طریق سے وہ اُس کا علاج نہین کرسکتا تو وہ دروغ طریق سے اُس کا علاج کرنا چاہتا ہے یا مثلاً کسی شخص نے کسی مقدمہ مین ایک شخص کو واسطے دینے شہادت کے کچھ روپیہ دیا اور اُس نے شہادت خلاف دی تو چونکہ وہ معاملہ راہ راست سے پورا نہین ہوسکتا تو وہ غلط راستہ پر چلتا ہے یا کسی منصف یا کمشن کو اسی طرح سے کچھ دیا مگر اُس نے فیصلہ یا رپوٹ برخلاف کی تو اُس کا بدلہ لینے کو ایسے دروغ استغاثہ رجوع کرنے کی طرف خلقت اکثر مائل ہوتی ہے یا کوئی مزارعہ موروثی ہے وہ بیدخل نہین ہوسکتا اُسکو مجبور کرنے کے لئے علی ہذا القیاس صدہا طرح کی ضد و عداوت کے سبب ایسے استغاثہ رجوع کئے جاتے ہین تو تمکو پہلے یہ غور چاہئے کہ درحقیقت کوئی راست بنا استغاثہ ہے کہ نہین اگر نہین ہے تو ایسے مقدمہ کے لینے سے پرہیز کرو۔ اگر ہے تو پھر غور کرو کہ ایسا وہ جرم واقعات سے درصل کس کا کیا ہوا معلوم ہوتا ہے کیونکہ اکثر لوگ جب اُنپر دوسرا شخص کوئی ستم کرے تو وہ اُسی کی سزا اُسے کو کافی نہین سمجھتے بلکہ اُس کی عورت اور بیٹی اور بیٹا اور رشتہ داران بلکہ اُس کے رفقاء کو بھی ملزم بنانے کی کوشش کرتے ہین اسلئے موکل کو ایسے فعل ناجائز سے متنبہ کرکے اُس کو بتاؤ کہ ایسا کیا تو تحقیقات مین تمہاری قلعی کھل جاوے گی اور جن کو ناحق شامل کرتے ہو وہ تمہارے پر استغاثہ نالش دروغ وغیرہ کرسکتے ہیں پیچھے تم کو زیرباری ہوگی بلکہ عدالت فوجداری ہی ہرجانہ تمسے دلا سکتی ہے تو بعد تجویز اس امر کے پھر خوب سوچو کہ واقعات سے کون جرم ظاہر ہوتا ہے اُس کی بابت قانون کو خوب دیکھ لو

اور صحیح دفعات لگا کر استغاثہ مستغیث سے یا اُس کے ساتھ ہو کر رجوع کراؤ اور شہادت راست کے جمع کرنے اور پیش کرنے کے لئے موکل کو اطلاع کرو مگر یہ بھی یاد رہے کہ پہلے سوچ لینا چاہیئے کہ استغاثہ کس عدالت مین قابل سماعت ہے اور اسی مین رجوع کرنا چاہیئے؛

شق پنجم

نمبر (۱) جواب دعوے مقدمات دیوانی و مال وغیرہ

جواب دعوے تیار کرنے کے لئے جو جو امر پہلے وکیل کو دیکھنے چاہیں۔ اول۔ عبارت عرضی دعوے دویم۔ باضابطہ او خلاف عرضی دعوے۔ سویم۔ کاغذات جن کا عرضی دعوے میں ذکر ہے اون کا نوٹس اور شمولیت وغیرہ۔ چہارم۔ اسٹامپ عرضی دعوے۔ پنجم۔ اس طرح کا دعوے ہو سکتا ہے یا نہین۔ ششم۔ بناے دعوے ہفتم۔ تصدیق عرضی دعوے۔ ہشتم۔ دستخط وکیل اگر کوئی ہو بر عرضی دعوے۔ نہم۔ شمولیت فریق مقدمہ۔ دہم۔ اختیار سماعت عدالت۔ یازدہم میعاد دعوے۔ دوازدہم۔ مضمون عرضی دعوے سے مراد دعوی حاصل ہوتی ہے یا نہین سیزدہم۔ اگر کسی رواج پر ہے تو وہ مسلمہ ہے۔ چہاردہم۔ اگر شرع پر ہے تو شرعاً بموجب عرضی دعوے حق پہنچتا ہے۔ پانزدہم۔ مدعی یا مدعا علیہ نابالغ ہے یا نہین۔ اگر ہے یا فاطر العقل ہے تو ولی جایز اُنکے مقرر ہوئے یا نہین۔ اگر ہو تو۔ شانزدہم۔ اگر دعوے ترتیم کا غذات بند و بست ہے یا ابصیغہ مفلسی ہے تو سرکار فریق مقدمہ ہے یا نہین۔ ہفدہم۔ دعوے کی سماعت مین دفعہ ۱۲۔ یا ۴۳ ضابطہ دیوانی آتی ہے یا نہین ہشتدہم۔ اگر بطور قایم مقام یا وراثت کے دعوے ہے تو کل وارث شامل ہین یا نہین۔ نوزدہم۔ اگر بازو کا دعوی ہے تو حق مہرادا ہوا ہے یا نہین۔ بستم۔ نقشہ صحیح مکان کا شامل ہے یا نہین۔ بست و یک۔ اگر تمسک یا رہن نامہ پر دعوے ہے تو وہ اسٹامپ کتنے پر ہے یا اگر رجسٹری لازمی ہے تو ہوئی ہے کہ نہین۔ بست و دوم۔ اگر کسی

بنا دعوے شامل ہین تو وہ شامل ہو سکتے ہین - یا نہین - اگر ہو سکتے ہین تو اسباب اُنکا
بحیثیت مجموعی پیدا ہے یا نہین - بست وسوم دعوے ملے جو چند اشخاص پر ہوان وہ چند
اشخاص ایک مقدمہ مین مدعاعلیہ ہو سکتے ہین یا نہین - بست وچہارم - دعوے برخلاف پالسی
یا قانون عامہ اخلاق یا انتظام سلطنت وغیرہ کے ہے یا نہین - دفعہ ۲۳ - ایکٹ معاہدہ - بست وپنجم
اگر عرضی دعوے ترمیم کو واپس ہوا تو اندر میعاد داخل ہوا یا نہین اگر داخل ہوا تو ایسی تبدیلی تو نہین
کی گئی کہ صورت دعوے کی تبدیل تو نہین ہوئی - بست وششم - بعد ترمیم کے بھی امورات
بالا پر غور کرنی چاہیئے - بست وہفتم - نمبر صحیح اراضی کے عرضی دعوے کے ساتھ شامل ہیں یا نہین
دیکھو سرکلر چیف کورٹ پنجاب - بست وہشتم - نقل عرضی دعوے مدعاعلیہ کو ملی ہے یا نہین - اگر
ملی تو عرصہ معقول قبل از جوابدہی ملا کہ نہین - جب امورات بالا پر غور کرلی اور عذرات مناسب
کرلئے - تو پھر اصلیت جواب کی طرف غور کرو - کیونکہ ایسا نہو جیسے کئی دفعہ ایسا اتفاق ہوا ہے
کہ بعض وکیل صرف اعتراضات پر ہی چلتے رہے اور اصلیت مقدمہ کی طرف رجوع ہی نہ کیا
اور جب اُن کے اعتراضات قانونی کا فیصلہ اُنکے خلاف ہوا تو چونکہ اصلیت پر اُنہون نے جواب
ہی نہین دیا تھا وہ مقدمہ مین ناکامیاب ہوگئے - اصلی جواب دعوے ایسا صاف وجوہات
سے ہو جس سے سب طرح کے عذرات تمہارے ظاہر ہوتے ہون مثلاً تمہارے موکل کا جواب
یہ ہو کہ مدعی کو کوئی حق دعوے کرنیکا نہین ہے کیونکہ جس مورث کی جایداد کا وہ دعوے کرتا ہے
وہ اُس کا فرزند ہی نہین ہے یا اُس کا رشتہ دار ہی نہین ہے اگر ایسے جواب پر تمنے حصر کیا
تو وہ اگر فرزند یا رشتہ دار ثابت ہوگیا - تو پھر تمکو کسی اور عذر کا موقعہ نہین رہیگا - اس لئے
کُل عذر پیش کرو - مثلاً وہ جایداد مورث مذکور کے نہین ہے اگر جایداد بھی اُس کی ثابت ہو تو
تمہارا قبضہ اُس کے مخالف زاید از بارہ سال ہے پھر اگر قبضہ تمہارا مخالفانہ ثابت ہو تو ہم نے
مبلغ دو ہزار روپیہ جو اُس جایداد کی ترقی پر لگایا ہے وہ ہمارا سب سے اوّل حق وصول کرنیکا
ہے وغیرہ وغیرہ - یا دعوے بروئے رہن نامہ غیر رجسٹری شدہ کے ہے تو تم کو دیکھ لینا چاہیئے

کہ جواب تمہارا درست کیا گیا ہے اگر تمنے صرف یہ جواب دیا کہ رہن نامہ غیر رجسٹری شدہ ہے اس لئے اس کی بناء پر دعوے نہیں ہو سکتا - اور مدعی سے جب پوچھا گیا کہ اس رہن نامہ پر تمہارا دعوے نہیں چل سکتا تو اُس نے جواب دیا کہ یہ اراضی قبل رجسٹری میرے قبضہ میں بابت رہن تھی اور میرے نام داخل خارج ہوا ہوا تھا - جسپر اُس کے رہن نامہ بابت کی تحقیقات ہو کر زبانی رہن پر اُس کی ڈگری ہو گئی - تو ایسے مقدمہ میں تمہارا جواب دعوے کی اس صورت پر ہو - مثلاً رہن نامہ رجسٹری شدہ نہیں ہے یہ ثبوت میں نہیں لیا جا سکتا - یا میں نے اراضی کبھی مدعی کے پاس رہن نہیں کی - میں نے زر رہن نہیں لیا - وغیرہ وغیرہ - پھر یا اس طرح سے کہ ایک مقدمہ میں دعوے بناء ایک تمسک کے ہے جو دو سو روپیہ کا ہے اور اُس میں دو روپیہ سیکڑہ ماہوار سود ہے - تمنے اگر صرف یہ جواب دیا کہ میں نے تمسک نہیں لکھدیا پھر اگر تحریر تمسک تمہاری ثابت ہو گئی تو کل کی ڈگری ہوگی - اس میں عموماً اگر ایسی صورت ہو تو جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں نے نہ تمسک لکھدیا نہ زر مندرجہ تمسک لیا - اور اگر مدعی یہ امر ثابت بھی کر دے تو زر سود بہت بھاری ہے - پھر دیکھو مدعی کا یہ دعوے ہے کہ میرے مکان کا پانی مدعا علیہ کے مکان میں سے ہو کر گذرتا ہے اب اُس نے روک دیا تو سوچو کہ تمہارا جواب کیا ہوگا اس کا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اُس کا پانی صرف دس برس میرے مکان میں سے ہو کر گیا ہے اُس کو حق دوامی حاصل نہیں ہے یا اُس کا پانی تین برس سے بند ہے یا پانی اُس کا کبھی برابر نہیں چلا یا یہ کہ دعوے بربناء تمسک کے ہے تو اس کا جواب یہ بھی ہے کہ تمسک بابت اُس رقم کے لکھدیا تھا کہ جو قمار بازی میں رقم ہاری تھی قانوناً اس تمسک پر دعوے نہیں ہو سکتا کوئی زر معاوضہ جائز مدعی سے اس تمسک کا وصول نہیں پایا پھر مثلاً رہن نامہ پر دعوے ہے اسکا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ زر رہن مدعی سے کوئی وصول نہیں پایا صرف واسطے بچاؤ قرقی کے مدعی کی صلاح سے اُسکو فرضی رہن نامہ لکھدیا تھا اس لئے دعوے نہیں ہو سکتا یا بموجب رہن کی شرائط کے مدعی کو صرف شئے مرہونہ سے روپیہ وصول کرنے کا حق ہے مدعا علیہ کی ذاتی

ذمہ واری اداے زر رہن کی نہین ہے یا مدعی کو بموجب شرائط رہن کے صرف قبضہ جائداد مرہونہ کا حق ہے فک الرہن کرانا صرف باختیار مدعا علیہ ہے یا مدعی جائداد مرہونہ سے زر رہن وصول کرچکا ہے یا اُس نے ایک جزو جائداد مرہونہ کو جو مکان تھا گرا کر اسقدر روپیہ وصول کرلیا ہے یا کہ دعوے زر نقد ہے اُس کا جواب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مدعی کا دعوے دوسو روپیہ کا ہے مین نے اُس سے تین سو روپیہ اُسی قسم کا لینا ہے دو سو روپیہ اُس کا وضع ہوکر مجھکو ڈگری ایک سو کی ملے یا دعوے اصلاح کاغذات مال ہے جواب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سرکار کو ایک فریق مقدمہ نہین بنایا گیا یا دعوے بصیغہ مفلسی ہے تو جواب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سرکار کو فریق نہین بنایا۔ یا ایک ماہ ہوا کہ مدعی نے اسقدر جائداد فروخت کی جو اسباب عرضی دعوے کے لیئے کافی تھی یا دعوے بنام میونسپل کمیٹی یا افسر سرکاری کی ہے تو یہ جواب کہ نوٹس باضابطہ میونسپل کمیٹی کو یا سرکاری افسر کو نہین دیا گیا یا دعوے زر واپسی فیس کا بنام وکیل کے ہے جواب اس کا کہ کام جس کے لیئے فیس لی گئی پورا کردیا گیا یا ہم کام کرنیکو تیار تھے مدعی نے کام کرانے سے خود پہلوتہی کی یا انکار کیا یا جسقدر کہ فیس مقرر ہوئی تھی مدعی نے پوری ادا نہین کی اسلیئے وہ جزو جو اُس نے ادا نہ کی واپس نہین لے سکتا وغیرہ وغیرہ پھر شرط یہ ہے کہ کل امورات سوچ کر جواب پیش کرو جلدی نکرو مثلاً سمن مؤکل کو ایک روز پہلے پہنچا اور پورا جواب دینے کے لیئے وقت نہین ملا تو پہلے یہ عذر کرکر مہلت لو ورنہ اگر جلدی کی تو پیچھے مقدمہ کو نقصان پہنچیگا بلکہ قبل جوابدہی اگر کوئی پہلے مقدمہ ہوئے ہوں تو انکو بھی پڑھ لینا چاہئے ؞

نمبر ۲۔ جواب دہی مقدمات فوجداری

جواب دہی مقدمات فوجداری اگرچہ بظاہر بہ نسبت مقدمات دیوانی کے سہل معلوم ہوتی ہے۔ مگر درحقیقت یہ زیادہ مشکل ہے۔ کیونکہ مقدمات دیوانی مین صرف نقصان زر ہی ہے

فوجداری مقدمات مین نہ صرف نقصان زر ہی ہے بلکہ سب سے عزیز عزت اور آزادی اور جان کا بھی خطرہ ہے۔ اس لیے جو ابدہی مقدمات فوجداری مین وکیل کو جسکے سپرد موکل اپنی عزت و مال و آزادی و جان کی حفاظت کرتا ہے زیادہ ہوشیار و خبردار و تن دہ ہونا چاہیے اور یاد رہے کہ بنیاد قانون فوجداری براے روک جرم ہے۔ اور قانون سزاوار اُس شخص کو قرار دیتا ہے۔ جس پر ثبوت حسب ضابطہ صریح اور بلا شبہ ہو کیونکہ اشتباہ کی حالت مین اصول قانون یہ ہے کہ شک کا فائدہ ملزم کا ملنا چاہیے۔ یعنی اگر کسی طرح کا ثبوت گذرانیدہ خلاف ملزم مین شک پڑے تو ملزم کو رہا کیا جاتا ہے۔ اور ہر ایک شخص کو جب تک اُس پر باضابطہ جرم ثابت نہو معصوم یعنے بے گناہ سمجھا جاتا ہے۔ اور یہ بھی مسئلہ ہے کہ سو مجرم رہا ہون تو ایک بے گناہ کے گرفتار ہونے سے بہتر ہے اور پھر قانون نے ملزم کو حلفی بیان سے مبرا رکھا ہے اور اُس کو یہ اختیار ہے کہ جو سوال اُس سے پوچھا جاوے۔ اُس کا جواب دے یا نہ دے۔ الغرض قانوناً کسی شخص پر یہ لازم نہین آتا۔ کہ اپنی مجرمیت کا اقبال کرے۔ اس لیے ملزم کو یہ ضرور نہین ہے۔ کہ اپنا بیان لکھا دے اس امر مین پہلی احتیاط ضروری ہے کہ ملزم اپنے بیان کو جہانتک ممکن ہو لکھانے سے پرہیز کرے۔ ہان بعض وقت ایسا بھی ہو جاتا ہے اور عموماً بعض حکام اگر ملزم اپنے بیان لکھانے سے پرہیز کرتا ہے۔ تو اپنے دل مین یہ نتیجہ لیتے ہین۔ کہ وہ ضرور ملزم ہے۔ اور ایسے خیال سے ملزم کو نقصان پہنچتا ہے۔ کیونکہ پھر وہ شہادت کمزور کو مضبوط سمجھکر برخلاف ملزم ہو جاتے ہین۔ تو ایسی صورت مین سوچ سمجھکر جواب دینا چاہیے یہ امر کہ ملزم جواب دے یا نہ دے اُس کو بعض لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ یہ رعایت غیر ضروری ہے۔ مگر نہین اس مین بہت حکمت ہے۔ کیونکہ اب جرم حسب قوانین حال اس قدر زیادہ ہو گئے ہین کہ بعض جرائم کو خلقت کچھ جرم نہین خیال کرتی۔ اور وہ اکثر بلا نیت جرم وقوع مین آجاتی ہین۔ مثلاً میونسپل بائی لاز یا قواعد و قانون میونسپل کمیٹی مین راستہ پر کوڑا پھینک دینا اور پیشاب کرنا یا ریل مین حقہ پینا وغیرہ وغیرہ۔ تو ایسے جرم کو کچھ خلقت کی نظرون مین جرم نہین خیال

کیا جاتا ہے فرض کرو کہ ایک شریف آدمی جس کی زندگی پاک وصاف ہے۔ کسی شہر مین اُس کا گذر ہوا اور اُس نے کسی جگہ پر جہان پیشاب کرنا جرم ہے۔ پیشاب کر دیا حالانکہ اُس کی کوئی بدنیت یا ایذا رسانی دوسرے کی سے مراد نہ تھی پھر اگر اُسکو جواب پر مجبور کیا جاوے تو وہ چونکہ شریف ہے۔ وہ صاف اقبال کرے گا۔ آگے چونکہ عدالت ہٰذا کو معافی جُرم کا اختیار نہین ہے لاچار اسکو سزائے جرمانہ دینی پڑے گی جس سے اُس شریف کی عزت پر ایک دھبہ لگیگا تو اِسی لئے اُس کو سہل رکھا گیا ہے کہ وہ جواب دے یا نہ دے۔ استغاثہ کی طرف سے ثبوت پیش کرنا لازمی ہوگا تو اس مین کئی قسم کی گنجایش ہوگی اول تو ثابت ہی نہو پھر اگر کچھ شک پڑ جاوے تو اُسی سے ملزم کا بچاؤ ہو جاوے۔ اب دیکھو مقدمہ فوجداری شروع ہوا مستغیث کا بیان شروع ہوتا ہے اگرچہ سوالات گواہ سے کرنے کی بابت علیحدہ باب ہے مگر یہان تھوڑا سا ذکر مستغیث کا کیا جاتا ہے مستغیث سے اگر گواہ اُس کے اُسی وقت حاضر ہون جو اکثر ہوتا ہے تو مستغیث سے جہان تک ممکن ہو ایسے سوالات کرو اول تو استغاثہ اُس کا کیا ہے یعنی جو کہ حالات وہ بیان کرتا ہے اُن حالات سے کیا جرم بنتا ہے یا نہین اور وہ حالات کس طرح سے پیدا ہوگئے یا کسی فعل اول مستغیث سے انکا ظہور ہوا یا کہ خود بخود ملزم کی طرف سے وہ واقعات سرزد ہوئے فرض کرو مقدمہ مارپیٹ ہے تو آیا ملزم نے دفعتًا مارپیٹ شروع کر دے یا مستغیث کی دشنام دہی یا حملہ کرنے سے ملزم نے شروع کی یا کہ مستغیث کے کسی فعل کرنے سے جو حد جُرم تک پُہنچتا تھا مثلًا ملزم کے مکان مین جا دھسا اور مالک کو دق کیا اور نہ نکلتا تھا جو خود ایک جرم تھا۔ جنپر ملزم نے بجبر خارج کرنے مین اُس کو زد وکوب کیا جس کے سوائے وہ خارج نہین ہو سکتا تھا۔ پھر جہان تک ہو سکے غور کرو کہ کوئی واقع ایسا مستغیث بیان تو نہین کرتا کہ جس سے جرم پیش کردہ کسی مستثنیات مین تو نہین آتا مثلًا مستغیث دعوے دشنام دہی کرے اُس سے پہلے حیثیت اُس کی دوسرے فرقہ جس کے وہ متعلق ہے تیسرے موقعہ دشنام دہی جو کہ تھی وہ دشنام دہی کے الفاظ اور یہ کہ آیا جس فرقہ سے کہ فریقین متعلق ہین ان مین ایسے الفاظ دئے عمومًا اُس فرقہ کے متوسط عقل کے لوگ شاکی ہوتے ہین یا نہین

وغیرہ وغیرہ پھر جگہ وقت نام حاضرین اور فعل حاضرین اور تعلق حاضرین مستغیث سے یعنی
یہ کہ کہان یہ وقوع ہوا اور اُس وقت کون کون لوگ موجود تھے اور کیون آئے تھے اور اُنھون نے
کیا کیا کیا یعنے کہ کچھ کہا یا کسی کو چھڑایا اور ان کا تم سے کیا علاقہ ہے اور ملزم سے اُن کی کوئی وجہ
عناد ہے ۔ اور پھر یہ کہ جو جو مقدمات باہم مستغیث و ملزم ہوئے اگر کوئی ہوئے تو یا دیگر وجوہات
نفاق یا تکرار باہمی اور یہ کہ پہلے وہ ملزم کو جانتا تھا یا نہین اگر نہین تو اُسکو کس طرح سے [illegible] ری
شناخت اُس کی رہے یا اُس کو کسی نے نام و پتہ اُس کا بتایا یا کیونکہ اکثر یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ
کوئی واقعہ ایسی جگہ ہوا جہان کسی شخص کے چند دشمن ہین اور ملزم کوئی اور تھا اور بھاگ گیا تو
لوگ اُسی کا پتہ واسطے انتقام اپنے تکرار یا دشمنی کے بتا دیتے ہین اور پھر مستغیث کی اپنی معاش
اور طریق اور یہ کہ اُس نے پہلے کس کس طرح کے مقدمات کیئے یا کہ اس قسم کے استغاثہ اور نیز
یا متعلقین ملزم پر یا متعلقین ملزم نے مستغیث پر یا متعلقین مستغیث پر استغاثہ کیئے یا کسی نے
گواہی دی یا رپورٹ پولیس مین کی یا کوئی مخبری ملزم یا اُس کے متعلقین کی طرف سے یا مستغیث
کے یا اُس کے متعلقین کی طرف سے ہوئی یا کسی مکان یا زمین کے خریدنے کی بابت تکرار یا فساد
یا کسی فریق نے یا اُس کے متعلقین نے کسی دوسرے کے روزگار مین فرق آنے کی کوشش کی یا کرائی
یا نمبرداری یا ذیلداری یا انتخاب ممبری مین ایک نے دوسرے کے خلاف شہادت یا منظوری
دی وغیرہ وغیرہ اور سوالات کے جواب مین مستغیث کا دیر لگانا یا کانپنا یا جھجکنا یا تکرار یا لڑائی کی
صورت مین پیش آنا یا جواب سے پرہیز کرنا عدالت کو جتاتے رہو۔ اور بعد مستغیث کے گواہان استغاثہ
سے پورے پورے سوال حسب قسم گواہ (دیکھو باب سوالات از گواہان) کے کرتے جاؤ۔ اور جب شہادت
استغاثہ ختم ہو۔ اگر دیکھو کہ شہادت کمزور ہے یا کہ شہادت سے جرم نہین بنتا۔ وغیرہ وغیرہ۔ تب تو
اپنی تقریر شروع کرو کہ۔ پیشتر اسکے کہ عدالت کوئی اور حکم دیوے۔ اور اپنی تقریر مین اختلاف شہادت
و حیثیت گواہان و عداوت سابق گواہان وغیرہ۔ جیسا کہ وقت پر مناسب معلوم ہو۔ یا یہ کہ واقعات
پیش کردہ اگر ثابت بھی تصور کئے جاوین تو اُن سے جرم قرار نہین پاتا۔ شروع کرو اور اگر دیکھو کہ

بلا تردد کہو تمہارے کہ تمہارا موکل رہائی نہین پاسکتا۔ تو حکم حاکم کی انتظار کرو۔ اگر وہ فرد لگا دیوے تو اپنے موکل کے ہم صلاح ہوکر فہرست کل گواہان جس سے تردید جرم یا نیک چلنی یا کم حیثیتی وغیرہ گواہان استغاثہ جیسی کہ صورت ہو تیار کرکے پیش کراؤ۔ اور بعد خاتمہ شہادت کے اپنی پوری پوری تقریر واقعات اور شہادت اور ستثنیات وغیرہ جیسی کہ صورت ہو کرو مگر ہمیشہ یاد رکھو کہ کسی حالت مقدمہ مین حاکم سے ایسی طرح سے پیش نہ آؤ۔ کہ جس سے وہ چڑ جاوے۔ کیونکہ خواہ تم اُس کی کچھ پرواہ نکرو۔ مگر موکل کو اس سے نقصان پہنچتا ہے۔ فوجداری مقدمات مین اکثر شہادت پر کل مدار مقدمہ ہے۔ اگر تم نے حاکم کو چڑا دیا تو بعض سخت وتند مزاج حاکم یا کم ظرف اُس کا بدلہ خواہ مخواہ کمزور شہادت کو یقین کرکے خواہ مخواہ ملزم کو زیادہ سزا دینے سے نکال لیتے ہین بہرحال تم کو چاہئے کہ ابتدا سے انتہا تک مقدمہ کے حاکم سے بالفاظ ملایم پیش آؤ۔ اور بعض خفیف واقعات پر تکرار ناحق کو نہ ٹھیراؤ اور حالات ملزم اگر صورت ایسی نظر آوے۔ کہ وہ سزا سے نہین بچ سکتا۔ اُس کی عیال داری کہ اُس کی سزایابی سے کسقدر بندہ خدا بلا گزارہ ہوکر مصیبت مین پڑینگے اور مستغیث کی زبردستی وغیرہ کا تذکرہ کرو اور امور قانونی جس سے ملزم کی رہائی یا بریت ہو سکے خواہ وہ اختیارات عدالت پر منحصر ہو یا رجوع استغاثہ مین بسبب عدم منظوری یا کہ استغاثہ شخص حقدار کی طرف سے رجوع نہین ہوا یا کہ جرم نہین بنتا یا مستثنیات مین آیا ہے کل امورات پر غور کرکے خوب جواب دو۔ اور جب شہادت مستغیث کے پیش ہو تو ایک یہ خیال رکھو کہ کوئی شخص شہادت ہر ایک گواہ کی سنکر با ہر دوسرے گواہان کو نہ بتاتا جاوے اور گواہ مستغیث کے جسقدر ممکن ہو ایک ہی دن گذرین اگر مستغیث کو وقفہ وقت کا ملا تو ممکن ہے کہ جو جو نقص شہادت مین پڑ جاوین تو وہ درست کر لیگا اور دفعہ قانون کے جسپر فرد لگا یا جاوے اُس کو بغور معہ تشریحات پڑھ لینا چاہئے مثلاً جرم ازالہ حیثیت عرفی ہو تو دیکھو کہ الزام کسی شہادت مین آتا ہے یا نہیں اسی طرح سے جرم قتل عمد کہ آیا یہ قتل انسان مستلزم سزا بنتا ہے یا نہین یا ایسا فعل تو نہین ہے جس کا متوسط عقل کا انسان شاکی نہین ہوتا یا کسی فائدہ عام کے واسطے

تو نہین کیا گیا اور اگر دیکھو کہ حاکم اس مقدمہ مین قبل اختتام شہادت اپنی رائے ظاہر کرتا ہے تو جانو کہ کچھ سبب ہے تو اس مقدمہ کو انتقال کرانے کے واسطے کوشش کرو اور عمر ملزم کا بھی خیال رہے کیونکہ بعض عمر مین جرم ہی کا سرزد ہونا قانوناً قبول نہین کیا جاتا اور بعض وقت عمر مین اکثر جرمون مین سزائے بید مقرر ہے ؀

شق ششم

درباب امور تنقیح طلب

امورات تنقیح طلب جن کی تعریف یہ کی جا سکتی ہے کہ خاص خاص امور ایسے فریقین کے بیانات وغیرہ سے پیدا ہو لیتے ہین کہ اُن کا فیصلہ ہونے پر مقدمہ بھی ایک طرف فیصلہ ہو جاتا ہے اُن کا صاف کر دینا اسیطرح پیدا گی کو جو فریقین مین مختلف بیانون سے پڑ گئی ہے نکالنا۔ جیسے کہ ضابطہ دیوانی مین لکھا ہے کہ جب فریقین کسی امور قانونی یا واقعاتی پر اختلاف کرین یعنے ایک تو اس طرح سے بیان کرے کہ وہ ایسا ہے اور دوسرا اُس طرح پر ہونے سے انکار کرے تو جب امور تنقیح پیدا ہوتے ہین اس لئے عدالت وقت سماعت اول مقدمہ کے بعد ملاحظہ عرضی دعوے اور بیانات تحریری اور بعد تحریر بیانات فریقین حسب عدد کہ ضروری معلوم ہون دریافت کرے کہ ان امورات پر فریقین اختلاف کرتے ہین جو اسپر امور تنقیح قرار دیگی امور تنقیح طلب کے واسطے بہت غور کرو کیونکہ مقدمہ کے تصفیہ کے لئے ان کا درست نکلنا ضروریات سے ہے بلکہ بعض مقدمات کی کامیابی ابھی پر منحصر ہے - اور نیز بار ثبوت مناسب پر ڈالنے کے لئے کوشش کی جاوے - اور زیادہ کوشش تمہاری اس پر ہونی چاہئے کہ بار ثبوت فریق ثانی پر پڑے - بعض عدالت امورات تنقیح کے ثبوت غلطی سے ملاذ فریق پر ڈال دیتی ہین - اور نیز امور تنقیح کل نہین نکالتے جس سے پیچھے مقدمات اپیل سے [illegible]

آتے ہین اور بعض امور تنقیح ایسے ہوتے ہین اگر وہ نکالے جاوین تو تمہارے موکل کی کامیابی کی اُمید ہوتی ہے۔ مگر یاد رہے کہ جہان تک ممکن ہو عدالت پر امور تنقیح کے نکالنے کا انحصار رکھا جاوے۔ اور امور تنقیح منظوری کرانا فریق ثانی مقرر کرنے سے پرہیز کرو۔ کہ اس مین بعض مقدمات مین پیچھے نقصان پہنچتا ہے۔ اور اگر منظوری نہ دی ہوگی تو پھر گنجایش ترمیم وتبدیل کی رہیگی ❊

نظایر انڈین لا رپورٹ کلکتہ

جلد ۱ ۱۸۷۶ ۱۵۲ مقدمہ شرد کماری دیبی بنام گوبند شاہ تانتی ❊

برطبق ثبوت قبضہ مخالفانہ دوازدہ سال کے استقرار حق ہوسکتا ہے۔ مگر بنا ایسے اتفاق کے جو عرضی دعوے یا امور تنقیح طلب مین بصراحت نہین بیان کیا گیا استقرار حق نہین ہوسکتا ❊

جلد ۲ ۱۸۷۷ ۳۶۳ مقدمہ کہنی لال خان بنام سنی ہوشن ❊

جبکہ مدعی کسی نالش مین یہ استدعا کرے کہ کسی شخص کا نام مثل مین بطور وارث بجائے کسی مدعا علیہ متوفی کے داخل کیا جاوے تو حاکم عدالت کو یہ امر تنقیح طلب قایم کرنا چاہیئے کہ آیا وہ شخص جس کا نام قایم کرانا مقصود ہے وارث مدعا علیہ متوفی ہے یا نہین ❊

جلد ۷ ۱۸۸۱ ۳۴۰ مقدمہ اچل مہتا بنام راجن مہتا ❊

نالش اثبات حق آسایش مین جب تمادی پیش ہو تب امور ذیل تنقیح طلب حسب دفعہ ۲۶ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع (ایکٹ میعاد سماعت) قایم ہونی چاہئین۔ اول آیا حق آسایش مابہ البحث بلا مزاحمت اور امن کے ساتھ استحقاقاً مدعی کو یا ان لوگون کو جن کے ذریعہ سے وہ دعویدار ہے اندر دو سال تاریخ ارجاع نالش سے حاصل ہے یا نہین دوم اگر امر تنقیح طلب مندرجہ بالا کی تجویز نفی مین ہو تو یہ تنقیح ہونی چاہیئے کہ آیا شہادت استفادہ مدعی یا اُن اشخاص کی جنکے ذریعہ سے مدعی دعویدار ہے اُس قسم کی اور اُس زمانہ کی بابت موجود ہے کہ جس سے

بطور صحیح قیاس کسی عطیہ یا دیگر بنیاد قانونی حق مدعی کا باتعلق احکام ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۵۹ء دفعہ ۴۹ کے ہو سکتا ہے *

جلد ۱۰ ۱۰۹۵/۴۴۴ مقدمہ نراین سنگھ بنام مکنزی *

نالش بیدخلی مین جو منجانب زمیندار بمقابلہ کاشتکار تھی منجملہ دیگر امور تنقیح ... قایم کی گئیں یعنے آیا اطلاعنامہ منظہرکافی تھا ... یا مدعاعلیہ مستحق ٹھیکہ کاری تھا عدالت ... ادنی نے نالش کو بدین تجویز کہ بربناے واقعات مسلمہ اطلاعنامہ مظہرہ ناکافی تھا ... دیگر تنقیحات پیدا شدہ کو بھی فیصل کیا اور یہ تجویز کیا کہ مدعاعلیہ مستحق ہوا وٹھیکہ کاری ... تجویز ہوئی کیونکہ تجویز نسبت بحث اطلاع نامہ کے جو مبنی بر واقعات مسلمہ تھی واسطے ... کل مقدمہ کے کافی تھے لہذا عدالت نے کسی دیگر امور تنقیح کے تجویز کرنے مین جو مقدمہ مین قایم کی گئی تھی غلطی کی (یکم ستمبر سنہ ۱۸۷۴ء) *

جلد ۱۱ ۸۰۴/۱۸۰ مقدمہ محمد محمود بنام سفر علی *

کوئی عدالت مراتب تنقیح طلب کے قرار دینے مین پابند عبارت عرضی نالش او ... بیان ... کیے نہین ہے بلکہ اُس کو اختیار ہے کہ نہ صرف کاغذات سوال وجواب سے ... بیانات فریقین اور اُن کے ... کلام کے رو سے بھی مرتب کرے جو روبرو عدالت کے پیش کئے گئے ہون (۲۰ ... مارچ سنہ ۱۸۸۵ء) *

جلد ۱ ۸۰۲/۷۰۴ رام لکھی بنام درگا چرن سین *

نالش حصہ جائداد خاندان مشترکہ مین درحالیکہ وہ مدعا بیدخل ہو خاص امر تنقیح طلب ... قبضہ مدعاعلیہ کا مخالف مدعی یا اُس شخص کے ہوا جس کے ذریعہ سے وہ دعویدار بربناے ضروری کے ہے اگر کارتھ صاحب جسٹس بار ثبوت اس امر کا کہ محرومی اگر کوئی ہو اندر بارہ برس کے ... رجاع نالش سے وقوع مین آئے بذمہ اُس مشتری حصہ واقع جائداد خاندان مشترکہ کے ہے جس ... بائع بیدخل ہے۔ قاعدہ مدسماعت متعلق نالش مشتری حصہ واقع جائداد خاندان مشترکہ کے

جس روز کہ ڈگری تاریخ بیع کو بید خل ہو مد ۱۳۶ ضمیمہ ۲ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع ہے از گھوس صاحب بنسبت قاعدہ متعلق ایسی نالش کی مد ۱۴۴ ہے (۱۷ جون سنہ ۱۸۸۵ع) ❊

نظائر انڈین لا رپورٹ الہ آباد در باب امور تنقیح

جلد ۴ صفحہ ۵۵۴ مقدمہ پہلوان سنگھ بنام رسال سنگھ ❊

امر تجویز شدہ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۷ع مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۳ امر تنقیح طلب شئے متنازعہ نالش تمسک سود دائن تمسک نے جس کا روپیہ باقساط واجب الادا تھا مدیون پر واسطے دلا پانے چار اقساط کے نالش کی اور بلحاظ شرائط تمسک مذکور کے سود اقساط مذکور کا دعوے تاریخ تحریر تمسک سے کیا مدیون نے نالش مذکور مین یہ حجت کی کہ بربنائے تعبیر مناسب تمسک کے سود بابت اقساط مذکور تاریخ نادہندی سے محسوب ہونا چاہیئے دائن نے ڈگری بابت سود متنازعہ کے حاصل کی بعد ازان دائن نے پھر نالش مدیون پر بابت چار اقساط کے دائر کی اور پھر اقساط مذکور کی بابت سود کا دعوے تاریخ تحریر تمسک کیا مدیون نے پھر نالش دوم مین یہہ حجت کی کہ سود صرف تاریخ نادہندی سے محسوب ہونا چاہیئے۔ تجویز ہوئی کہ بحث نسبت اُس تاریخ کے کہ جس سے سود بابت اقساط نادہندی کے حسب شرائط تمسک مذکور وصول ہونا چاہیئے امر تجویز شدہ ہے اصل معاد امر تجویز شدہ کا حسب دفعہ ۱۳ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۷ع امر تنقیح طلب ہے اور نہ شئے متنازعہ نالش ہے (۳۰ جون سنہ ۱۸۸۱ع) ❊

جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۵ مقدمہ ولی اللہ خان بنام محمد احمد ارادتمند خان عملدرآمد۔ امر تنقیح طلب جو عدالت نے قایم کیا اور جو فریقین کے بیانات سے نہین پیدا ہوا ❊

مدعیان ایک نالش نے اپنے عرضی دعوے مین یہ اعتراض کیا کہ اُن دستخط جو بینامہ پر ہین جعلی ہین اور یہہ کبھی بیان نہین کیا کہ اُس پر اُن سے جبراً گواہی لی گئی مدعیان اولی نے دستخطوں کو اصلی تجویز کیا اور عدالت اپیل ماتحت نے عدالت

ہین ہو کہ نسبت اصلی ہونے دستخطون کے نہین اتفاق کیا مگر یہ تحریر کیا کہ دستخط جبراً کرائے گئے تھے اور ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ کیا۔ بر طبق اپیل دوم بعدالت ہائی کورٹ تجویز ہوئی کہ عدالتون کو نہ چاہئے کہ اہم او بموثر امور تنقیح طلب کسی مقدمہ مین فریقین کی طرف سے پیدا کرین جبکہ خود انہون نے ایسے امور تنقیح طلب بذریعہ اپنے بیانات کے اُس مقدمہ مین پیدا نہ کئے ہون (۹م۔ جولائی ۱۸۶۸ء) ۰

جلد ۹ صفحہ ۱۴۲ مقدمہ گرد ہاری لعل بنام ڈبلیو اڑ ذ ولڈ ۰

شوہر اور زوجہ کا رندگری اُستعیار زوجہ کا نسبت قرض لینے کے اپنے شوہر کے اعتبار پر مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و اپیل دوم فیصل ہونا امور تنقیح طلب کا ہائی کورٹ سے اجلاس کامل سے یہ تجویز ہوئی کہ از رو سے دفعہ ۹۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے دفعات ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ اپیل سے دوم سے اس طرح پر متعلق نہین کی گئی ہین کہ ہائی کورٹ اُن مقدمات مین جن مین عدالت اپیل ماتحت نے کسی امر تنقیح طلب کو قائم یا تجویز نہ کیا ہو یا کسی اصلی بحث واقعات کا فیصلہ نہ کیا ہو خود اُس کو برنبائے شہادت موجودہ مثل کے فیصل کرسکے بلکہ ایسے مقدمات ہائی کورٹ کے لئے ضروری ہے کہ امور تنقیح طلب واسطے تجویز کے عدالت اپیل ماتحت مین بھیجے۔ مقدمات بال کشن بنام بسو واکنورو و لوکشن بنام بنسی نسبت اس امر کے منسوخ کئے گئے۔ ڈویزن بنچ سے یہ تجویز ہوئی کہ ذمہ واری شوہر بابت قرضجات اپنی زوجہ کے منحصر اوپر اصول کا رندگری کے ہے اور شوہر صرف اسی صورت مین ذمہ وار ہوسکتا ہے کہ جب یہ ثابت کیا جاوے کہ اُس نے صراحتاً یا معناً اپنی زوجہ کے فعل کو منظور کیا۔ ایک داین نے نالش واسطے دلاپانے زرنقد کے جو مدیون کو قرض دیا گیا تھا اُس پر اور اُس کے شوہر پر برنبائے ایک رقعہ دستخطی ساعت کی واثر کی یہ واضح ہوا کہ ہردو مدعا علیہ ہمیشہ یکجا رہے اور زوجہ کو ایک رقم معینہ ملتی تھی جس سے وہ اخراجات خانگی اور کل اپنے اخراجات ذاتی کرتی تھی اور زرنابہ البحث اُس نے بلا علم اپنے شوہر کے قرض لیا نہ اس غرض سے کہ کوئی خاص ضرورت پیش آئی تھی بلکہ اس لئے کہ قرضجات سابق ادا کرلے اور یہ روپیہ وقتاً فوقتاً

بہت عرصہ سے قرض لیا گیا تھا اور قرضہ بوجہ شرح زاید سود کے بڑھ گیا تھا - یہ بھی تجویز ہوئی کہ یہ ثابت نہین ہوا کہ مدعی نے شوہر کے اعتبار پر روپیہ دیا یا یہ کہ شوہر نے کبھی پیشتر اپنی زوجہ کے قرضجات اُس کی طرف سے ادا کئے تھے - تجویز ہوئی کہ ان حالات مین کوئی کارندگری زوجہ کی منجانب اپنے شوہر کے ثابت نہین ہوئی اور اس وجہ سے شوہر ذمہ وار ادائے زر متدعویہ کا نہین ہے (۲۰ نومبر ۱۸۸۶ء) *

جلد ۳ ۵۳۳/۲۶ مقدمہ سیتارام بنام مہپال *

امور واسطے تصفیہ عدالت جاری کنندہ ڈگری کے نالش علیحدہ تصفیہ ڈگری دفعہ ۲۴۴ و ۲۵۸ ایکٹ ۱۰ ۱۸۷۷ء مجموعہ ضابطہ دیوانی انتقال ڈگری - مہپال نے جس کے پاس ایک ڈگری بمقابلہ سیتارام واسطے قبضہ بعض جائداد غیر منقولہ و خرچہ کے تھی ڈگری مذکور سیتارام کی طرف بذریعہ بیع کے اس قرار داد سے منتقل کی کہ بقیہ زر ثمن کے ادا ہونے پر نامبردہ ڈگری کو دیدے گا بعد ازان نامبردہ نے درخواست اجرائے ڈگری کے بمقابلہ سیتارام کے بدعوے دلاپانے خرچہ مجوزہ ڈگری مذکور کے گذرانی سیتارام نے بعد ازان خرچہ مذکور کو عدالت مین داخل کیا اور التوائے نیلام کے بعد مہپال پر نالش واسطے ڈگری مذکور کے انتقال مذکور کی بناء پر دائر کی عدالت ماتحت نے یہ تجویز کی کہ نالش مین احکام دفعہ ۲۴۴ - ایکٹ ۱۰ ۱۸۷۷ء عارض ہین اور اس انتقال کو تصفیہ غیر تصدیق شدہ ڈگری مذکور کا تصور کر کے یہ بھی تجویز کی کہ نالش مین فقرہ اخیر دفعہ ۲۵۸ ایکٹ مذکور کا عارض ہے - تجویز ہوئی کہ نالش ہذا کسی عبارت مندرجہ ہر دو دفعات سے ممنوع السماعت نہین ہے الفاظ کسی عدالت واقعہ فقرہ اخیر دفعہ ۲۵۸ کارروائیات اجراء سے اور عدالت یا عدالتہائے اجراء کنندہ ڈگری سے متعلق ہین (۱۴ فروری ۱۸۸۱ء) *

فیصلہ جات چیف کورٹ پنجاب درباب امر تنقیح طلب بہت تھوڑے ہین

فیصلہ نمبر ۴۴ - ۱۸۷۶ء اس مقدمہ مین عدالت اول نے سوال میعاد پر تو امور تنقیح نکالے

مگر ضروری سوال کہ آیا اصل دیندار بری الذمہ ہوگیا ہے یا نہین امر تنقیح نہ نکالا عدالت چیف کورٹ نے مقدمہ کو اس ہدایت سے واپس کیا کہ عدالتون کا فرض ہے کہ کل امورات جنپر کہ تنازعہ فریقین مین ہو ان سب پر امر تنقیح نکالین +

چند فیصلہ جات لارپورٹ ہائی سے قبل اجرائے انڈین لارپورٹ کے واسطے مطالعہ کے درج ذیل مین بعض وقت مفید ہونگے

بنگال لارپورٹ جلد ۲ صفحہ ۳۷۴ نارمنڈی صاحب کا ڈاجسٹ بمقدمہ اربہٹنات بنام پٹ اس مقدمہ مین دعوے مدعیان یہ تھا کہ مدعا علیہم نے بیج نیل مدعیان سے خرید تا کیا اور عرضی دینے کو مستعد ہین مگر مدعا علیہ نہین لیتا شہادت مدعیان سے ظاہر ہوا کہ جیسا بیان عرضی دعوے مین ہے ویسا کوئی اقرار نہین ہوا بلکہ بیہا مدعیان بیان کرتے ہین کہ مدعیان نے تخم نیل بطور گماشتہ یا ایجنٹ مدعاعلیہ کے خرید کرنا تھا اسپر صاحب جج نے دعوے اس لئے خارج کردیا کہ مدعیان کا فرض تھا کہ مطابق بیان عرضی کے وہ اپنا دعوے ثابت کرتے عدالت ہائی کورٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ اس وجہ پر دعوے خارج نہین ہونا چاہیئے تھا امورات تنقیح جو پیدا ہوئے اُن سے اصل سوال کی تحقیقات ہوسکتی ہے کہ آیا مدعا علیہم حسب حالات کے ذمہ وار ادائے قیمت کے تھے اور اگر وہ نہ تھے تو امورات تنقیح ترمیم ہونے یا ایزاد ہونے چاہیئے تھے مدعا عرضی دعوے سے صرف یہ ہے کہ مادہ نزاع کو عدالت مین پیش کیا جاوے پھر عدالت کا یہ فرض ہوتا ہے کہ اُن بیانات سے جو عدالت کے سامنے ہون اون سے اصل امورات تنقیح مقرر کرے +

بنگال لارپورٹ جلد ۷ صفحہ ۳۲۳ گو بند بنام چندراوت عدالت کو اختیار ہے کہ عرضی دعوے کی ترمیم کرادے یا امور تنقیح کی ترمیم کرے جس سے واجبی تحقیقات دعوے کی ہو +

مدراس لارپورٹ جلد ۲ نارمنڈی صاحب کا ڈاجسٹ صفحہ ۱۴۱۴ بالیانڈی کیدن بنام اناکندن

مدعی نے دعوے دخلیابی اراضی بربناء پٹہ کیا جو اصل ثابت نہوا اور مدعا علیہ نے بیع پر لینا اراضی کا از والد مدعی بیان کیا عدالت ماتحت نے بیع کا ہونا درست سمجھا مگر اُس کو اس وجہ پر ناجایز قرار دیا کہ وہ مدعی کی منظوری سے جو اُس کا بیٹا تھا نہین ہوا اور اسلئے بموجب قانون ہنود جایز نہین ہے عدالت ہائی کورٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ مدعی نے اپنا دعوے ناجوازی بیع پر نہین کیا تھا بلکہ ایک دوسرے وجہ پر اور بابت بیع کے کوئی امر تنقیح قرار نہین دیا گیا تھا اس لئے ڈگری غلط ہے +

مدراس لارپورٹ جلد ۸ صفحہ ۱۴۱ نارملڈی ڈائجسٹ کمنال آیار بنام رنگا سامی پلرامور تنقیح مین صاف صاف نزاع مابین فریقین درج ہونے چاہیئے خواہ جوابدہی یا عرضی دعوے میں کچھ ہی نقص ہو +

مدراس لارپورٹ جلد ۳ صفحہ ۵۰۲ نارملڈی صاحب کا ڈائجسٹ کیتی سرما سہا شبنی راان بنام چنا متو بال مدعیان نے جو مزارعہ ایک قطعہ زمین جس کا لگان ایک پگوڈا کے صرف مین آتا تھا اور جس کا مدعا علیہ دعوےٰ کرتا تھا دعوے مالکیت کیا اور کہا کہ دو تہائی لگان سے اُنکو بری کیا جاوے اور لگان خفیف جو اُنہون نے عرضی دعوے مین لکھا مقرر کیا جاوے اسمین عدالت نے امر تنقیح یہ نکالا کہ آیا مدعا علیہ مستحق اُس رہن کا ہے جو دستاویز اول مین درج ہے فیصلہ یہ ہوا کہ یہ امر تنقیح بہت ہی عام صورت کا ہے اور امر تنقیح اسمین یہ چاہیئے کہ مناسب اور معقول رقم لگان کے کیا ہے اور اس لئے مقدمہ واپس بھیجا گیا +

شمال مغربی ہائی کورٹ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۳۰۳ نارملڈی صاحب کا ڈائجسٹ بمقدمہ برج بنام فرزند علی یہ ایک عام اصول ہے کہ صرف وہ بیانات جو بناے دعوے کی تائید مین کیئے جاوین اور مدعا علیہ جس سے انکار کرے واسطے نکالنے امور تنقیح کے زیر غور ہونے چاہیئے یا وہ تائید جواب دعوے مین ہون اور مدعی اُن کے راستی سے انکار کرے اور صرف شہادت جو یہ ثبوت ضروری بیانات کی ہو اُسکو امور تنقیح قرار نہ دینا چاہیئے مدعی نے خواہ مدد سے

اورخواہ بدنیتی سے دعوے رجوع کیا ہو مگر اگر وہ بنائے دعوے ثابت کردے تو اُس کے نیت دعوے کا کوئی جواب نہوگا مگر شہادت مدعی مشتبہ ہو تو جب عدالت نیت مدعی کو بھی ایک امر قابل غور تصور کرکر وزن کریگی ❖

بنگال لارپورٹ جلد ۴ صفحہ ۱۸ انارمنڈی صاحب کا ڈاجسٹ ایک فریق خاص اپیل مین اپنا بیان جو اُس نے ابتدائے عدالت مین کیا تھا تبدیل کرکر نیا عذر نہین کرسکتا ❖

باب ہفتم

درباب سوالات جرح ودیگر متعلقات

چونکہ پیشہ وکالت مین دعوے کو شہادت سے ثابت کرنا یا شہادت فریق ثانی کو دروغ ثابت کرنا ایک امر مشکل ہے۔ اگرچہ اس امر پر پوری ایک کتاب مطلوب ہے۔ مگر سہولت اس پیشہ کیلئے یہ باب مختصر سا تحریر کیا گیا ہے۔ سب سے پہلے تو اُس فریق کی شہادت پیش ہوتی ہے۔ کہ جس پر بار ثبوت ہو تو اگر تم اُس فریق کی طرف سے ہو۔ تو اپنی شہادت پہلے پیش کرنے کے طریق کی طرف رجوع کرو۔ مثلاً گواہان سے بہت نرمی سے پیش آؤ۔ اور اپنے سوالات سے امورات متعلق امور تنقیح جسکے ثبوت کا بار تم پر ہے اُن واقعات کو اگر ہوسکے۔ تو بطور حکایت گواہان سے اظہار کراؤ۔ اور اگر اس طرح سے بالکل حال نہ آشکارا ہوسکے۔ تو بعد سوالات مختصر سے اظہار کراؤ۔ مگر اپنے گواہان سے پیچ در پیچ سوالات جرح کرنے سے پرہیز کرو۔ کیونکہ اگر تم نے سوالات ایسے کئے۔ تو حاکم کے دل مین یہ شک پڑجاویگا۔ کہ تم گواہان سے بہ حکمت وہ امور نکالنے چاہتے ہو۔ جو اُنکو دراصل معلوم نہین ہین۔ یا کہ وہ گواہ یہ تعلیم پائے ہوئے ہین۔ کہ فلان سوال کا جواب وہ فلان دین اور اگر وہ راست گواہ ہون۔ تو وہ خود ہی بیان کردینگے۔ اور نیز اپنے فریق کے گواہان کو

سوالات کے پیچتاب مین ڈالنے سے وہ راست بیان بھی بہول جاوینگے۔ اور اُن سے ایسے دیگر امورات نکل آوینگے۔ کہ جن کے ثبوت کے لئے وہ شہادت کافی نہوگی۔ اور شہادت مطلوب ہوگی جسکے پیش کرنے کو تمہارا فریق تیار نہوگا۔ مثلاً دعوے مدعی جس کی طرف سے تم ہو بربنا تمسک ہے۔ اور امور تنقیح یہ ہین۔ کہ آیا مدعا علیہ نے تمسک لکھدیا۔ اور روپیہ وصول پالیا۔ اور تم گواہان حاشیہ اور کاتب اُس کے ثبوت کے واسطے پیش کرتے ہو۔ تو تم اگر کاتب کو تمسک دکھاکر یہ پوچھو کہ یہ کاغذ کس کا لکھا ہوا ہے۔ اور وہ کہے کہ ہان میرا لکھا ہوا ہے۔ تو اُس سے سیدھا یہ سوال کرنا کہ اس کاغذ کی بابت جو تمکو حال معلوم ہے۔ بیان کرو۔ اور وہ سارا حال معہ وصولی زرمعاوضہ بیان کرلے۔ تو تمکو اور سوالات کرنے کی ضرورت نہین رہتی۔ مگر اگر تم نے سوال در سوال کرنا شروع کیا اور تمہارے سوالات مین گواہ گھبراگیا۔ تو ممکن ہے رقم وصولی مین یا اشخاص موجودین موقع کے بیان کرنے مین مختلف ہوجاوے۔ یا کوئی ایسا واقعہ دیگر بیان کردے۔ کہ جس کے ثبوت کے لئے اور شہادت ایسی مطلوب ہوجاوے۔ جسکے پیش کرنے کے واسطے تمہارا موکل تیار نہین ہے اور سوائے اس کے اگر تم گواہ سے صاف صاف اور سیدھے طور پر بیان کراؤ تو حاکم کے بھی دل مین تسکین ہوجاتی ہے کہ یہ راست گواہ ہے۔ اور جو امر تم پیچیدہ سوالات سے نکالتے ہو۔ اُس کو اکثر حاکم یہ سمجھتے ہین کہ یہ امور حکمتی ہین۔ اور اُنپر پورا پورا یقین بھی نہین کرتے۔ مگر اگر گواہ تمہاری طرف کا شروع سے تمہارے بھی خلاف معلوم ہو تو اُس سے سوالات جرح بطور گواہ فریق ثانی کرنے کا مضایقہ نہاین ہے۔ اور پھر اکثر دفعہ فریق ثانی تمہارے موکل کو بطور گواہ کے اپنی طرف سے پیش کرکر جو شہادت کہ تم نے پیش کی اُس مین اور تمہارے موکل کے بیان مین اختلاف دکھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور ایسے مین تمہارا موکل ابتر ہوجاتا ہے۔ اگر ایسی حالت ہو تو تمکو چاہئے کہ سب سے پہلے اپنی ہی طرف سے بطور گواہ پیش کرکر اُس کا بیان بھی لکھادو۔ تاکہ وہ فریق ثانی کے سوالات پر ابتر نہوجاوے۔

بطرف سوالات جرح فریق ثانی کے غور کرو کہ گواہان سے سوالات کرنے اور ایسے سوالات کرنے کہ جن مین بلحاظ امور تنقیح اپنے موکل کے مفید مطلب برآمد ہو اور فریق ثانی کے جہان تک

ممکن ہو نیک نیتی سے خلاف واقعات آشکارہ ہون بڑا مشکل کام ہے۔ کیونکہ اول تو اس امر کے واسطے اقسام مزاج انسان سے زیادہ واقفیت مطلوب ہے کیونکہ طبع انسانی پر صد ہا امور منحصر ہین۔ بعض مزاج ایسے ہین کہ اُن سے سچ چھپ نہین سکتا۔ اور اُن سے اگر انسان کو تجربہ ہو اور اُس گواہ کی مزاج کو دریافت کر لیوے تو وہ بسہولت اُس سے امورات راست نکال سکتا ہے اور پھر بعض مزاج ایسے ہین کہ اگر انکو پھُسلایا جاوے۔ مثلاً اُسکو کہا جاوے کہ آپ تو ہمیشہ راستی کے جویان رہے اور جسقدر ہمکو آپ کی بابت معلوم ہے اُس سے ہم یہ جانتے ہین کہ آپ کسی شخص کے واسطے راست راست بیان کرنا کبھی نہ چھوڑینگے۔ خواہ کوئی ناراض ہو جاوے۔ یا کسی کو نقصان ہو۔ تو ایسی گفتگو سے وہ ایسے پھول پھال جاتے ہین کہ وہ اُس فریق کو جس کے کہ وہ طرفدار ہوتے ہین بھول جاتے ہین۔ اور اُن سے کئی امورات راست نکل آتے ہین پھر ایسے لوگ بھی ہین جو پورے طرفدار ایک فریق کے ہوتے ہین اور اُسی فریق کی طرف جہان تک ممکن ہو بیان کرتے ہین۔ راستی کا کچھ لحاظ نہین کرتے۔ تو ایسے گواہ کو ایسے سوالات سے جس سے کہ اُس فریق کے حق مین بظاہر فایدہ ہو جسکے وہ طرفدار ہین کرنے اور اُس کے بیان سے ایسے واقعات اظہار کرانے جن کا وہ فریق دعوے دار ہی نہین ہے اور وہ اُسکے دعوے سے بڑھکر ہین۔ اور ظاہر الجیلو مبنی بطرفداری معلوم ہوتے ہین دکھلانا اُس گواہ کی شہادت کو توڑنا ہے۔ یا کہ گواہ ایسا ہے کسی خاص کام مین ہُنرمند اور ماہر بنکر آتا ہے۔ اور در اصل وہ ایک فریق کا پورا طرفدار ہے بلا لحاظ راستی کے اُس کی تائید مین بیان کرنے کو آتا ہے۔ تو ایسے گواہ سے اُسی ہنر مین ایسے سوالات کرنے جس سے یہ دکھلایا جاوے کہ وہ ہُنر اُسکو در اصل حاصل ہی نہین ہے بڑا مقصود پہنچنا ہے یا کہ گواہ ایسی قسم کا ہے کہ اُس کا حافظہ قوی نہین ہے مگر ایک فریق کا وہ پورا طرفدار ہے تو ایسے گواہ کو ایسے سوالات کرنے جنسے وہ پہلے جوابات کو بھول جاوے مفید ہوگا۔ کیونکہ انسان مین سے مادہ راستی خود بخود بھی نکل آتا ہے اُسکو وہ بہت دیر تک روک نہین سکتا اور جوٹھ اور بناوٹ ایک مدت تک قایم رکھنا اور اُسکو صحیح صحیح طرح پر بیان کرنا ایک بڑے ہنر اور

ورچ بچار کا کام ہے جس پر ہر ایک شخص قادر نہین ہوسکتا۔ اور پھر گواہ سے سوالات متعلق
رنے مین بُہت سا ہنر اور تجربہ مطلوب ہے۔ مثلاً دو طرح سے جھوٹے گواہ لوگ بناکر لاتے ہین
یک تو اس طرح سے کہ گواہان کو معمولی طور پر واقعات سکھلا کر اور دوسرے اس طرح سے کہ گواہان
ا ایک موقعہ پر جلسہ بنانا اور اُسی واقعہ کو بطور اصلی کے وقوع مین لانا مثلاً مقدمہ مارپیٹ ہے تو
سکو بعض لوگ اِس طرح کرتے ہین کہ چونکہ اصل مین وہ جھوٹا مقدمہ ہے وہ ایک جگہ پر لوگونکو جمع
رکے واقعات بطور اصلی کے نقل کرکے دکھاتے ہین۔ مگر اکثر اُس مین تاریخ یا وقت مین جھول ہوجاتی
ہے۔ یا اور جزویات رہ جاتی ہین۔ کیونکہ یہ قاعدہ قدرتی ہے کہ جھوٹھا واقعہ پیدا کرنا امر محال
ہے۔ مثلاً کسی شخص پر الزام لگانا چاہتے ہین وہ اُسوقت موجود تو نہین ہوگا اُس کے خط وخال
سکے لباس وغیرہ مین ضرور غلطی ہوجاوے گی۔ یا کہ واقعہ اور جگہ کا وہ ثابت کرنا چاہین گے
ور موقعہ دوسرے پر مصنوعی نقل کرینگے تو اس لیئے بعض نشانات جگہ کے اور آبادی اس جگہ
ی کہ کون کون وہان رہتا ہے۔ بھول جاوینگے یا واقعہ کسی اور تاریخ کا ہوگا اور اسکو کسی
ور تاریخ پر نقلی واقعہ دکھائینگے۔ تو ایسی صورت مین تاریخ واقعہ کے علامات مثلاً بادل کا ہونا یا
وا کا چلنا یا دیگر علامات کبھی مصنوعی پیدا نہ کرسکینگے یا یاد نہ رکھ سکینگے۔ تو ایسی صورت مین اگر ہم
استہ متعلقات مکانات یا باشندگان گرد وجوار یا حالات موسمی وغیرہ کے اگر سوالات کیئے جاوین
اُس مین اکثر سچ نکل آوے گا تو اس لیئے ضروریات سے ہے کہ ہر قسم کے گواہ سے اور ہر قسم
کے سوالات سے آدمی پورا ماہر ہو جب ہی وہ سوالات جرح کے کرسکیگا۔ سوالات جرح کیواسطے
بتدی کو پہلے بُہت ضروری ہے کہ کچھ وہ تجربہ حاصل کرے یعنے تجربہ کار وکلا کے طریق سوالات
لو دیکھتا رہے۔ اور ہر قسم کے علوم متعلق مزاج انسانی کو پڑھے قبل اسکے کہ وہ خود سوالات جرح
رنا شروع کرے کیونکہ اگر اُس نے بلا تجربہ سوالات کرنے شروع کردیئے ایک، تو وہ معرض تمسخر مین
دیگا اور دوسرا وکلا اور دیگر لوگ اسکو حقارت کی نظر سے دیکھین گے۔ اور موکلونکے مال اور
زت مین خطرہ پڑیگا۔ اس لیئے اس باب مین بعض اقسام گواہان و طریق سوالات جرح کا

بطور نمونہ تہوڑا تہوڑا ذکر کیا جاوے گا - اور پہر دیکھو کہ ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۲ء قانون شہادت کی دفعہ ۱۳۷
مین تعریف سوالات اُس فریق کی جس نے گواہ کو طلب کیا ہو سوالات فریق اول کہا گیا ہے *
دفعہ ۲۳۷ ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ء - جو سوال کہ گواہ کا پیش کرنیوالا اُس گواہ سے کرے - وہ فریق اول کا
سوال کہلائیگا - اور جو سوال کہ فریق ثانی اُسی گواہ سے کرے - وہ سوال فریق ثانی کہا جائیگا *
جو سوال کہ بعد سوال فریق ثانی کے گواہ کا پیش کرنیوالا گواہ سے کرے وہ سوال مکرر فریق اول کہلائیگا
دفعہ ۱۳۸ - ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۲ء - گواہون سے ابتدا سوال فریق اول کا کیا جاوے گا بعد ازان اگر
فریق ثانی چاہے تو سوال فریق ثانی کا ہوگا اور اُس کے بعد فریق حاضر کنندہ گواہ چاہے تو اُس کا
سوال مکرر ہوگا - سوال فریق اول اور سوال فریق ثانی واقعات متعلقہ کی بابت ہوگا لیکن یہ ضرور
نہین ہے کہ سوال فریق ثانی کا محض اُنہین واقعات کی نسبت ہو جن کی گواہی گواہ نے سوال فریق
اول پر دی ہو - سوال مکرر فریق اول بنسبت تصحیح اُن امور کے ہوگا جو سوال فریق ثانی مین بیان
کئے جائین اور اگر کوئی نیا امر باجازت عدالت سوال مکرر فریق اول کی بحث مین پیدا ہو تو فریق ثانی
کو اختیار ہے کہ اُس امر پر پہر سوال کرے - واسطے سوالات جرح بمقدمہ فوجداری دفعہ ۲۵۴ ضابطہ
فوجداری کو دیکھو جس مین مقدمہ وارنٹ مین جبکہ مجسٹریٹ تحقیقات کرتا ہو بعد لگانے فرد اور جواب
ملزم کے ملزم کا یہ بہی حق ہے کہ گواہان استغاثہ کو پہر طلب کرائے اور اُن سے سوالات کرے انگلستان
اور آئرلینڈ مین سوالات جرح اُن واقعات پر محدود نہین ہوتے - جو کہ فریق طلب کنندہ گواہ نے کئے ہون
بلکہ تمام مقدمہ سے متعلق ہوتے ہین - اس لئے اگر مدعی گواہ کو ایک خفیف سے امر کے ثبوت کے لئے جو متعلق
مقدمہ ہو طلب کرے - تو مدعا علیہ کو اختیار ہے کہ وہ ہر ایک امر متنازعہ پر اُس سے سوالات جرح کرے
بلکہ سوالات بحمل العصو اُس سے کرکے اپنے عذرات کو ثابت کرے - مگر ملک امریکہ مین قاعدہ اور طرح کا
ہے - وہان سپریم کورٹ نے یہ قرار دیا کہ کسی فریق کا یہ حق نہین ہے کہ اُس سے سوالات جرح ایسے
کرے جو متعلق اُن سوالات کے نہون جو فریق طلب کنندہ نے کئے ہین - اور اگر وہ دیگر امورات پر
اُس سے سوال کرنا چاہے تو اُسکو چاہئے کہ وہ اُسکو اپنا گواہ قرار دیکر کارروائی مابعد مقدمہ مین

طلب کیا وے۔ مگر بمقدمہ سرکار بنام اشن دت وغیرہ جلد ۶ بنگال لا رپورٹ صفحہ ۸۸ کلکتہ ہائی کورٹ نے قاعدہ
مجریہ انگلستان کی پیروی کی جسکو بجنسہ قانون شہادت ہند مین منظور رکھا گیا - کیونکہ بموجب دفعہ بالا
سوالات جرح بشرطیکہ واقعات متعلقہ سے ہوں - یہ ضرور نہین ہے کہ وہ اُن واقعات پر محدود کیے
جاوین کہ جس پر گواہ نے سوالات فریق طلب کنندہ پر بیان کئے - علاوہ اِس کے گواہ سے وہ سوالات
بھی ہوسکتے ہین جنکا دفعہ ۱۴۶ قانون شہادت مین ذکر ہے - اور بطور قاعدہ عام شہادت ایسے گواہ
کی کہ برخلاف اُس فریق کے جس سے اُس فریق کو موقعہ سوالات جرح کا نہین ملا - یا اُس کی غیر حاضری تو
کو دیگر شہادت رد کرنے سے نہین بلا قبول نہین کی جاسکتی - دیکھو ویکلی رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۷۰ ۵
اِس مقدمہ مین عدالت ہائے ماتحت نے شہادت گواہونکی جو اُسی قسم کے مقدمہ ایزادگی بنگال مین
لی گئی تھی منظور کی تھی ہائی کورٹ نے ناجایز قرار دینے اور سوالات جرح سے جیسا مسٹر بیکر صاحب کا قول ہے
علاقہ گواہ کا فریقین سے اور شے متنازعہ سے اور اُس کا تعلق اور اُس کی غرض اور رغبت اور تعصب
اُس کا چال چلن اُسکے وسایل صحیح حصول علم واقعات جس کی بابت وہ شہادت دیتا ہے بعد
طریق جس طرح اُس نے اُن وسایل کو استعمال کیا اور اُس کی طاقت تمیز اور حافظہ اور طریق بیان
آشکارہ ہوجاتا ہے - اور پھر ایک عمدہ اور باتاثیر طریق سوالات جرح کا یہ بھی ہے کہ گواہ کو جلد جلد اور
ذرا ذرا امور پر سوالات کئے جاوین اور وہ ایسے امور ہوں جس پر یہ خیال ہو کہ وہ حاضر جوابی سے جھوٹ
نہین بنا سکیگا - پھر ایک یہ بھی طریق ہے کہ سوالات ایسے کرنے جن مین وہ واقعات مشتبہ قیاس
کر لینے جواب تک ثابت نہین ہوئے - یا بعضے اُس کے جوابون کا اِس طرح سے دکھلانا کہ وہ برخلاف
واقعات ہین - یا ایسے سوالات کرنے جس سے گواہ کو یہ دکھلانا کہ تم سوالات فریق اول مین سب
جھوٹ کہتے چلے آئے ہو - اور یا جب گواہ احمق ہو تو اُسکو ابتر کرنا اگر بزدل ہو تو ڈرانا ہے - اگر گواہ جھوٹا
ہو گا تو دریافت ہو جاتا ہے - اور ملایمی اور خوشامد بھی اکثر گواہان کو اُن خیالات سے جو وہ اپنے
دل مین بنا کر آتے ہین پھیر دیتی ہے - دراصل غرض تو سوالات جرح کی یہ ہوتی ہے کہ گواہ سے
الفاظ و فقرات کا سوالات فریق اول پر جو اُس نے ظاہر کئے اُس سے تشریح پوچھی جاوے نیز

اُس کی غرض اُنکے بیان کرنے میں کیا ہے - یا صفا کرنے کو غلطیین یا مشتبہ الفاظ دور کرنے کی غرض ہوتی ہے چونکہ سوالات کرنے کے واسطے اکثر مزاج انسان کے جاننے پر زیادہ حصہ ہے - اس لئے بعض قسم گواہان جو حسب حال اس ملک ہند کے ہین - ذیل مین بیان کئے جاتے ہین - اگرچہ ہیرس صاحب کی کتاب جو بابت ایڈووکیسی کے ہے - اس امر مین بہت مفید ہے اور ہمنے بھی اُسکے پڑھنے سے اس امر مین یعنے سوالات جرح مین بہت فائدہ حاصل کیا ہے مگر تاہم وہ پورے پورے حسب حالات ملک کے نہین ہے - اس لئے ہم نے اپنی طرح پر اقسام گواہان بنائے - اسمین ہمکو دیگر صاحبان کی تحریرات سے جو ان امورات کی تائید مین لکھی گئی ہین بہت مدد ملی ہے - اور وہ اقسام گواہان مندرجہ ذیل ہین - (۱) راست گو گواہ اور طریق اُس سے سوالات کرنے کا - (۲) دروغ گو گواہ - (۳) مخلوط دروغ و راستی گواہ (۴) جلد گو گواہ و حاضر جواب گواہ - (۵) ہٹیلے گواہ - (۶) دستانی فہم معین طبع گواہ (۷) زود رنج و گرم مزاج گواہ (۸) تمسخر مزاج گواہ (۹) مکار گواہ - (۱۰) مکار زبان گواہ (۱۱) یک سخنی گواہ - (۱۲) احمق گواہ (۱۳) اہل ہنر نما گواہ (۱۴) ملازمین یا افسر گواہ (۱۵) کانسٹبل گواہ یعنے گواہان پولیس (۱۶) ڈاکٹر یا حکیم گواہ ٭ ٭

راست گو گواہ

اگرچہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ راست گواہ سے سوال کرنے کی کیا ضرورت ہے مگر یہ گواہ سے سوالات کرنے اور اُس کی نیت کو دریافت کرنے کے لئے سب سے مشکل ہے اور راست گواہ سے ہماری مراد یہ ہے کہ ایسا گواہ کہ جو کچھ اُس کو یقین ہے وہ ہی کہے گا اور نیت اُس کی بھی راست گوئی کی ہے مگر جو کچھ وہ کہتا ہے یا تو غلطی مشاہدہ یا غلطی موقع مشاہدہ یا اور سبب سے اُن مین اُس کو خود غلطی پڑگئی یا ایک خاص پیشہ مین ہونے کے سبب سے اُس کے خیالات ایسے خاص طرح کے ہوگئے ہین کہ اُس کا خیال چونکہ ایک خاص امر کی طرف ہی مدت کی عادت سے رجوع ہوگیا وہ اُسی طرف کے واقعات کا بالحاظ واقعات متعلق کے خیال رکھتا ہے یا اُس کی ملزم سے

ایسی رشتہ داری یا محبت ہے یا بلحاظ عزت ورتبہ کہ جو کچھ واقع اُس نے دیکھا وہ امور جو خلاف ملزم پڑے پڑے تھے وہ اُس کے خیال ہی مین نہین بیٹھے اور وہ واقعات جو ملزم کے مفید تھے اُس کے ذہن مین اُسے بیٹھے ملزم کی محبت یا رشتہ داری یا ملزم کی نیک چلنی سابقہ یا رتبہ وغیرہ نے جو اُس کے دل پر پہلے مؤثر تھے یہ تاثیر کی اور کبھی کبھی ملزم کے رتبہ یا حاکم ہونے کے سبب سے گواہ کے دل مین واقعات برعکس ملزم ہوگئے اور مفصل حال اسکا تمثیلات ذیل سے معلوم ہو جاوے گا - اول ایک شخص دیندار یا پنڈت یا ملان یا پادری ہے اُس کی نظر مین دنیا کے آدمی سب بے ایمان یا مجرم اور دغا باز جیسے ہوتے ہین وہ ایک جگہ قمار بازی دیکھتا ہے حالانکہ وہ جگہ ایسی ہے اور ایسا موقع ہے کہ بعض تو قمار بازی کرتے ہین اور بعض صرف تماش بین ہین مگر وہ تماشبین بھی ایسے جنکو گواہ بدچلن تصور کرتا ہے تو جب گواہ سے دریافت کروگے تو وہ سب کو عموماً قمار بازی کرتے دیکھنا اور کھلے بازار مین کہیگا اور یہ کچھ وہ نیت دروغ گوئی سے نہین بلکہ عادت سے کہ اُسکو وہ سب آدمی بُرے معلوم تھے ہین - اُنکا جمغفیر دیکھکر دل مین یہ ہی خیال اُسکے پیدا ہوا کہ یہ سب قمار بازی کرتے ہین اور اُسکو وہ جگہ بہ تمام شائع معلوم ہوگی کیونکہ اُس کا یہ خیال جما ہوا ہے کہ یہ لوگ بہت دلیر ہین اور کسی سے ڈرتے نہین مگر ایسے گواہ سے جب تم سوالات اس طرح پر کروکہ کون شخص کس سے کھیلتا تھا اور کس شخص کے ہاتھ مین نرد اور کس کے ہاتھ مین پیسے وغیرہ وغیرہ تو اُس کے دلکا حال معلوم ہو جاوے گا - دویم ایک شخص اُسی قسم کا بازار مین چلا جاتا ہے اور ایک شخص بدچلن چلتے چلتے اتفاق سے کسی اشراف عورت کو دھکا دے اور وہ عورت چلائے تو وہ شخص بلحاظ موقع یا دیگر حالات کے فوراً اپنے دل مین یقین کرلے گا کہ اُس شخص نے عفت مین خلل ڈالنے کی نیت سے یا زیور اُتارنے کی دست اندازی کی - سوئم - یا ایک شخص معمولی شراب عادتاً پیے ہوئے بازار مین چلا جاوے اور شخص ایماندار وغیرہ سے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اژدحام خلق کے سبب یا دیگر سبب سے چھو جاوے تو وہ شخص یہ ہی خیال پیدا کرے گا کہ بدمستی سے اُس نے ایسا کیا اور یہ خیال اُس کا تجربہ سابق اور بدبو شراب سے پیدا ہوگا - چہارم حاکم یا شخص

کا رتبہ کی نسبت اکثر خلقت کے خیال برعکس حاکم بلانیت دروغ گوئے پیدا ہو جاتے ہین مثلاً
ایک شخص جو ایک جگہ پر حکومت کسی قسم کی رکھتا ہے وہ معمولی طور پر کسی شخص کو زبر توبیخ کرے جیسا
اکثر ہر وقت معمولی آدمی بازار مین کرتے ہین مگر لوگونکو چونکہ پہلے سے یہ خیال جما ہوا ہے کہ حاکم لوگ
رعایا پر سختی کرتے ہین وہ دلمین ایسا ہی خیال پیدا کرینگے کہ اُس حاکم نے اُسپر بڑا ظلم کیا اور نیز اس
سبب سے کہ لوگ دل سے بڑے رتبہ کے آدمی سے حسد کرتے ہین اور اُس کی بربادی چاہتے رہتے
ہین وہ ہمیشہ دولت سند یا ذی اختیار کے برخلاف شب و روز چرچہ کرتے ہین جس سے اُن کی
نظرون مین ایک قسم کا تعصب پیدا ہوا۔ ہوتا ہے اس لئے جب اُسکو ذرا سا غیر معمولی کام کرتے
دیکھتے ہین تو فوراً یقین کر جاتے ہین کہ اُس نے ضرور کچھ جبر کیا۔ پنجم ایک شخص خلقت کی نظرون مین
ہمیشہ سے نیک چلن ہے گر دیسے جیسا اکثر دنیا کا حال ہے بزنما بھیڑیا دل ہے وہ ایک شخص
کے روبروے کچھ فعل بد جسکا وہ در پردہ عادی ہی کرے تو وہ شخص پہلے تو اپنے دلمین ایک وہم سا
تصور کر کر اُس واقع کو خیال وہمی تصور کرے گا اور واقعات سے جب وہ اپنا دل جمائے گا تو بھی
عمدہ عمدہ جو امور بحق ملزم ہونگے اُس کے دلمین بیٹھینگے باقی امور وہمی تصور کرے گا بلکہ بروقت
شہادت دینے کے وہ بعض امور بلانیت دروغ گوئی ترک کر دے گا ایسے گواہ سے سوالات اس
قسم کے کرنے سے کہ جس سے دیگر واقعات جو اُس نے ترک کر دیئے معلوم ہو جاوین اور تعصب اُس
گواہ کا نسبت ملزم کے معلوم ہو سکے بہتر ہونگے۔ ششم ایک شخص ایک واقع کو اسقدر فاصلے سے
دیکھے کہ جس سے صحیح صحیح حال معلوم نہو سکے مگر وہ کچھ تو اپنے مشاہدہ سے اور کچھ اُسوقت دیگروں کے
کہنے سے دلمین اُس واقع کا ہونا اور دیکھ لینا جما لیتا ہے یا بسبب وہمی قیاسات وہ غلط
واقع کو اصلی واقع تصور کر لیتا ہے۔ ہفتم۔ مثلاً جیسا کہ اکثر واقع ہوتا ہے کہ ایک عورت بدکار ہے یا
طوائف ہے اور اہل محلہ اُس کی بدکاری سے تنگ ہین اور اُسکے گھر مین لوگونکو آتے دیکھتے ہین
مگر کسی خاص شخص یا کسی خاص کام کے واسطے آتے نہین جانتے مگر شہادت کے وقت وہ شہادت
مین یہی شہادت دیتے ہین کہ لوگ بدکاری کے واسطے عوام اُس کے گھر مین آتے ہین حالانکہ کبھی

کے واسطے یا دیگر کام کیواسطے آنیکا اُنکو علم نہین ہے مگر اُس عورت کے بدکار ہونے سے اُن کے دلمین پختہ یقین ہوتا ہے ایسے گواہان سے بھی بتفصیل سوال کرنے سے حال کُھل جاتا ہے۔ ہشتم۔ معاملات مذہبی مین اکثر یہ بھی حال ہوتا ہے جیسے کسی شخص کے کسی مسجد یا مندر کے ناپاک کر دینے یا مسجد یا مندر کے پاس کچھ ایسا فعل کرنے سے وغیرہ وغیرہ تو ایسے مقدمات مین بھی گواہان سے خاص خاص سوال بالتصریح پوچھنے سے اصلیت اکثر معلوم ہوجاتی ہے۔ نہم گواہان اہل علم سے بھی اکثر ایسے امور سرزد ہوتے ہین جیسے ڈاکٹر لوگ جو اکثر اصول سے نتیجہ اور نتیجہ سے اصول اور شہادت زبانی سے واقع مسلمہ تصور کرکر اپنی شہادت علمی دیتے ہین اور ایک خیال پیدا کرکے واقعات منظہرہ سے ملاکر نتیجہ نکالتے ہین ٭

دروغ گو گواہ

دروغ گو گواہ اگر بہت ہنر سے شہادت دے تو بھی وہ سوالات فریق اول سے بلا اظہار دروغ کے بچ سکتا ہے ورنہ دروغ اُسکا اکثر کُھل جاتا ہے اور در اصل ایسے گواہ سے سوالات کرنے کسیقدر سہل ہین۔ ایک نہایت عمدہ مثال قسم اوّل کے سوالات جرح کی بسٹ صاحب نے اپنی کتاب مین مقدمہ گاستی دی ہورینگیے کے دی ہے جو قابل غور و توجہ و یادداشت کے لایق ہے۔ اور جو ایک قسم کا عمدہ سبق ہے۔ سوال یہ تھا کہ آیا ہورینگیے صاحب نے تین لاکھ فرینک جسکی بابت اُنہون نے اپنے دستخطی تمسک لکھدیئے تھے۔ ورنان سے جسکو وہ تمسک لکھدیئے تھے۔ وصول پائے یا نہین۔ کیونکہ کاتب کا یہ عذر تھا کہ وہ اُس سے قریباً حاصل کیے گئے تھے۔ اُسپر ڈوجونکی پوتہ ورنان نے شہادت دی۔ کہ اُس نے خود پاپیادہ وہ کل رقم ہورینگیے صاحب کو اُس کے ہوٹل مین تیرہ دفعہ کرکے سات بجے صبح سے قریب ایک بجے دوپہر تک پہنچائی جو قریب ساڑھے پانچ یا چھ گھنٹے کے ہوئی۔ مگر یہ شہادت بوجوہات ذیل ناممکن دکھلائی گئی۔ کیونکہ ووجونکی نے کہا کہ اُس نے اُس رقم کو تیرہ تھیلیان مین تقسیم کرکے ڈالا تھا۔ ہر ایک

مین چھ سو لوئیس تھے۔ اور تیس اور تھیلیان جس مین ہر ایک مین دو دو سو پاؤنڈ تھے اور پچیس ۲۵ لوئیس دوجونگی کو موریٹگی نے دئے تھے۔ ہر ایک موقعہ پر دوجونگی دو صد لوئیس کی تھیلی ہر ایک جیب مین ڈال لیتا تھا۔ جو بوجہ جیب رواج زمانہ کے وہ اُس کے پٹون تک ابھری رہتی تھین۔ اور چھ سو گنی کی تھیلی اپنے بازو کے نیچے دبا لیتا تھا۔ مطابق پیمایش مقام دوجونگی سے تا مکان سکونت موریٹگی کے وہ فاصلہ جو موریٹگی نے تیرہ دفعہ مین طے کیا۔ ساڑھے پانچ فرانسیسی فرسنگ ہوتا تھا۔ اور عرصہ ہر ایک فرسنگ کے واسطے ایسے شخص کو جو غیر معمولی جلد جلد چلے ایک گھنٹہ لگتا ہے یہانتک تو قطعی یہ امر ناممکن نہین معلوم ہوتا۔ خواہ کیسا ہی یہ خلاف قیاس معلوم ہو۔ کہ کیا دوجونگی کبھی ایک لحظہ بھی آرام یا آسایش کے واسطے نہ ٹھیرا ہوگا۔ مگر جب یہ خیال کیا گیا۔ کہ دوجونگی کو ۳۱ پوڑیان اپنے گھر مین اُترنی تھین۔ اور ۲۷ موریٹگی کے گھر پر چڑھنی پڑتی تھین۔ کُل کی ضرب دیکر ۳۴۳ پوڑیاں ہوتی تھین۔ اب یہ ثابت ہوگیا کہ نوتڑی ڈیم پر ۴۰۰ پوڑیان چڑھنے کیواسطے آٹھ سے نو منٹ تک لگتے ہین۔ چنانچہ اسی طرح سے ایک گھنٹہ منجملہ پانچ یا چھ گھنٹہ کے جو اس مسافت مین لگے تھے۔ اُس مین سے وضع کردینا چاہئے۔ اور پھر وہ بازار سینٹ جینکی جس مین سے دوجونگی گذرا۔ وہ نہایت اونچا اور گھاٹی تھی۔ جس سے ایسے آدمی کو جو سونے کی تھیلیون سے لدا ہوا ہو۔ جو اُس کی جیبون اور زیر بازو ہون کسی قسم کی روک ہوتی ہے۔ اور وہ بازار بھی شارع عام خصوصاً صبح کو تین یا چھ گھنٹہ تک رہتا تھا۔ اور اُس روک سے بھی وقت زیادہ خرچ ہوتا ہے۔ اس حساب سے کم سے کم نصف فرسنگ ساڑھے پانچ فرسنگ سے وضع کردینا چاہئے۔ اور سوائے اسکے اُس روز جس روز کہ اُس نے سفر کیا۔ اُس دن معمولی روک بسبب اس کے زیادہ تھی۔ کہ سانڈ یا ہاتھی کاریگر ایک بڑے عظیم الشان پتھر کو سینٹ جنیم کی طرف لئے جاتے تھے۔ اور تماشبینون کا بہت ہجوم تھا۔ اگر یہ بھی خیال کرلیوین۔ کہ اسکو بالکل شوق دیکھنے تماشے کا نہ ہوا ہو تو بھی بسبب ہجوم کے سات یا آٹھ منٹ ہر ایک رفتار مین جو ۲۶ دفعہ ہوی۔ ڈھائی گھنٹہ ضرور خرچ ہوئے۔ اور پھر دوجونگی کو دروازونکے کھولنے اور بند کرنے مین اور تھیلیان نکالنے اور انکو

جیبون مین ڈالنے اور پھر مورینگی کے دروازے کھولنے اور بند کرنے اور تھیلیان نکالنے اور اُس کے آگے رکھنے مین وقت صرف ہوا ہوگا اور پھر اُس نے یہ بیان کیا۔ کہ اُس زر کو مورینگی اس کے جانیکے بعد شمار کرلیا کرتا تھا۔ جو خلاف قیاس تھا۔ ضرور اگر وہ لے جاتا ہوگا۔ تو شمار کرکے دیتا ہوگا۔ اور سوائے اسکے رسیدین لینے اور پڑھنے مین ہر ایک رفتار مین وقت خرچ ہوتا ہوگا۔ اور پھر وہ رسیدین لاکرکے دوجونگی کسی اور کو دیتا ہوگا۔ اس لئے جب یہ حساب وقت کا کیا گیا۔ اور خیال کیا گیا۔ کہ وقت اُٹھانے اور لیجانے تھیلیون مین اور دروازونکے کھولنے اور بند کرنے مین جو خرچ ہوتا تھا اور لینے پڑھنے اور دوسرے کو دینے رسیدات مین جو خرچ ہوا۔ اور پھر دوجونگی نے جو لوگون سے گفتگو کی ہوگی۔ بمعہ ان امور کونکے جنکا اوپر ذکر کیا ہے راستی دوجونگی کے بیان کی دروغ اور ناممکن الوقوع ثابت ہوئی۔ ایک اور مقدمہ جو بالکل دروغ تھا۔ اور جسکو ہینیم صاحب اکثر قیاس کرتے ہین۔ وہ سوسانہ بنام مقدمونکا ہے۔ اُس مین دوگواہ تھے اور دونونکے اظہار جب علیحدہ علیحدہ ہوئے تو ایکنے تو کہدیا کہ وہ فعل مجرمانہ زیر درخت باشیک کے ہوا۔ اور دوسرے نے کہا کہ زیر درخت حالم کے ہوا اور ہیرس صاحب اپنی کتاب باب گواہان مین سوالات جرح کی بابت نظیر انگلستان مندرجہ ذیل دیتے ہین اور وہ نظیر کلیمانٹ اور اُس کے موید کوئی کی ہے یہ تعجب انگیز تھا کہ آٹن نے کس طرح سے حکایت شکستگی جہاز اور اپنا بچایا جانا اور اسٹریلیا کو لیجایا جانا اور وہان جنگل مین رہنا اور واپس آنا اور لوگون نے اصلی وارث کو شناخت کرلینا بیان کی اگرچہ اس حکایت مین دروغ کے نشانات نظر آتے تھے مگر بعض اشخاص کے ولپر اُس کی راستی کی تاثیر اس طرح سے ہوئی کہ اگرچہ قیاسات عقلی اسکے برخلاف تھے مگر اُنکو اسبات سے کہ ایک جاہل آدمی کس طرح سے ایسی حکایت اس صحت سے اگر وہ بناوٹی ہو تو بیان کرسکتا ہے اور اگر وہ بناتا تو وہ حکایت سوالات مین ضرور شکست ہوجاتی اور قایم نرہتی اور چونکہ سوالات مین وہ حکایت شکست نہین ہوئی ہے اس لئے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دروغ کی پائیدگی ناممکن ہے کہ عدالت مین کامیاب ہوجاوے باوجود دیکہ بعد اسکے دروغ اُسکا کھل گیا اور عوام الناس پر آشکارا ہوگیا اُسوقت ہزارون آدمی تھے جو اُس کی

حکایت کو راست جانتے تھے اور ابتک بھی جانتے ہین اور مُنہہ سے کہدینا کہ گواہ جھوٹ کہتا ہے اس سے
گواہ جھوٹا نہین ہوجاتا مگر اُسکو جھوٹا کرنے کے لئے چاہئے کہ تم اُس کو اُسکے اپنے مُنہہ سے جھوٹا کر دکھاؤ
کیونکہ لکھنا تو سہل ہے کہ اس طرح سے دروغ گواہ شناخت کیا جا سکتا ہے مگر جب ایسا گواہ آتا ہے
تو وہ اپنی حکایت بظاہر ایسی سناتا ہے کہ جیسے وہ راست ہے اب طریقہ انکشاف دروغ کیلئے
یہ ہے کہ قدرت سے جو واقعات دنیا مین سرزد ہوتے ہین اور کئی واقعات سے تعلق رکھتے ہین
اور ایک واقع کا بلاتعلق دیگر واقعات کے سرزد ہونا ناممکن ہے وہ حکایت جو وہ گواہ بیان
کرتا ہے۔ اُس مین چند واقعات ہونگے اور اگر وہ راست ہے تو اور چند واقعات سے ملین گے
اور کبھی ممکن نہین کہ وہ واقع ہو اور دیگر واقعات پر کچھ تاثیر نکرے اور اگر وہ حکایت اُس کی
دروغ ہوگی تو کبھی حالات متعلقہ سے جزویات مین نملے گی خواہ اُن مین کیسی ہی کارسازی یا
احتیاط کی گئی ہو اور واقع راست حالات متعلقہ اور واقعات متعلقہ سے ضرور ملیگا کیونکہ وہ
ایک دوسرے کے اجزا ہونگے اور ایک دوسرے سے ملینگے کیونکہ کیسی ہی شکل کا پتھر ایک کان سے
نکالو مگر جس جگہ سے وہ نکالا گیا ہے اُسجگہ پر رکھنے سے وہ ٹھیک ٹھیک آجاوے گا اسلئے وہ اُس
پہاڑ کا جس سے وہ علیحدہ کیا گیا تھا ایک جزو ہے اور اگر کسی ٹکڑہ سنگ کے ایک خاص پہاڑ
کے جزو ہونے مین شک ہو تو اُس پہاڑ سے ملاکر معلوم ہوسکتا ہے کہ آیا وہ ہے یا نہین اسلئے
یہ ظاہر ہے کہ حالات متعلقہ کی طرف رجوع کرنا چاہئے کیونکہ چاہے کیسا ہی گواہ چالاک اور ہوشیار
ہو واقعات متعلقہ کو ہموار نہین کرسکتا اور جواب کل سوالات کے جو اُس سے ہونے والے ہونگے
طیار نہین کرسکتا اور جب تم اُس کے خیالی واقعات کو اصل واقعات سے مقابلہ کروگے تو تمکو
معلوم ہوجاوے گا کہ راست اور دروغ کبھی ایک وجود نہین رکھ سکتے کیونکہ بعض واقعات کو
دروغ بنانے کیلئے ایک جگہ سے دوسری جگہ رکھنا پڑتا ہے جو ممکن نہین ہے اور پھر بعض واقعات
دروغ ضرور پائے جاوینگے کبھی دروغ حکایت جائے راست پر قایم نہوسکے گی مگر مشکل اسمین
یہی پڑتا ہے کہ کل واقعات صاف صاف ظاہر ہوجانے مشکل ہین تاہم چند واقعات تمکو ضرور

ملجاوینگے جو تمہارے مطلب کے واسطے کافی ہونگے تمثیل جیسے کہ مقدمہ محولہ ہیرس صاحب مین جبکہ مدعی سے اس امر مین سوالات ہوئے کہ جب وہ غیر ملک مین گیا اُس جگہہ وہ شہر واشم مین گیا اور اُس جگہہ کون کون رہتے ہین اور کیا کیا کام کرتے ہین اسپر اُس نے بہت سے کامونکی تفصیل بیان کی اور پیشہ ورون کے نام بتا دیئے جس سے ثابت ہوگیا کہ وہ شخص اعلے حیثیت کا آدمی نہ تھا اگر وہ اعلے حیثیت کا آدمی ہوتا تو وہ ادنے ادنے پیشیون اور اُس کے کاریگرونکے حالات سے آگاہ نہوتا اور اس لئے حالات متعلقہ کی طرف رجوع کرنا اور ایک ایک گواہ کے بیان کا مقابلہ کرنے سے حال مفصل کُہل جاوے گا تمثیل۔ مثلاً گواہان اس امر کے ہون کہ وہ خالد کے ساتھ لاہور سے شیخوپورہ کو گئے جہان اُس کی شادی ہوئی تو اگر اُن سے ہر ایک مقام بابت جہان جہان حقہ یا پانی پینے کی جگہہ ہے اُن کا حال مفصل دریافت کیا جاوے اور سڑک پر اشخاص کا ملنا اور حالت موسم اور گفتگوئے جو راستہ مین ہوئی اور سڑک کی حالت یا خاص خاص موقع سڑک کے تو اگر وہ گواہ دروغ ہونگے تو وہ کسی نہ کسی ضروری امر مین مختلف ہو جاوینگے مگر ایسے گواہان سے سوالات کرنے مین یہ احتیاط ضرور چاہئے کہ وہ برعکس ضروری امورات پر سوالات مین متفق نہو جاوین اسلئے بہتر یہ ہے کہ موقع دیکھ لو اور دیکھو کہ کس کس امر پر پہلے ہی سے گواہان اتفاق کر کر آئے ہوئے معلوم ہوتے ہین اگر ایسا حال معلوم ہو جاوے تو ایسے موقع کے سوالات ترک کردو مگر یہ صورت اُس جگہ حاصل ہوگی جہان ایک واقعہ کے چند گواہ ہون اور اگر ایک ایک امر کا ایک ایک گواہ علیحدہ پیش ہو جیسا بعض مقدمات مین کیا جاتا ہے تو ایسے موقع پر یہ ضرور ہوگا کہ ہر ایک گواہ سے سوالات مین ایسے واقعات نکالو جو قیاس عقلی سے اُن کا واقع ہونا خارج ہو یا وہ ایک جگہہ کے اپنے بیان کو دوسری جگہہ سے مختلف کردے یا اُس کے چلن کو دکھاؤ اور اُس کی طرفداری اُس فریق کی جانب جن کی طرف سے وہ گواہ ہے عدالت کو دکھاؤ اور اس کی حیثیت اور پیشہ گواہی وغیرہ وغیرہ یا ایسے واقعات اُس کی شہادت سے دکھاؤ جو فریق ثانی جس کی جانب سے وہ گواہ ہے قبول کئے ہوئے ہون اور جسکے

برخلاف شہادت دے یا ایسے واقعات جس کا وقوع مین آنا ممکنات سے نہو جیسے ایک گواہ سے ایک مقدمہ مین پوچھا گیا کہ کیا وقت تھا اور اُس مقدمہ مین ضروری امر وقت ہی تھا تو اُسنے خاص گھنٹہ بتایا تو اس سے پوچھا گیا تو کس طرح ایسا صحیح وقت جانتا ہے اُس نے جواب دیا کہ مین گھڑی تھی اس سے وقت دیکھا تھا جب اُس کو گھڑی دکھا کر وقت پوچھا گیا تو وہ بتا نہ سکا جس سے صاف اُس کی شہادت معلوم ہوگئی اور وقت سوالات کے گواہ کے مُنھہ کی طرف زیادہ خیال رہنا چاہئے کیونکہ اور اجزا کو آدمی پوشیدہ رکھ سکتا ہے مگر نشانات مُنہہ کے چھپے نہین رہتے تمام جوش دلی لبون پر ظاہر ہوتے ہین اور اگر تم گواہ کو اُس امر پر سوال کرو جو اُس کے دلمین ہی تو تم فوراً اُس کے منہہ کو ہلتا دیکھو گے جس سے راستی و دروغ معلوم ہوتا ہوگا اگر تم گواہ سے واقعات جتاؤ جس کے سببسے وہ ایک فریق کے مخالف ہے تو تمکو فوراً معلوم ہوجاوے گا کہ یہی سبب اُس کی دروغ شہادت دینے کا ہے اور جب کبھی تم ایسا سوال گواہ سے پوچھو اور گواہ اُسکا جواب ایسا دے جس سے تمہارا مطلب برآ وے تو اُس جواب کو اُسوقت بڑے زور سے آشکارا نکرو بلکہ ایسا دکھاؤ جیسا کہ وہ کچھ ضروری نہین ہے تاکہ گواہ اگر اُسکو معلوم ہوگیا کہ اُس نے جواب غلط دیا ہے تو وہ ایسے جواب کے درست کرنے کی اُسیوقت کوشش کرنے لگتا ہے اور اسی ضمیمہ مین یہ بھی بیان کرنا ضروری ہے کہ اگر گواہان تو در اصل دروغ بیان کرتے ہون مگر وہ در اصل جس جلسہ کی بابت بیان کرتے ہون اُس کو جھوٹا جلسہ بنا کر دکھایا گیا ہو اور سوائے وقت کے اور باتین اُنکو چشم دید کی طرح سے ہوگئی ہون تو بھی جب تم سوالات حالات متعلق کی بابت کروگے تو اُن کی غلطی کہل جاوے گی کیونکہ وہ ایک خاص وقت کا بیان کرینگے تو بیشک وقت تو اُنھون نے ضرور نہین دیکھا ہوگا یعنے وہ وقت تو ضرور اس جلسہ مین نہ تھا اور وقت کے متعلق بہت سے امورات ہین جو شہادت سے پورے نہین ہو سکتے مثلاً ایک جلسہ کا وہ بیان کرینگے مگر اُس وقت کا جو وہ بیان کرینگے جو اُسوقت مین متعلق واقعات پیش ہوئے وہ بیان اُن سے نہین مل سکیگا شاید جو وہ بیان کرتے ہین جب اُنکو بناوٹی دکھایا گیا اُسوقت صاف دن تھا اور در اصل اُس روز

آندہی تھی یا اُس روز بعض میلا تھا اور میلہ پر بہت سے اشخاص دکھائی دیئے حالانکہ جس وقت کا وہ وقت بیان کرتے ہین اُس روز کوئی میلہ نہ تھا یا اُس روز کوئی خاص واقع گذرا ہوا تھا یا راستہ مین اور طرح کے اشخاص کی آمدورفت تھی حالانکہ اصل وقت پر ایسا نہ تھا ورگواہ فریق مخالف سے نرمی سے پیش آنا اور اُس کے دل پر یہ یقین دلانا کہ وہ بھلا انس آدمی ہے کبھی جھوٹ نہ بولے گا بعض صورتون مین بہت ہی فایدہ دیتا ہے کیونکہ اگر تم گواہ سے سخت طرح پیش آئے تو وہ گواہ اپنے ولسے تمہارے مخالف ہوجاتا ہے خواہ تم راست امر جو اپنے موکل کے مفید تم نرم زبانی سے اُس سے کہلا سکتے ہو پوچھو تو وہ بھی تمہارے برخلاف کہے گا اور جہان تک ممکن تمہاری طرف کو شکست دینے کی کوشش کریگا حالانکہ نرم زبانی سے اور اُسکو پھولا کر یا عزت دار اور راست باز بناکر تم اُس سے نکلوا لیتے مگر بعض حالتون مین جبکہ گواہ قطعی تمہارے برخلاف ہے تو اُس کو گرم کر دینا نامناسب نہ ہوگا کیونکہ اُس حالت مین تم عدالت کو اُس کا دلی جوش اور مخالفت بہ نسبت تمہارے موکل کے اور صریح طرفداری فریق ثانی کی دکھا سکوگے کیونکہ بعض گواہ جس فریق کی طرف سے آتے ہین وہ جوش مین آکر اپنے فریق کی وکالت کے طور پر بحث کرنے لگتے ہین ۔

مخلوط دروغ و راستی گواہ

یہ گواہ سوالات کے واسطے اکثر گواہون سے مشکل ہے کیونکہ راست و دروغ مخلوط کو علیحدہ علیحدہ کرکے دکھانا نہایت مشکل کام ہے ایسے گواہ سے سوالات اس طرح سے کرنے چاہئیں کہ جو جزو دروغ معلوم ہو اُس جزو کی بابت پورے پورے سوالات صریح کرکر اُس کے خیال مین ہونے اور جزو راست غیر ملحق ہونے کو دکھاؤ اور اس شہادت کو دوسرے گواہان کی شہادت سے مقابلہ کرکے دکھاؤ اور باقی اپنے سچ کو عمل مین لاؤ - اور اس جگہ ایک مقدمہ کی نظیر لکھی جاتی ہے جو جزو دروغ اور جزو راست تھا جب گواہ سے پوچھا گیا کہ وہ سوئی کسقدر سوئی تھی جس سے

مستغیث کو ملزم نے مارا تو اُس نے جواب دیا کہ آدمی کی چھوٹی اُنگلی کے برابر اور در اصل وہ سوٹی آدمی کی وینی کے برابر تھی کہ جس سے وان کوٹتے ہین تو اس مین بابت زدوکوب کے تو شہادت راست تھی مگر موٹائی سوٹے کی بابت دروغ تھی اگر سوالات پورے پورے ایسے گواہان سے کئے جاوین تو راست بیان بھی ایسی صورتون مین دروغ ثابت ہو جاتا ہے ؀

جلد گو و حاضر جواب گواہ

اس قسم کے گواہ جو راست اور دروغ گواہ دونو ہوتے ہین اور اُنکا حافظہ اکثر بہت مضبوط نہین ہوتا اور عمیق سوالات کے تہ تک اکثر نہین پُہنچتے اور ایسے گواہان سے مطلب نکالنے کیواسطے انکو اولاً لادینا اور سوالات بامطلب اور پُر مضمون سے جواب لینا چاہئے اور اُنکو سرد کر دینا اور سوچ مین ڈالدینا بہتر ہوتا ہے ایسے گواہ جب عدالت مین آتے ہین تو ایسی صورت بناکر آتے ہین اور ایسے معلوم ہوتے ہین کہ وہ ہر ایک امر سے واقف ہین اور پھر جو گواہ ایسا آتا ہے یہ کہتا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ آپ وکیل صاحب مجھسے پوچھئے تو جان لینا کہ یہ گواہ جلد گو اور حاضر جواب ہے اور وہ اس سبب سے آتا ہے کہ صاف اور جلد جواب ہان یا نہ مین دیگا اور ساتھ ہی یہ کہدیتا ہے لیجئے یہ ہی جواب ہے اگرچہ لفظ مذکر استعمال کیا ہے مگر اس قسم کی گواہ اکثر عورتین ہوتی ہین وہ اس نیت سے اکثر آتی ہین کہ وہ اپنی قابلیت دکھائین جس سے وہ پہلے آنے کی یہ گفتگو کرچکی ہین کہ مین کسی وکیل سے نہین ڈرتی تو ایسے گواہ سے بہت ہوشیاری سے سوالات کرنے چاہئین دیکھو جب تم اُس سے سوالات کرنے اُٹھتے ہو تو وہ اس طرح سے سر ہلائینگی جیسے وہ جب کسی عورت سے لڑنے کو مستعد ہوتی ہین وہ یہ کہتی معلوم ہونگی کہ آؤ ایک شخص عمدہ وکیل کو مین نے دیکھا ہے کہ ایسے گواہ سے وہ جب شروع کرتے تو خندہ پیشانی سے شروع کرتے تو خندہ پیشانی اور سر کو ہلاکر اور اپنی آنکھ کو خوشی کی صورت سے جھکاتے اور اُس گواہ پر اس طرح سے آن پڑتے جیسے کہ ایک پولیس افسر ایک بھاری منصوبہ کرنے والے پر معہ اپنی لال ٹین کے

جا پڑتا ہے۔ مگر ایک مبتدی وکیل کو اس طرح کی صلاح دینی مناسب نہین معلوم ہوتی کیونکہ
وکیل موصوف کے طریق ایسے ہین جو نقل کرنے مشکل ہین اور بہت با تاثیر بھی تھے اس لئے
مناسب حال طریق تم اختیار کرو اور ہمنے کئی ایک مبتدیونکو ایسے گواہ سے ذق کھاتے دیکھا
ہے سو ایسی صورت مین پہلے بات یہ ہوگی کہ ایسے گواہ سے رُک نہ جانا اور اگر تم اپنے آپ قایم رہے
تو آخر کامیاب ہو جاؤگے بشرطیکہ تم اپنا طریق ملایم رکھو اور گواہ سے بحث نہ شروع کردو اور
گواہ کی بات سخت پر غصہ ہونا بھی نہ چاہئے بشرطیکہ وہ ایسے سخت نہون کہ گواہ سے بحث کرنیسے
تم ایک معمولی تنازعہ کرانے والے معلوم ہوگے جو تمہارے درجہ سے نیچے ہے تمہاری بحث حاکم
سے ہے نہ کہ گواہ سے۔ گواہ سے تو صرف ہمنے اپنے مفید جواب نکالنے ہین اور مضر کو رفع کرنا ہے
ایسے گواہ کو جھڑکنا نہ چاہئے اور نہ اُسکو دبانے کی کوشش کرنی چاہئے بلکہ ایسے گواہ کو حوصلہ دلانا
اور قایم کرنا چاہئے اور اُس کو بڑہانا جس سے رفتہ رفتہ اُس فریق کی جس کی طرفداری ہین اُس کی
گواہی سے خود ہی برخلاف ہو جاوے ایسے گواہ کو اسی طرح سے سمجھکر اُس کے نزدیک آنا چاہئے
جیسے کہ وہ ایک جنگلی جانور ہے اور زیادہ قریب ہے تمکو پھاڑ ڈالے گا اس لئے سوال اُس سے پیچدار
کرنا چاہئے کیونکہ صاف سوال کا جواب تمہارے مفید وہ کبھی نہ دیگا۔ اور پیچدار سوالات کے جواب
مین ایسے گواہان کو دیکھا ہے کہ وہ یہان تک رُک گئے کہ جواب دینا بند کر دیا یہ سوچ کر کہ شاید
جواب اُنکا تمہارے مفید ہو اور ہر ایک موقع اپنے مفید سوال کا پتہ یاد رکھو کہ جب وہ کوئی ایسے
الفاظ تمسخر انگیز تمہارے برخلاف کہے جس سے ہنسی پیدا ہو جاوے اور وہ اسپر بہت نازان
ہو جاوے تو ایسے موقع پر سوال اپنے مفید پیش کرو ایسے وقت مین اُس گواہ سے تمکو امید مفید اپنی ہے
کیونکہ ایسے وقت وہ اپنی احتیاط سے باہر ہو جاتے ہین اور جواب کے نتیجہ سوچنے کے سوائے
وہ جواب دیدیتے ہین مگر جب تمکو ایسا مفید جواب ملجاوے تو اُس قسم کے سوالات سے پہلو تہی
کرکر اور غیر متعلق اور غیر ضروری سوال جلد جلد کردو تا کہ بعد سوچنے کے وہ شبہہ پہلے جواب کا
تمہارے مفید سمجھکر اپنے جواب کو اور طرح پر بدلنے پر کوشش نکر سکے اس کی تمثیل یہ ہے کہ جیسے

ایک ٹھمبہ لڑنیوالا بڑے زور سے دوسرے پر حملہ کرے جس سے وہ اپنا زور زائل کر بیٹھے اور اس اثنا
مین دوسرا اُسکو ایک بڑا صدمہ دفعتاً دیدے ؂

ڈھیٹھ گواہ

گواہ متذکرہ بالا کے یہ گواہ بالکل برعکس ہے وہ بجائے کہنے کے وہ اپنا سر ہلا دے گا اور ایسے
گواہ کے دلپر خوف حلف دروغی لگا رہتا ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ اگر بجائے مُنہ سے بولنے کے
اشارہ یا سر ہلا دے تو بچا رہتا ہے اور وہ یہ بھی خیال کرتا ہے کہ جو کچھ اُس نے مُنہ سے کہا
اُس سے مقدمہ کو نقصان پہنچیگا اور اُس کا اصول یہ ہے کہ خاموش زبان سے عقلمند
دماغ بنتا ہے ایسے گواہ سے کس طرح سے پیش آنا چاہئے اگر اُس نے تمہارے مقدمہ کے
برخلاف کچھ نہین کہا تو تم اُس کو چھوڑ دوگے بشرطیکہ تم اُسے کچھ نکالنا چاہتے ہو جو تمہارے
مفید ہو اگر ایسے گواہ سے سوالات کرو تو ایسی حکمت سے کرو کہ اُسکو یہ نہ معلوم ہو کہ تم اُس کو کسی
طرح سے پھسانا چاہتے ہو اگر ذرا سے سوال کر کے تھوڑا تھوڑا اُس سے پوچھو تو البتہ تم اپنے مطلب
پر پہنچ سکتے ہو اور یہ خیال کر لو کہ جواب اُس کے دل مین بطور تسبیح کے دانہ دانہ پروے ہوئے
ہین دانہ دانہ کر کے نکل سکتے ہین اگر تم دانہ دانہ کر کے نکالو اور تسبیح کو نہ توڑو تو تم نکال سکتے ہو اس
قسم کا گواہ اگرچہ عموماً دروغ گو نہین ہوتا گر دشمنانہ پیرایہ مین ضرور ہوتا ہے اور تمکو ایک قسم کا
خاموش تصور کر کے تم سے کھلی باتین کرنے سے پہلوتہی کرتا ہے وہ رفتہ رفتہ گفتگو کرنے لگتا ہے جب
اُس کو یقین ہو جاتا ہے کہ تم وہ خطرناک جاسوس جیسا کہ اُس کو خیال تھا نہین ہو تم اُس کو
ثابت کر دو کہ تمہارے سوالات تو نہایت سادہ قسم کے ہین اور اُس کے جواب بھی سہل ہین
پہلے تو سوالات اس قسم کے جس کے جواب مین ہان یا نہ وغیرہ ہو اور پھر اسی ضمیمہ مین کوئی
مطلب کا سوال بھی مختصر سا کر دو اُسکا جواب بھی وہ دیدے گا ایسے گواہ کو ایسا تصور کر لو کہ وہ ایک
ایسا بزغہ انسانی ہے کہ جس سے جو کچھ نکلے گا حکمت سے نکلے گا کسی اور طریق سادہ سے ایسے گواہ سے

جو اکثر ایسے آدمی ہوتے ہین کہ ان کے دلون مین ایسے خیالات جمے ہوئے ہوتے ہین کہ اُن کو سب سے زیادہ یاد ہے اور وہ انصاف کا پیرو ہے اور ہمیشہ معاملہ صاف ہے وغیرہ وغیرہ تو یہ اصل گویا اُس کے ورد ہے اگر اسپر تم نشانہ لگا کر نہ توڑو تو اُس سے تمہارا مطلب نہ ہو سکے گا مثلاً تمہارا سوال اس قسم کا ہوا کہ فلان واقع آپ کو یاد ہے تو وہ فوراً ایسی بات کا فخر سے جواب دیدیگا علیٰ ہذاالقیاس +

وسواسی غیر معین طبع گواہ

ایسا گواہ یا تو بہت راست گو باحتیاط ہو گا اور یا بڑا جھوٹا گواہ ہو گا اور ایسا گواہ تمکو فوراً معلوم ہو جاوے گا اور ایسے گواہ کبھی تو یہی سوچتے رہتے ہین کہ اُس کے جواب کے مقدمہ پر کیا تاثیر ہوگی اور نہ یہ کہ اس کا جواب صحیح طور پر کیا ہے اگر ایسا گواہ جواب کے وزن کرنے مین دیر لگا دے تو لگانے دو کیونکہ سوچنے سے اُس کے خیالات زیادہ ابتر ہو جاوینگے اور خصوص اگر وہ جھوٹا گواہ ہو گا تو اور ہر ایک سوال پر وہ ٹیڑھی طرف دیکھے گا اور اُسی طرح جواب دے گا وہ اکثر سوال کو دوبارہ کہے گا کہ وقت اُس کو زیادہ ملجاوے کبھی تو وہ گواہ یہہ بہانہ کرے گا کہ جیسا اُس نے سوال کو نہین سُنا اور یا کہ اُس نے نہین سمجھا اور اس عرصہ مین وہ جواب کا وزن اپنے دل مین کرتا ہو گا مگر اسقدر دیری سوالات مین اُس کے لیئے نکرنی چاہئے کیونکہ سوالات مین معمولی جلدی چاہئے تھوڑی سی جلدی کرنے مین اُس کی حالت وسواسی عدالت پر روشن ہو جاویگی اور یہ وسواس کبھی کبھی اس طرح سے بھی گواہ کے دلمین پیدا ہوتا ہے کہ وہ صحیح صحیح الفاظ مین جواب دے مگر ایسی حالت مین تمکو چاہئے کہ یہ خیال رکھو کہ اُسکے ایسا کرنے سے مطالب فوت ہو جاوے

زود رنج و گرم مزاج گواہ

ایسے گواہ سے سوالات کرنے بھی بہت مشکل ہوتے ہین کیونکہ یا تو ایسا گواہ جواب ہی نہین دیتا

جب دیتا ہے تو وہ دو تین تین جواب ایک ہی وقت دیتا ہے اور پھر ایسے جوابات کے ساتھ الفاظ متناقض لگاتا ہے کہ ہان اور نہین مجھکو اس کا یقین ہے یا میرے خیال میں یہ درست نہین ہے ایسے گواہ سے بھی باحوصلہ پیش آنا چاہئے کیونکہ بعض گواہ سے بعض وکیل ایسے پیش آتے ہین کہ تمنے جو ہان اور نہ دولو ملاوی اس سے تمہاری کیا غرض ہے وغیرہ وغیرہ اور اس طرح سے گواہ کو دق کر دیتے ہین اور نہین سمجھتے کہ وہ اپنے موکل کو نقصان پہنچاتے ہین تمکو ایسے گواہ سے یہ سمجھنا چاہئے کہ تہوڑے سے تھوڑا بھی جو کچھ تم ایسے گواہ سے نکال لوگے وہ ہی غنیمت ہے ایسے گواہ سے بہت بردباری سے کام کرو جیسے کہ گھوڑا کسی شے سے ڈرتا ہے اس کو آہستہ آہستہ اس سے آگاہ کرایا جاتا ہے اور پھر اس سے نہین ڈرتا ایسے ہی اس گواہ سے پیش آنا کہ وہ رفتہ رفتہ تمسے ڈرنا ترک کرے اور جواب سوال کا دینے لگے ایسے گواہ سے اگر اپنا مطلب نکالنا چاہتے ہو تو اس کے مزاج کی گرمی کو رفتہ رفتہ سرد کرو اور ملائمی سے کام نکالو اس گواہ کی تو تیتری کی سے مثال ہے جو یہ سمجھکر کہ وہ کسی ٹہنی کی جگہ پر اوترے اور تتر بتر کرنے لگتی ہے جس جگہ سے وہ رہائی پانی چاہتی ہے اور یہ بھی خیال رکھو کہ ایسے گواہ کی حالت پر حاکم بھی رحم کہاتے ہین اگر تمنے سوالات مین انکو گھبرا دیا تو حاکم یہ سمجھ لیگا کہ جو کچھ اس نے کہا ہے وہ گھبراہٹ مین کہا گیا ✦

تمسخر مزاج گواہ

ایسے گواہ اکثر نالش گاہ کے مقدمات مین پیش ہوتے ہین اور اکثر مقدمات مین جسمین وہ حاضر ہوتے ہین وہ اپنا تمسخر جتاتے ہین یعنی طبیعت اُن کی صرف معمولی شیخی اور اوصاف تنگ مزاجی ہے ایسے گواہ اکثر ارادتاً جھوٹے کم ہوتے ہین اور انکو خاص غرض بھی مقدمات مین کم ہوتی ہے بالفرض ایک مقدمہ حملہ کا ہو تو اس سے خندہ پیشانی سے سوالات کرنے سے وہ تمہاری طرف ہو جاوے گا کیونکہ اس کو تکالیف دنیا اکثر تکالیف نہین معلوم ہوتین بلکہ وہ تکلیف

دنیاوی کو ہلکا سمجھتا ہے ٭

مکار گواہ

مکار گواہ سے مکاری سے پیش آنا پڑتا ہے ایسا گواہ اول تو اپنی مکاری ایسے پیرایہ میں دکھاتا ہے کہ حاکم باعقل اُس کو فوراً معلوم کرجاتا ہے اور اگر تم مزید برآن یہ دکھاؤ کہ اُس کی شہادت خاص ضروری امورات مین کسی معزز گواہ سے مختلف ہے تو حاکم کو اُس کی مکاری کا زیادہ یقین ہوجاتا ہے اور پھر ایسے گواہ کو کسی صنعت سے ایسی طرز بیان پر لاؤ جس سے لوگ اوسپر ہنسی کرین اور وہ ہنسی سے ایسا تمہارے ہاتھ مین آجاوے گا کہ اُس کی مکاری کا بڑا حصہ اُس کو بھول جاوے گا کیونکہ بڑا مقصد اُس کا یہ ہوتا ہے کہ وہ ہوشیار کہا جاوے جب اُس کے برعکس ہنسی سے وہ احمق سمجھا جاتا ہے تو اُس کے ہوش حواس اور پیرایہ مکاری اُس سے دور ہوجاتا ہے ٭

مکار زبان گواہ

ایسے گواہ وہ ہین جو اکثر اس طرح سے شروع کیا کرتے ہین کہ ہمنے فریقین کو بہت سمجھایا کہ باہم فیصلہ کرلو مگر باز نہ آئے اور اگر اب بھی مانین توہم فیصلہ کرادیتے ہین ٭

یک سخن گواہ

اس قسم کی گواہ اکثر عورات ہوتی ہین اور حلف سے وہ یہ مراد اکثر سمجھتی ہین کہ جو کچھ آدمی کہے اس سے کبھی نہ بدلے اور ایک بات پختہ طور پر صاف صاف کہدے خواہ وہ جھوٹ ہو پھر اُس سے نہ پھرے ایسے گواہ جس طرف پر ہوکر آتے ہین اُسی طرح کی شہادت اس طرف سے دیتے ہین مثلاً ہمنے فلان شخص فلان شخص کو ڈنڈوں سے مارتے بچشم خود دیکھا تو ایسے گواہ سے

سوالات صریح کرنے اس طرح پر چاہئیں کہ جس سے اُن کا جھوٹ معلوم ہو یعنے کوئی ایسا سوال جس کا وہ جواب صریح جھوٹا دیوے کیونکہ دراصل ایسے گواہ اپنے صاف کہدینے کو خواہ وہ صریح ناممکن امر ہو اپنی راست بیانی تصور کرتے ہین وعلیٰ ہذا القیاس ٭

احمق گواہ

ایسے گواہ کئی قسم کے ہین اور وہ ہر ایک شخص کی رائے سے متفق ہونا مناسب سمجھتے ہین اور ایسے شخص اکثر کم عقل اور نیچے درجہ کے ہوتے ہین اگرچہ ایسے گواہ کو جس صورت مین چاہو لا سکتے ہا مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسے گواہ کی شہادت سے مقدمہ کو بھی کچھ فائدہ پہنچ سکتا ہے کہ نہین ایسے گواہ سے یہ تو یقین ہے کہ اگر قانونی پیشہ بحکمت پیش آوے تو وہ جو گواہ بیان فقرہ اول کرے وہ سوالات سے پہلے اور پچھلے بیان کو متناقص دکھا سکتا ہے مگر اس مین خطرہ یہ ہے کہ جب ایسا ہو تو بعض حاکم یہ بھی قیاس کر لیتے ہین کہ جو کچھ کہ گواہ نے دفعہ اول کہا وہ درست ہوگا اور بیان مابعد اُس کا صرف حکمت وکیل سے پیدا ہوا ہے اور چونکہ وہ گواہ ایک سادہ لوح ہے جو کچھ وکیل نے کہا وہ اُس نے ہان مین ہان ملا دی اس لئے بہتر طریق یہ ہے کہ اس گواہ سے سوالات مین چند بہاری اختلاف یا امور خلاف قیاس عدالت کو دکھا دو جس سے یہ یقین ہو جاوے کہ وہ گواہ قابل اعتبار نہین ہے مثلاً مقدمہ مین دعوےٰ یہ ہے کہ ملزم ناجائز طور پر مدعی کا گھوڑا اُس کے اصطبل سے نکال کر لیگیا اور اُس پر ایسی سخت سواری کی کہ اُسکا دل ٹوٹ گیا اور اب وہ کام سواری کے لایق نہین رہا اور جواب یہ تھا کہ مدعا علیہ اسپ کو باجازت مدعی لیگیا اور قدم بقدم حسب اجازت مدعی کی سواری کی اس مقدمہ مین مدعی کی طرف سے سائیس گواہ بلایا گیا جب سائیس سے سوالات صریح ہوئے کہ اُس روز گرمی تھی اور تم بہت گرمی سے دق آئے اور تمہارا مالک ایک دفعہ اُس روز اصطبل مین آیا تھا اور تمسے شکایت گرمی اور افسوس گھوڑا عاریتاً دینے کا ایسی گرمی مین کیا تھا تو اُس نے ایسے جوابات

دیئے کہ جن سے خود دعوے مدعی ضعیف معلوم ہوا مگر چونکہ گواہ سے بہت ہی سوالات کئے گئے تھے اور گواہ بیان اول میں بلا اجازت گھوڑے کا بیچنا بیان کر چکا تھا عدالت نے اُس کے پچھلے بیان کو سادہ لوحی سے سوالات کے پیچ میں آجانا تصور کر کے اُس کا پہلا بیان راست تصور کر لیا۔

اہل ہنر نما گواہ

یہ گواہ وہ ہین جو در اصل باقاعدہ کسی خاص ہنر مین ترتیب یافتہ نہین بلکہ بہت سے ہنر جاننے کا دعوے کرتے ہین اور پوری واقفیت کسی سے نہین۔ اس ملک مین اس قسم کے اشخاص اکثر وہ لوگ ہین جو مستری بنے پھرتے ہین اور ہر ایک مقدمہ متنازعہ دیوار یا بدررو یا نقصان عمارات یا اور کئی قسم کے ہرجہ از عمارات یا صحیح نقشہ جائے متنازعہ یا کسی موقع کے نقشہ بنانے وغیرہ کی شہادت مین پیش ہوتے اور دکھاتے ہین کہ وہ واقف ہین اور ہر امر پر وہ آگاہی رکھتے ہین ایسے گواہان سے اگر تم بشرطیکہ اس علم اور اُس جگہ سے تم کو آگاہی ہو تو سوالات مین تم اُن کی قلعی کھول سکتے ہو اور اُنکا علم آشکارا کر سکتے ہو کیونکہ اول تو اُنکو اصول ہنر معلوم نہین ہین اگر تم اصول دریافت کرو تو وہ رہ جاتے ہین اور اُن کے تخمینہ جات اصول عقلیہ پر منحصر نہین ہوتے بلکہ بعض دقیہ نوسی زمانہ کے حکایات پر مبنی ہوتے ہین اور اسی قسم مین وہ گواہ بھی شامل ہوتے ہین جو دستخط کی شناخت کے واسطے آتے ہین حالانکہ اُنکو یہ پختہ نہین معلوم ہوتا کہ کس طرح سے اور کس ذریعہ سے مشابہت حروف کی شناخت کی جاتی ہے ایسے گواہان سے بھی اصول شناخت اور مقابلہ دستخط پر سوالات کرنے سے آدمی اصلیت کو پہنچ جاتا ہے اور ایسے گواہ اکثر اپنے خیالات پر بڑے پختہ طور مجہولات پر قایم رہتے ہین جیسا جہلا گواہ کا حال ہوتا ہے اگر ایسے گواہ سے اُس کے قاعدہ کو تم درست جتا کر سوالات اپنے مطلب پر کرو تو وہ خوش ہو کر تمہاری پیروی کرنے لگتا ہے بلکہ جو کچھ تم اُس سے کہلانا چاہو کہے چلا جاتا ہے۔

ملازمین یا افسر گواہان

ان گواہان مین افسران فوج اور سول سروس اور ہندوستانی حکام شامل ہین افسران فوج خصوصاً اور دیگر افسران عموماً بڑے شان وبان سے شہادت کے لئے آتے ہین اور وہ سوالات پر وکلاء کو ایک گونہ بڑے زور شور سے جواب دینے سے حکومت دکھاتے ہین اور یہ چاہتے ہین کہ جو کچھ ہم بیان کرتے ہین وہ لفظ بلفظ راست تصور کیا جاوے حالانکہ وہ اتنی جلدی اور حکومت سے پیش آنے مین کئی دفعہ غلط بیان کر دیتے ہین ایسے گواہان سے پیش آنیکا طریقہ یہ ہے کہ اول تو اُس گواہ سے وکیل بالکل نہ ڈرے اور اُس کے ورجہ کا دل بھی خیال تک نہ لاوے کیونکہ وہ اسوقت افسر نہین ہے بلکہ عوام الناس کی طرح ایک شخص ہے جو کل قواعد متعلق گواہ کا پابند ہے اور پھر اُس سے سوالات مین نرم زبانی اختیار کر کر اُس کے جوش و خروش کو نرم کر دے کیونکہ اگر تمنے بھی اُسی کا طریقہ جوش و خروش اختیار کیا تو اُس کا وہ حال ہو جاوے گا جیسا کہ غبارہ مین زیادہ ہوا ڈالنے سے اُس کے پھٹ جانیکا خطرہ ہے اور بعد اُس کے تحمل اور بُردباری سے سوالات کرو اور جہان کہین اُسکی غلط بیانی کا خطرہ ہو اُس کو قواعد اُس کے فرائض سے آگاہ کرو کیونکہ اپنے فرائض یاد کرنے سے وہ صحیح صحیح کہنے کی طرف رجوع ہوتا ہے اور سوالات مین اشارہ اُسکے کثرت کار اور حافظہ شناخت اشخاص وغیرہ دیتے رہو اور پھر اُنکے بعض تعصب جیسے مقدمہ خود طیار کر کر بھیجنے وغیرہ کی نسبت مد نظر رکھکر تعصب اُنکا سوالات سے اگر کچھ ہو تو دکھا دو ۔

کانسٹبل پولیس

اس قسم کے گواہ ظاہر ہے کہ اکثر فوجداری کے مقدمات مین پیش ہوتے ہین اور ایسے شخصونکو اگر ممکن ہو تو زیادہ سوالات کرنے نہ چاہئین کیونکہ یہ گواہ خطرناک ہوتے ہین یہ گواہ ایک

قسم کے پیشہ ور گواہ ہین اور جوابات اُن کے بنائے ہوئے ہوتے ہین اور صدہا دفعہ ایسے
سوالات کے جواب چست وچالاک پولیس کے آدمی دے چکے ہوتے ہین جنسے دوسرے
آگاہی حاصل کرتے ہین اور اکثر تجربہ سے اُنکو معلوم ہوجاتا ہے کہ اس کے بعد کیا سوال ہوگا
تمہارا کام ایک تو یہ ہے کہ ایک دفعہ غیر معمولی سوالات اُس سے کرکر دیکھو اور اگر اُس کو
مطلب تمہارے سوالات کا معلوم ہوجاوے تو وہ جواب سوچ لیتا ہے اس لیئے تمکو مناسب
ہے کہ ایسے گواہ سے سوالات عموماً جلد جلد کرو اگرچہ وہ جوابات مین تربیت یافتہ ہے مگر تربیت
اُس کی محدود ہے اور وہ جواب ایسے جلد تمکو بعد غور نتیجہ کے نہین دیسکتا اور اسی اثنا رمین
ایک غیر متعلق سوال اُس سے کرو جیسے کہ کیا رات اندھیری تھی جس کا وہ جواب سوچنے
لگے گا تو پھر تم ایک اور سوال مفید مطلب جلد کرو اُس کا جواب اُس کو بلا سوچے دینا پڑیگا
جو راستی پر عموماً ہوگا اور پولیس کے مردمان کو مقدمہ کا بہت علم اور یقین ہوتا ہے تم کو
علم مقدمہ کا بھی اُس سے دریافت کرنا مشکل ہوجاویگا اور تمکو اُس کے یقین پر سوالات
کرنے کچھ فائدہ نہ دینگے کیونکہ وہ اپنا یقین ہر امر متعلق مقدمہ مین جتائیگا اور اُن مین یہ خطرہ
ہے کہ حاکم بعض دفعہ اُسی پر اپنا دل جما لیتے ہین اور چال چلن کی بابت مردمان پولیس سوائے
اُس صورت کے کہ تم کو پختہ یقین اپنے مفید مطلب جواب دینے کا نہ ہو سوال نکرو کیونکہ اہل
پولیس اپنے خیالات چال چلن ایسے بنا لیتے ہین کہ ہر ایک شخص جب تک اپنے آپ کو بیگناہ نہ
ثابت کرے وہ گناہ گار اور بدچلن سمجھتے ہین اور عمدہ سے عمدہ جو وہ نیک چلنی کا جواب دیتے
ہین وہ یہ ہے کہ مجھکو ملزم کے برخلاف کچھ معلوم نہین ہے اگر تم اُن سے یہ سوال کرو کہ آیا
وہ نشے کی حالت مین تھا تو وہ یہ جواب دینگے کہ وہ جو کچھ کرتا تھا اُس کو وہ خوب سمجھتا تھا
ایسے گواہان سے تمہاری غرض صرف اُن سے اُن کے بیانات کے خلاف قیاس اور اختلافات
اور جہان کہین کہ وہ کسی واقعہ سے جو اور طرح سے مسلمہ ہو انکار کرتا ہو یا مین انکار کرنے دینا
اور پھر اُن کے تعصب کی نسبت اور موقع ہائے خصوص علم واقعات کی نسبت وغیرہ وغیرہ +

ڈاکٹر یا حکیم گواہ

باب اوّل مجموعہ سوالات

(۱) مقتول بیماری سے مرا یا کسی حادثہ سے (۲) فلان زہر کس مقدار تک مہلک ہوتا ہے اور کسقدر عرصہ بعد ہلاک کرتا ہے اور اگر جواب یہ ہو کہ وہ بیماری سے مرا تو پھر یہ سوال (۳) وہ کونسی بیماریان ہین جن کی علامتین اور صورت حال تشریحی بعد وفات زہر کی علامتوں کے مشابہ ہوتی ہین اور یہ بھی کہ ان دونون مین کیا فرق ہے (۴) اور زہر کی شناخت کی تدبیرین جو رائج ہین اُن مین کیا نقص ہین (۵) اُس زخم کی کیا شناخت ہے جو بعد موت کے فوراً لاش پر پیدا کیا گیا ہو نسبت اُسکے جو قبل سے متوفی زخمی ہوا تھا آیا کسی قاتل کے ہاتھ سے یا اتفاق سے اور اُس زخم سے کسقدر خون بہا ہوگا آیا بعد زخم کے متوفی قابل اسبات کے تھا کہ اُس سے حرکت یا کوئی کام ہوسکے اس کی گردن یا چہرہ پر جو داغ ہے وہ خون یا کسی اور چیز کے ہین مرتے وقت اُس نے مُنہ سے کیا بیان کیا تھا۔ (۶) سوال مادہ جسم کسی برتن میں ڈالدیا گیا وہ برتن کیا تھا اُس مین کوئی شے تو نہین رہتی اور وہ برتن کس کے سپرد کیا تھا +

شہادت حکما و ڈاکٹر

ان اشخاص کی شہادت کے باب مین اکثر مشکلات پیش آتی ہین نظیر اس کی ایک مقدمہ حال مین پائی جاتی ہے مقدمہ وہ یہ تھا کہ ایک عورت پر یہ الزام لگایا گیا کہ اُس نے ایک چھوٹی سی لڑکی کو بھوک سے مار ڈالا اس مقدمہ مین کئی ایک گواہان نے یہ شہادت دی کہ اُسی گھر مین جس مین وہ لڑکی مری تھی وہ بھی رہتی تھی اور اُن کی بھی یہ حالت تھی کہ اُنکو کپڑے پورے پہننے کو نہ ملتے اور چیتھڑون مین جنہین جوین پڑی ہوئی ہوتین پھرتے رہتے اور اُنکو

اکثر بے رحمی سے بیت لگایا جایا کرتے تھے سوائے اس کے ایک آستانی بورڈ سکول اور ایک انسپکٹر پولیس اور دیگر افسران انتظامیہ اُس جگہ نے بھی اپنی شہادت برخلاف اس انتظام کے دی ڈاکٹر یا حکیم سے سوالات کرنے کے لئے پہلے سوال کنندہ کو کسی قدر واقفیت علم مرض الموت یعنے اُس مرض سے جس سے مریض مرا یا علامات موت یا حالات مریض سے ہونی چاہئے اور بعد اُس کے کسیقدر یہ بھی معلوم ہو کہ یہ علامات وغیرہ کسی اور طرح سے بھی پیدا ہو سکتی ہین کہ نہین یعنے فرض کرو کہ الزام یہ ہو کہ مقتول کو ایک خاص قسم کا زہر دیا گیا ہے تو سوال کنندہ کو کسیقدر معلوم ہو کہ آیا وہ علامات جو شہادت سے معلوم ہوتی ہین وہ سوائے اُس زہر کے کسی اور طرح سے یا کسی خاص مرض سے جو بلا استعمال اُس زہر کے پیدا ہوتی ہین یا نہین کیونکہ حکمت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کئی علامات ہوتی ہین کہ وہ زہر اور مرض اور دیگر بواعث سے بھی پیدا ہو جاتی ہین اور علامات زہر یا دیگر بواعث مین تمیز کرنا کبھی کبھی امر محال سمجھا جاتا ہے اس لئے قانون پیشہ کے لئے یہ ضرور ہے کہ کسی قدر علم حکمت سے جو عدالتون مین کام آسکتا ہے اگاہی حاصل ہو انگریزی مین تو اس قسم کی کتابین بہت ہین جسکو میڈیکل جورس پروڈینس کہتے ہین مگر اردو زبان مین کم ہین چنانچہ ایک کتاب اس قسم کی ڈاکٹر رحیم خان صاحب بہادر آنریری سول سرجن کی ہے جو قانون پیشہ کے لئے پڑھنے کے واسطے سوالات اہل حکمت کے نہایت ضروری ہے اور سوائے اس کے اور کتابین جو اس قسم کی مل سکین ملاحظہ اور مطالعہ کرنی ضروری ہین اور کئی قسم کے مقدمات پیش آتے ہین۔ مثلاً ایک مقدمہ یہ تھا کہ استغاثہ کی طرف سے یہ بیان تھا کہ ایک شخص اپنے مذہب سے منحرف ہو کر کسی دوسرے مذہب مین شامل ہو گیا اور اُس کے رشتہ دار جو اہل مذہب تھے اُنہون نے یعنے اُس کے حقیقی بھائیون نے اُس کو جان سے مار کر اپنی زمین مزروعہ مین مع اُس کے اسباب پوشیدنی وغیرہ کے دفن کر دیا اور اس پر چند سال یعنے ایک عرصہ دراز گذر گیا اور بعد اُس کے منجملہ قاتلان ایک مخبر ہوا اور لاش وغیرہ اُس نے پتہ دیکر نکلوا دی تو تحقیقات سشن مین یہ

مشکلات پیش آئین کہ اُس کے جسم کی شناخت مشکل ہے کیونکہ صرف ہڈیان باقی رہگئی ہین
اب صرف ہڈیون سے یہ دریافت کرنا تھا کہ آیا وہ مرد تھا یا عورت اور عمر اُس کی وقت مرنیکے
کیا تھی اور اُس کو دفن کئے کسقدر عرصہ ہوا ہوگا کیونکہ صدہا نعین زمین مین سے اس صورت
کی نکل آتی ہین تو ڈاکٹر نے سوالات مین ہر ایک امر پر راے دی مگر ساتھ ہی اُس کے یہ بھی
کہا کہ اگرچہ یہ خیال ہے کہ اُس کی عمر چالیس سے زیادہ ہے کیونکہ اس کے سر کی ہڈیان
باہم پیوست ہوگئی ہین جو بعد چالیس سال کے ہوجاتی ہین مگر بعض دفعہ ایسی صورت پہلے اُس سے
بھی ظہور پاتی ہے اور پھر یہ کہ وہ صحیح نہین کہہ سکا کہ چالیس سے وہ کسقدر زیادہ ہے
شاید پچاس کا ہو یا ساٹھ وغیرہ اور پھر اُس نے یہ بتلایا کہ ہڈیان بدن کی خاص عمر مین
بوسیدہ ہوجاتی ہین وغیرہ علامات سے جو اُس ہین بعض شکوک علمی واقع ہوتے ہین تو ایسے
معاملات مین آگاہی ہونی چاہئے تاکہ سوالات پورے اور باتسکین ہوسکین۔ دویم۔ ایک
مقدمہ اس قسم کا تھا کہ جس مین ایک شخص کہا گیا تھا کہ زخم طمنچہ سے مارا گیا ہے اور ملزم کی طرف
سے یہ جواب تھا کہ یہ شخص بیماری سے مرگیا تھا طمنچہ اُس کو بعد موت کے مار کر الزام لگایا گیا ہے اور زخم
پیدا کیا گیا ہے اسپر بہت سی غور کے بعد یہ ثابت ہوگیا کہ بعد موت کے یہ زخم لگایا گیا جو ظاہر ہوا کہ
بعد موت حالت خون تبدیل پاتی ہے اور اُس سے جو زخم پیچھے لگایا جاوے وہ معلوم ہوسکتا ہے
اور مقدمات ضرب رسانی مین اکثر فریب ہوتے ہین کہ عداوت سے زخم بناوٹی لگا جاتے ہین
اور اُن کی شناخت بہت مشکل ہوجاتی ہے تاہم سوالات وغیرہ ڈاکٹر سے کرنے اور اور طرح
سے حال کُھل جاتا ہے مثلاً یہ کہ یہ زخم دوسرے کے ہاتھ سے لگایا گیا ہے یا خود کسی شخص نے لگایا
ہے کیونکہ خود زخم لگانے ہونے کی صورت اور وضع اور ہوگی یا اگر تھوڑے سے زخم کو کسی مصالحہ
سے بڑا کیا گیا ہے تو بھی معلوم ہوسکتا ہے اس امر کے دریافت کے لئے بھی کتب حکمت پڑھنے سے
حال دریافت ہوجاوے گا کہ کس طرح سے زخم مصنوعی پیدا کئے جاتے ہین اور طریق اُن کے
دریافت کا کیا ہے اور ایک مقدمہ الزام قتل اس طرح کا تھا کہ استغاثہ یہ تھا کہ ایک شخص ایک

لڑکی بعمر پانچ چار سال کو رات کے وقت اُٹھا کر لے گیا اور اُس سے زنا بالجبر کیا کہ جس سے وہ مر گئی
اس میں شہادت ڈاکٹر اور دیگر شہادت لی گئی دیگر شہادت سے جرم خلاف قیاس معلوم ہوا مگر
شہادت ڈاکٹر سے یہ معلوم ہوا کہ ضرور اس سے زنا کیا گیا ہے اور آلت مرد کی اُس کے بدن
میں گھس گئی اور جراحت اُس کی اس طرح سے ثابت ہوئی کہ مرد کو مرض آتشک تھا اور اُس
لڑکی کے اندر جسم پر علامات آتشک کی آلت کے اندر جانے اور رگڑنے کے سبب مادہ آتشک پائی
گئیں جس سے عدالت کو اُس کے جرم کا یقین ہو گیا کیونکہ ثابت ہو گیا کہ اُس مرد کو آتشک تھی اسلئے
دیگر شہادت جو غیر قیاس معلوم ہوتی تھی وہ معتبر تصور کی گئی اور معاملات زنا بالجبر میں اس
طرح سے امر پیش آتے ہیں مثلاً پردہ بکارت کا پھٹ جانا اور بدن عورت پر نشانات
زخموں کے نمودار ہونے وغیرہ وغیرہ مگر اس میں بھی بہت سے واقعات قابل غور ہوتے ہیں
مثلاً پردہ بکارت کبھی خود بخود دور ہو جاتا ہے یا وہ زخم کسی اور طرح سے بھی نمودار ہوتے ہیں
ایک مقدمہ قتل میں صرف انگلیاں مقتول کی پائی گئیں جنپر چھلے تھے اور سوائے اس کے دیگر
شہادت جرم کی بھی تھی اُسپر بہت بحث ہو کر وہ چھلہ مقتول کے ثابت ہو کر دوسری شہادت
قبول کی گئی اور خاصکر موت مقتول کا ثابت ہونا بھی نہایت لازمی امر ہے کیونکہ ایسے واقعات بہت
ہوئے کہ پیچھے مقتول زندہ آگئے اس قسم کے مقدمات بہت واقع ہوئے ہیں ایک مقدمہ
یہ تھا کہ ایک شخص کو مار کر ملزمان اُس شخص کو سڑک ریل پر چھوڑ آئے اور جوتی اُس کی ایک
ملزم پہنکر اُس کو لیگیا اور جوتی اُس کی پھر اُسی کے پاس چھوڑ آیا جس سے یہ معلوم ہو کہ
جب ریل اُسپر گذر جاوے گی اور وہ کٹ جاوے گا تو معلوم ہو گا کہ وہ شخص خود بخود چلکر ریل
پر آیا اور یا تو سو گیا یا ارادتاً قتل کے واسطے لمبا پڑ گیا جس سے وہ مر گیا اس مقدمہ میں نقش
پاؤں اور اُس مقتول کے پاؤں سے نہ چلکر آنے وغیرہ واقعات سے جرم اُنپر ثابت کیا گیا اور ایک
مقدمہ یہ تھا کہ لڑکے پر یہ الزام لگایا گیا کہ اُس نے ایک گدہی سے جو ایک چھوٹی سی عمر کی ایک
بچی تھی زنا کیا ہے حالانکہ شہادت سے ثابت ہو گیا کہ وہ لڑکا اُس سے زنا بالجبر اُس صورت

میں جیساکہ بیان کیاگیا تھا نہیں کرسکتا تھا اور پھر اگر کرتا تو بدن اُس بچہ گدہی کا پھٹ جاتا جو نہیں ہوا تھا اس لئے وہ بری ہوا۔

باب ہشتم

اپیل ہائے ہرقسم ونیز نگرانی ونظرثانی واپیل ہائے متفرق وغیرہ وغیرہ

اس باب میں واسطے سہولت کے امورات ذیل پر بترتیب مندرجہ ذیل لکھا گیا ہے - یعنے اسباب میں بارہ شق ہیں - شق اول - اپیل ہائے دیوانی معہ طریق باضابطہ لکھنے اپیل کا۔ شق دویم اپیل بصیغہ مفلسی - شق سویم - نگرانی دیوانی - شق چہارم - اپیل فوجداری - شق پنجم نگرانی فوجداری - شق ششم - اپیل ہائے مال - شق ہفتم - نگرانی ونظرثانی بصیغہ مال - شق ہشتم نظرثانی دیوانی - شق نہم - نظرثانی فوجداری یا چارہ جوئی بعد اپیل یا نگرانی فوجداری - شق دہم اپیل ہائے متفرق زیر دیگر ایکٹ ہائے مجریہ - شق یازدہم - دیگر کارروائی ہائے جو عموماً خیال میں نہیں آتیں - شق دوازدہم - ایکٹ ہائے ضروری قابل غور - ملاحظہ جنکا بعضے امورات کے سمجھنے کے لئے ضروری ہے مگر اکثر اُن کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔

شق اول

اپیل ہائے دیوانی وطریق باضابطہ لکھنے اپیل کا

اپیل کے لکھنے اور دائر کرنے کے لئے بہت غور کرنی چاہئے اور خاصکر وجوہات اپیل کے بنانے کیلئے

اول جب تمہارے پاس کاغذات اپیل کے واسطے کوئی شخص لاوے تو دیکھو کہ کل نقول قسمین
شامل ہین یعنے یہ کہ اگر اپیل محکمہ ابتدائی ہے تو نقل ابتدائی زبان حاکم مین اُس کے ساتھ
ہے یعنی اگر انگریزی ہے تو انگریزی مین یا اگر ہندوستانی ہے تو ہندوستانی مین اور اگر وہ شخص
انگریز ہے تو وہ نقل اگر اُردو مین ہے تو اُس کی پشت پر لکھا ہوا ہے کہ یہ حکم انگریزی مین نہین
ہے مگر اُردو مین ہی لکھا گیا ہے - اور اگر وہ حاکم ہندوستانی ہے اور انگریزی فیصلہ جات اکثر
لکھتا ہے تو وہ فیصلہ اگر اُردو مین ہے اُس پر یہ تو نہین لکھا ہوا کہ ترجمہ انگریزی فیصلہ کا اور پرچہ
ڈگری دیکھو اُس کے ساتھ ہے کہ نہین - اور وہ جیسے کہ حاکم کی صورت ہو انگریزی یا فارسی
مین ہے اگر اُس مین کچھ کمی ہو تو موکل کو ہدایت کرو کہ وہ لے آوے - یا اگر اُس مین شک ہو
اور موکل تاکید کرے کہ اسی طرح سے داخل کردو تو داخل کردو اُس پر پھر جو ہدایت محکمہ اپیل سے ہو
اُس پر عملدرآمد کرو - اور اگر اپیل عدالت اپیل کا ہو جو بموجب قانون حال ایکٹ ۱۲ - سنہ ۱۸۸۴ء
ایک ہی باقی رہا ہے تو دیکھو کہ نقل فیصلہ محکمہ ابتدائی اور فیصلہ اور ڈگری محکمہ اپیل اور اگر کوئی
حکم ضمنی شامل ہے کہ نہین اور اگر نہ ہو تو اُس کے واسطے موکل سے کہو اگر شک ہو اور موکل
اصرار کرے تو حسب بالا داخل کردو - اور ہدایت حکم محکمہ پر عملدرآمد کرو اور بصورت اپیل عدالت
چیف کورٹ دیکھو کہ اگر عدالت ماتحت نے مقدمہ برائے تحقیقات مزید واپس کیا تھا تو حکم واپسی
اور جواب عدالت اول شامل ہے یا نہین کیونکہ ایسی نقول بھی شامل ہونی ضروری ہین اگر
نہ ہون تو اُن کے لانے کے واسطے موکل سے کہو - اور پھر یہ دیکھو کہ فریق اپیل کنندہ مقدمہ مین
کتنے شخص ہین - اور آیا وہ کل اپیل کرنا چاہتے ہین یا بعض یا ایک اُن مین سے کرنی چاہتا ہے
اگر کل اپیل کرنا چاہتے ہین تو کل موجود ہین اور اگر موجود نہین ہین تو اُن مین سے ایک یا دو
کے پاس مختارنامہ دیگر کی طرف سے ہے کہ نہین اگر کل ہین تو کوئی اعتراض نہین - اگر
باقی کی طرف سے مختارنامہ ہے تو بھی کوئی اعتراض نہین اور بعض صرف اپنے حصہ کا اپیل
کرنا چاہتے ہین تو بھی کوئی اعتراض نہین ہے اگر ایک شخص کل کا اپیل کرنا چاہتا ہے تو بھی

کوئی اعتراض نہین ہے اگر ایک شخص کل کا اپیل کرنا چاہتا ہے تو اُن مین سے وہ کل اقسام دیگر بشرطیکہ وہ ڈگری ایک ہی وجہ پر بہ نسبت سب کے ہو دائر کر سکتا ہے دیکھو دفعہ ۵۴۴ ضابطہ اور اگر کوئی فریق اپیل کنندہ بعد ڈگری مرگیا ہے تو اُس کا قائمقام اپیل کر سکتا ہے مگر اُسمین مرنے اور اُس کے قائمقام ہونے کا ذکر کیا جانا چاہئے۔ بعد ملاحظہ کاغذات کے۔ پھر دیکھو کہ اُس کا اپیل ہو سکتا ہے کہ نہین۔ اگر ہو سکتا ہے تو کہان یعنے کس محکمہ مین۔ مثلاً اگر وہ حکم ابتدائی محکمہ کا مقدمہ عذرداری قرقی مین ہوا ہے تو اُس کا اپیل نہین ہے اُس کا علاج نمبری نالش ہے دیکھو دفعہ ۲۸۳ ضابطہ اور اگر وہ مقدمہ اجرائے ڈگری ایسی صورت مین کہ وقت دلاپانے قبضہ کے ڈگری دار کو ایک شخص کی طرف سے روک ہوئی اُسپر درخواست پیش ہوکر حسب ضابطہ بطور مقدمہ فیصلہ ہوکر حکم اخیر ہوا ہے۔ تو اُس کا اپیل بطور دیگر ڈگریات کے ہوگا دیکھو دفعہ ۳۳۱ ضابطہ اگر کوئی شخص سوائے مدیون یا اُس کے قائمقام کے اجرائے ڈگری مین بیدخل کیا گیا ہو اور وہ عذرداری کی درخواست واسطے قبضہ کے دیوے۔ اور وہ نامنظور ہو تو اُس کا علاج بھی مقدمہ دیوانی رجوع کرنا ہوگا۔ اپیل نہ ہو سکے گا۔ دیکھو دفعہ ۳۳۲ ضابطہ دیوانی اور اپیل احکامات مندرجہ دفعہ ۵۸۸ ضابطہ کے لئے دفعہ ۵۸۹ ضابطہ کو پڑھو جسمین یہ لکھا ہے کہ کون کون سا اپیل حکم ابتدائی کا برائے راست ہائی کورٹ مین ہوگا اور کون عدالت اپیل مین ہوگا اور پھر دفعہ ۵۸۸ ضابطہ کے اخیر فقرہ کو کہ حکم جو اپیل اوّل مین ہوگا وہ قطعی ہوگا اُس کا اپیل نہوگا اور جو قاعدہ اپیلون کا ہے وہ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۷ء کی دفعہ ۳۹ و ۴۰ مین ہے۔ بطریق ذیل (۱) کہ اپیل محکمہ منصفی کا بمقدمات خفیفہ بشرطیکہ دعوے پانچسو روپیہ سے زائد نہو اور یا مقدمات غیر اراضی جس کی قیمت یکصد روپیہ سے زیادہ نہو عدالت ضلع مین ہوگا اور بروے دفعہ ۴۳ ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۸۴ء چیف کورٹ کو اُن مقدمات کی قیمت کی تعداد مقرر کرنے کا بھی اختیار ہے جن مین قیمت مقرر نہین ہو سکتی سو جو قواعد چیف کورٹ اس بارہ مین مقرر کرے اُس کا ملاحظہ پہلے کرنا ضروری ہے۔ اگر مقرر نہ ہون تو حسب قوانین مجریہ کے

کے عملدرآمد ہوگا - (۲) اپیل عدالت سب جج یا عدالت ضلع جو جائداد پانچ ہزار روپیہ سے زیادہ کا ہو چیف کورٹ مین ہوگا اور دیگر ڈگریات مقدمات ابتدائی کا بابت اراضی فیصلہ ڈویژن جج کا بھی چیف کورٹ مین ہوگا - (۳) اور اپیل مقدمہ ابتدائی جس مین ڈگری منصف یا سب جج یا ڈسٹرکٹ جج نے دی ہو جس کی بابت اور کوئی حکم نہین ہے عدالت ڈویزنل کورٹ مین ہوگا جو فیصلہ کہ ڈویزنل کورٹ اپیل مین کرے اُس کا اپیل بمقدمات ذیل چیف کورٹ مین ہوگا (الف) اگر قیمت دعوے ایکہزار یا اُس سے زیادہ ہو یا ڈگری مین صریح دعوے یا تعلق کسی جائداد سے ہو جو اُسی قیمت کی ہو مقدمات اراضی (ب) اگر ڈویزنل کورٹ مین ایک ہی جج ہوا اور وہ فیصلہ عدالت ابتدائی کو ترمیم یا تنسیخ کرے بشرطیکہ وہ ترمیم یا تنسیخ صرف خرچہ مقدمہ کی بابت نہو (ج) یا بمقدمات اراضی اگر ڈویزنل کورٹ مین ایک سے زیادہ جج ہون اور اپیل کو دو یا زیادہ جج سماعت کرین اور ابتدائی عدالت کی ڈگری کو بحال یا ترمیم یا تنسیخ کرنے مین ججون کی کثرت رائے نہو بشرطیکہ وہ فیصلہ صرف خرچہ کی بابت ہی نہو (د) یا اگر کسی فریق کی درخواست پر ایک جج ڈویزنل کورٹ کا یہ سارٹیفکٹ دیوے کہ اُس مقدمہ مین کوئی امر قانونی یا رواجی ایسا ہے اور مقدمہ بھی کافی وزن رکھتا ہے کہ اُس کا اپیل مزید ہو مگر شرط یہ ہے کہ درخواست زیر حرف د نہ لی جاوے گی بشرطیکہ وہ تیس یوم کے اندر حکم اخیر عدالت ڈویزنل کورٹ سے پیش نہ ہو یا تاوقتیکہ سائل عدالت کی تسکین اس بارہ مین نہ کردے کہ اُس کے پاس کافی وجہ دیر پیش کرنے کی ہے - کوئی اپیل مزید مقدمات خفیفہ مین نہوگا جبکہ وہ دعوے ایک ہزار روپیہ سے کم ہے یا اگر وہ مقدمہ غیر اراضی ہے اور اُس کی قیمت سو روپیہ سے کم ہے مگر یہان یہ احتیاط بہت ضروری ہے کہ اُس دن سے جس روز حکم اجازت اپیل مزید کی درخواست پر نامنظوری کا صادر ہوا اُسکے تیس دن کے اندر نگرانی چیف کورٹ مین کی جاوے اور پھر اگر چیف کورٹ کو یہ ثابت ہو کہ کوئی امر قانونی یا رواجی یا مفید عام اُس مقدمہ مین ہے تو عدالت موصوف اُس نگرانی کو اپیل مزید تصور

کر کے سماعت کر سکتی ہے اور پہر یہ دیکھو کہ اختیارات عدالت کے کیا ہین اور پہر میعاد اپیل پر
غور کرو جو عدالت منصفی کی ڈگری سے ۳۰ روز عدالت ضلع یا عدالت ڈویژن کی اپیل کیلئے
۶۰ روز اور عدالت چیف کورٹ کے لئے ۹۰ روز ہے اور یہ یاد رہے کہ جو ایام حصول نقول
ضروری کے لئے خرچ ہون وہ میعاد مین زیادہ ہوجاتے ہین یا یہ کہو کہ وہ علاوہ میعاد مقررہ
کے مجرا ملتے ہین اور نیز جس تاریخ فیصلہ ہو وہ دن خارج کر کے میعاد شروع ہوتی ہے اور
نیز یہ جو ایام درخواست اجازت اپیل مزید کے لئے ڈویژن کورٹ مین گذرے وہ بھی
اس سے علاوہ ہین دیکھو دفعہ ۲۴ ایکٹ ۱۸ ۔ ۱۸۸۴ع اور اگر میعاد اپیل کی تعطیل کے روز
پوری ہو اور عدالت بند ہو توجس روز عدالت کھلے وہ اپیل گذر سکتا ہے اُس حالت مین
زاید المیعاد نہ سمجھا جاوے گا ۔جب امورات بالا پر غور ہوئی تو اب وجوہات: سوچو اور وجوہات
بہ پابندی قاعدہ مقررہ ضابطہ دیوانی لکھو جس مین لکہا ہے کہ وجوہات مسلسل بلا حجت ہونے
اگرچہ اپیل مین وجوہات واقعاتی اور قانونی دونو ہونگے مگر ان وجوہات کو اس طرح پر لکھو کہ وہ
مختصر ہون مگر مطلب پورا برآمد ہو جیسے بعض اشخاص بطور عرضی دعوے کے کل حالات مقدمہ
اپیل مین درج کردیتے ہین مثلاً وجوہات اپیل اکثر اس طرح کی ہونگی کہ شہادت موجودہ مثل
سے دعوے مدعی ثابت ہوتا ہے عدالت نے وزن شہادت پوری طرح سے نہین کیا اب
بعض اشخاص اس طرح سے لکھتے ہین کہ میرے چار گواہ زید و عمر و بکر و خالد گذرے زید نے یہ کہا
اور امر نے یہ وغیرہ وغیرہ ۔ اور جبکہ میرے دعوے کی تائید چار گواہونکی شہادت سے ہوچکی تو
مجھکو ڈگری ملنی چاہئے تھی حالانکہ وہ یہ نہین سمجھتے کہ عدالت کو اختیار ہے کہ اگر سو گواہ بھی گذرے
اور اُسپر اُس کی تسلی نہ ہو تو اُس شہادت کو نامنظور کرے ۔ مگر عدالت اپیل کو یہ اختیار ہے
کہ اُس شہادت پر پہر غور کرے اور وزن کر کے اپنی رائے پر فیصلہ دے جو شہادت کہ عدالت
اول نے نامعتبر قرار دی اُسکو معتبر قرار دے ۔ دویم اپیلانٹ بموجب شرع محمدی کے وارث
جائیداد متوفی کا ہے عدالت ماتحت نے تعبیر شرع محمدی مین غلطی کی بجائے اس کی بعض الیسی جگہ

اسقدر طوالت دیتے ہین کہ کل واقعات اور عبارت شرح محمدی درج کرکے بطور دلیل کے پیش کردیتے ہین - سوئم - عدالت ماتحت نے رواج پیش کردہ رسپانڈنٹ پر فیصلہ کرنے مین غلطی کی اُس رواج پر کبھی عملدرآمد نہین ہوا اور شہادت صرف زبانی بلانظائر معتبر کے ہے - اس دفعہ کو بعض شخص بہت طول کردیتے ہین اور ہر دو طرف کی شہادت وغیرہ درج کردیتے ہین اور پھر نتیجہ نکالتے ہین جو بموجب ضابطہ کے درست نہین ہے - اور پھر دیکھو مقدمہ فوجداری کا اپیل ہے اور وجوہات یہ ہین کہ شہادت مین یہ اختلاف ہے یا گواہان سے یہ دشمنی ہے یا جو گواہان نے بیان کیا اُس سے جرم جس کا الزام ہے ثابت نہین ہوتا تو بعض اشخاص طول وطویل وجوہات مین ہر ایک گواہ کے بیان کی طرف رجوع کرینگے اور ہر ایک کی دشمنی کا ذکر کرین گے - اور اکثر دہ بیان اپیلانٹ یا اُس کے مختار پر لکھین گے دیکھو اگر جو جو امورات اُس نے تصریحاً درج کئے اُن مین سے اکثر صحیح نہونگے تو ایسی صورت مین حاکم عدالت ایسے ناراض ہوجاتے ہین کہ وہ باقی وجوہات پر توجہ ہی نہین کرتے اور اپیل کو نامنظور کردیتے ہین مثلاً ایسے معاملہ مین اگر وجوہات اس طرح سے ہون کہ شہادت مختلف اور متناقص اور قابل اعتبار نہ تھی یا شہادت سے جرم ثابت نہین ہوتا تھا یا گواہان مخالف ملزمان تھے وغیرہ وغیرہ تو ایسی صورت مین بحث کے لئے وقت پیشی مقدمہ مین بہت گنجایش ہوجاتی ہے جب تم نے مثل کا ملاحظہ کرلیا تو پھر جو امورات اپنے موکل کے مفید سمجھو اُنکو خوب توجہ سے پیش کرسکتے ہو - اور جن وجوہات کی تائید مثل سے نہ ہوتی ہو اُنکو ترک کرسکتے ہو اور اسی طرح سے اپیل نویسون کا بھی حال ہے اگر وجوہات تصریحاً لکھے اور پیچھے وہ غلط ثابت ہون تو اُسپر حرف آسکتا ہے اور اکثر یہ عملی طور پر دیکھا گیا ہے کہ دلایل وجوہات اپیل مین اکثر لوگ پیش کردیتے ہین - جو بموجب ضابطہ کے غلط ہے جیسے بعض یہ لکھتے ہین کہ مستغیث کا یہ بیان کہ ملزم نے اُس سے روز روشن پٹوارخانہ مین زنا بالجبر کیا حالانکہ دنیا مین کوئی شخص ایسا نہین کرتا ایک تو خلقت کا ایسے مکانون کی طرف آمد و رفت کا ہجوم رہتا ہے - اور آواز شور کو بہت لوگ

سن سکتے ہین کب ممکن ہے کہ ایسا ہوا ہو اس لئے استغاثہ مستغیث محض بناوٹی ہے اور چونکہ اس وجہ مین دلیل آتی ہے اس لئے اس طرح سے عموماً لکھنا قانوناً درست نہین ہان اس دلیل کو تم وقت بحث مقدمہ پیش کر سکتے ہو ٭

شق دویم

اپیل بصیغہ مفلسی

زیر دفعہ ۵۹۲ ضابطہ دیوانی اپیل بصیغہ مفلسی ہو سکتا ہے بشرطیکہ ایک ماہ کے اندر تاریخ فیصلہ سے وجوہات اپیل معہ درخواست اجازت جو درخواست ایک روپیہ کے کاغذ اسٹامپ پر ہوگی پیش کیا جاوے ٭

قواعد مرتبہ چیف کورٹ پنجاب در باب دائری اپیل مفلسی جو ۱۱ - جولائی سنہ ۱۸۹۰ء کو منظور ہوئے اُن کا خلاصہ یہ ہے - اپیل مفلسی جبتک نہ لیا جاوے گا جب تک اُس کے ساتھ درخواست اجازت اپیل شامل نہو اور یہ درخواست و وجوہات اپیل اصالتاً پیش ہون گی سوائے اُس حالت کے کہ اپیلانٹ حاضری عدالت سے معاف ہو - اُس حالت مین بھی اُس کا مختار مقبولہ ایسا ہو جو ضروری سوالات کا جواب دیسکے اور جس کا بیان بھی بطور اپیلانٹ ہو سکے ٭

خلاصہ دیگر قواعد متعلق اپیل و دیگر درخواست ہائے مرتبہ چیف کورٹ پنجاب منظور شدہ - ۱۱ - جولائی سنہ ۱۸۹۰ء ٭

جبکہ یادداشت اپیل یا اپیل بالمقابل یا درخواست نظر ثانی یا نگرانی یا دیگر درخواست یا عرضی مین ایسے واقعات درج ہون جو واقعات مندرجہ مثل کے خلاف ہون یا شہادت موجودہ مثل سے اُس کی تائید نہوتی ہو اور جو نالش یا اپیل بروے ضابطہ دیوانی یا کارروائی زیر دفعہ ۴۷ ضابطہ کی گذارش کی جاوین تو اُن کی تائید کے لئے حلفی بیان ضرور شامل ہونا چاہئے

اور نیز جو شخص کہ اُن کے خلاف بیان کرنا چاہتے ہیں وہ بھی تصدیق حلفی کرا کر پیش کرین +
جبتک کہ اور طرح سے حکم نہو درخواست ذیل یا اُسی قسم کی تائیدی شہادت بذریعہ بیانات حلفی پیش ہونی چاہئے +

(الف) جبکہ اپیل یا درخواست صریح زائد المیعاد ہو اُس کے ادخال کے واسطے +

(ب) درخواست شمولیت فریق مقدمہ یا قائمقام فریق مقدمہ +

(ج) درخواست برامدگی اپیل یا درخواست جو عدم پیروی مین خارج ہوگئی ہو یا جو اپیل بغیر حاضری رسپانڈنٹ سماعت ہوا ہو +

(د) درخواست انتقال یا دست برداری نالش یا اپیل +

(ر) درخواست التوائے اجرائے ڈگری یا بجہت اخذ ضمانت خرچہ +

(س) درخواست اجازت اپیل بصیغہ مفلسی +

شق سویم

درخواست نگرانی دیوانی

یہ درخواستیں عموماً دو قسم کی ہین ایک تو عام زیر دفعہ ۶۲۲ ضابطہ دیوانی جس مین الفاظ خلاف قانون قوانین مجریہ ملک پنجاب مین سے خارج کئے گئے ہین اور دویم زیر ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء قانون عدالت ہائے خفیفہ کے دفعہ ۲۵ کے رو سے ہے اول قسم اور دویم قسم مین یہ فرق ہے کہ اول مین اسٹامپ بطریق دیگر دعاوی دیوانی پورا لگایا جاتا ہے اور کسی حالت مین ۵ روپیہ سے کم نہین ہوتا اور قسم دویم مین بلالحاظ دعوے نگرانی دیوانی بطور درخواست اسٹامپ دو روپیہ پر ہوتی ہے اور نیز یہ فرق ہے کہ وجوہات نگرانی قسم اول مین وجوہات محدود پیش ہوسکتی ہین اور قسم دویم مین کل امورات قانونی پر نگرانی ہوسکتی ہے - اس نگرانی کے لئے

قواعد چیف کورٹ مرتبہ ۱۱- جولائی ۱۸۹۰ء ملاحظہ طلب ہین جن کا خلاصہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے +

جبکہ درخواست زیر دفعہ ۶۲۲ بذریعہ کسی ایڈوکیٹ پلیڈر یا مختار کے ہو تو چاہئے کہ خاص وجہ جسپر کہ امداد عدالت مطلوب ہے اس طرح سے دکھائی جاوے - الف - اگر وجہ یہ ہو کہ عدالت وہ اختیارات عمل مین لائی جو اُس کو قانوناً حاصل نہین ہین تو صاف صاف خاص عدم نفاذ اختیار کہ عدالت نے کیا کیا دکھانا چاہیے - (ب) یا وجہ یہ ہو کہ عدالت نے جو اختیارات کہ اُسکو حاصل تھے اُنکو وہ عمل مین نہین لائی تو صاف لکھنا چاہئے کہ کونسے اختیارات تھے جن کو وہ عمل مین نہین لائی - (ج) اگر عذر یہہ ہو کہ غلطی عظیم ضابطہ کی کی تو صاف لکھو کہ وہ خاص کونسی غلطی عظیم کی - اور اسی طرح سے اگر نگرانی زیر ایکٹ ۹ - ۱۸۸۰ء ہو تو صاف لکھنا چاہئے کہ کونسی غلطی قانونی ہے - نیز دیکھو اگر درخواست یا اپیل یا عرضی انگریزی زبان مین پیش کی جاوے تو اُس کا ترجمہ ساتھ اُردو مین ہونا چاہئے اور نیز ہر ایک اپیل مزید یا درخواست نگرانی کے ساتھ جس مین یہ عذر ہو کہ وجوہات اپیل کا فیصلہ نہین کیا گیا وجوہات اپیل کی جو عدالت ماتحت مین پیش کئے گئے تھے نقل شامل ہونی چاہئے اور نیز ہر ایک درخواست نگرانی کے ساتھ نقل حکم نامنظوری درخواست اپیل کی ہونی چاہئے +

وجوہات نگرانی پیش کرنے کے واسطے قواعد چیف کورٹ کا ذکر تو اوپر کیا گیا مگر وجوہات کے پیش کرنے کے لئے پہلے بہت غور و تامل مطلوب ہے کیونکہ اکثر اپیل نویس اور بعض وکلاء اور مختار کل حال مقدمہ کا اور پہر کل ایسی وجوہات جو اپیل مین پیش کرنے چاہئیں درخواست نگرانی مین پیش کر دیتے ہین حالانکہ درخواست نگرانی زیر دفعہ ۶۲۲ کے واسطے صرف وجوہات یا تو بہاری غلطی ضابطہ یا اختیارات عدالت کی بابت پنجاب مین پیش ہو سکتی ہے مثلاً کہ عدالت اپیل نے کل وجوہات اپیل کا فیصلہ نہ کرنے مین غلطی عظیم ضابطہ کی فرمائی - کیونکہ بموجب ضابطہ دیوانی عدالت اپیل کا فرض ہے کہ کل وجوہات پیش کردہ کا فیصلہ کرے یا

یا اس طرح کی وجوہات کہ یہ مقدمہ قابل سماعت عدالت مال تھا عدالت ماتحت اس کی سماعت بصیغہ دیوانی کرنے مین وہ اختیارات عمل مین لائی جو اُس کو قانوناً حاصل نہ تھے یا اس طرح کے جیسے چونکہ اصل دستاویز مناط دعوے کا گم ہو جانا عدالت کو ثابت نہین ہوا تھا اُس کی شہادت منقولی عدالت نے قبول کرنے مین غلطی عظیم ضابطہ کی کی یا اس طرح سے مثلاً کہ سائل نے قبالہ رہن نامہ مناط دعوے پیش کیا ہوا تھا جس سے میرا دعوے ثابت ہوتا تھا عدالت ماتحت اپیل نے بلا ملاحظہ اُس کے فیصلہ کرنے مین بھاری غلطی ضابطہ کی کی یا مثلاً ایک شخص کا مقدمہ عدالت ابتدائی مین بعدم پیروی خارج ہوا اور مدعی نے تیس دن کے اندر درخواست برامدگی دی مگر وہ بھی عدم پیروی مین داخل دفتر ہوئی پھر اُس نے درخواست تیس دن کے اندر درخواست دویم سے مگر ۴۵ دن بعد خارج ہونے مقدمہ کے دی عدالت نے یہ فیصلہ کیا کہ درخواست دویم بھی تیس دن کے اندر گذرنی چاہئے تھی نامنظور کی تو اس مقدمہ مین پس نگرانی اس وجہ پر ہوئی کہ عدالت نے درخواست دویم کی نہ سماعت کرنے مین غلطی عظیم کی کیونکہ ضابطہ برامدگی اُس درخواست کا وہی ہے جو پہلی درخواست کے واسطے تھا اور پھر مثلاً شہادت کے طلب کرانے کے واسطے درخواست اور طلبانہ دیا گیا تھا مگر عدالت نے ان گواہان کی شہادت نہ لی تو یہ وجہ نگرانی اس واسطے ہوئی کہ عدالت نے شہادت گواہان کی نہ لینے مین غلطی عظیم ضابطہ کی کی - یا کسی شہادت کو جو قانوناً جائز تھی اور عدالت نے اُس کو ناجائز قرار دیا تو ایسی صورت مین وہ شہادت ناجائز قرار دینا بھی ایک وجہ نگرانی ہے علی ہذا القیاس مگر قبل انسے پیش کرنے وجوہات کے غور کر لینا بلکہ دوسرون سے صلاح لے لینا ضروری ہے صلاح لینا کچھ کمی رتبہ نہین ہے بلکہ ایک عمدہ خواص انسانی ہے کہ جس سے یہ ترقی کرتا ہے اور پھر پنجاب مین ایک قسم نگرانی ہے اگرچہ بھی زیر دفعہ ۶۲۲ ضابطہ کے ہوتی ہے مگر وہ خاص قسم کی ہے جیسے جبکہ فیصلہ عدالت ایک ایسے مقدمہ مین ہو جسمین

راے عدالت اول اور اپیل ایک ہو مگر اُس مقدمہ مین اگر عدالت اپیل اجازت دے تو اپیل چیف کورٹ مین ہو سکتا ہو تو ایسے مقدمہ مین جب درخواست حصول اجازت دی جاوے اور وہ نامنظور ہو تو اُس تاریخ سے تیس دن کے اندر نگرانی تو زیر دفعہ ۶۲ دایر کرنی ہوگی مگر عدالت چیف کورٹ کو زیر دفعہ ۴۰ ایکٹ عدالت ہائے پنجاب بشرطیکہ مقدمہ مین کوئی امر قانونی یا رواجی ہوا ور مقدمہ بھی اچھی حیثیت کا ہو اختیار ہے کہ اُسکو بطور اپیل مزید کے سماعت کرے تو ایسی نگرانی کرنے مین بہت احتیاط اس امر کی چاہیے کہ وہ تیس دن کے اندر پیش کی جاوے کیونکہ اس مین ایام حصول نقل وغیرہ بھی مجرا نہین ملتا اور یہ نگرانی ایسی ہوگی جس مین وجوہات تو کل اپیل کی درج کی جاوین گی اور استدعا کی جاوے گی کہ وہ بطور اپیل مزید زیر دفعہ ۴۰ ایکٹ عدالت ہائے پنجاب کے سماعت ہو اور بعض حکام کا یہ خیال ہے کہ اُس مین ذکر دفعہ ۴۰ ایکٹ عدالت ہائے پنجاب ضرور ہونا چاہیے علاوہ اس کے بموجب ضابطہ حال کے سوائے مقدمات اراضی وغیرہ جو دفعہ ۴۰ ایکٹ عدالت ہائے پنجاب کے رو سے سماعت ہون دیگر مقدمات مین سائل سے ضمانت خرچہ یا ایفائے ڈگری قبل سماعت نگرانی کے لی جاتی ہے اسکا بھی خیال رکھنا چاہیے

شق چہارم

اپیل زیر ضابطہ فوجداری ایکٹ ۱۰ ؁۱۸۸۲ء

دفعہ ۴۰۰ - اپیل از حکم پریذیڈنسی مجسٹریٹ بمبئی بحضور صاحب چیف مجسٹریٹ بمبئی کے ہوگا +

دفعہ ۴۰۵ - ضابطہ واسطے قیام حکم یا اپیل کی وہ سزا جو چند جرائم مین دیجاویگی ایک ہی حکم تصور کیا جاویگا +

اپیل مقدمات فوجداری ہر شخص پیش کرسکتا ہے جو اپیلانٹ کی طرف سے مختار نامہ رکھتا ہو +

میعاد اپیل ہائے فوجداری زیر ایکٹ ۱۵ ؁۱۸۷۷ء مندرجہ ذیل ہے - (الف) حکم عدالت سشن درباب سزاء موت سے بعدالت چیف کورٹ یا ہائی کورٹ تاریخ حکم سے سات یوم (ب) اپیل جبکہ ہائیکورٹ

مین ہو تو ساٹھ یوم - اگر کسی دوسری عدالت مین ہو تو تیس یوم - (ج) اپیل از طرف سرکار بمقدمات
بریت ملزم - چھ ماہ اور اگر عدالت اُس روز کہ جس روز اپیل کی میعاد ختم ہو بند ہو تو جس روز
عدالت کھلے اُس روز گذر سکتا ہے اور شمار میعاد مین وہ روز جس دن حکم صادر ہوا شمار نہ کیا جاویگا ؛

دفعہ ۴۰۴ - ضابطہ فوجداری فیصلہ یا حکم مقدمہ فوجداری کا اپیل اگر اس ایکٹ یا دیگر قانون مین حکم ہو تو ہو سکیگا ورنہ نہ ہوگا

دفعہ ۴۰۵ - جس شخص کی درخواست زیر دفعہ ۸۹ ضابطہ فوجداری واسطے واگذاری جائداد کے یا ملنے زر
نیلام کے نامنظور ہوئی ہو اُسکا اپیل اُسی عدالت مین ہوگا - جہان عموماً اُس عدالت کی اپیل حکم سزا سے ہوا کرتی ہے

دفعہ ۴۰۶ - جس شخص سے ضمانت نیک چلنی کے لینے کا حکم زیر دفعہ ۱۱۸ - بحکم کسی عدالت کے جو
مجسٹریٹ ضلع یا پریذیڈنسی مجسٹریٹ نہو صادر ہوا اُس کا اپیل بعدالت مجسٹریٹ ضلع ہوگا ؛

دفعہ ۴۰۷ - جس شخص کو کسی مجسٹریٹ درجہ دوم یا سوم نے سزا دی ہو یا جس شخص کو زیر دفعہ ۳۴۹ -
مجسٹریٹ درجہ دوم حصہ ضلع نے سزا دی ہو اُس کا اپیل بحضور صاحب مجسٹریٹ ضلع ہوگا ؛

دفعہ ۴۰۸ - جبکہ حکم سزا اسسٹنٹ سشن جج یا مجسٹریٹ ضلع یا دیگر مجسٹریٹ درجہ اول نے دیا ہو
یا سزا زیر دفعہ ۳۴۹ مجسٹریٹ درجہ اول نے دی ہو تو ان سب کا اپیل بعدالت سشن جج ہوگا -
(الف) مگر شرط یہ ہے کہ اگر کسی مقدمہ مین اسسٹنٹ سشن جج یا مجسٹریٹ ضلع نے ایسا حکم سزا دیا ہو
جسکی منظوری عدالت سشن سے ہوگی تو ہر ایک اپیل ایسے حکم کا بعدالت ہائی کورٹ ہوگا مگر وہ اپیل
اُسوقت تک پیش نہ ہو سکیگا تاوقتیکہ عدالت سشن فیصلہ نہ کرلے - (ب) کوئی انگریزی رعیت
برطانیہ جسکو سزا ملی ہو اسکو اختیار ہے کہ وہ اپیل ایسے حکم کا خواہ وہ عدالت ہائیکورٹ مین کرے یا سشن مین ؛

دفعہ ۴۱۰ - جس شخص کو سزا عدالت سشن یا اڈیشنل یا جائنٹ سشن جج نے دی ہو اُسکا اپیل ہائیکورٹ مین ہوگا ؛

دفعہ ۴۱۱ - جس شخص کو سزا پریذیڈنسی مجسٹریٹ نے زاید از چھ ماہ یا جرمانہ زائد از دوصد روپیہ کی دی ہو تو اُسکا اپیل ہائیکورٹ مین ہوگا

دفعہ ۴۱۲ - اس ایکٹ مین خواہ کیسا ہی حکم ہو مگر جبکہ ایک ملزم نے اقبال جرم کیا ہو اور اُس کو
سزا عدالت سشن یا پریذیڈنسی مجسٹریٹ نے دی ہو تو اُس کا اپیل نہوگا بجز امور متعلق مقدار سزا یا قانونی جواز حکم سزا

دفعہ ۴۱۳ - اس ایکٹ مین خواہ کیسا ہی حکم ہو مگر عدالت سشن یا مجسٹریٹ ضلع یا دیگر مجسٹریٹ درجہ اول نے

صرف ایکماہ سے زیادہ قید کی سزا دی ہو یا صرف جرمانہ کی سزا جو پچاس روپیہ سے زیادہ نہو یا صرف سزاے بید کی ہو تو اسکا اپیل نہو سکیگا

دفعہ ۴۱۴ - اس ایکٹ مین خواہ کیسا ہی حکم ہو اگر کسی مقدمہ مین با اختیارات سرسری ایسے مجسٹریٹ نے جس کو زیر دفعہ ۲۶۰ - اختیارات حاصل ہون سزا قید صرف تین ماہ اور صرف سزا جرمانہ جسکی تعداد دو سو روپیہ سے زیادہ نہو یا صرف سزاے بید کی دی ہو اُسکا بھی اپیل نہو گا ✦

دفعہ ۴۱۵ - ہر حکم سزا محولہ دفعہ ۴۱۳ و ۴۱۴ جسمین دو یا زیادہ سزائین مشتمل ہون اپیل ہو سکیگا مگر ایسے حکم کا جسکا اور طرح سے اپیل نہو سکے اپیل نہو گا اسوجہ سے کہ اُسمین دیگر حکم کی سزا کے ساتھ واسطے ادخال ضمانت حفظ امن کے بھی حکم دیا گیا ہو بشرطیکہ حکم سزا قید بعدم ادائے جرمانہ کے وہ حکم سزا نہ تصور کئے جاوینگے ✦

دفعہ ۴۱۶ - دفعہ ۴۱۳ و ۴۱۴ متعلق ان سزاؤن کے جو زیر باب ۳۳ - رعایا انگریزی یورپینیہ ہو نہونگی ✦

دفعہ ۴۱۷ - لوکل گورنمنٹ کو اختیار ہے کہ پبلک پراسیکوٹر یعنے پیروکار استغاثہ سرکاری کو حکم دے کہ کسی حکم اصل یا اپیل جسمین کہ ملزم بری کیا گیا ہو مگر وہ حکم ہائیکورٹ کا نہو بعدالت ہائیکورٹ مین اپیل کرے ✦

دفعہ ۴۱۸ - اپیل واقعات اور قانونی امورات دونو پر ہوگا سوائے اسکے کہ جب تجویز بذریعہ جیوری کے ہوئی ہو جس حالت مین اپیل صرف قانونی امورات پر ہوگا ✦

دفعہ ۴۲۶ - جبتک کہ اپیل دائر رہے عدالت اپیل کو بشرطیکہ وہ وجوہات خود بذریعہ تحریر درج کرے اختیار ہے کہ حکم سزا یا دیگر حکم کو جسکا اپیل ہوا ہے معطل کردے یا اگر اپیلانٹ زیر حراست ہو تو حکم دے کہ اُسکو ضمانت پر رہا کیا جاوے ✦

دفعہ ۴۳۰ - جو حکم عدالت اپیل صادر کریگی سوائے ان احکامات کے جو دفعہ ۴۱۷ اور باب ۴۶ مین درج ہین قطعی ہوگا ✦

شق پنجم

نگرانی فوجداری

اب نگرانی فوجداری کا ذکر کیا جاتا ہے - کہ نگرانی فوجداری بعدالت ہائیکورٹ عموماً مقدمات فوجداری کے حکم سزائے مین یا بریت مین یا رہائی مین ہو سکتی ہے - مگر عدالت چیفکورٹ اگرچہ اُن مقدمات مین جن مین بریت ملزم ہوئی ہو - بموجب قانون موجودہ کے درخواست

نگرانی سماعت کرکے حکم دے سکتی ہے۔ بلکہ بعض مقدمات مین دست اندازی کی بھی ہے۔ مگر اصول عملی عدالتہائے ہائی کورٹ و چیف کورٹ کا یہ ہے۔ کہ واقعات کی غلطی پر مقدمات بریت مین دست اندازی نہین کی جاتی۔ البتہ قانونی غلطی پر دست اندازی کی جاتی ہے۔ دیکھو فیصلہ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۸۱ء بمقدمہ سرکار بنام رحیم بخش چیف کورٹ پنجاب۔ اور انڈین لا رپورٹ جلد ۱ الہ آباد صفحہ ۱۳۹۔ مگر جس قدر کہ تجربہ سے دیکھا گیا ہے۔ عدالت چیف کورٹ مقدمات بریت مین از طرف مستغیث عموماً اسوجہ پر مداخلت نہین کرتی کہ دفعہ ۴۱۷۔ ضابطہ فوجداری کے رو سے چونکہ لوکل گورنمنٹ کو اپیل کرنیکا اختیار ہے اگر کسی مقدمہ مین مستغیث یہ سمجھے کہ بریت ملزم سے اُسپر سختی ہوئی ہے تو وہ لوکل گورنمنٹ مین درخواست کر سکتا ہے۔ اور لوکل گورنمنٹ حکم مناسب واسطے دائری اپیل کے دے سکتے ہین۔ اور پھر زیر دفعہ ۴۳۹ ضابطہ فوجداری اگرچہ چیفکورٹ کو بوقت سماعت نگرانی فوجداری کل اختیارات اپیل کے حاصل ہو جاتے ہین مگر چیفکورٹ عموماً علاوہ سوائے کسی خاص اور ضروری مقدمہ کے واقعات پر جو عدالتہائے ماتحت کی رائے ہو چکتے ہین۔ یعنے واقعات پر دست اندازی کم کرتے ہین زیادہ توجہ امورات قانونی پر رکھتے ہین۔ اب ذیل مین یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ نگرانی کہان کہان ہو سکتی ہے نگرانی فوجداری عموماً بخدمت صاحب مجسٹریٹ ضلع بعدالت سشن بعدالت چیف کورٹ پنجاب ہائی کورٹ کے ہوئے ۴۳۔ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء ضابطہ فوجداری دیکھو۔ زیر دفعہ ۴۳۵۔ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء عدالت ہائی کورٹ یا عدالت سشن یا مجسٹریٹ ضلع یا مجسٹریٹ سب ڈویژن جس کو لوکل گورنمنٹ نے اسباب میں اختیار دئے ہون ماتحت حکام کی کارروائی کا ملاحظہ اور دریافت اِس امر کا کہ وہ مطابق قانون ہے اختیار ہے اور دفعہ ۴۳۶ ضابطہ فوجداری کے روے سے مجسٹریٹ ضلع اور عدالت سشن کو یہ اختیار ہے کہ اگر دریافت ہو کہ کسی عدالت ماتحت نے کسی ملزم کو جس کی تجویز صرف عدالت سشن سے ہو سکتی ہے رہا کر دیا ہے تو اُس کو

گرفتار کرنے کا حکم دے اور نیز یہ حکم دے کہ وہ سپرد عدالت سشن کیا جاوے اگر
یہ رائے ہو کہ وہ بطریق ناجائز رہا کیا گیا ہے دفعہ ۴۳۷ ضابطہ فوجداری کے روے
سے عدالت ہائیکورٹ اور عدالت سشن کو اختیار ہے کہ اگر وہ بعد ملاحظہ مثل
مقدمہ زیر دفعہ ۴۳۵ ضابطہ فوجداری دریافت کرے کہ مجرم زیر دفعہ ۲۰۳-
رہا کیا گیا ہے تو مجسٹریٹ کو حکم دے - کہ وہ خود یا بذریعہ مجسٹریٹ ماتحت کے ازسرنو
تحقیقات کرے یا مجسٹریٹ ضلع جس میں کہ ملزم رہا کیا گیا ہو اپنے ماتحت مجسٹریٹ
کو حکم دے کہ وہ تحقیقات کرے - زیر دفعہ ۴۳۸ عدالت سشن یا مجسٹریٹ ضلع کو
بعد ملاحظہ مثل زیر دفعہ ۴۳۵ یہ بھی اختیار ہے کہ ہائیکورٹ میں رپورٹ کرے -
اور اگر اُس رپورٹ میں یہ سفارش ہو کہ حکم سزا ے منسوخ یا مسترد کیا جاوے - تو
اُس میں یہ بھی حکم دے سکتی ہے کہ سزائے ملتوی کی جاوے - اور اگر ملزم زیر حراست
ہو تو اُس سے حاضر ضمانت لی جاوے - اور دفعہ ۴۳۹ کے روے سے جب ہائیکورٹ
(پنجاب میں چیف کورٹ) کو جبکہ عدالت موصوف نے مثل طلب کرنے یا رپورٹ
ہوئے دیگر طرح سے دریافت کر لیا کہ مقدمہ میں قانونی یا واقعاتی غلطی ہوئی تو جو حکم
مناسب ہو اُس میں صادر کرے - خواہ مجرم کو بری کرے خواہ سزا اُسے ایزاد کرے اور جب
اس دفعہ کے روئے سے عدالت موصوف مقدمہ کو سماعت کرے تو اُس کو اختیارات
عدالت اپیل کے برابر حاصل ہو جاتے ہیں یعنے دفعہ ۱۹۵ و ۴۲۳ و ۴۲۶ و ۴۲۷
و ۴۲۸ ضابطہ فوجداری کے اور نیز دفعہ ۳۳۸ و دفعہ ۱۹۵ در باب منظوری دائری
استغاثہ فوجداری اور دفعہ ۴۲۳ جس میں اختیار مسترد کرنے حکم عدالت ماتحت
اور بری کرنے ملزم یا مزید تحقیقات وغیرہ کے حکم دینے کے ہیں اور دفعہ ۴۲۶ میں
التوائے سزا و ملزم کو ضمانت پر رہا کر دینے کے اور دفعہ ۴۲۷ گرفتاری ملزم کے حکم دینے
کا اور دفعہ ۴۲۸ شہادت مزید لینے کا اور ۳۳۸ اقرار معافی شرطیہ بنظر حصول مدد

شہادت۔ اب وجوہات نگرانی فوجداری کے پیش کرنے پر غور کرنی چاہیئے۔ وجوہات نگرانی فوجداری بعدالت چیف کورٹ عموماً اپیل سے ملتی ہین۔ یعنے ان ہین وجوہات قانونی و واقعاتی وغیرہ پیش ہو سکتی ہین۔ مگر چونکہ عدالت چیف کورٹ جیسا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ واقعات پر عموماً عملی طور پر زیادہ توجہ نہین کرتے۔ اس لیئے امورات قانونی بالاتصریح پیش کرنے کی طرف توجہ چاہیئے۔ کہ وہ مختصر اور صریح الفہم عبارت مین پیش کیئے جاوین۔ اور وجوہات نگرانی کے ساتھ مختار نامہ از طرف ملزم یا از طرف مختار ملزم جو ملزم کی طرف سے مختار ہو۔ پلیڈر یا مختار کے نام کا شامل ہونا چاہیئے ٭

شق ششم

اپیل مالی

اپیل زیر ایکٹ ۱۶ ۱۸۸۷ء ایکٹ مزارعان پنجاب

دفعہ ۸۰۔ ایکٹ مزارعان حسب منشاء ایکٹ ہذا و قواعد مصدرہ زیر ایکٹ مذکور اپیل اصل حکم یا حکم در اپیل اور ڈگری افسر مال یا عدالت مال کا بطریق ذیل ہوگا ٭

(الف) جبکہ حکم یا ڈگری اسسٹنٹ کلکٹر ہر درجہ کا ہو تو بحضور صاحب کلکٹر ٭

(ب) اور جبکہ حکم یا ڈگری صاحب کلکٹر ہو تو بحضور صاحب کمشنر مال ٭

(ج) اور جبکہ حکم یا ڈگری صاحب کمشنر کا ہو تو بحضور صاحب فنانشل کمشنر پنجاب بشرطیکہ (۱) اپیل از حکم یا ڈگری صاحب اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول جن کو اختیارات خاص اُن کے نام سے بمقدمات متذکرہ قسم اول متصرحہ دفعہ ۷۷ ضمن ۳ از طرف لوکل گورنمنٹ حاصل ہون بحضور صاحب کمشنر ہوگا اور نہ بخدمت صاحب کلکٹر کے۔ (۲) جبکہ حکم یا ڈگری ابتدائے اپیل اول مین بحال رکھا جاوے تو اُس کا اپیل مزید ہوگا۔ (۳)

جبکہ حکم یا ڈگری کو صاحب کلکٹر اپیل مین ترمیم یا منسوخ کرین تو اُسپر اپیل مزید مین اگر ہوسکتا ہو تو جو حکم یا ڈگری صاحب کمشنر صادر کرین قطعی ہوگا ✦

دفعہ ۱۸ - ایکٹ مزارعان پنجاب - میعاد اپیل بروے دفعہ بالا تاریخ حکم یا ڈگری سے حسب ذیل ہوگی - (الف) جبکہ اپیل بحضور کلکٹر ہو تو تیس یوم (ب) بحضور صاحب کمشنر قسمت ساٹھ یوم (ج) جب اپیل بحضور صاحب فنانشل کمشنر ہوسکتا ہو تو نوّے یوم ✦

دفعہ ۲۰ - مین ذکر نظر ثانی احکامات سے ہے مگر اغراض اپیل کے لیئے صرف ضمن ۳ ملاحظہ طلب ہے - جو یہ ہے جو حکم در باب نامنظوری درخواست نظر ثانی یا بحالی حکم اول کے ہوگا اُس کا اپیل نہ ہوگا ✦

دفعہ ۲۴ - ایکٹ مزارعان پنجاب شمار میعاد اپیل یا درخواست نظر ثانی از حکم کا بطریق ایکٹ ۱۵ - ۱۸۷۷ء کے کیا جاوے گا سن غلط معلوم ہوتا ہے - ۱۸۷۷ء ہوگا ✦

اپیل زیر ایکٹ ۱۷ - ۱۸۸۷ء ایکٹ مال پنجاب

دفعہ ۱۳ - ایکٹ مال پنجاب - سوائے اُس صورت کے کہ اس ایکٹ میں خاص حکم اپیل از حکم ابتدائے یا اپیل افسر مال کے بطریق مندرجہ ذیل ہوگا - (الف) بخدمت صاحب کلکٹر ہر درجہ کے اسسٹنٹ کلکٹر کے حکم سے (ب) از حکم صاحب کلکٹر بخدمت کمشنر قسمت - (ج) - از حکم صاحب کمشنر قسمت بحضور صاحب فنانشل کمشنر - بشرطیکہ (۱) جبکہ اصل حکم اپیل اول مین قائم رکھا جاوے تو اُس کا اپیل مزید نہوگا - (۲) جبکہ اصل حکم کو صاحب کلکٹر اپیل مین ترمیم یا منسوخ کرین تو وہ حکم جو صاحب کمشنر اپیل مزید مین جب اُس کے پاس ہوسکتا ہو صادر کرین قطعی ہوگا ✦

دفعہ ۱۴ - ایکٹ مال پنجاب - جبکہ اس ایکٹ مین اور طرح سے حکم نہو تو اپیل زیر دفعہ ما سبق کے لیئے تاریخ حکم سے میعاد بطریق مندرجہ ذیل ہوگی - (الف) جبکہ اپیل بحضور صاحب

کلکٹر ہو تو تیس یوم (ب) جبکہ بحضور صاحب کمشنر قسمت گئے ہو تو ساٹھ یوم (ج) جبکہ بحضور صاحب فنانشل کمشنر پنجاب کے ہو سکتا ہو تو نوے یوم - اور دفعہ ۱۵- ایکٹ مذکور مین ذکر نظر ثانی احکام ہے - جو اس باب کے متعلق ہین مگر صرف ضمن ۳ جو اس طرح پر ہے جبکہ درخواست نظر ثانی حکم نامنظور کی جاوے - یا حکم سابق بحال رکہا جاوے تو کوئی اپیل نہوگا - زیر دفعہ ۱۸ ضمن ۲ اپیل از حکم حاکم مال بمقدمہ طرز تقسیم بمیعاد پندرہ یوم بحضور صاحب کمشنر بہادر قسمت ہوگا ۔

شق ہفتم

نگرانی ونظر ثانی بصیغہ مال

نگرانی ونظر ثانی احکام مالی اور فیصلجات دیوانی و فوجداری مین کسی قدر تفاوت ہے اول ۔ دیکھو دفعہ ۸۴ ایکٹ ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ء صاحب فنانشل کمشنر کو ہر وقت اختیار ہے کہ مثل مقدمہ کسی مقدمہ کی جو کسی افسر مالی یا عدالت مالی ماتحت اُس کے مین دائیر ہو - یا فیصلہ ہوگیا ہو - طلب کرے - دویم - کمشنر یا کلکٹر کو اسی طرح سے مثل طلب کرنیکا اختیار رہے - کہ مثل طلب کرے - مگر جبکہ کمشنر یا کلکٹر مثل کو طلب کرے - اور اس کو یہ ثابت ہو - کہ کارروائی جو اُس مقدمہ مین ہوئی - یا حکم یا ڈگری جو اُس مین صادر ہوا - ترمیم یا تنسیخ ہونی چاہئے - تو وہ مثل کو بمعہ اپنی رائے کے واسطے صدور احکامات بخدمت صاحب فنانشل کمشنر کے ارسال کرے ۔ اور پھر صاحب فنانشل کمشنر بعد ملاحظہ مثل کے جو اُنہوں نے بروئے ضمن (۱) طلب کی ہو - یا اُن کی خدمت مین زیر ضمن (۲) بھیجی گئی ہو - مگر اُن کی یہ رائے ہو - کہ اُن کی رائے مین کارروائی یا حکم یا ڈگری مین مداخلت کرنی مناسب ہے تو وہ حکم مطابق اپنی رائے کے دینگے - مگر اگر بعد ملاحظہ مثل

کے صاحب فنانشل کمشنر کی یہ رائے ہو۔ کہ اُس کارروائی یا حکم یا ڈگری مین مداخلت کرنی کسی ایسی وجہ پر جسپر کہ چیفکورٹ یا اختیارات نگرانی مجریہ وقت ایسی کارروائی یا حکم یا ڈگری مین کسی عدالت دیوانی پر مداخلت کرسکتی ہے۔ تو وہ واسطے سماعت مقدمہ کے ایک دن مقرر کرین گے۔ اور اُس روز یا بتاریخ مابعد جسپر مقدمہ ملتوی کرین۔ ایسا حکم دین گے جو اُن کو مناسب معلوم ہوگا۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ جبتک صاحب فنانشل کمشنر تاریخ سماعت مقدمہ کی مقرر نہ کرے کسی فریق کو حق نہوگا کہ وہ صاحب کمشنر کے حضور مین جبکہ وہ زیر اس دفعہ کے اپنے اختیارات استعمال کرتے ہون۔ عذرات پیش کرے یا بحث کرے۔ اور نظر ثانی احکامات مالی کے اور فیصلہات دیوانی مین بھی فرق ہے۔

زیر دفعہ ۱۵ - ایکٹ ۱۷ - ۱۸۸۷ء افسر مالی کو اپنی رائے پر یا برطبق درخواست کسی فریق متعلق کے اختیار ہے کہ کوئی حکم جو اُس نے خود دیا ہو۔ یا اُس کے پیش رو نے دیا ہو۔ ترمیم یا تنسیخ یا قایم کرے۔ بشرائط ذیل۔ جبکہ کمشنر یا کلکٹر کی رائے مین نظر ثانی ایسے حکم کی جو اُس نے خود نہین دیا یا جبکہ ایک افسر مالی جو کلکٹر کے درجہ مین نیچے ہو۔ خواہ وہ حکم اُس نے خود دیا ہو۔ یا اُس کے پیش رو نے دیا ہو۔ تو پہلے لازم ہوگا۔ جس کے وہ ماتحت ہے۔ منظوری اُس کی حاصل کرے ٭

(دوئم)۔ درخواست نظر ثانی اگر بعد نوے روز کے پیش ہو۔ تو سماعت نہ کی جاوے گی۔ بشرطیکہ سائل وجہ معقول میعاد مقررہ مین نہ پیش کرنے کی پیش کرے۔ یعنے نوے روز کے اندر درخواست نظر ثانی گذرے گی۔ بعد نوے روز کے کوئی معقول وجہ حسب اطمینان افسر مالی پیش کرنی ہوگی ٭

(سوئم)۔ کوئی حکم ترمیم یا منسوخ نہ کیا جاوے گا جبتک فریق ثانی کو اس امر کی اطلاع ندی جاوے گی کہ وہ بتائید حکم جس کی نظر ثانی مطلوب ہے حاضر ہوکر عذر پیش کرے ٭

(چہارم)۔ جس مقدمہ مین اپیل ہوچکا ہوگا اُس کی نظر ثانی نہوگی۔ واسطے پورا کرنے اغراض

اس دفعہ کے صاحب کلکٹر قائمقام ہر ایک افسر مالی درجہ ادنے کے جو ضلع سے چلا گیا یا اس کے اختیارات مالی ختم ہو گئے اور اس کی جگہ کوئی افسر مقرر نہیں ہوا قائمقام سمجھے جاوینگے۔ اور حکم نامنظوری درخواست نظر ثانی یا قایم کرنے حکم اول کا اپیل نہوگا +

دفعہ ۱۶۱ - ایکٹ ۱۷ ۱۸۸۷ء صاحب فنانشل کمشنر کو ہر وقت اختیار ہے۔ کہ ہر وقت مثل کسی مقدمہ متدائرہ یا منفصلہ کسی افسر مالی ماتحت کی طلب کرے و نیز کمشنر۔ و کلکٹر کو اختیار ہے کہ مثل کسی مقدمہ متدائرہ یا منفصلہ کسی افسر مالی ماتحت کی طلب کرے۔ اور جبکہ کمشنر۔ یا کلکٹر کی یہ رائے ہو کہ وہ حکم ترمیم یا تنسیخ کیا جاوے تو وہ معہ اپنی رائے کے مثل کو بحضور صاحب فنانشل کمشنر ارسال کرے۔ صاحب فنانشل کمشنر کو اختیار ہے کہ مثل جو انہوں نے خود طلب کی ہو یا جو ان کے پاس بذریعہ رپورٹ افسر ماتحت کے آئی ہو جو حکم مناسب سمجھیں دیں۔ بشرطیکہ کوئی حکم ترمیم یا تنسیخ کارروائی یا حکم کسی ماتحت افسر مالی کا جسکے رو سے حق فریقین میں فرق آتا ہو نہ صادر کیا جاویگا۔ جبتک کہ فریقین کے عذرات نہ سماعت کئے جاویں +

شق ہشتم

نظر ثانی دیوانی

نظر ثانی مقدمات منفصلہ کی کرنی بھی ایک امر بہت غور طلب ہے۔ اکثر ایسے امور ہیں۔ کہ جنپر نظر ثانی ہو ہی نہیں سکتی۔ اور بعض ایسے امور ہیں۔ کہ جنپر ہو سکتی ہے۔ اور نظر ثانی حسب دفعہ ۶۲۳ ضابطہ دیوانی مجریہ حال بوجوہات ذیل ہو سکتی ہے۔ کہ کوئی امر یا شہادت جدید اور اہم دریافت ہو۔ جو باوجود سعی قرار واقعی کے بوقت صادر ہونے

اُس ڈگری یا حکم کے سایل کو معلوم نہ تھا - یا کہ وہ اُس کو پیش نہ کر سکتا تھا - یا بوجہ کسی غلطی
یا سہو کے جو شل مقدمہ سے ظاہر ہوتا ہو - یا کسی اور وجہ کافی سے - تو اب غور طلب امورات
ذیل ہین - اوّل تو جب شہادت یا امر جدید دریافت ہو - تو اُس وجہ سے نظر ثانی کرنی
مگر اسپر یہ شرط لگی ہوئی ہے - کہ اوّل تو وہ امر یا شہادت آہم ہو - جس سے مُراد یہ ہے
کہ خفیف سا امر نہو - بلکہ وزنی ہو - یعنے ایسا کہ جس کے ثابت ہونے پر مقدمہ حسب مُراد
سایل فیصلہ پا سکے - مثلاً دعوے بر بنا رتمسک ہو - اور تمسک کا گم ہو جانا بیان کیا گیا -
مگر عدالت کی رائے مین وہ امر ثابت نہوا - اس لیئے دعوے خارج ہوگیا - اور اب سایل
کو وہ تمسک دستیاب ہوگیا - تو یہ امر ایک ضروری اور وزنی ہے - اس وجہ پر وہ
درخواست نظر ثانی کر سکتا ہے - بشرطیکہ وہ اِس امر سے عدالت کی تسکین کرے - کہ
باوجود سعی قرار واقعی کے بوقت صادر ہونے اُس ڈگری یا حکم کے وہ اُس کو پیش کر سکتا
تھا - مثلاً اگر یہ وجہ دستیابی اُس کی یہ بیان کرے - کہ وہ تمسک میرے ایک صندوقچہ
مین سے برامد ہوا ہے - جو میری زوجہ اپنے والدین کے گھر مین ساتھ لے گئی ہوئی تھی
اور اب جبکہ وہ واپس آئی - تو مجھکو - ملا - چونکہ یہ وجہ ایک ایسی کمزور ہے - کہ جس سے
تسکین عدالت نہوگی - کیونکہ اگر پوری سعی قبل از رجوع مقدمہ کرتا - اور ہر ایک صندوق
کو دیکھتا - اور اُس صندوق کو جو اُس کی زوجہ ساتھ لے گئی تھی - اُس کے پاس جا کر
دیکھتا - تو وہ لا سکتا تھا - اس لیئے اُس نے قبل رجوع مقدمہ چونکہ سعی نکی - اس لیئے وہ
دستاویز قابل پذیرائے عدالت نرہی - اور اگر کوئی سوال کرے - کہ چونکہ اب تو دستاویز
مل گئی - اگر وہ ثابت ہو جاوے - تو اس عذر پر اُس کو نامنظور کرنا خلاف انصاف ہے -
تو اُس کا جواب یہ ہے - کہ اگر عوام الناس کو اس طرح کے کرنے کی اجازت دی جاوے -
تو اِس سے مقدمات ختم نہونگے - اور مدعا علیہم کو تکلیف دوبارہ جوابدہی کی پڑے گی -
اور ہر ایک شخص عدالت مین مقدمہ رجوع کرنے سے پیشتر کچھ توجہ پورا ثبوت پیش کرنیکی

لت نہ کرے گا۔ جس سے عدالت کے رُعب مین فرق آوے گا۔ پھر دیکھو ایک مقدمہ قبضہ مکان برنبا بیعنامہ رجسٹری شدہ کے تھا۔ اور بعد تحقیقات یہ ثابت نہو سکا۔ اور دعوے خارج ہوا۔ اب مدعی کو ایک ہمسایہ سے اُس مکان کا ایک بیعنامہ ملا۔ کہ جس کے حدود اربعہ مین مکان متنازعہ کے حدود مین نام سائل یعنے مدعی جس نے دعوے بربنا رجسٹری کیا تھا۔ اور خارج ہوا۔ بطور مالک کے لکھا ہوا معلوم ہوا۔ تو اس بنا رپہ اگر نظرثانی کرے۔ تو یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ یہ ایک امر خفیف سا ہے۔ اور اہم نہین ہے۔ اور نہ اس قبالہ کی تحریر سے دعوے ثابت ہوسکتا ہے۔ اس لیئے اس وجہ پر نظرثانی نہین ہوسکی۔ اور پھر نظرثانی بوجہ سہو یا غلطی ہوسکتی ہے۔ مگر اس مین بھی شرط یہ ہے۔ کہ وہ غلطی یا سہو مثل سے ظاہر ہو۔ مثلاً عدالت کے سامنے دعوے پانچ گھانو اراضی کا تھا۔ اور عدالت نے ڈگری دعوے تو کردی۔ مگر اراضی چار گھانو لکھدی۔ یا اس طرح سے کہ دعوے بنام چار مدعا علیہم تھا۔ اور چارون کی نسبت ثابت ہوا۔ مگر فیصلہ مین عدالت نے تین مدعا علیہم کے نام درج کردیئے۔ تو ایسی غلطی درست کرانے کے واسطے نظرثانی ہوسکتی ہے۔ اور پھر نظرثانی کسی اور وجہ کافی سے بھی ہوسکتی ہے۔ جو الفاظ بہت وسیع ہین۔ اور جس مین کل امورات معقول شامل ہین۔ جیسے عدالت نے وقت فیصلہ فلان مثل متعلقہ کو نہین دیکھا۔ جو اگر دیکھی جاتی۔ تو فیصلہ بحق سائل ہوتا۔ یا فلان شہادت اُسوقت توجہ عدالت مین نہین آئی۔ یا فلان مدعا علیہ کا جواب جس سے دعوے کا اقبال تھا۔ اُسپر غور نہین ہوا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور پھر نظرثانی نوّے روز کے اندر نصف اشٹامپ دعوے پر ہونی چاہیئے۔ اگرچہ بعد نوّے روز کے پورے اشٹامپ دعوے پر بھی نظرثانی ہوسکتی ہے۔ مگر اُس کے لیئے کوئی کافی اور معقول سبب حسب تسکین عدالت ثابت کرنا چاہیئے۔ یا اس طرح سے دیکھو۔ کہ دعوے اراضی معہ ایک دہنہ چاہ کے تھا۔ عدالت نے ڈگری اراضی تو کردی۔ مگر چاہ کی بابت کچھ حکم نہ لکھا۔ تو اس وجہ

پر بھی نظر ثانی ہوسکتی ہے۔ اور پھر یاد رہے۔ کہ بروے دفعہ ۶۲۵ قواعد متعلق اپیل نظر ثانی سے متعلق ہین۔ اس لیئے وجوہات نظر ثانی بھی وجوہات اپیل کی طرح سے باحجت و دلایت لکھنی چاہئین۔ دیکھو ہدایت دربارہ تحریرات اپیل کو غرض یہ ہے۔ کہ پہلے خوب کاغذات نظر ثانی کو پڑھ لینا۔ اور غور کر لینا چاہیئے۔ قبل اس کے کہ نظر ثانی رجوع کی جاوے۔ کیونکہ جب نظر ثانی بعدالت چیف کورٹ پنجاب مین خود وکیل پیش کرے تو اُس کو بموجب قواعد حال یہ سارٹیفکٹ اس امر کا کہ وجوہات معقول ہین۔ دینا پڑتا ہے۔ اس لیئے قبل رجوع کے اُس کو بہت توجہ کرنی چاہیئے +

شق نہم

نظر ثانی فوجداری

عموماً مقدمات فوجداری مین نظر ثانی نہیں ہوسکتی۔ اور جو فیصلہ عدالت فوجداری کرے۔ اُس کا علاج اپیل یا نگرانی ہے۔ سوائے صورت ہائے ذیل کے۔ دفعہ ۳۶۵ عدالت ابتدائے جب حکم تازیانہ کا صادر کرے اور پھر ثابت ہو کہ تازیانہ کی سزا ملزم برداشت کے قابل نہین ہے تو وہ سزائے قید سے جو باران ماہ سے زیادہ نہو۔ تبدیل کرسکتی ہے۔ اور نیز عدالت ہائی کورٹ بروے دفعہ ۳۶۹ ضابطہ فوجداری کے بھی اختیار رکھتی ہے۔ کہ بعد دستخط کرنے فیصلہ کے نظر ثانی اپنے حکم فوجداری کی کرے۔ مگر یہ اختیارات عدالت ہائی کورٹ اسوجہ پر عمل مین نہین لاتی۔ کہ چونکہ لوکل گورنمنٹ اور گورنر جنرل ہند کو بروے دفعہ ۴۰۱ اختیار التوائے حکم سزا اور معافی سزا کلاً یا جزواً کے ہین۔ اور بروے دفعہ ۴۰۲۔ سزا ہائے مندرجہ ذیل یعنے سزائے موت۔ حبس دوام سزائے موت تعزیری بحالت قید۔ قید سخت جو اُس مقدار سے زیادہ نہو جو ملزم کو ہوسکتی

تھی۔ اور قید محض بمقدار مذکور یا جرمانہ مین یہ اختیار ہین کہ کسی سزا کو کسی سزا رمین تبدیل کرین۔ و نیز زیر دفعہ ۴۱۷ ضابطہ فوجداری کے یہ بھی اختیار رہے۔ کہ کسی حکم ابتدا سے یا اپیل جس مین بریت ملزم کی ہوئی اور جو حکم سوائے حکم ہائی کورٹ کے ہو۔ بذریعہ گورنمنٹ پراسیکوٹر یعنے پیروکار استغاثہ از طرف سرکار سے دائر کرائے۔ اس لیئے جو حکم کسی عدالت ابتدائی سے فوجداری مقدمہ مین دیا۔ اُس کی اپیل یا نگرانی اگر ہوسکتی ہو۔ تو دائر کرنا علاج ہے۔ اور بالفرض اگر عدالت اپیل یا نگرانی سے فیصلہ ہائے عدالت ماتحت بحال رہین۔ یا حکم اخیر عدالت ہائی کورٹ یا چیف کورٹ کا ہو اور اُس مین کوئی ایسی غلطی بھاری ہو۔ کہ جسپر عدالت اول یا اپیل یا نگرانی کی توجہ نہین ہوئی۔ یا کہ بعد ایک عرصہ دراز کے کوئی واقعات ایسے اظہرمن الشمس ہوے کہ جن سے معصومیت ملزم آشکارا ہوگئی۔ جس کی مثال یہ ہے۔ کہ ایک مقدمہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک مقدمہ ڈاکہ زنی مین چند اشخاص مشہور بدمعاش گرفتار ہوئے۔ اور جبر و تعدی سے بعض امور کا اُنہون نے اقبال کر دیا۔ اور بعض شہادت دروغ اُن کے برخلاف گزر کر سزایاب ہوگئے۔ اور بعد ایک عرصہ دراز کے ایک اور ضلع مین چند ڈاکو کسی مقدمہ مین گرفتار ہو گئے۔ اور اُن کے پاس سے کل مال مسروقہ اُس مقدمہ کا جس مین وہ معصوم سزایاب ہوگئے تھے۔ دستیاب ہوگیا اور اُنہون نے جرم سے بھی اقبال کرلیا۔ تو اِس مقدمہ مین یعنے مقدمہ اول الذکر مین کوئی نظر ثانی نہین ہوسکتی تھی۔ اس لیئے اُس کا علاج لوکل گورنمنٹ مین یا بخدمت جناب گورنر جنرل کی درخواست باظہار واقعات دریافت شدہ کے باقی رہتا ہے۔ جس پر لوکل گورنمنٹ یا جناب گورنر جنرل کشور ہند حکم معافی سزا کا دے سکتے ہین۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بھاری غلطی واقعات یا قانون کا علاج اگر آخری ہے تو یہی ہے۔ کہ بخدمت لوکل گورنمنٹ یا جناب گورنر جنرل کشور ہند کے درخواست پیش کرنا ॥

شق دہم

اپیلہائے زیر ایکٹ ۲۰ ۱۸۹۱ء

تشخیص محصول کا اپیل

مطابق دفعہ ۹۱

دفعہ ۴۵ - (۱) کسی محصول زیر ایکٹ ہذا کی تشخیص یا تحصیل کا اپیل صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس یا کسی اور عہدہ دار کے پاس ہوگا۔ جس کو لوکل گورنمنٹ نے اِس باب مین اختیار دیا ہو ✢

مگر شرط یہ ہے۔ کہ اگر صاحب ڈپٹی کمشنر یا دیگر عہدہ دار مذکورہ صدر کمیٹی کا ممبر ہو تو اپیل صاحب کمشنر قسمت کے حضور مین ہوگا ✢

(۲) اس دفعہ کے بموجب جو اپیل دائر کیا جائے۔ اُس کی سماعت کے وقت اگر کسی محصول کے مواخذہ یا اصول تشخیص کی نسبت کوئی ایسا امر پیدا ہو۔ جسپر عہدہ دار سماعت کنندہ اپیل کو معقول شبہ ہو تو اُسے جائز ہوگا کہ خود اپنی تجویز سے یا کسی شخص واسطہ دار کی درخواست پر حالات مقدمہ اور نیز اِس امر کی کیفیت جسپر اُسے شبہ ہو۔ لکھکر یہ کیفیت معہ اپنی رائے کی نسبت امر مذکور چیف کورٹ کے فیصلہ کے لئے ارسال کرے ✢

(۳) جب ضمن (۲) کے بموجب کوئی استصواب کیا جائے تو اُس کے بعد کے مقدمہ کی کارروائی تقریباً جہان تک ممکن ہے۔ اُن قواعد متعلقہ استصواب ہائی کورٹ کے مطابق ہوگی۔ جو مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) کے باب ۴۶ مین درج ہیں ✢

(۴) ہر اپیل کی نسبت خرچہ کا دلانا عہدہ دار فیصلہ کنندہ اپیل کی اقتضائے رائے پر منحصر ہوگا ✢

(۵) جو خرچہ اس دفعہ کے روسے کمیٹی کو دلایا جاوے گا اُسے کمیٹی ایسے طریق سے کہ گویا بقایا محصول بذمہ اپیلانٹ واجب الاخذ ہے۔ وصول کر سکے گی ✢

(۶) جو خرچہ کسی اپیلانٹ کو دینا تجویز کیا جائے اگر کمیٹی اُس کی ادائے کے حکم کی تاریخ

دس یوم تک ادا نہ کرے ۔ تو عہدہ دار تجویز کنندہ خرچہ کو جائز ہوگا۔ کہ جس شخص کی حوالگی میں بقایا سرمایہ میونسپل رہتا ہو اُسے رقم مذکور کے ادا کرنے کا حکم صادر کرے ٭

اپیل بناراضی احکام کمیٹی — دفعہ ۱۶۰ - (۱) جس شخص کو ٭

(الف) کمیٹی کی طرف سے دفعہ ۹۲ کے بموجب کسی عمارت کی تعمیر یا تعمیر مکرر کرنے کی ممانعت ہونے کے سبب یا ٭

(ب) کمیٹی کی طرف سے اطلاعنامہ زیر ضمن (۴) دفعہ ۹۲ یا زیر ضمن (۳) دفعہ ۹۳ کسی عمارت ...کے لیئے یا منہدم کر دینے کے لیئے جاری ہونے کے سبب یا ٭

(ج) کسی ایسے حکم کے سبب جو کمیٹی نے اپنے اختیارات مفوضہ زیر دفعہ ۱۰۱ یا ۱۰۲ یا ۱۴۶ کے بموجب جاری کیا ہو ٭

رنج پہنچا ہو ٭

اُسے جائز ہوگا کہ ایسی ممانعت یا اطلاع نامہ یا حکم کی تاریخ سے ۳۰ دن کے اندر کسی ایسے عہدہ دار کے ہاں جو لوکل گورنمنٹ ایسی اپیل یا اُن میں سے کسی کی سماعت کے لئے مقرر کرے ۔ یا بصورت عدم تقرر ایسے عہدہ دار کے اوّل درجہ کی میونسپلٹی کے ہونے کی صورت میں صاحب کمشنر کے ہاں یا دوسرے درجہ کی میونسپلٹی کے ہونے کی صورت میں صاحب ڈپٹی کمشنر کے ہاں اپیل کرے ۔ اور کوئی ایسی ممانعت یا اطلاع یا حکم بجز اپیل کسی اور نہج پر قابل اعتراض نہ ہوگا ٭

مگر یہ شرط ہے کہ اگر آخر الذکر صورت میں صاحب ڈپٹی کمشنر یا ایسا اور عہدہ دار مذکور الصدر خود کمیٹی کا ممبر ہو تو اپیل صاحب کمشنر کے ہاں ہوگا ٭

(۲) محکمہ اپیل مجاز ہے کہ اگر اُس کے نزدیک مناسب ہو تو میعاد اپیل مجوزہ ضمن (۱) کو بڑھا دے ٭

(۳) محکمہ اپیل کا حکم جس سے ممانعت یا اطلاع یا حکم زیر اپیل بحال یا منسوخ یا ترمیم ہو قاطع ہوگا ٭

مگر شرط یہ ہے کہ ممانعت یا اطلاع یا حکم مذکور اسوقت تک ترمیم یا منسوخ نہ کیا جائیگا جبتک کہ اپیلانٹ اور کمیٹی کو سماعت عذرات کے لئے معقول وقت نہ دیا جائے ✦

بعض احکام کی اپیل — دفعہ ۱۱۵ و دفعہ ۱۱۸ کے بموجب ضبطی کے ہر حکم کا اور دفعہ ۱۱۹ یا دفعہ ۱۲۰ کے بموجب ہر حکم کا اپیل نزدیک ترین اعلے عدالت مین ہوگا مگر اور نہج سے وہ قابل اپیل یا نگرانی کے نہوگا ✦

اپیل زیر ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۷۰ع کورٹ آف وارڈس

دفعہ ۴۷ - ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۷۰ع ہر ایک شخص کمشنر قسمت کے پاس اپیل کر سکتا ہے وغیرہ وغیرہ یعنے جو حکم درباب قرار دینے نابالغ یا مجنون یا مخبوط الحواس کے ہو اور جو صاحب ڈپٹی کمشنر دیوین اُس کا اپیل بحضور صاحب کمشنر قسمت کے ہوگا اور حکم کمشنری قطعی ہوگا ✦

قانون سراغ دفعہ ۱۴ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۷۲ع

بروے دفعہ ۱۴ - اپیل احکام جرمانہ از حکم مجسٹریٹ ضلع جو بمنظوری کمشنر کے ہوگا بحضور چیفکورٹ پنجاب کے ہوگا اپیل از حکم دیوالیہ قرار دینے کی دفعہ ۱۴ - ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۷۲ع بعدالت چیف کورٹ پنجاب بموجب فیصلہ جات پنجاب چیف کورٹ کے نہیں ہو سکتا - دیکھو نمبر ۶۵ سنہ ۱۸۷۹ع و نمبر ۴۲ سنہ ۱۸۸۳ع و نمبر ۲ سنہ ۱۸۸۶ع ✦

ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۵۸ع متعلق انتظام جائداد یا گلان

دفعہ ۲۲ - ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۵۸ع مین جو احکام جاری ہون اُسکا اپیل بطریق دیگر متفرق اپیلون کے ہوگا ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۳ع یہ ایکٹ متعلق مساجد و مندرون و دیگر مکانات مذہبی کے ہے یعنے بابت اُن کے انتظام کے مگر اُس مین نالشات بعد دینے درخواست اور منظوری عدالت

ضلع کے زیر دفعہ ۱۸ ایکٹ مذکور کے ہوسکتی ہین - اور اپیل بطریق دیگر مقدمات دیوانی کے ہونگی خاص ضابطہ اپیل اس مین کوئی درج نہین ہے اور اس ایکٹ کے رو سے حکام منصف مقرر کراے جاسکتے ہین دفعہ ۱۶ ایکٹ مذکور اور لفظ عدالت سے عدالت ضلع مراد ہے ؛

ایکٹ ۲۳ - سنہ ۱۸۶۳ع

یہ ایکٹ واسطے تصفیہ اور فیصلجات بنجر زمین مابین سرکار و دیگر اشخاص کے ہے اور اسمین واسطے تصفیہ مقدمات بطور مقدمات دیوانی ایک خاص عدالت جس مین کم سے کم تین جج ہون گورنمنٹ مقرر کرسکتی ہے مگر اُن کے فیصلہ کا اپیل یا نگرانی نہین ہے دیکھو دفعہ ۱۴ ایکٹ مذکور ؛

اپیل ہاے زیر ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۷۳ع ایکٹ نہار وغیرہ

دفعہ ۳۵ فقرہ دویم تمام امورات متعلق دفعہ ۳۲ و ۳۴ کا فیصلہ ڈویزن افسر نہر کرے گا اور اُس کے احکامات کا اپیل بحضور اعلےٰ افسر مال ضلع کے ہوگا (یعنی صاحب ڈپٹی کمشنر) یا اور اپیل جو زیر دفعہ ۷۵ کے مقرر کیا جاوے اور دفعہ ۳۳ تو بابت استعمال پانی کے جبکہ شخص استعمال کنندہ کی شناخت نہوسکے ہے اور دفعہ ۳۴ بابت ضائع ہونے پانی نہر کے بروے دفعہ ۷۵ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۷۳ع کے گورنمنٹ کو محکمہ اپیل مقررہ کرنے کا اختیار ہے دیگر اپیل ہاے بموجب قاعدہ نمبر ۴۳ مرتبہ زیر ایکٹ مذکور اپیل احکامات زیر قاعدہ ۴۴ و ۴۳ بحضور صاحب کمشنر قسمت کے ہوگا - اور قاعدہ نمبر ۴۷ مین درج ہے کہ اپیل کسی جبس پٹواری یا نمبردار کا اگر وہ محکمہ صاحب ڈپٹی کمشنر کا ہو تو بحضور صاحب کمشنر قسمت کے ہوگا اور اگر افسر نہر کا ہو تو بمحکمہ افسر ڈویزن نہر کے ہوگا ؛
اس ایکٹ کے متعلق اگر کوئی مقدمہ ہو تو مناسب ہے کہ قواعد متعلقہ ایکٹ مذکور جو زیر ایکٹ اکثر چھپے رہتے ہین پڑھ لئے اور غور کئے جاوین اور بعد اُس کے اپیل دائر کیا جاوے ؛

اپیل ہائے زیر ایکٹ ا سنہ ۱۸۷۸ع افیون ایکٹ

اپیل زیر ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۸۶ع انکم ٹیکس

اس مین اپیل نہین ہے مگر احکام جو صاحب کلکٹر عذرداری پر صادر کرین اگر وہ رقم ڈہائی سو روپیہ یا زیادہ ہو تو صاحب کمشنر بصورت نگرانی درخواست کی مثل کو منگوا کر جو حکم مناسب سمجھین دین اگر رقم ٹکس ڈہائی سو سے کم ہو تو انکو اختیار ہے کہ مثل طلب کرین یا نہ کرین +

دفعہ ۴۷ - ایکٹ ۲ - سنہ ۱۸۸۶ع

اور اس دفعہ مین لوکل گورنمنٹ کو بھی اختیار انتظامیہ دیا گیا ہے دیکھو دفعہ مذکورہ ۲ - ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۸۶ع بموجب حکم گورنمنٹ اگر کلکٹر جسنے حکم صادر کیا اختیارات کمشنری رکھتا ہو تو اس کا اپیل بحضور صاحب فنانشل کمشنر ہوگا - مشتہرہ گورنمنٹ پنجاب نمبر ۳ - ۲ مورخہ یکم دسمبر سنہ ۱۸۸۶ع اگرچہ اشتہارات گورنمنٹ مین اپیل کا لفظ استعمال ہوا ہے مگر صاحب فنانشل کمشنر کو بھی وہی اختیار نگرانی سے مراد ہے جو کمشنر قسمت کو زیر دفعہ ۴۷ کے اختیار ہین +

اپیل زیر ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۸ع دفینہ

بروے دفعہ ۹ - ایکٹ مذکور اور قواعد مجریہ گورنمنٹ نمبر ۵ - کے اپیل احکامات زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور بحضور صاحب فنانشل کمشنر پنجاب کے بنا راضی حکم صاحب ڈپٹی کمشنر کے ہوگا اور محکمہ کمشنری مین نہوگا اور میعاد اپیل کی بروے دفعہ مذکور دو ماہ ہوگی +

اپیل احکامات زیر ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۵۰ع زیر دفعہ ۲۴ ایکٹ مذکور بعدالت سشن جسکے ماتحت

مجسٹریٹ ہوگا۔ میعاد ایک ماہ مین۔ فوجداری اپیل زیر ایکٹ ۷ ۱۸۷۸ء جنگلات +
زیر دفعہ ۶۰ ایکٹ مذکور احکامات زیر دفعہ ۵۴ و ۵۵ و ۶۵ ایکٹ مذکور کا اپیل اُس
مجسٹریٹ کے پاس ایکماہ کے عرصہ مین ہوگا کہ جہان بندارضی احکامات حاکم حکم دہندہ کے
پہلے عموماً اپیل ہوتے ہین اور جو حکم اپیل سے ہوگا وہ قطعی سمجھا جاوے گا۔ دفعہ ۵۴ اوزار
وغیرہ جو جرم جنگلات مین قابل ضبطی ہون گے۔ دفعہ ۵۵ پیدائیش جنگلات وغیرہ پر قبضہ
کرنے اور خرچ کردینے وغیرہ۔ دفعہ ۶۵ بصورت نہ معلوم ہونے مجرم وغیرہ یہ ایکٹ
اور قواعد متعلق اس کے پڑھنے چاہئین۔ اس ایکٹ مین ایک یہ عجائب امر ہے کہ گورنمنٹ
زیر دفعہ ۶۷ مصالحت جرائم کے لئے کسی افسر کو اجازت دے سکتی ہے سوائے جرائم
دفعہ ۶۱ و ۶۲ کے فوجداری اپیل ایکٹ ۷ ۱۸۷۱ء ایکٹ گذرات جس کی ترمیم ایکٹ ۲
۱۸۹۱ء سے ہوئی۔ دفعہ ۱۳ ایکٹ مذکور کے روسے مجسٹریٹ یا پنچ مجسٹریٹ بروقت
حکم اخیر تجویز نقصان بھی کرسکتے ہین اس حکم کا اپیل کمشنر قسمت کے پاس ہوسکتا ہے۔
ایکٹ ولایت نابالغان اپیل زیر دفعہ ۴۷۔ زیر ایکٹ ۸ ۱۸۹۰ء بعدالت چیف کورٹ ہوگا +

بعض دیگر کارروائی ہائے متفرق

بموجب ایکٹ ۱۰ ۱۸۷۰ء درباب حصول اراضی جب شخص مالک اراضی یا مکان اور
صاحب کلکٹر کے مابین باہم تصفیہ ہوسکے تو صاحب کلکٹر زیر دفعہ ۱۴۔ ایکٹ ۱۰ ۱۸۷۰ء حکم
صادر کرین اگر باہم تصفیہ نہو تو صاحب کلکٹر زیر دفعہ ۱۵۔ ایکٹ ۱۰ ۱۸۷۰ء کے مقدمہ کو
سپرد عدالت کرین اور اُس عدالت کی تشریح اس طرح سے ہے دفعہ ۳ ایکٹ ۱۰
۱۸۷۰ء کی بموجب دفعہ ۴۷۔ ایکٹ ۱۸ ۱۸۸۳ء ترمیم ہوکر اب اس طرح سے پڑھنا چاہئے کہ
لفظ عدالت ملک آئین پنجاب و برٹش برما اور سندھ مین بڑی عدالت مقدمات ابتدائی کے
ہے جو بموجب قانون پنجاب عدالت ضلع ہے +

شق یازدہم کارروائی متفرق

کارروائی زیر ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۴۱ء

اس ایکٹ کی غرض یہ ہے کہ اس قسم کی تکلیفات بہت پیش آتی ہین کہ جب کوئی مالک و قابض جائداد منقولہ و غیر منقولہ مرگیا تو اور شخصون نے بہ بہانہ ہبہ یا وراثت کے ناحق دعوے کرکے قبضہ کرلیا ہے اور اصل مالک کو ایک تو جائداد منقولہ کی تعداد اور آمدنی جائداد غیر منقولہ سے آگاہی حاصل ہونی مشکل ہوجاتی ہے اور جائداد منقولہ تو اکثر گم کی جاتی ہے اس لئے اس واسطے حفاظت جائداد کے یہ ایکٹ بنایا گیا ہے۔ اس ایکٹ کی دفعہ ۱ و ۲ کے رو سے یہ مقرر کیا گیا ✣

دفعہ ۱۔ ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۴۱ء جبکہ کوئی شخص جائداد منقولہ و غیر منقولہ چھوڑکر مرجاوے تو ہر ایسے شخص کو جو بروے وراثت کل یا جزو کا دعوے رکھتا ہو تو وہ عدالت ضلع مین جہان کل یا جزو جائداد واقعہ ہو یا پائی جاوے درخواست دے۔ جبکہ دوسرا شخص اسپر قبضہ کرلے یا بذریعہ جبر کے قبضہ کرلینے کا خوف ہو ✣

دفعہ ۲۔ ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۴۱ء ہر ایک ایجنٹ یا رشتہ دار یا نزدیکی دوست یا کورٹ آف وارڈس کو جبکہ ان کے اختیار مین ہو بصورت کسی نابالغ یا نالایق یا شخص غیر حاضر کے وراثتاً حقدار ہونے کے وہ بھی اسی طرح سے درخواست دے۔ تو ایسی صورت مین بعد تحقیقات اس جائداد کا انتظام عدالت ضلع کرسکتی ہے۔ پڑھو باقی ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۴۱ء کو اور جو بابت قبضہ کے اس مقدمہ مین حکم ہوگا وہ قطعی ہوگا۔ اپیل یا نگرانی اس کی نہ ہوگی دفعہ ۱۸۔ ایکٹ ۱۹۔ سنہ ۱۸۴۱ء ✣

شق دوازدہم

ایکٹ ہائے قابل یادداشت

ایکٹ ہائے مندرجہ ذیل پڑھنے کے قابل ہین ان مین بہت سے ضروریات امور ہین جن کی طرف عموماً لوگ توجہ نہین کرتے ❖

ایکٹ ۵ - ۱۸۴۳ء غلامی - ایکٹ ۲۰ - ۱۸۴۷ء کاپی رایٹ - ایکٹ ۳۲ - ۱۸۳۹ء سود - ایکٹ ۴ - ۱۸۳۷ء جائداد اراضی - ایکٹ ۵ - ۱۸۶۶ء تجارت - ایکٹ ۲۱ - ۱۸۵۰ء اخراج ذات ومذہب کے حق جائداد کا نہ زایل ہونا - ایکٹ ۱۳ - ۱۸۵۵ء نقصان موت - ایکٹ ۲۸ - ۱۸۵۵ء منسوخی سود زائد - ایکٹ ۱۵ - ۱۸۵۶ء شادی بیوگان ہنود - ایکٹ ۱۳ - ۱۸۵۹ء معاہدہ شکنی کاریگران - ایکٹ ۲۱ - ۱۸۶۶ء منسوخی شادی عیسائی ہندوستانی - ایکٹ ۴ - ۱۸۶۹ء طلاق - ایکٹ ۱۵ - ۱۸۸۹ء متعلق افشاء راز کاغذات سرکاری ❖

باب نہم

تحریر دستاویزات

قبالہ نویسی اگرچہ زمانہ ہائے سابق مین بذریعہ مفتیان یا محلہ داران کے ہوتی تھی مگر زمانہ حال مین اکثر بذریعہ قانون پیشہ ہونے لگی ہے بعض اقسام دستاویزات ذیل مین بیان کئے جاتے ہین اول رہن نامہ بطور آڑ رہن دوم رہن با قبضہ سوم رہن بیع بالوفا چہارم رہن لیکھا موکھی - خالص بیعنامہ بلا ذمہ واری یا بیعنامہ باقرار ذمہ واری یا بیعنامہ - ویگر اقرار سے مشروط تملیک نامہ تقرر متبنی یعنے متبنی نامہ اختیار متبنی کرنے کا شراکت نامہ

دیگر اقرار نامہ اقرار نامہ کسی خاص کام اجرت وغیرہ پر کرنے کا بذریعہ خاص قانون کے تمسک
ضمانت نامہ یعنے ضمانت مالی اور حاضر ضمانتی عدالت مین یا خانگی طور پر نکاح نامہ دستاویز
حق مہر طلاق نامہ دستاویز خلع وصیت یا ہبہ نامہ تقرریہ ہوئے کہ تقرر وصی وغیرہ وغیرہ وغیرہ کا غلام
جو روزمرہ تحریر مین آتے ہین - اول تو رہن نامہ آڑ جس کی تعریف یہ ہے کہ ایک شخص نے
دوسرے سے قرض لیا اور اُس کے ساتھ اقرار سود وغیرہ کیا اور اُس کے ساتھ یہ بھی اقرار
کیا کہ اگر مین بموجب قرار داد کے ادا نہ کرسکون تو میری جائداد متکفل رہے گی مگر اُس مین
شرط یہ ہے کہ اگر جائداد کی مفصل تشریح یعنے حدود وغیرہ بھی جاوین تب تو جائداد پر
ذمہ داری آتی ہے اور اگر عام طور پر بالخصوصیت یہ اقرار ہو تو جائداد مواخذہ رہن
مین نہین آتی - رہن نامہ باقبضہ سے مراد وہ رہن ہے جس مین راہن مرتہن کو تا
ادائے زر رہن جائداد مرہونہ پر قبضہ دیتا ہے اور یا تو سود فیصدی کے حساب سے مقرر
کرتا ہے اور سود مرتہن زر آمدنی شئے مرہونہ سے وضع کرتا ہے اور اگر کم ہو تو راہن سے
لیتا ہے یا یہ شرط ہوتی ہے کہ بعوض سود کے آمدنی شئے مرہونہ کی مرتہن لیتا ہے اور
جب راہن زر رہن مع بقایا سود کے بموجب اقرار مقررہ کے ادائے کرتا ہے تو قبضہ شئے
مرہونہ واپس پاتا ہے رہن بالوفا وہ رہن ہے کہ جس مین راہن علاوہ دیگر شرائط رہن
کے مرتہن سے یہ بھی اقرار کرتا ہے کہ اگر وہ وقت معینہ تک زر رہن وغیرہ ادائے نکرے
تو شئے مرہونہ بیع بالوفا ہو جاوے گی یعنے بیع تصور ہوگی مگر قانون موجودہ وقت سے وہ
قطعی بیع نہین ہوتی جب تک کہ کل کارروائی زیر ریگولیشن پوری نہ کی جاوے - رہن
لیکھا موکھی وہ رہن ہے کہ جس مین مرتہن کل آمد شئے مرہونہ کی لیتا ہے اور اُس مین سے زر
رہن اور اگر کچھ سود مقرر ہے وہ وصول کر لیتا ہے اور جب زر رہن اور اگر سود ہو تو سود
بھی ادا ہو جاوین تو وہ شئے مرہونہ فک الرہن ہو جاتی ہے - بیع خالص وہ ہے
کہ جس مین بائع کل حق حقوق اپنی مشتری کے پاس بیع قطعی کر دیتا ہے اور بیع زرطاری

.. ہے کہ بائع صاف اپنی ملکیت خاص بیان کرکے اس اقرار سے بیع کرتا ہے کہ اگر کوئی دوسرا شخص اس شے پر دعوے کرے تو جو نقصان مشتری کا ہو اُس کا بائع بذات خود ذمہ دار ہون۔ تملیک نامہ وہ ہے جو ایک شخص اپنی جایداد کو دوسرے کی ملکیت مقرر کردے ایسے کاغذات خصوص شوہر زوجہ کے نام کرتا ہے یا کسی خانقاہ کے ساتھ جائداد وغیرہ لگا دیتا ہے۔ متبنّیٰ نامہ وہ ہے جو ایک شخص جس کی اولاد نہین ہے دوسرے شخص کو اپنا فرزند قرار دینے کے واسطے ایک تحریر کر دیتا ہے اختیار متبنّیٰ کرنے کا وہ اختیار ہے جو ایک شخص عموماً اپنی زوجہ کو دیتا ہے کہ وہ بعد وفات میری کسی شخص کو جس کی ذات یا قوم کی وہ اکثر تشریح کر دیتا ہے متبنّیٰ بناوے اور وہ متبنّیٰ میرا تصور کیا جاوے۔ شراکت نامہ وہ ہے جو دو یا زیادہ شخص شامل ہوکر اقرار کرین کہ فلان کاروبار مین نفع و نقصان کے شریک رہینگے۔ خاص کام اجرت وغیرہ بذریعہ قانون کے۔ اس سے مراد اُس اقرار نامہ سے ہے جو زیر ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۵۹ء بابت محنت کے لکھائے جاتے ہین اور اگر وہ اقرار پورا نہ ہو تو عدالت بھی مجبور کر سکتی ہے کہ اقرار پورا کیا جاوے۔ تمسک وہ اقرار ہے جو ایک شخص کسی شرط سے یا بلا شرط بعد لینے روپیہ کے کرتا ہے کہ زر مذکور معہ سود یا بلا سود اس قدر عرصہ مین ادا کر دے گا اور اُس پر العبد مقر اور کم سے کم دو گواہان کی گواہی ہوتی ہے۔ ضمانت نامہ جو ایک شخص ایک تیسرے شخص کی طرف سے دوسرے شخص کے پاس اپنی ذمہ داری اُٹھاتا ہے اور حاضر ضامنی دوسرے شخص کی ایک وقت یا اوقات مقررہ پر حاضر ہونیکی ذمہ داری ہے۔ نکاح نامہ وہ کاغذ ہے جو ایک مرد اور عورت باہم عقد نکاح کرین اور بذریعہ تحریر کے اُس کو پختہ کرین۔ حق مہر جو مرد عموماً مسلمان اپنی زوجہ کو وقت نکاح رقم دینی مقرر کرتا ہے۔ طلاق نامہ جب مرد عورت ایک دوسرے سے قطعی شرعاً علیحدہ ہون تو جو کاغذ اس امر کے اظہار کے لئے لکھا جاوے وہ طلاق نامہ ہے۔ خلا وہ طلاق ہے جو عورت کی استدعا پر ہو اُس کے۔ وصیت نامہ۔ وہ دستاویز بطور ہبہ ہے جس کا عملدرآمد

وصیت کرنیوالا بعد اپنی موت کے قرار دے - ہبہ نامہ[17] - جو شخص قطعی اپنی جائداد دوسرے کو بخش دے اور عموماً قبضہ دیدے - تقرر موصّی لہ[18] - یعنی جب کوئی شخص اپنی موت سے پہلے اپنے وارثان کے لئے ایک[19] شخص تقسیم جائداد وغیرہ امور کے لئے مقرر کرے - تقرر ولی جب کسی نابالغ کے لئے باپ یا ماں ایک دوسرے شخص کو ولی مقرر کردے ہمارے ملک میں پہلے تو طریق بطریق شرع محمدی کے قبالجات لکھنے کا جاری تھا - اور اُن میں خاص عبارت عربی و فارسی لکھی جاتی تھی جو حقوق وغیرہ کی تشریح کے لئے عمدہ تھی مگر حال کے زمانہ نے پلٹہ کھا کر اس طریق کو دور کردیا مگر تا حال کوئی عمدہ طریق بجائے اُسکے قائم نہیں ہوا بعض تو بطریق متقدمین کا فذ لکھدیتے ہیں اور بعض انگریزی طریق اختیار کرتے ہیں - مگر وہ بھی پورا نہیں اور خاصکر طریق انگریزی دستاویزات کے لکھنے کا بہت عمدہ ہے اور اسمیں تشریح حقوق ایسی عمدہ طرح سے کی جاتی ہے کہ وہ عبارت حسب زمانہ حال کے ہوتی ہے اور اُس طریق سے اکثر پیچھے تنازعات کم پیدا ہو سکتے ہیں - اور ایک طریق جو عموماً اب جاری ہے وہ یہ ہے کہ اُردو میں اور اُردو بھی خام میں بلا سوچے سمجھے دستاویزات لکھی جاتی ہیں سے پیچھے جب تنازعہ ہوتا ہے تو طرح طرح کی حجت پیدا ہوتی ہیں - اس لئے غرض نمونہ جات بعض ضروری دستاویزات دینے سے یہ ہے کہ کسی طرح سے لوگ طریق تحریر اُردو میں اصلاح کرنے لگیں - مثلاً ایک شخص دوسرے کے پاس رہن آز کرنا چاہتا ہے تو قبل تحریر کے تحریر کنندہ کو یہ دریافت کرنا چاہیئے کہ آیا اُس کی نیت کیا ہے - آیا یہ نیت ہے کہ وہ اگر اقرار پورا نہ کرے - تو اُس کی جائداد متکفل سمجھی جاوے گی یا یہ اگر وہ کہے کہ ہاں کفیل سمجھی جاوے تو دریافت کرو کہ کونسی جائداد کیونکہ بعض صورتوں میں بہت سی جائداد اُس شخص کی ہوتی ہے اور بہت سی جائداد زائد از قدر مناسب سے متکفل قرار دینے میں بہت طرح کا دستاویز تحریر کنندہ کو نقصان پہنچ سکتا ہے کیونکہ بعد اُسکے وہ در اصل رہن دوسرا نہیں کر سکتا بشرطیکہ اُس کو ضرورت بھی پڑے اس لئے اُس سے دریافت کرلو کہ بصورت وعدہ خلافی

وہ کونسی جائداد ہے جو کفالت کے لئے مکتفی ہو - اور اُسپر کفالت سمجھی جاوے جب وہ بتا دیوے تو اُس کو بالتشریح لکھدو - اور نیز دیگر حال بھی مفصل دریافت کرلو - مثلاً ایک شخص جائداد بیع کرتا ہے - یا رہن ہی کرتا ہے - تو بہتر طریقہ پہلے یہ ہے کہ جس طرح سے وہ جائداد اُس کو حاصل ہوئی اُس سے دریافت کرو اور اس امر کو قبالہ مین تحریر کرو مثلاً فلان مکان جو مین نے بذریعہ قبالہ مورخہ فلان شخص سے خرید کیا ہوا ہے - اور جسمین کسی دوسرے کا حق نہین ہے یا کہ فلان مکان جو مجھکو بذریعہ وراثت فلان شخص متوفی کے حاصل ہوا جس کا مین تنہا وارث تھا یا مجھکو فلان زمین بذریعہ تقسیم وراثت جدی فلان تاریخ حاصل ہوئی وغیرہ وغیرہ اور پھر یہ جائداد پہلے میری طرف سے کسی شخص کے پاس رہن نہین ہے یا عورت کو مین نے حق مہر مین نہین دی ہوئی ہے وغیرہ وغیرہ اور پھر دریافت کرو - کہ آیا کیا کیا دیگر حقوق اُس مکان سے متعلق ہین مثلاً اُس کا پرنالہ و زمانہ دراز سے فلان شخص کے مکان مین سے ہوکر گذرتا ہے یا اُس کے دریچہ ملتے فلان مکان کے صحن مین مدت سے ہین یا دیگر حقوق متعلق اُسکے اگر لکھے جاوین تو بہت عمدہ ہے پھر اگر بیوہ عورت اہل ہنود یا مسلمان جس کا حق تا زندگی ہے جائداد کو بیع یا رہن کرنا چاہتی ہے تو چونکہ وہ بلا ضرورت رہن نہین کرسکتی اس لئے پہلے ضرورت دریافت کرلو کہ کیا ہے - اور اکثر جائز ضروریات یہ ہین شادی دختر ادائے قرضہ شوہری فعل بہ نیت رفاہ روح شوہر متوفی اور اگر آمد جائداد سے گذارہ نہوتا ہو تو برائے گذارہ تو ایسی صورت مین دستاویز مین با تصریح درج کردینا مرتہن یا مشتری کے لئے مفید ہے - یا مثلاً والدہ نابالغ از طرف نابالغ رہن یا بیع جائداد کا کرتی ہے تو اس مین بعض صورتون مین وہ کرسکتی ہے اور بعض مین نہین کرسکتی بڑا اصول اس کا یہ ہے کہ خاص فایدہ نابالغ کے لئے کرسکتی ہے مثلاً جائداد پہلے رہن ہے اور سود اِس قدر پڑتا ہے کہ اگر اُسی طرح سے ہے تو سود مین جائداد گم ہو جاوے گی - تو اگر فروخت کرنے سے ایک رقم معقول واسطے فایدہ نابالغ کے مل سکے

تو کر سکتی ہے تو ایسے امور بھی دریافت کر کے دستاویز مین درج کرنے ضروریات سے ہین*
مثلاً بیوہ عورت اہل ہنود اگر اپنے روحانی فایدہ کے واسطے اپنی کریا کرم پر خرچ کرے تو
بموجب فیصلہ چیف کورٹ جو ابھی مشتہر نہین ہوا ضرورت مین شامل نہین ہے - اور پھر چونکہ
ملک ہندمین اکثر ملک آئین مین کار بیع و شرا و دیگر معاہدات بذریعہ اہل وکالت پیشہ کے
ہونے لگ گئے ہین اور دراصل یہ کام بھی متعلق پیشہ وکالت کے ہے چنانچہ کل ملک یورپ
و دیگر مہذب ملکون مین یہ کام بذریعہ وکلاء کے ہوتا ہے جن کو ایک خاص نام سے پکارا جاتا
ہے - اس لئے اس کام کو جاننا بھی ضروریات سے ہے - مثلاً پہلے رہن یا بیع کی بابت
اکثر تنازعات ان کے متعلق یہ پیدا ہوتے ہین کہ وہ مکان کسی کے پاس پہلے ایک یا کئی دفعہ
رہن ہوا ہوا ہے - اور دراصل اگر پہلے رہن ادا نہ کئے جاوین تو اُس مکان مین کچھ بچتا
نہین ہے - مگر مالک دغا و فریب و دھوکا سے کسی ناواقف شخص کے پاس پھر رہن کرتا
ہے جس سے مرتہن کو آخر کار کچھ نہین مل سکتا - اور اُس کا روپیہ ضایع جاتا ہے اور چونکہ ایسے
راہن مفلس اور قلاش ہوتے ہین دوسری جایداد ہی نہین رکھتے کہ جس سے وہ مرتہن
بذریعہ دعوے ہرجانہ چارہ جوئی کرے - یا یہہ کہ مکان کو مالک نے پہلے ہی سے کسی کے پاس
زبانی بیع کر کر قبضہ دیا ہوا ہے - یا کسی کے پاس بیع ہی کیا ہوا ہے اور اُس کے ساتھ زر
معاوضہ کی بابت کچھ تقرار ہے مگر رجسٹری کرا دی ہوئی ہے - اور وہ اپنے خیال مین یہ سمجھتا
ہے کہ مین نے چونکہ روپیہ نہین لیا اسواسطے بیع ہی نہین کیا - حالانکہ یہ دونون قسم کی بیع
قانوناً جائز ہے - اور وہ مکان واپس نہین واپس ہو سکتے اور اگر روپیہ کی بابت دعوے
ہے تو وہ علیحدہ کر سکتا ہے - یا یہ کہ کسی تقسیم وراثت مین وہ مکان کسی اور کو مالک نے لکھکر
دیا ہوا ہے یا عورت کو حق مہر مین لکھکر کے دیا ہوا ہے یا کسی مال ضمانت مین مستغرق کرایا
ہوا ہے یا یہہ کہ بظاہر تو کل مکان پر قبضہ بایع کا چلا آتا ہے اور اگر اصلیت کو دیکھو تو بروے
وراثت اُس مین کئی حقدار ہین - مثلاً ہمشیرگان بایع یا اُس کے چچا بھتیجے وغیرہ اور جبتک

بائع اُس مکان مین رہتا ہے۔ وہ دعوے اپنا نہین کرتے۔ یا تو ایک دوسرے کا لحاظ ہے یا وہ بائع مفلس نادار ہے اور جب وہ بیع کرنے لگتا ہے تو کوئی بظاہر معترض نہین ہوتا۔ مگر جبکہ مکان کو اُس نے بیچ ڈالا اور روپیہ وصول پالیا۔ اور وہ رفو چکر ہوا۔ تو پھر تو عورت اُس کی و رشتہ داران اُس کے سب دعویدار بن جاتے ہین۔ اور وہ بھی چونکہ روپیہ تو کھا چکا۔ اور دیگر جائیداد کوئی نہین رکھتا۔ ہر ایک کے دعوے کا اقبال کرتا ہے اور مشتری کو نقصان پہنچتا ہے۔ یا مثلاً اراضی کی فروخت ہے۔ تو اُس مین بہ نسبت مکانات کے بھی زیادہ متنازعہ اور غور خشے ہوتے ہین۔ مثلاً پہلے کیئون کے پاس رہن ہونا یا ضمانتون مین مستغرق ہونا یا بیع ہونا یا بیع زبانی یا تحریری لکھنا۔ یا دوسرون کا حصہ دار ہونا۔ یا اس قسم کی موروثی کا ہونا جو بیع نہین ہوسکتی۔ چونکہ اکثر لوگ جبکہ وکیل کی معرفت خریدتے ہین۔ تو وہ وکیل سے یہ اُمید کرتے ہین کہ وہ ہر ایک پہلو کو سوچ سمجھکر جہانتک ممکن ہو وہ اپنے موکل کی حقوق حفاظت کرے گا۔ اسلئے بہتر طریقہ وکیل کیلئے اگر اُس کی معرفت رہن یا بیع ہو۔ یہ ہے کہ جیسے اب بھی بعض ملکون مین یہ طریق جاری ہے۔ کہ پہلے اُس زمین یا مکان کی بابت بارہ سال یا زیادہ کی کتب دفتر رجسٹرار کی جہانتک ایسے مکانون یا زمینون کی ایسی رجسٹری ہوتی ہے۔ پرتال کرلینی چاہئے۔ جس سے یہ امر صاف ہوجاویگا کہ اس عرصہ مین کیا کیا کاغذ اُس مکان کی نسبت تحریر ہوئے۔ جس سے ایک قسم کا علم پیدا ہوجاتا ہے۔ ایک تو یہ طریق اختیار کیا جاوے۔ دوسرے محلہ داران و نمبرداران اور ہمسایگان سے تواریخ اُس مکان یا زمین کی دریافت کرلی جاوے یعنے یہ مکان پہلے کس نے بنایا یا خریدا۔ اور اُس کے وارث کون کون ہے آیا اب اُن مین سے کون کون موجود ہے۔ اور وہ کیا کیا دعوے رکھتا ہے۔ اور پھر اگر ہوسکے اُن تمام کے جو کسی طرح کا دعوے اُس مکان سے رکھتے ہون۔ العبدین دستاویز پر کرائی جاوین کیونکہ اگر دستاویز پر اُنہون نے العبد کردی تو پیچھے اپنے وہ دعوے نہین

کر سکتے - یا جن کے نام کا پہلا کوئی رہن نامہ یا بیع نامہ ہو - اور بیان یہ کیا جاوے کہ وہ اپنا دعوےٰ چھوڑ چکے یا لے چکے - یا اگر وہ زوجہ ہے اور اس کے قبالہ مین مکان لکھا ہوا ہے - اور اب وہ خاوند کے رہن یا بیع کو منظور کر لی ہے تو ایسے شخصونکی بھی البعد کرانے سے بہت سے تنازعہ دور ہو جاتے ہین - اور ایک طریقہ مکانات اور زمین کی تاریخ دریافت کرنے کا یہ بھی ہے کہ راہن یا بائع کی جس شخص سے عناد ہو اُس سے حال دریافت کرنا - اور ایسے شخص اکثر کل حال تبلا دیا کرتے ہین - اور اُس اطلاع پر یہ سراغ لگا لینا - اور پھر اگر اُس بیع مین خطرہ دائری دعوےٰ شفع کا ہو اور شفیع اُسوقت اُس بیع کو اُس شخص کے نام بیع کا ہونا منظور کرے اپنے دعوے کو ترک کرے تو اولاً باظہار اس امر کے علیحدہ تحریر یا دستاویز پر دستخط کرانا اور یہ بھی یاد رہے کہ البعد کے ساتھ حلیہ مقر کا ضرور درج کرنا چاہئے - تاکہ پیچھے کوئی تنازعہ نہ ہے اور بعض بعض بڑے بڑے معاملہ مین اگر فوٹو دستاویز کے ساتھ شخص مقر کی شامل کرا دی جاوے تو مضایقہ نہین ہے ؛

نمونہ جات دستاویزات

(رہن آڑ) نمبر ۱ منکہ خالد ولد زید قوم خوش باش ساکن نشاط پور کا ہون ٭ تمام عالم پر جس کو موقع اس دستاویز کے ملاحظہ کا پڑے آشکارا ہو کہ مین نے مبلغ یکصد روپیہ نصف جس کا پچاس روپیہ ہوتا ہے مسمی فلان سے قرض لیا ہے اور سود اُسکا ایک روپیہ فیصدی مقرر کیا ہے جو مین ماہ باہ ادا کرتا رہون گا اور زر اصل معہ سود عرصہ دو ماہ مین واین مذکور کو ادا ئے کرو ون گا اور اگر میعاد مقررہ اصل و سود ادا نہ کرون تو میرا مکان واقع لاہور جس کی حدود مندرجہ ذیل ہیں - اور جو مین نے بالعوض چارسو روپیہ بذریعہ قبالہ مورخہ فلان شخص سے نقد خرید کیا ہوا ہے اور جو میری تنہا

ملکیت ہے اور وہ کسی دوسرے کے پاس بیع یا رہن نہین ہے اور نہ کسی اورکا اُسپر
مواخذہ ہے اور جو میرے قبضہ مین ہے اور رہن سمجھا جاوے گا اور مرتہن کو اختیار
ہوگا کہ اُس کو اپنے دعوے مین نیلام کراکر اپنا زر اصل و سود و خرچہ وصول کرے مجھکو کچھ عذر
نہوگا - تحریر بتاریخ ٭

(رہن منہ باقبضہ) منکہ خالد بن -

تمام اشخاص پر جن کو موقع ملاحظہ اس دستاویز کا پڑے آشکارا ہو کہ مین نے بصحت
و سلامتی ہوش و ہواس کے مبلغ دو صد روپیہ نصف جس کا یکصد روپیہ ہوتا ہے
مسمی سے قرض لیا ہے اور وہ کل بحضور صاحب رجسٹرار وصول پالیا ہے اور بالعوض
اُسکے موازی پانچ بیگہ اراضی واقع موضع - پرگنہ - تحصیل - ضلع جس کے نمبر مندرجہ
ذیل ہین اور جو میری کل ملکیت بلا شراکت کسی غیر شخص کے ہے اور جو اسوقت میرے
قبضہ مین ہے اور وہ پہلے اس سے کسی شخص کے پاس نہ رہن ہے نہ بیع ہے اور
نہ کسی طرح کا کسی شخص کا اُسپر مواخذہ ہے رہن باقبضہ کرکر قبضہ راہن کو دیدیا ہے اور
اقرار یہ ہے مرتہن قابض رہکر پیداوار کل اراضی مرہونہ کے بذریعہ خود کاشت یا
بذریعہ کسی مزارعہ کے کرا کر لیوے اور معاملہ سرکار ادا کرے یعنے حق پیداوار بعد
وضع معاملہ سرکار مرتہن کا ہوگا اور یہ بالعوض سود کے سمجھا جاوے گا اور بعد عرصہ
دو سال کے مین زر اصل ادا کرکے قبضہ اراضی مرہونہ مرتہن مذکور سے واپس
لے لونگا - تحریر بتاریخ ٭

(رہن منہ بیع بالوفا) منکہ عبداللہ ولد شمس اللہ ساکن قصبہ فراط پرگنہ و تحصیل و ضلع لاہو ہو کا ن
بذریعہ اس تحریر کے سب پر جنکو اس تحریر کی ملاحظہ کا اتفاق پڑے واضح ہو کہ مینے
مبلغ دو صد روپیہ کہ نصف جس کا یکصد روپیہ ہوتا ہے مسمی خالد بن فلان ساکن فلان
سے بطور قرض لیا ہے اور بالعوض اُس کے ایک قطعہ مکان پختہ دو منزلہ جسکے چار دریچہ

اور ایک پرنالہ شمال کی طرف منزل اول مین اور دو دریچہ اور ایک پرنالہ منزل ثانی
مین واقعہ ہین بطرف مشرق - اور پانی اس پرنالہ کا زمین سفید مسمی کلو خان ہمسایہ مین
زائد از مدت بیس سال گر کر گذرتا ہے اور یہ مکان مجھکو وراثت پدری مین سے حاصل
ہوا ہوا ہے - اور سوائے میرے کسی اور کا اس مین کوئی حصہ نہین ہے - اور نہ یہ مکان حین بنے
پہلے کسی کے پاس رہن یا بیع کیا ہوا ہے - اور یہ مکان کوچہ شاداب گذر سعادت خان
شہر لاہور مین واقعہ ہے اور حدود اربعہ اُس کی مندرجہ ذیل ہین - جنوبی - شمالی -
مشرقی - غربی - جنوبی مکان ارشد خان - مشرقی زمین سفید کلو خان - شمالی شارع عام -
غربی مکان زید * رہن بیع بالوفا کیا - شرائط رہن کی یہ ہین کہ عرصہ تین سال تک
مرتہن مکان مین قابض رہیگا اور کرایہ اُس کا بالعوض منافعہ کے حق مرتہن ہوگا - اور
اُس کو اختیار ہوگا کہ خواہ خود سکونت کرے یا دوسرا کرایہ دار رکھکر کرایہ لے - مین ،
اُسپر یہ کرایہ یا حق سکونت جایز و مباح کرتا ہون اور راہین عرصہ تین سال مذکورہ بالا کے
مجھکو اختیار ہے کہ مکان کو زر مرہونہ دیکر واگذار کرالون - اگر عرصہ مذکور مین مکان کو
واگذار نہ کراؤن تو یہ مکان بذریعہ اس اقرار بیع بالوفا کے بلاحاکر ملکیت مرتہن کا تصور
ہوگا - مجھکو یا میرے ورثا یا قایممقامان کو کوئی دعوے نہ رہیگا - دوسری شرط یہ ہے کہ جبتک
مکان رہن رہے گا مرمت شکست ریخت مکان کی میرے ذمہ ہوگی - اور اگر مین
بصورت اطلاع دینے راہن کے عرصہ معقول مین مرمت نہ کردن تو مرتہن کو اختیار
ہوگا کہ وہ اپنے پاس سے روپیہ لگاکر مرمت کرلیوے - اور روپیہ اُس کا میرے ذمہ
پڑے - تیسری اگر ایام بیع یا رہن مکان اگر جل جاوے یا بارش سے یا زلزلہ وغیرہ حوادث
سے منہدم ہو جاوے تو میرا ذمہ ہوگا کہ مین اُس مکان کو جیساکہ وہ اب ہے بنادون اگر
نہ بنادون یا یہ ثابت ہو کہ مکان میری خالص ملکیت نہین ہے تو مرتہن کو اختیار ہوگا
کہ زر رہن مجھسے وصول کرے - اگر مکان بصورت موجودہ قایم رہے تو مرتہن کو بغیر اختیار

نہیں ہے کہ بذات خود ذمہ وار گردانگر زرہن مجھسے اور دیگر میری جائداد سے وصول کرے - یعنے بصورت موجودہ مکان کے قایم رہنے مین مرتہن کا حق مکان پر ہی رہیگا میری ذاتی ذمہ واری ادائے رہن کی کسی طرح پر نہو گی - لہذا یہ چند کلمہ بطریق رہن نامہ بیع بالوفا کے لکھدیئے کہ سند ہو - تحریر بتاریخ +

(رہن نمبر ۱۲ بیکھا نکھی) - منکہ شہداب ولد موشاب ساکن خسرو آباد تحصیل وضلع فرخ نگر - بذریعہ اس تحریر کے بقائمی ہوش وحواس ودرستی عقل اقرار کرتا ہون اور لکھدیتا ہون کہ جو موازی چار بیگہ اراضی جس کے نمبر ذیل مین درج ہین اور جو مجھکو اپنے باپ کی پیدا کردہ وراثت مین حاصل ہوئی ہے اُسکو مین نے بالعوض دوسو روپیہ مسمی نور رنگ ولد ستر رنگ توم گلاب ساکن سرخاب کے پاس رہن لیکھا نکھی کی ہے اقرار یہ ہے کہ قبضہ اُس اراضی پر مرتہن کا رہیگا کل پیداوار اُس کی مرتہن تا ادائے زررہن معہ سود بحساب ایک روپیہ فیصدی لیتا رہیگا اور جب سود اور اصل پیداوار سے ادائے ہو جاوے گا تب زمین فک الرہن ہو جاوے گی اور مجھکو اختیار ہوگا کہ مین اُس کا قبضہ واپس لے لون اور ادائے اس زرہن اور سود مین میری ذاتی کوئی ذمہ واری نہو گی - تحریر بتاریخ فلان سنہ فلان +

(نمبر ۱۳ بیع نامہ بلا ذمہ واری) - منکہ وغیرہ -

جو کہ ایک قطعہ مکان دو منزلہ واقع لاہور محلہ زیر آب جسکی حدود مندرجہ ذیل مین مظہر ہے بذریعہ قبالہ مورخہ فلان مسمی زید سے بعوض دو صد روپیہ کے خرید کیا ہے اور جسکا قبضہ مین نے بذریعہ بیع کے حاصل کیا ہوا ہے - بالعوض مبلغ دو صد روپیہ کے جس طرح مین نے خریدا ہے اُسی طرح سے بدست خالد ولد وغیرہ کے بیع کر دیا اور مبلغ دو صد روپیہ روبروے صاحب رجسٹرار کے وصول پا لیا - اس مین شرط یہ ہے کہ جیسا مین نے خریدا ہے ویسا مین نے فروخت کر دیا مین کسی طرح سے خود ذمہ وار نہیں ہون اگر کسی طرح کا نقص

پیدا ہو تو وہ ذمہ مشتری کے ہوگا - تحریر صدر +

(بیعنامہ با قرار ذمہ واری) نمبر۶ منکہ فلان وغیرہ +

ایک قطعہ باغ جس میں ایک بیگہ زمین ہے اور جس پر درخت آم و آڑو و سیب لگے ہیں اور نمبر زمان زیر باغیچہ مذکور مندرجہ ذیل ہیں واقع موضع غیر آباد تحصیل و ضلع ہوشیار پور میری ملکیت ہے اور مجھکو بزرگان سے حاصل ہوئی ہوئی ہے اور سوائے میرے اس میں کوئی دوسرا حصہ دار نہین ہے اور نہ یہ کسی ضمانت یا کسی ذمہ واری مین مستغرق ہے اسکو مین نے بالعوض مبلغ پچاس روپیہ پاس مسمی خوشاب ولد وغیرہ بیع قطعی کردیا ہے اور قبضہ مشتری مذکور کو دیدیا ہے اور مبلغ پچاس روپیہ روبروے صاحب رجسٹرار وصول پالیا ہے و اقرار یہ ہے کہ مین ذمہ وار ہون کہ کسی طرح کا میرے حق مین نقص نہین ہے اگر کسی طرح کا کوئی نقص پیدا ہو یا کوئی وارث یا حصہ دار پیدا ہو تو مین نقصان اُس کا مشتری کو بھر دونگا لہذا این چند کلمہ بطور بیعنامہ یا قرار ذمہ واری لکھدیئے کہ سند رہے تحریر بتاریخ

(بیعنامہ دیگر اقرار سے مشروط) نمبر۷ منکہ وغیرہ وغیرہ +

چونکہ ایک قطعہ مکان دو منزلہ واقعہ لاہور قطب پورہ جس کی حدود اربعہ مندرجہ ذیل ہین اور جس کا بدررو دوسرے مکان مین سے جو طرف شمال کے ہے گذرتا ہے اور جو مکان میری خاص ملکیت زرخرید بذریعہ قبالہ مورخہ فلان کے ہے اُس کو مین نے بالعوض دو صد روپیہ پاس مسمی شادی خان کے فروخت کردیا ہے اور زر مذکور کل وصول پالیا ہے اور اسمین شرط یہ ہے کہ بدررو اس مکان کا شمال کی طرف میرے دوسرے مکان مین سے جاتا ہے جاری رہنے دونگا اگر اس مین کچھ روک کرون تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ بیع کو فسخ کرکر زر بیع مجھسے معہ ہرجانہ وصول کرے یا اپنے حق گذرنے پانی بدررو کو بذریعہ عدالت ثابت کراوے - تحریر بتاریخ +

(تملیک نامہ) نمبر۸ منکہ وغیرہ وغیرہ +

جو ایک قطعہ مکان میرا واقع شہر فرخ نگر کوچہ زرخیز بحدود مندرجہ ذیل تین منزلہ ہے اور جو مجھکو وراثت اپنے والد سے حاصل ہوا ہوا ہے وہ مین نے اپنی زوجہ سماۃ پیاری جان کے نام تملیک کر دیا ہے یعنے اُس کی ملکیت قرار دیدی ہے اُسکو اختیار ہے کہ اُس مکان میں خود رہے یا کرایہ پر دیوے مگر اُس کو بیع و رہن کا اختیار نہین اور بعد وفات اُس کے یہ مکان حق اُس کی اولاد کا ہوگا - لہذا یہ تملیک نامہ لکھدیا کہ سند رہے - تحریر بتاریخ +

نمبر۹ (متبنیٰ نامہ)

منکہ وغیرہ وغیرہ +

چونکہ مین اب عمر رسیدہ ہوگیا ہون یعنے عمر ساٹھ سال سے گذر گئی ہے اور اب تک میرے گھر مین کوی بھی اولاد نہین ہوئی اور چونکہ مین نے مسمی ضیاء اللہ ہمشیرہ زادہ اپنے کو خورد سال سے بطور فرزند کے پرورش کیا ہے اب بذریعہ اس تحریر کے مشتہر کرتا ہون کہ وہ میرا متبنیٰ جایز و صحیح ہے اور بعد میری زندگی کے بطور فرزند صُلبی میری جائداد کا مالک سمجھا جاوے - لہذا یہ چند حروف بطور متبنیٰ نامہ کے لکھدیئے کہ سند ہو - تحریر بتاریخ +

نمبر۱ (اختیار متبنیٰ کرنے کا)

منکہ وغیرہ وغیرہ +

چونکہ مین اب عمر رسیدہ ہوگیا ہون یعنے عمر ساٹھ سال سے گذر گئی ہے اور کوئی اولاد صلبی میرے پیدا نہین ہوئی ہے اور نہ اب اُمید باقی ہے اور اسوقت بیمار ہون اور کوئی امید زندگی کی نہین ہے مگر حسب رسوم میرے مذہب کے یہ ضروری ہے کہ میری کریا کرم کے واسطے کوی میرا فرزند صُلبی یا متبنیٰ ہو اب وقت ایسا نہین ہے کہ مین خود انتخاب کرسکون اس لئے اپنی زوجہ سماۃ کو یہ اختیار دیتا ہون کہ وہ میرے پیچھے جس کو چاہے حسب رسم و رواج اپنی قوم کے متبنیٰ قرار دے اور جس کو وہ متبنیٰ قرار دے وہ میرا پسر متبنیٰ قرار پاوے گا اور بطور پسران صُلبی کے میری جائداد کا وارث ہوگا لہذا یہ چند حروف بطور اختیار متبنیٰ کرنے کے لکھدیئے کہ سند رہے - تحریر بتاریخ +

راہن بطریق انگریزی باختیار بیع - آج بتاریخ یہ دستاویز مابین زید راہن فریق اول اور مرتہن فریق دوئم اس امر کے اظہار کرنے کے واسطے لکھی گئی ہے کہ بالعوض مبلغ یکصد روپیہ کے جو آج کی تاریخ زید کو خالد نے دیا ہے - اور جس کی وصولی زید بذریعہ اس دستاویز کے قبول کرتا ہے - زید مذکور اپنی طرف سے اور اپنے منتقلان و مہتمان کی طرف سے خالد مذکور کے ساتھ اقرار کرتا ہے کہ خالد مذکور خود اُس کے ورثا اُس کے ولی منتقلان کو مبلغ یکصد روپیہ بتاریخ فلاں معہ سود بحساب ایک روپیہ فیصدی یا سالانہ فیصدی کے حساب سے بلاکسی تمیز کے ادائے کرے گا - اور یہ دستاویز یہ بھی ظاہر کرتی ہے کہ زید بذریعہ اس دستاویز کے موازی پانچ بیگہ اراضی واقع موضع فلاں کا معہ حقوق قبضیت و موروثیت خالد کے سپرد کرتا ہے - جس کا نقشہ اس کے ساتھ منسلک ہے اور جس کی تشریحات منسلکہ مین درج ہے - اور اس مین تمام حقوق شاملات حقوق راستہ وحقوق روشنی حقوق پانی اور حقوق کھال اور دیگر حق حقوق وحقوق آسائش و فوائد و دیگر متعلقات جو کسی طرح سے جائداد مذکور سے تعلق رکھتے ہون - یا کسی طرح سے عملی طور پر استعمال کئے جاتے ہون یا بطور جزو جائداد مذکور مشتہر ہون - تاکہ مرتہن زمین مذکور کو استعمال کرے اور اسی طرح سے اُس کے ورثا یا منتقل علیہ استعمال کرین - پھر یہ اقرار ہے کہ اگر زید یا اُس کے وارث یا ولی یا مہتمم تاریخ مقررہ صدر پر روپیہ متذکرہ بالا معہ سود بحساب مقررہ ادائے کر دین تو خالد یا اُس کے وارث یا ولی یا مہتمم اُس جائداد کو واپس دیدینگے - اور اگر تاریخ مقررہ مین روپیہ نہ دلوین تو بعد اُس کے خالد یا اُس کے وارث یا ولی یا مہتمم یا منتقل علیہ یہ اختیار رکھتے ہین کہ جائداد مرہونہ کو کلاً یا جزواً کل کو یا چند ٹکڑون مین تقسیم کرکے بذریعہ نیلام عام یا بیع خانگی کے بیع کر ڈالین - یا خود خرید کرین - یا بیع کو منسوخ کرکے دوبارہ نیلام کرین اور اُس نقصان کے جو اُن کو اس طرح سے ہوگا ذمہ وار نہ ہون گے - اور ان کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ دستاویز بیع نامہ شخص خریدار کو لکھدیوین - جیسا کہ وہ مناسب سمجھین

مگر اس مین شرط یہ ہے کہ قبل فروخت کے زید یا اُس کے ورثاء یا ولیان یا مہتمان یا منتقل علیہ کو ایک نوٹس تحریری اس طرح کا کہ اگر وہ زر اصل و سود چھ ماہ کے اندر ادائے نہ کرینگے - تو جائداد اُن کی فروخت کی جاوے گی - دین - مگر جبکہ جائداد حقیت اختیارات مصرح بالا کے بیع کی جاوے تو خریدار اس کا اس امر کا ذمہ وار نہوگا - کہ وہ دریافت کرے کہ آیا نوٹس دیا گیا ہے کہ نہین - یا زر رہن ادائے ہو چکا ہے یا نہین - یا کسی طرح کا نقص بیع مین ہوا ہے یا نہین - غرض کہ خریدار جائداد اس قسم کے نقصون سے بری رہیگا - نیز اس کی بیع بسبب نہ جاری کرنے اطلاع نامہ یا ادائے ہو جانے زر رہن یا بے ضابطگی کے ناجائز نہ قرار دی جاوے - اور جو روپیہ کہ بیع سے حاصل ہوگا - وہ خالد یا اُس کے ورثا یا ولی یا مہتم اول ادائے اخراجات بیع مین خرچ کرینگے - اور دوئم زر اصل و سود جو اُن کا واجب ہو اُس مین ادائے کرینگے - اور بشرطیکہ مرتہن مذکور کسی طرح کا ذمہ وار اُس نقصان کا نہوگا - جو اختیارات بیع کے استعمال کرنے مین واقعہ ہون +

نمونہ نمبر ۱۲ مال ضمانت منکہ فلان وغیرہ +

جو کہ مسمی الٰہی بخش نے مسمی نور الدین ولد جمال الدین قوم راجپوت ساکن امیرپور کو اپنے حساب کتاب کے لکھنے اور رقومات وصول کرنے کے واسطے نوکر رکھا ہے تو مین نور دین کی طرف سے الٰہی بخش کے پاس یہ ضمانت کرتا ہون کہ پانچسو روپیہ تک مین اس طرح سے ذمہ وار ہون کہ اگر وہ کوئی روپیہ الٰہی بخش کا خورد برد کر جاوے - اور اُس کے ذمہ ثابت ہو جاوے تو مین بجد تعداد متذکرہ بالا خود ادائے کر دون گا اس مین کوئی حجت و حیلہ نہ کرون گا لہذا یہ مال ضمانت لکھدی کہ سند رہے - تحریر بتاریخ +

نمونہ نمبر ۱۳ حاضری ضمانت - منکہ فلان وغیرہ +

جو کہ مسمی کرم الٰہی بمقدمہ الف دین مستغیث علت حملہ مین بعدالت صاحب اسسٹنٹ کمشنر ماخوذ ہے اور اُس سے حاضر ضمانت تعدادی یکصد روپیہ مطلوب ہے اس لئے مین

اُس کی طرف سے حاضر ضامن ہوکر اقرار کرتا ہون کہ تا دائری مقدمہ مذکور وقت طلبی عدالت حاضر عدالت ہوگا اگر وہ حاضر نہو تو مین یکصد روپیہ اپنی گرہ سے ادائے کر دون گا۔ لہذا این چند حروف بطور حاضر ضمانت کے لکھدیئے کہ سند رہے۔ تحریر بتاریخ

نمونہ نمبر ۱۴۔ مختارنامہ عام۔ منکہ فلان وغیرہ وغیرہ

بذریعہ اس تحریر کے مین مسمی خالد کو اپنا مختار عام بشرایط ذیل مقرر کرتا ہوں۔ اول کہ وہ میری طرف سے کل مقدمات مین جو غیر ضلعون مین دائر ہون پیروی و جوابدہی کرے اور دوسرے روپیہ زر ڈگریات جو میرے حق مین ہون۔ وصول کرے۔ سوم جب کسی مقدمہ مین ضرورت کسی وکیل عدالت یا مختار عدالت کی پڑے تو اُس کو اختیار رہے کہ وہ میری طرف سے کسی شخص کو وکیل یا مختار مقرر کرے مجھکو ساختہ پرداختہ اُس کا ہر طرح سے منظور و قبول ہوگا۔ لہذا یہ چند کلمہ بطور مختارنامہ علیہم کے لکھدیئے کہ سند رہے۔ تحریر بتاریخ

نمونہ نمبر ۱۵۔ اقرارنامہ تقرری منصفان بطور خانگی۔ زید و خالد ساکنان وغیرہ۔

چونکہ مسمات زینب فوت ہوگئی ہے اور وہ جائداد سکنی و نقدی چھوڑ گئی ہے چنانچہ تفصیل اُس کی یہ ہے کہ ایک مکان واقعہ کٹڑہ شیر خان اور ایک مکان واقعہ کٹڑہ خوشحال ہے اور مبلغ ایکہزار روپیہ بنک تجارت مین جمع ہے اور ہم دونون مین تنازعہ یہ ہے کہ مین زید تو کہتا ہون کہ اُس کا وارث مین ہون۔ اور مین خالد کہتا ہون کہ مین وارث ہون اس نزاع کے فیصلہ کرنے کے لئے ہم دونون نے مسمیان شہاب و مہتاب کو منصف خانگی اور شہامت کو سرپنچ مقرر کیا ہے مگر ہر دو منصفان بالاتفاق رائے فیصلہ کرین در ہم مین سے کسی ایک شخص کو وارث قرار دین۔ تو بہتر اور اگر اُنکی رائے مین اختلاف ہو تو پھر سرپنچ کو شامل کرکے فیصلہ کرین جس منصف کی رائے کے ساتھ سرپنچ اتفاق کرے۔ وہ فیصلہ کثرت رائے تصور کیا جاوے گا یعنے جو فیصلہ ہر دو منصفان بالاتفاق یا ایک منصف اور سرپنچ کرین وہ ہم دونون کو منظور و قبول ہوگا کسی طرح سے

ہم انحراف نہ کرینگے لہذا یہ چند حروف بطریق اقرار نامہ تقرری منصفان لکھدیئے کہ سند رہے - تحریر بتاریخ +

نمونہ نمبر ۱۶- اقرار نامہ ادائے خدمت بموجب ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۵۹ء - منکہ فلان بن فلان وغیرہ وغیرہ میں نے مبلغ یکصد روپیہ مسمی نور الدین کارخانہ دار وریائی بافی سے لیا ہے اس شرط سے کہ جس قدر اُجرت مین کرون گا نصف تو نقد ہر روز یا ہفتہ وارے لیا کرون گا اور نصف اس رقم یکصدروپیہ مین مجرا دوں گا تا ادائے مبلغ یکصد روپیہ اس کارخانہ مین کام کرتا رہون گا - اگر بلا ادائے روپیہ متذکرہ بالا بطریق بالا کارخانہ کو چھوڑ کر چلا جاؤن تو نور الدین مذکور کو اختیار ہے کہ مجھسے یہ مجاوزہ بیرا حسب منشاء ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۵۹ء پورا کرلے مجھکو کچھ عذر وحیلہ نہوگا - لہذا یہ اقرار نامہ لکھ دیا کہ سند رہے - تحریر بتاریخ +

نمونہ نمبر ۱۷- اقرار نامہ شاگردی - منکہ سائیں سہر پلا ولد کشمیر ساکن وغیرہ وغیرہ - مین نے اپنے فرزند مسمی بھاگا کو جس کی عمر اسوقت گیارہ برس کی ہے مسمی اسن گھڑی ساز کے پاس واسطے پانچ سال کے شاگرد بٹھلایا تاکہ کام گھڑی سازی وہ اس سے سیکھے - اور اُستاد اسن کو یہ بھی اختیار ہے بشرط ضرورت اُس کو تنبیہ مناسب بطور میرے دیوے - اور مواجب کی بابت یہ اقرار ہے کہ ایکسال تک اُستاد اُس کو کچھ نہ دے گا اور دوسرے سال مین دو روپیہ ماہواری اور تیسرے سال مین تین روپیہ ماہواری اور چوتھے سال مین چار روپیہ پانچوین سال مین پانچ روپیہ دیگا اور بعد پانچ سال کے میرے بیٹے کو اختیار ہوگا کہ جہاں چاہے کام کرے - اس پانچ سال تک یہ اقرار نامہ بموجب ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۵۰ء نافذ سمجھا جاوے گا - اور شاگرد اور اُستاد کو موجب منشاء ایکٹ مذکور کے استغاثہ وغیرہ کا بصورت ضرورت کے اختیار ہوگا - لہذا یہ چند حروف بطریق اقرار نامہ شاگردی زیر ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۵۰ء لکھدیئے کہ سند رہے - تحریر بتاریخ +

نمبر ۱۸۔ کرایہ نامہ۔ منکہ فلان وغیرہ +

مین نے ایک مکان دومنزلہ واقع کوچہ ہریال مسمی رزال مالک مکان سے بتقرر کرایہ دو روپیہ ماہواری لیا ہے واسطے عرصہ گیارہ ماہ کے۔ اقرار یہ ہے کہ کرایہ ماہ بماہ دیتا ہونگا۔ اور مرمت شکست ریخت مکان کی ذمہ مالک کے ہوگی مگر مین کسی طرح سے عمداً نقصان مکان کو پہنچاؤن تو مین اُس کا ذمہ وار ہون گا۔ اس لئے کرایہ نامہ لکھدیا کہ سند رہے۔ تحریر تاریخ +

نمبر ۱۹۔ پٹہ۔ منکہ فلان وغیرہ وغیرہ +

مین نے موازی ۵ گہماؤ اراضی جس کے نمبر ذیل مین درج ہین واقعہ موضع پرگنہ تحصیل و ضلع مسمی فناہ مالک زمین مذکور سے واسطے دوسال کے کاشت کو لی ہے۔ اقرار یہ ہے کہ ہر سال مبلغ پچاس روپیہ بالمقطع مالک کو لگان ادا کرتا رہون گا۔ اور جو درخت کہ مین لگاؤں اُن کی بابت جب مین زمین کو چھوڑون تو میرا کوئی حق معاوضہ کا نہوگا۔ اور سوائے پچاس روپیہ لگان مقررہ کے فی فصل ربیع دو کنال خوید گندم مالک کو دیا کرون گا اور خریف مین چار پشتارہ چری بھی مالک کو علاوہ لگان مقررہ کے دیتا رہون گا اس لئے یہ پٹہ لکھدیا کہ سند رہے تحریر تاریخ

باب دہم

فرائض جج و طریق کارروائی

چونکہ ملک یورپ مین اور خصوص تمام مہذب ملکوں مین بعد تجربہ زمانہ دراز کے یہ

ثابت ہوا ہے۔ کہ کوئی شخص عمدہ جج نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ اُس نے پہلے تعلیم بطور وکیل کے نہ پائی ہو۔ اور پھر ایک مدت تک پیشہ وکالت نہ کر لیا ہو۔ کیونکہ پیشہ وکالت کرنے سے ایک تو قانونی تجربہ پورا ہو جاتا ہے۔ اور دوسری خلقت کا علم طریق برتاؤ اور ہر قسم کی شہادت سے آدمی پورا پورا آگاہ ہو جاتا ہے۔ یعنے کہ کسی طرح سے لوگ مقدمات دائر کرتے اور جوابدہی کرتے ہیں۔ اور کس طرح سے شہادت پیدا کرتے یا دیتے ہیں۔ اور کس کس موقع پر وہ کیا کیا کارروائی کرینگے۔ وغیرہ وغیرہ جس سے اُس کے پاس پورا مادہ اس قسم کا جمع ہو جاتا ہے کہ اگر اُس کے سامنے کوئی مقدمہ فیصلہ کے لئے پیش کردین۔ تو بہ نسبت اُس شخص کے جس کو اِس طرح کا تجربہ نہو بہت سہولیت سے وہ فیصلہ کر سکتا ہے۔ کیونکہ اُس کو ایک تو مزاج انسان سے بہت واقفیت ہوتی ہے۔ اور دوسرے وہ قسم گواہان اور اُن کے طریق چلن سے آگاہ ہوتا ہے۔ اس لئے جوڈیشل کام کے واسطے اکثر تجربہ کار وکلا ہی مقرر کئے جاتے ہین۔ اور ہندمین بھی اکثر صوبجات مین اُن کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اور اب تو خاصکر رپورٹ سول سروس کمیشن پر صاحب سیکرٹری آف سٹیٹ ہند نے اُنکا جوڈیشل عہدون مین خاص حصہ مقرر کر دیا ہے۔ اور چونکہ اس پیشہ سے پھر جج ہونے کی اُمید ہوتی ہے۔ اور بہت صاحب ہو بھی گئے۔ اور ہوتے جاتے ہین۔ اس لئے چند الفاظ در باب طریق کارروائی وسلوک خلایق و فرائض منصبی جج کی نسبت تحریر کرنا ضروریات سے ہے۔ اس لئے ذکر کیا جاتا ہے۔ کہ اگرچہ فرائض جج اسقدر وسیع ہین کہ دفعتاً کل کو جمع کرنا ایک امر محال ہے۔ مگر اسوقت تھوڑا سا لکھا جاتا ہے۔ اول تو جج کو انصاف بے رو و رعایت کرنا یعنے کسی فریق کا کسی طرح سے طرفدار نہونا۔ بلکہ کسی قسم کا لحاظ نہ کرنا۔ یہان تک جیسے ایک مثال اہل اسلام کی ہے۔ کہ ایک شخص قاضی یعنے حسب زمانہ حال جج تھا۔ اور وہ فوت ہو گیا۔ اُس کے بیٹے نے اُس کو خواب مین دیکھا۔ کہ اُس کی ایک آنکھ کو سانپ چمٹا

ہوا ہے۔ اور کہتا جاتا ہے۔ بیٹے نے پوچھا کہ اس کا کیا سبب ہے۔ جواب دیا کہ مین جب ایک مقدمہ فیصلہ کر رہا تھا۔ اُسوقت دھوپ تیز تھی۔ اور فریقین دھوپ مین کھڑے ہوئے تھے۔ ایک فریق کو مین جانتا تھا۔ مین نے آنکھ سے اُس کو اشارہ کیا۔ کہ سایہ مین ہو جاؤ۔ سو اس رعایت کے سبب مجھکو یہ سزا ملی ہے۔ اگرچہ مقدمہ تو مین نے بروے انصاف فیصلہ کیا تھا۔ دویم وقت فیصلہ عدالت کے اپنے دل مین یہ تصور کر لینا کہ مین ایک غیر شخص اور غیر دنیا کا ہون۔ آسمان سے فیصلہ کرنے کو آیا ہون۔ نہ مین اس دنیا کا کوئی مذہب رکھتا ہون۔ اور نہ میرا کوئی اس دنیا سے علاقہ ہے۔ جیسے نہ تو میری اس دنیا مین کوئی جائداد ہے۔ نہ میرا کوئی رشتہ دار ہے۔ اور نہ مجھکو کوئی شخص اس دنیا کا کیا حکام کیا رعایا رنج پہنچا سکتے ہین۔ مین نے یہ مقدمہ فیصلہ کرکے آسمان کو واپس چلا جانا ہے۔ کیونکہ ان خیالات سے بہت سے مقدمات انصاف کو نہین پہنچتے۔ اس کی تشریح کرنے کو نہایت طوالت مطلوب ہے۔ مگر تھوڑا سا لکھتا ہون۔ مثلاً بعض حکام جب ایک خاص مذہب رکھتے ہین۔ تو وہ بطریق معمولی جو فریق اُن کا ہم مذہب ہوتا ہے اُس کی رعایت کرنے کی طرف راغب ہو جاتے ہین۔ اور وجہ اُس کی دراصل بعض اوقات تو یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ سمجھتا ہے۔ کہ جو میرا مذہب ہے۔ وہ ہی راست ہے۔ اس واسطے میرے مذہب کا آدمی جو کہتا ہے۔ وہ سچ ہے۔ اور چونکہ اُس کو دوسرے اہل مذاہب مکروہ معلوم ہوتے ہین۔ وہ اگر راست بھی بیان کرین تو وہ اُن کی راستی کی طرف بنظر غور نہین دیکھتا۔ جو تعصب اُس کے دل مین چھایا ہوا ہے اُسی خیال مین اُن کی راستی بھی اُس کو دروغ ہی معلوم ہوتی ہے۔ اور پھر اکثر اگر ایک فریق اُس کا کچھ رشتہ دار ہے۔ یا کسی رشتہ دار کا وہ دوست ہے۔ تو اُس کا لحاظ ہی نہ صرف اسی واسطے اُسکو کرنا پڑتا ہے۔ کہ وہ رشتہ دار یا اُس کا دوست ہے۔ بلکہ بعض صور تو مین وہ مجبور ہوتا ہے مثلاً دنیا کا یہ حال ہے کہ حاکم کے رشتہ داران کو تلاش کرتے بلکہ اُسکی سعی

اور اُس کی ہمشیرہ اور بیٹی تک سفارش کے واسطے لاتے ہین۔ اگر وہ ان کی نہ ملنے تو صدہا طرح کا اُس کو زیان اُٹھانا پڑتا ہے۔ مثلاً کسی طرح کے دعاوی جو کبھی نہوتے۔ اگر رشتہ داران مین صلح رہتی دایر ہو جاتے ہین۔ یا کوئی اُس مین نقص ہے وہ کبھی آشکارا نہوتا۔ اگر اُس کے رشتہ دارون سے ناراضگی نہوتی۔ اور یہ ہی صورت ہمسائیگان کی ہے کہ اگر اُن کی بات یا سفارش کو نہ مانئے تو اُون سے ہمیشہ کی عداوت پڑ جاتی ہے۔ لوگ عموماً یہ نہین سمجھتے۔ کہ اُس کا فرض بے رو و رعایت انصاف کا ہے بلکہ وہ اپنے ہی فائدہ کو مدنظر رکھتے ہین۔ جب اُن کی بات نہ مانی گئی۔ تو صدہا قسم کے دروغ الزام وراست الزام جو اس زمانہ مین بے تعداد ہین۔ اُٹھاتے ہین۔ پھر اس زمانہ مین کون فرشتہ ہے۔ کہ جو اُس سے کوئی غلطی قانونی نہو۔ جبکہ کوڑا پھینکنے اور پیشاب کرنا اور بے موقعہ جانور حلال کرنا یا بعض جگہ حقہ پینا وغیرہ وغیرہ جُرم ہین غرض کہ سیاہ طرف خلایق مین یہ عادت ہوگئی ہے کہ اگر کوئی مقدمہ اُن کا ہو تو وہ اُس کو جیتنے کے لئے کوئی امر خواہ وہ کیسا ہی زبون ہو اپنے حق مین فیصلہ کرانے کے لئے نہین چھوڑتے۔ مثلاً اگر وہ مدعا علیہ یا ملزم ہین تو پہلے مدعی کو اپنے قابو مین لانے کے واسطے زر سے اُس کے رشتہ داران اور اُس کے مرشد یا پیر کی صدہا طرح کے تردد کر کر سفارش لاتے ہین۔ اور پھر خود یا اُن کی مستورات مدعی کی مستورات کے پاس جا کر صدہا طرح کی منت و سماجت کرتی ہین۔ روتی ہین۔ پڑی رہتی ہین۔ اور نہین جاتیں جبتک اپنا مطلب نہ نکلے۔ پھر اُس کو اگر رسائی کسی شخص عہدہ دار تک ہووے۔ تو اُس سے سفارش کرلتے۔ بلکہ صدہا کوس سے پتہ لیکر اُس کے رشتہ دارونکو یا علاقہ دارون کو لاتے ہیں اگر اِس سے کام نہ نکلا۔ تو زر دیکر۔ اگر زر سے کام نہ نکلے۔ کسی عورت کو بھیجکر پھسلانا۔ یا اگر کسی عورت یا فاحشہ سے اُس کی دوستی ہو تو اُس سے اُسکو مجبور کرانا۔ یا کوئی مقدمہ کسی اور فریق سے یا اپنی طرف سے سچا یا جھوٹا دایر کرانا جس سے وہ پیچ مین

آگر دعوے یا استغاثہ سے دست بردار ہوجاوے - بالفرض وہ اگر کسی طرح سے قابو
مین نہ آوے - تو پھر وہ ہی طریق گواہان سے کرتے ہین - یعنے سفارش وغیرہ جیسے
اوپر لکھا گیا یا طمع زر دنیا وغیرہ وغیرہ سے - اور اِس حکمت ناجایز سے سو مین سے پچاس
مین تو وہ اکثر کامیاب ہوجاتے ہین - اگر اس طرح سے ناکامیاب ہوے تو وہ ہی شیوہ
حاکم سے برتنا شروع کرتے ہین - یعنے اُس کے رشتہ داران یا زر خرچ کرنے سے یا
کسی اُس کے افسر سے اگر موقعہ لگا تو سفارش وغیرہ کرانے مین مصروف ہوتے ہین
اس لئے بہتر طریقہ خصوص جج ہندوستانی کے لئے تو یہ ہے کہ وہ حتی المقدور اپنے وطن
مین یعنے جہان وہ پیدا ہو - اور جہان لوگون سے اُس کا زیادہ تعارف ہو یا جہان
اُس کے زیادہ رشتہ دار ہون - کام کرنے سے جہان تک ممکن ہو - پرہیز کرے - بلکہ حکام
سے درخواست کرکے تبدیلی کرلئے اگر ایسا نہو سکے - تو پھر جیسا مین نے اوپر ذکر کیا - اپنے
آپ کو نازل آسمانی تصور کرکے کسی کی نہ سنے - اور پورا انصاف کرنے کی کوشش کرے کیونکہ
جب ایک دفعہ اُس نے یہ طریق اختیار کرلیا - تو تھوڑی دیر تک البتہ اُس کو تکلیف
ہوگی - رفتہ رفتہ لوگ اُس کے مزاج سے واقف ہوتے جاوین گے - اور پھر کسی امر ناجائز
کی جُرات نکرینگے - کیونکہ اُس کو یہ سمجھنا چاہئے - کہ زندگی اُس کی چندروزہ ہے - اور
بعد اُس کے اُس کو اپنا حساب دینا ہے - اور پھر اُس کو حکام سے عزت حاصل ہوگی
اور ترقی کی بھی زیادہ اُمید ہوگی - دوم - جج کا فرض یہ ہے کہ وہ اُن سے جن کو
اُس سے کام پڑتا ہے باخلاق و بالفاظ بلایم پیش آوے - مثلاً وکلا سے اہل مقدمہ سے
عملہ سے کیونکہ یہ طریق حصول ہر دل عزیزی و ترقی مدارج و حصول نعمت عقبیٰ ہے -
مثلاً جب کسی مقدمہ مین کوئی وکیل آیا - اور فرض کرو کہ اُس نے یہ دریافت کیا - کہ میرا مقدمہ
کس وقت پیش ہوگا - تو بعض سخت مزاج اس طرح سے کہدینگے - کہ کیا معلوم کب پیش
ہوگا - یا یہ کہ فہرست باہر لگی ہوئی ہے - دیکھ لو کہ کب ہوگا - مگر ملایم مزاج فہرست کو اُسکے

سنانے پہنچینگے - اور کہین گے کہ آپ کے مقدمہ کا پانچوان نمبر ہے - دیر مین ہوگا - مگر
اگر آپ کو کسی اور جگہ کام ہے - تو مین اُس کو پہلے ہی سماعت کرونگا - یا بہر حال تمہارا
مقدمہ بعد دوپہر سُنونگا - جب تک تم اپنا دوسرا کام کر آو - اِس سے وہ وکیل خوش
ہوجاویگا - اور اپنے ہمسرون سے گفتگو کرے گا - جسمین بعض ایسے ہین - کہ اعلے حکام
سے موقعہ گفتگو ہر روزہ رکھتے ہین کسی موقع پر وہ ایسا ذکر ہی کردین گے - جس سے
تمہاری نسبت خیال اعلے افسران عمدہ ہوجاوے گا - اور پیشہ وکالت بھی ایک
خاص دنیا ہے - اس مین تمہارا نیک نام ہونا کچھ ہلکا نہ سمجھو - ہان مین یہ ضرور
کہتا ہون - کہ اگر اُس کا مقدمہ پہلے سننے سے کسی اہل مقدمہ کا خاص نقصان ہوتا ہو
تو نہ سنو - مگر پھر بالفاظ ملایم پیش آو - اور پھر سخت زبانی سے کئی دفعہ مقدمات تمہارے
پر برپا ہوجاتے ہیں - مثلاً تمنے سخت کلامی کی - دوسرے کا بھی مزاج گرم ہوا - قصہ بڑھتے
بڑھتے کیا معلوم کیا ہوجاوے گا - اور خصوص حکام ماتحت چیف کورٹ پنجاب کی [illegible]
تو عدالت ہائے ماتحت کے لئے ایک نظیر ہین - جب وہان کے حکام وکلا سے دوستانہ
پیش آتے ہین - اور اُن کی سہولیت کے واسطے مقدمات آگے پیچھے سننے یا رکھدینے
سے اُن کو خوش کردیتے ہین - بلکہ التوا تک سوار کھتے ہین - تو چہ جائیکہ ماتحت اُن سے
وہ سلوک نہ کرین - جو حکام بالا کرتے ہین - اگرچہ مین تجربہ سے جانتا ہون - کہ اکثر حکام
بطریق ملایم سلوک کرتے ہین - مگر امورات بالا نوآموزون اور سخت مزاجون کی [illegible]
کے لئے درج کئے جاتے ہین - اور پھر رعایا یا اہل مقدمہ سے اِسی طرح کا سلوک عمدہ ہے
کہ ہر ایک شخص سے بالفاظ ملایم پیش آنا - اور ہر ایک کو اپنی منشاء سے بالفاظ ملایم
متنبہ کرنا ضروریات سے ہے - کیونکہ اس سے ایک تو تم حکم حکام اعلے پورا کرتے
ہو - جنھون نے بذریعہ سرکلرات یہ ہدایت کی ہے - کہ اگر کوئی حاکم اُن لوگون سے
جن سے اُنکو اپنے ادائے فرایض منصبی مین کام پڑتا ہے - بدزبانی سے پیش آوے گا -

تو وہ مستوجب موقوفی ہوگا - اور پھر بد کلامی سے کسقدر نتایج بد پیدا ہوتے ہین - کئی
شخص سخت کلامی سے اپنی جان تک ضایع کر چکے - اور پھر ملایم مزاجی سے تم ہر دل عزیز
دنیا اور حکام ہو جاتے ہو - اور اجر اُس کا تم اپنے خالق حقیقی سے پا سکتے ہو - اور پھر
اپنے ماتحتوں کی طرف خیال کرو - کہ اگرچہ وہ تمہاری بد کلامی کی کھلی شکایت نہ کرین -
اور اپنے ماتحت ہونے کے سبب سے وہ برداشت کرین - مگر یہ امر جبتک ہی تم روک
سکتے ہو - جبتک وہ دفتر یا عدالت مین ہین - بطور خانگی یا بروقت ملاقات دیگر کام
اُن سے یہ آشکارا ہو جاتا ہے - جس سے بھی ایک دن تمکو ذلت نصیب ہوتی ہے -
اور پھر تمکو عادت بد کلامی لاحق ہو جاتی ہے - جس کا دور کرنا تمہارے اختیار سے نکل جاتا
ہے - غرض اپنے ماتحتون سے بھی بزبان ملایم پیش آنا ہی بہتر ہے - سوم - حاکم
کا دل کس طرح کا ہونا چاہیے - قانون موجودہ حال کے رو سے فیصلہ شہادت مقدمہ اور
خیالات اور اثبات پر منحصر ہے - نہ کہ حاکم کے اپنے ذاتی اور ناجائز خیالات پر اس لئے
حاکم کا دل قبل سماعت مقدمہ کے مثل کاغذ سفید کے ہونا چاہیے - اور اُسپر وہ ہی نقش
پڑین - جو عدالت مین باضابطہ پیش ہون - نہ وہ جو بے ضابطہ حاکم کو درپردہ یا اپنے مشاہدہ
سے حاصل ہوئے ہون - درپردہ حاصل ہونے سے میری یہ مراد ہے - کہ جیسے بعض ذی رتبہ
یا کم رتبہ لوگ کسی خاص غرض سے بعض حاکمان کے مکان پر درپردہ ذکر اُس مقدمہ کا
سنا کر یہ چاہتے ہین کہ وہ مقدمہ اس طرح پر فیصلہ ہو - یا وہ یہ کہتے ہین - کہ یہ جھوٹا مقدمہ ہے
یا سچا مقدمہ ہے - مگر اُن مین یہ جرات نہین ہوتی - کہ وہ باضابطہ عدالت مین حاضر ہو کر
شہادت دین - اور اُس کی راستی محک سوالات جرح سے پرکھی جاوے - اور وہ اشخاص
اگر دراصل پوچھو تو کسی نہ کسی شخص کے طرفدار ہوتے ہین - یا کسی کے کہنے پر سفارش کرتے
ہین - یا خود کسی غیر صحیح طرح سے اُس مقدمہ سے غرض رکھتے ہین - یا اُس مقدمہ کے فیصلہ
اُن کی مرضی کے مطابق ہونے سے اُنکو کسی قسم کی نظیر حاصل ہوتی ہے - یا کچھ فائدہ اُنکو

حاصل ہوتا ہے - یا جیسے بعض اشخاص جو بظاہر سفید پوش ہین اور اندر سے بوسیدہ ہین
وہ ایسی سفارشون سے فائدہ زر حاصل کرتے ہین - غرض ایسے ایسے بیان کا نقش دل
حکام پر ہونا باعث مضرت ہے - اور دوسرے اپنے علم ذاتی کو بھی پہلے سے اپنے کاغذ
سفید دل پر نقش نہ کرنا چاہیئے - مثلاً ایک شخص کو تم پہلے سے جانتے ہو - کہ بدمعاش یا
بدچلن ہے تو قبل شروع شہادت اس خیال کا نقش تمہارے دل پر نہ ہونا چاہیئے - کیونکہ
اگر تم نے ایسا نقش پہلے کر لیا - تو تم بلا غور و توجہ شہادت کے اُس کو ملزم قرار دو گے -
حالانکہ چاہیئے یہ کہ تم شہادت ایسی غور سے سنو اور وزن کرو - کہ جس سے تمہارا فیصلہ بے
رو رعایت ہو - ہان جب شہادت سے تمہاری تسلی ہو گئی - کہ واقعی وہ شخص ایسا
ہے - اور اُس نے ایسا کیا ہے - تب تو اپنے علم کو وزن مین لانا ممنوع نہین ہے -
تیسرے اپنے مشاہدات کو کام مین لانے سے پہلے بہت تامل اور غور کرو - اور اُس
صورت مین بھی پہلے شہادت موجودہ کو وزن مناسب دو - کیونکہ بالفرض تم نے کچھ
واقعہ بچشم خود دیکھا ہے - اور اُسپر تمکو یقین ہو گیا ہے - تو بھی اُسپر پورا یقین کر لینا نہ چاہیئے
کیونکہ شاید وقت مشاہدہ تم نے پوری غور نہ کی ہو - سرسری طور پر کچھ دیکھا جو اکثر غلطی
نظر و غلطی خیالات سے غلط ہو - اور سوائے اس کے اس مقدمہ مین تم بطور گواہ کے
نہین گذرتے - اور نہ تم سے سوالات جرح کئے جاتے ہین - جس سے امتحان تمہاری
شہادت کا ہو - اور نہ تمکو حلف دیا جاتا ہے - کہ جس سے راستی کی طرف طبیعت خوف
حلف سے رجوع کرتی ہے - غرض در پردہ بیانات اور اپنے علم ذاتی و مشاہدات
کو سوائے بعض خاص حالات مقدمہ کے کام مین لانے سے پہلے بہت غور کرنا چاہیئے -
اور حتی المقدور اُسپر عمل کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے ٭

حکام کو اپنی ذمہ واریون اور اُن جرائم کو جو اُن پر عائد ہو سکتے ہین ہر وقت پیش نظر
رکھنا چاہیئے - جیسے زمانہ شاہان سلف کی مثال ہے - کہ وہ اپنے تخت کے بالمقابل اپنی

قبر کھدوائے اور بنائے رکھتے تاکہ ہمیشہ خیال رہے۔ کہ ہمین نے مرنا ہے اور اس قبر مین پڑنا ہے۔ تاکہ اُس سے کوئی بے انصافی نہو۔ مثلاً کل باب تعزیرات ہند متعلق ملازمان زیر نگاہ رہے۔ اور خصوص دفعہ ۱۶۱ جس مین تشریح بابہ الاخذ کی گئی ہے۔ یعنے رشوت جس سے نہ صرف مراد زر لینے کی ہے۔ بلکہ ہر قسم کی اشیاء وغیرہ سے جس سے کسی قسم کا حظ پیدا ہووے۔ یہان تک مثلاً دستہ پھول لینا۔ ڈالی لینا یا کسی کو سفارش کرکے کسی اہل مقدمہ سے نوکری دلانا وغیرہ وغیرہ اور پھر خاصکر دفعہ ۲۱۹ تعزیرات ہند زیر نظر رہنی چاہئے۔ جس مین فیصلہ یا رپورٹ وغیرہ بدنیتی یا رشوت ستانی سے کرنیکی سزا وغیرہ ہے۔ اگرچہ میری مراد اس سے یہ نہین ہے۔ کہ آدمی ایسا ہو جاوے جس سے وہ فیصلہ مین غلط رائے نہ دیوے۔ بلکہ جو امر وہ نیک نیتی سے کرے۔ وہ کبھی اُس کو ملزم قرار نہین دے سکتا۔ چنانچہ ایکٹ نمبر ۱۸ سنہ ۱۸۵۰ء حکام کے بچاؤ کے لئے موجود ہے جس کے رو سے اُنپر کوئی شخص عدالت دیوانی مین نالش نہین کر سکتا۔ یعنے ایسے افعال کی بابت جو وہ نیک نیتی سے ادائے فرائض مین کرین خواہ اُن کے اختیارات سے بھی وہ باہر ہون ✤

کمیشن منصف یا سرپنچ خاص اشخاص کو مقرر کرنے سے پرہیز

اس سے مراد یہ ہے۔ کہ اکثر حکام جو ہر دل عزیز ہوتے ہین۔ اُن کے پاس کئی اشخاص سفید پوش جن کا گزارہ کم ہے۔ یا پنشن قلیل ہے۔ یا بظاہر بھلے مانس اور اندر سے شیطان ہین۔ یا کمرا پنچ بنے پھرتے ہین۔ اکثر آموجود ہوتے ہین۔ اور اکثر خوشامد آمیز باتین کرنے اور اُن کا پنچ کا کام کرنے مین مدد دینے لگتے ہین۔ اور کبھی کبھی طرح طرح سے جب حکام کو خوش دیکھتے ہین۔ تو جتا دیتے ہین۔ کہ کبھی کوئی کمیشن ہمکو

فرما دیا کیجیے۔ جس سے ہمارا پیسہ آجایا کرے۔ یا جب کبھی جیسے بعض حالت مین آپکو
فریقین ثالث مقرر کر دینے کا اختیار دیتے ہین۔ یا جیسے بعض صورت مین عدالت
کو سرپنچ یا ثالث مقرر کرنے کا اختیار حاصل ہے ایسے موقعہ پر ثالث یا سرپنچ فرما دیا
کیجیے۔ جس سے ہماری پرورش ہوجایا کرے۔ یا کسی فوجداری مقدمہ مین اہل جیوری
مقرر فرمایا کیجیے تو ہم کو بھی یاد کر لیا کیجیے۔ یا فہرست اسیسران مین ہمارا نام بھی درج
فرما دیجیے۔ وغیرہ وغیرہ۔ تو ایسی صورت مین حاکم کو بہت غور و تامل کرنا چاہیے۔ کیونکہ
اکثر ایسے اشخاص [illegible] خوشامدی ہوتے ہین۔ اصلیت و راستی اُن مین کم ہوتی ہے
اگر میری رائے لیجیے۔ تو وہ یہ ہے۔ کہ ایسے اشخاص کی صحبت سے پرہیز کرنی چاہیے۔ اور
انکو ایسے کامون مین دخل نہ دینا چاہیے۔ کیونکہ اس سے بہت نقصان عزت ہوتا
ہے ایک تو ایسے اشخاص جب تم سے رسائی حاصل کرتے ہین۔ تو وہ دُنیا مین اس امر کو
بُری طرح سے مشتہر کرتے پھرتے ہین۔ کہ اجی فلان حاکم اپنا دوست ہے۔ اُس سے جو کچھ
ہم کہین گے۔ کر لینگے۔ اور اس طرح سے تمہارے نام سے رشوت تک لینے لگجاتے
ہین۔ جس کا تم کو علم ہی نہین ہوتا۔ مگر حکام اعلےٰ تک وہ امر معلوم ہوجاتا ہے۔ اور پھر
غور کرو کہ کمیشن تو جب جاری ہوسکتی ہے۔ جب ایک مقدمہ مین ملاحظہ موقعہ یا پڑتال
حساب ایسی ضروری ہے کہ تمکو اسقدر فرصت نہین۔ کہ تم خود کر سکو۔ مگر جب تمکو خیال
پرورش دوسرون کا پڑجاتا ہے۔ تو تم خواہ مخواہ بہت سے مقدمات مین بے فائدہ خلاف
قانون کمیشن مقرر کرنے لگجاتے ہو۔ جس سے ایک تو خلاف انصاف ہے۔ اور دوسرا
تمہاری بدنامی کا باعث ہے۔ اور خلقت سے غیر ضروری خرچ کرانے سے تم ظالم بنتے ہو۔

تمام شد

THIS BOOK IS DEDICATED,

WITH HIS HONOUR'S SPECIAL PERMISSION

TO

HON'BLE SIR JAMES BROADWOOD LYALL,

G. C. I. E., K. C. S. I.,

LATE LIEUT.-GOVERNOR

of the

PUNJAB AND ITS DEPENDENCIES,

By one of his humblest admirers, the author, who, from the very day that he had the good fortune of becoming acquainted with His Honour, being anxious of finding some means of expressing his deep sense of admiration and reverence for His Honour's most amiable character, love of education, wisdom, truth and justice, care of the afflicted and the poor, universal sympathy, could not find any better means of giving vent to his humble gratitude, than by laying at the altar of His Honour's appreciation the product of his long-labour and meditation.

HADI-E-WUKALA

OR

(GUIDE TO PRACTITIONERS-IN-LAW).

BY

KHAN BAHADOOR SHEIKH NANAK BAKHSH,

Senior Native Practising Pleader in the Chief Court, Punjab.

Fellow, Syndic, and an Examiner in Law
of the Punjab University;

Notary Public for the Lahore District;

Vice-President of the Lahore Municipal Committee;

Fellow and Executive Member of the Punjab Association;

President of the Mohammadan Central
Association Punjab Lahore;

Managing Member of the Punjab Public Library;

Executive Member of the Lady Aitchison Female Hospital;

&c., &c., &c., &c.

Lahore:

PRINTED AT THE VICTORIA PRESS.

By Shah ood-Din, Manager.

1892.

First Edition. *Price Rs. 1-8-0.*